

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْكُمْ رُسُلًا قَدْ جَاءَهُمْ بَيِّنَاتٌ إِلَّا قَالُوا سِحْرٌ قَدِيمٌ

الاستبصار

فِيمَا اختلف من الأخبار

جلد ۱

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن

بالمعروف شیخ الطائفة طوسی

محقق
شیخ علی اکبر الغفاری

علامہ شیخ محمد علی فاضل

علامہ محمد تقی فاضل

باز
سبیل سائنس

پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الامام الرضا علیه السلام :

رَحِمَ اللّٰهُ عَبْدًا اَحْيَا اَمْرَنَا، [قال الراوى:] فَقُلْتُ لَهُ:
فَكَيْفَ يُحْيِي اَمْرَكُمْ؟ قَالَ: يَتَعَلَّمُ عُلُومَنَا و يُعَلِّمُهَا النَّاسَ،
فَإِنَّ النَّاسَ لَوْ عَلِمُوا مَحَاسِنَ كَلَامِنَا لَاتَّبَعُونَا.

خدا اس شخص پر رحم کرے جو ہمارے امر کو زندہ کرتا ہے۔ پوچھا گیا: آپ
کے امر کو کیسے زندہ کیا جاسکتا ہے؟ فرمایا: ہمارے علوم سیکھنا اور دوسروں کو
ان کی تعلیم دینا ہمارے امر کو زندہ کرنا ہے۔ اگر لوگ ہمارے کلام کے محاسن
جان جائیں تو یقیناً ہماری اتباع کرنے لگیں گے۔

(عیون اخبار الرضا: ج 1 ص 307)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْإِسْتِصْصَاءُ

فِيمَا اُخْتَلَفَ مِنَ الْأَخْبَارِ

تأليف

شيخ الطائفة أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي

تحقيق

آيت الله على أكبر الغفاري

ترجمه

حضرت علامہ الشیخ محمد علی فاضل مدظلہ العالی

حجتہ الاسلام علامہ محمد تقی فاضل

مشخصات کتاب

الاستبصار فيما اختلف من الاخبار (جلدا	نام کتاب:
شیخ الطائفه ابی جعفر محمد بن الحسن الطوسی	تالیف:
آیت اللہ علی اکبر الغفاری	تحقیق:
علامہ محمد علی فاضل، علامہ محمد تقی فاضل	مترجم:
محمد کاظم علی فاضل	کمپوزنگ:
محرم ۲۰۲۰ء	تاریخ اشاعت:
۱۱۰۰	تعداد:
۱۵۰۰/-	ہدیہ:



SABEEL E SAKINA

Courtesy of Islamic Research Centre Karachi
All rights reserved. This book or any portion
thereof may not be reproduced or used in
manner whatsoever without the express written
permission of the publisher except for the
use of brief quotations in a book review.

ST-1-B, Block 6, Federal 'B' Area,
Karachi (75250) Pakistan

+92 (0) 333 3589 401

Office No. F-28 Al-Latif Center,

Main Boulevard-Gulberg, Lahore - Pakistan

92 (0) 321 4664 333

WWW.ZIARAAL.COM

whatsapp: +92 333 3589 401 | fb: onlinebookstore

whatsapp online bookstore
+92 (0) 348 8640 778

انتساب

ادارہ کتاب ”الاستبصار“ کی پہلی جلد کی اشاعت باحسن تکمیل پر بارگاہِ الہی میں سجدہ ریز اور بارگاہِ حضرت حجت عجل اللہ تعالیٰ فرجہ شریف میں بصد ادب و احترام سجدہ شکر بجالاتے ہوئے اس حقیر سی کاوش کا اجر و ثواب علمائے مسلک امامیہ اثنا عشریہ بالخصوص عالم بے بدل محترم علامہ طالب جوہری نجفی اعلیٰ اللہ مقامہ کی لاریب خدمات کے نام کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ مترجم

تمام تعریفیں اس خدائے لم یزل کے لئے ہیں اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔ اور درود و سلام ہو اس کے آخری نبی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پاک ائمہ اطہار علیہم السلام اور آپ کے برگزیدہ اصحاب پر اور آپ کی آل کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ اور تمام انبیاء و ملائکہ کی تاقیامت لعنت ہو۔

شیخ طوسیؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ میرے لئے یہ اعزاز کی بات ہے کہ اس شخصیت کی اس عظیم کتاب کا ترجمہ مجھ ناچیز کو حاصل ہوا ہے۔ جس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس سلسلے میں میری سرپرستی اور حوصلہ افزائی میرے والد محترم حضرت علامہ محمد علی فاضل مدظلہ العالی نے فرمائی جس پر میں ان کا تہ دل سے ممنون اور مشکور ہوں اور ان کی تربیت اور حوصلہ افزائی کی بدولت میں یہ خطیر فریضہ انجام دے سکا۔ اس حوالے سے اپنے چھوٹے پیارے بھائی محمد کاظم فاضل کا شکر یہ ادا نہ کرنا زیادتی ہوگی کہ جن کی وجہ سے کتاب کے فنی اور تکنیکی مراحل خوش اسلوبی سے انجام پائے۔ نیز میں ادارہ سہیل سکیٹ (س) کا بھی نہایت شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری قبول کر کے میری خلش دور کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان تمام بزرگان اور احباب کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ آمین بحق چہارہ معصومین علیہم السلام۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس عمل خیر کو جلد سے جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد تقی فاضل

جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام راجن پور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریظ: حضرت علامہ الشیخ محمد علی فاضل دامت برکاتہ

کتب اربعہ کے معنی ہیں چار کتابیں۔

کتب اہل بیت میں فقہی احادیث پر مشتمل چار کتابیں ہیں اور ان کے لکھنے والے تین بزرگوار علماء ہیں، جن کے اسما گرامی ”محمد“ اور کنیت ”ابو جعفر“ ہے اور اصطلاح میں انہیں ”محمدون ثلاث“ کہا جاتا ہے:

۱۔ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلمینی رحمہ اللہ علیہ صاحب کتاب ”الکافی“

۲۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی المعروف شیخ صدوق رحمہ اللہ علیہ صاحب کتاب ”من لایحضرہ الفقیہ“

۳۔ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی رحمہ اللہ علیہ صاحب کتاب ”تہذیب الاحکام فی شرح المقننہ“ و کتاب ”الاستبصار فیما

اختلف من الاخبار“

ان دونوں کتابوں کے لکھنے والے ابو جعفر محمد بن حسن طوسی ہیں، جن کا لقب ”شیخ“ بھی ہے اور ”شیخ الطائفہ“ بھی ہے، جن کی ولادت باسعادت ماہ رمضان المبارک ۳۸۵ ہجری میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کا کافی حصہ اپنے شہر طوس میں حاصل کیا اور یہ شہر چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں ایک اہم علمی مرکز شمار ہوتا تھا۔

شیخ الطائفہ کا دور، عراق اور ایران پر ”آل بویہ“ کی حکومت کا دور تھا اور عباسی خلیفہ ”القائم ہامر اللہ“ (۳۲۲ تا ۳۶۷) نے سرکاری طور پر علم کلام کی تدریس کا عہدہ آپ کے سپرد کیا اور آپ ”شیخ“ سے ”شیخ الطائفہ“ کے منصب پر فائز ہوئے اور عراق و ایران میں آپ کو شہرت تامہ حاصل ہوئی اور آپ کے حلقہ درس میں تین سو سے زائد دانشمند گرامیہ، شریک ہوا کرتے تھے جن کا تعلق مختلف مذاہب سے تھا، آپ کی علمی عظمت کو چار چاند لگ گئے، لیکن دل کے اندھے آپ کے مخالفین کو، آپ کی یہ عظمت ایک آنکھ نہ بھائی اور انہوں نے کچھ معاندین کو آپ کے خلاف بھڑکایا اور انہوں نے خلیفہ کے پاس جا کر ان کی شکایت کی کہ جناب شیخ صحابہ کے خلاف گستاخی کرتے ہیں، لیکن شیخ الطائفہ نے اس سازش کو اپنی حکمت عملی سے ناکام بنا دیا، ۴۳۷ ہجری میں پہلا سلجوقی بادشاہ بغداد میں آیا اور اس نے متعصب افراد کو شیعوں کے خلاف بھڑکایا جس کی وجہ سے انہوں نے کئی بار آپ کے گھر پر حملے کیے، اور شیعہ علمی شخصیت بنام ”عبد اللہ جذاب“ کو جناب شیخ طوسی کے گھر کے سامنے قتل کر دیا اور ساتھ ہی ایک اہم ترین شیعہ لائبریری کو بھی

نذر آتش کرو یا، جس کا سنگ بنیاد بہاؤ الدولہ دہلوی کے وزیر ابو نصر شاپور بن ارد شیر کے حکم سے ۳۸۱ ہجری میں رکھا گیا تھا، بالآخر ۴۳۸ ہجری میں بغداد کے حملہ کرخ میں جناب شیخ طوسی کے گھر پر دھاوا بول دیا اور گھر میں موجود تمام اثاثہ جات کو لوٹ لیا اور پھر ان کے ذاتی کتاب خانہ کو بھی آگ لگا دی جس میں نہایت ہی قیمتی اور نادر و نایاب قسم کی لاکھوں کتابیں موجود تھیں۔

انجام کار شیخ الطائفہ درہناک مصائب برداشت کرنے کے بعد ترک وطن پر مجبور ہو گئے اور بغداد سے نجف اشرف کی طرف ہجرت اختیار کی اور اس وقت نجف اشرف کی طرف بہت کم لوگوں کی توجہ تھی۔

چنانچہ جب آپ ۴۳۸ ہجری میں نجف اشرف تشریف لے آئے اور حوزہ علمیہ کی بنیاد ڈالی اور ۴۶۰ ہجری میں، وہیں پر ہی آپ کی وفات ہوئی، اس وقت تک نجف اشرف ایک شیعہ علمی مرکز اور مقام امن کی صورت اختیار کر چکا تھا اور تب سے اب تک یہ حوزہ علمیہ ہزار ہا باوقار علماء اور مجتہدین عالم اسلام کو پیش کر چکا ہے اور ان شاء اللہ العزیز ستا قیامت کرتا رہے گا۔

آخر کار ۴۶۰ ہجری میں شیخ الطائفہ کی نجف اشرف میں وفات ہوئی اور ان کی میت کو انہی کی وصیت کے مطابق ان کے گھر میں دفن کیا گیا اور یہ گھر بعد میں درس و تدریس اور نماز جماعت کے لیے ”مسجد شیخ طوسی“ کے نام سے موسوم کیا گیا اور تب سے اب تک اس مقدس مقام سے اسی طرح کا استفادہ کیا جا رہا ہے اور اس گھر میں گرانقدر علماء و مراجع مثلاً صاحب جواہر الکلام شیخ محمد حسن صاحب کتاب الاصول آخوند خراسانی، شیخ شریعت اصفہانی، شیخ ضیاء الدین عراقی اور بہت سے دیگر بزرگ علماء شیخ طوسی کے مدفن سے بطور تبرک اس مسجد میں طلباء کرام کی تدریس و تربیت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مرحوم شیخ طوسی کی دو کتابیں ”کتاب اربعہ“ میں شامل ہیں: پہلی ”تہذیب الادکام“ ہے، کافی اور من المنکر و المفقر کے بعد اسے شمار کیا جاتا ہے اور دوسری کتاب ”الاستبصار فیما اختلف من الاخبار“ ہے، جسے کتب اربعہ میں چوتھا مقام حاصل ہے، اور اسے بھی ”تہذیب الادکام“ کی مانند قیمتی روایات سے مختص کیا گیا ہے۔

”الاستبصار فیما اختلف من الاخبار“ کے بارے میں

شیخ الطائفہ شیخ طوسی نے ”الاستبصار“ کو تین جلدوں میں جمع کیا، پہلی اور دوسری جلد ”عبادات“ سے متعلق ہیں، اور تیسری کا تعلق ”منکر و مفقر و ایتھات“ اور دوسرے فقہی ابواب سے ہے، لیکن موجود ایڈیشن میں اس کتاب کو چار جلدوں میں شائع کیا گیا ہے، اور مولف کی تعداد شمار کے مطابق اس کے نو سو پچیس (۹۳۵) باب اور پانچ ہزار پانچ سو گیارہ (۵۵۱۱) روایات ہیں۔

شیخ طوسی کے اس کتاب کے مقدمہ سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب ”تہذیب الادکام“ کے نکلنے کے بعد بعض علماء کے تقاضوں کے پیش نظر کتاب ”الاستبصار“ کو اس کی تخلص کی صورت میں مرتب کیا۔

کتاب الاستبصار کے مقدمہ سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب تہذیب الادکام حضرت مولف عام کی زندگی ہی میں بزرگ علماء کی توجہ کامرکز بن گئی تھی اور انہوں نے اس کتاب کا اچھے انداز میں استقبال کیا اور کئی بزرگ علماء نے تقاضا کیا کہ کتاب ”الاستبصار“ میں پیشہ مخالف روایات کو نکالا جائے۔ اسی لیے کتاب کا نام ”الاستبصار فیما اختلف من الاخبار“ رکھا گیا، جس کا معنی ہے: ”متعارف

اور مخالف اخبار و روایات کے بارے میں بصیرت دی جائے۔

نیز شیخ طوسی سے پہلے مختلف اور متعارض روایات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اچھا نتیجہ حاصل کرنے کا طریقہ مزوج نہیں تھا اور جناب شیخ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی سوچ کے مطابق اس طریقہ کو رائج کیا۔

اس کتاب کے اردو میں ترجمہ کا شرف جتہ الاسلام مولانا محمد تقی فاضل نے حاصل کیا ہے جو حوزہ علمیہ قم کے فارغ التحصیل ہیں اور اس وقت جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے پرنسپل کی حیثیت سے تدریسی فرائض انجام دے رہے ہیں اور اسے شائع کرنے کا شرف ادارہ سبیل سکینز (ع) کو حاصل ہو رہا ہے، دعا ہے کہ خداوند عالم مصنف، مترجم اور ناشر کو جزائے خیر عطا کرے۔ آمین بحق آل طہ و عیسیٰ۔

دعا گو محمد علی فاضل

۱۱/ ذی القعدہ ۱۴۳۱ھ

روز ولادت حضرت علی بن موسی الرضا علیہ السلام

مشہد مقدس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقدمہ صحیح محقق علی اکبر غفاری

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کے حکم کی نافرمانی اور افعال کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا اور وہ ایسا پاک اور بلند مرتبہ حاکم ہے کہ تمام امور کی ابتداء، اختتام اور مدت اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے کوئی بھی چیز نہ اپنے وقت سے آگے پیچھے ہوتی ہے اور نہ ہی اپنی جگہ سے ادھر ادھر ہوتی ہے۔

اور درود و سلام ہو اس کے نبی حضرت محمد ﷺ پر جنہوں نے کائنات کو نور اور ہدایت سے بھر دیا اور حق کے قوانین پائمال ہونے کے بعد انہیں زندہ کیا۔ نیز درود و سلام ہو آنحضرت کی آل اور اوصیاء پر جنہوں نے اس با عظمت مکمل دین کو زندہ رکھنے کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ اس دین پر چلنے کا واضح راستہ دکھایا، اس کی سنت کو بلند رکھنے کے لئے ستون کھڑے کئے اور عبادتوں کے ساتھ پاکیزگی کا شعار اپنایا۔

کچھ مؤلف علیہ الرحمہ کے بارے میں

علامہ حنفی اپنی رجال کی کتاب میں رقم طراز ہیں "شیخ امامیہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی قدس اللہ روحہ۔ کتب امامیہ کے بزرگ اور اس کتب کے علماء کے سردار ہیں

جلیل القدر، بلند مرتبہ، قابل اعتماد، انتہائی سچے، علم حدیث، علم رجال، علم فقہ، علم اصول فقہ، علم کلام اور ادب کے ماہر عالم، تمام فضائل کی حامل شخصیت ہیں اور اذین اسلام کے ہر فن کے مصنوع پر کتابیں تصنیف کی ہیں اور اصول اور فروع دین میں عقائد کو زندہ اور انحرافات سے پاک کرنے والے اور علم و عمل کے میدان میں ذاتی کمالات سے مرصع تھے اور آپ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ محمد بن محمد بن نعمان کے شاگرد تھے۔"

عالم ربانی سید بحر العلوم طباطبائیؒ نے بھی ان کی شان میں فرمایا ہے "اتمہ معصومین علیہم السلام کے بعد کتب جعفریہ کے پیشوا اور دین و مذہب سے متعلقہ ہر معاملے میں شیعہ امامیہ کے ستون ہیں، اصول و فروع دین کو زندہ کرنے والے اور علم معقول اور علم منقول کو زندہ سے پاک سے پاک کرنے والے اور شیخ الطائفہ علی الاطلاق ہیں۔ رئیس کتب ایسے کہ تمام ان کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ اسلام کے تمام علوم میں قلم فرمائی کی ہے اور ان تمام علوم میں آپ پیشوا اور رہنما ہیں۔"

نیز کتب تراجم (شخصیت شناسی) کے مطابق "آپ عالم، عامل، محبوب، شریف، ذہین، فطین، صائب الرائی، معزز، بیدار معزز، باخبر، فقیہ، مفسر، تمام شرعی اور دینی علوم میں قبح، خواہشات انسانی اور بے ہودہ خیالات سے دور تھے۔ آپ قرآن و سنت اور روایت الحدیث (حدیث کی عقلی سمجھ بوجھ) کے ماہر تھے۔ پوشیدہ اور گنگناک نکات تک بہت جلد اور نہایت تیزی سے پہنچ جاتے۔ آپ کا علم اور فتاہت میں کوئی ثانی نہیں تھا۔ علماء امامیہ میں آپ کے پاسے اور فقہاء میں آپ کی برابر کا کوئی نہیں تھا۔"

آپ ماہر رمضان المبارک ۳۸۵ ہجری کو طوس میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ہی مفید علم کے حصول، قابل تعریف مفاخر تک رسائی اور مکمل پاکیزگی کے حصول اور بلند پایہ مقام کے حصول میں ہی مصروف ہو گئے۔ پھر جب آپ ۲۳ برس کے ہو گئے تو ۳۰۸ ہجری کو آپ بغداد میں موجود بزرگان کی زیارت اور آباد مکتبوں (لائبریریوں) بطور مثال بہاء الدولہ آل بویہ کے وزیر شاپور بن اردشیر کے مکتبہ کی کھوج میں بغداد روانہ ہو گئے اور اس وقت مکتب جعفریہ کے زعمیم اور بزرگ شیخ مفید رضوان اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ آپ ان کے عظیم مدرسہ میں داخل ہو گئے اور شیخ مفید نے بھی کھلے دل سے آپ کو خوش آمدید کہا اور اپنے خوش چینیوں میں شامل کر لیا۔ پس شیخ طوسی بھی اپنے استاد کے ساتھ بالکل سائے کی طرح رہے اور ان کے کسی بھی کلاس درس سے غیر حاضر نہیں ہوتے تھے۔ اسی اثناء میں آپ نے کتاب "تہذیب الاحکام" کی تالیف بھی شروع کر دی مگر اپنی علمی پیاس بجھانے اور ان کے بیٹھے سرچشمہ سے سیراب ہونے اور ان کے نور سے روشنی حاصل کرنے اپنے روحانی تسکین کے لئے اپنے استاد کے محفل درس میں بھی برابر حاضر ہوتے رہے۔ آپ کے بغداد پہنچنے کے صرف پانچ سال بعد ستائیس رمضان المبارک ۴۱۳ ہجری کو آپ کے استاد رحمۃ اللہ علیہ دارقانی کو وصال کر گئے اور آپ کو یہ ناگوار بات سن کر صبر کرنا پڑا۔ جس کے بعد مکتب جعفریہ کی دینی و مذہبی زعامت علم الہدیٰ پر ہم ہدایت "سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے دوش پر عائد ہوئی۔ ایسے عالم ربانی کہ جن کی طینت و حق کے پانی گندھی تھی اور سرشت رسالت کے چشمہ سے سیراب ہوئی تھی۔ تو شیخ طوسی نے بھی ان کا رخ کیا اور ان کے ساتھ ملحق ہو گئے اور ان کے انوار سے روشنی حاصل کرنے لگے اور ان کے علمی چشمہ سے سیراب ہونے لگے اور ان کے بحر علم سے مستفید ہونے لگے اور سید مرتضیٰ نے بھی تقریباً ستیس ۲۳ برس تک آپ پر اپنا علم و فضل نچھاور کرتے رہے جس سے آپ کی علمی اور فکری سطح پروان چڑھی۔ شیخ طوسی اگرچہ اہل علم و معرفت سے ملاقات اور ان کے حضور سے فیضیاب ہونے کے پابند تھے مگر آپ نے سید مرتضیٰ کے محفل درس کو بھی کبھی نہیں چھوڑا تھا بلکہ ہمیشہ ان کے ہمراہ رہے۔ اور سید کی بھی آپ پر خصوصی شفقت رہی اور آپ کی تعلیم و تربیت کو خصوصی اہتمام کیا اور اپنے باقی شاگردوں کی بہ نسبت آپ پر خصوصی توجہ دی اور شیخ "بھی ہمیشہ آپ کے ساتھ ساتھ رہے اور آپ کے چشمہ علم سے سیراب ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ کے استاد سید مرتضیٰ ۲۵ ربیع الاول ۲۳۶ھ کو دارقانی سے وصال کر کے خالق حقیقی سے جا ملے جن کے بعد ملت جعفریہ کی دینی زعامت اور مذہبی سرپرستی مستقل طور پر آپ کے سپرد ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک اکاون (۵۱) برس تھی۔ اور آپ نے بھی نہایت سنجیدگی اور تقویٰ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے افتاء (فتویٰ دینے) اور تدریس کی ذمہ داری سنبھالی اور محض رضائے خدا اور جزائے خیر کی خواہش اور ثواب عظیم کی طلب حمایت دین اور احیائے شریعت خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نیز مفسدین کے تباہ کی نابودی کے لئے افادہ شروع کر دیا۔ ایسا مگر نہیں تھا کہ آپ کے اندر حب ریاست ہو، دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے یا لوگوں کو اپنی طرف جذب کرنے کی خواہش ہو مگر نہیں بلکہ دشمن بھی آپ کی عظمت اعلم ہونے پیش رو ہونے کا معترف تھا آپ کے سامنے سر تسلیم خم تھا۔

البتہ آپ کے ہاتھوں میں موجود کتاب "الاستبصار" فقط ان احادیث کے ذکر تک محدود ہے جو کسی موضوع میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ان کو یکجا کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ اور یہ ایسی مفید کتاب ہے جو زمانے کے ماتھے کا جھومر ہے۔ ایسی کتاب نہ اس سے پہلے لکھی گئی ہے اور نہ اس کے بعد لکھی جائے گی۔ اور یہ کتب اربعہ میں سے ایک کتاب ہے کہ جن پر مذہب امامیہ کا دار و مدار ہے۔ اور کوئی بھی فقیہ اور مجتہد اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ اور زمانہ اس جیسی کتاب پیش کرنے سے عاجز ہے۔
آپ رحمۃ اللہ کی رحلت ۱۳۶۰ھ میں ہوئی اور آپ کو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے روضہ اطہر میں دفن کیا گیا۔

علی اکبر غفاری

شوال المکرم ۱۴۱۷ھ

دی ماہ ۸ ۱۳۷۸ ش مطابق ۱۹۹۹ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ مؤلف شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَآلِیِّ الْحَسَنِ وَ مُنْشَقِّهِ، وَ الصَّلٰوةُ عَلٰی خَیْرِ بَشَرٍ مِنْ خَلْقِهِ مُخْتَلِفَةً اِلَيْهِ الطَّاهِرِيْنَ مِنْ عَشْرَتِهِ وَ سَلَّمَ تَسْلِيْمًا
تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جو تعریفوں کا مالک اور حق دار ہے۔ اور بہترین درود و سلام ہوں اللہ کی بہترین مخلوق حضرت
محمد ﷺ اور ان کی پاک آل پر۔

لما بعد جب میں نے دیکھا کہ ہمارے علماء کے ایک گروہ نے ہماری تہذیب الاحکام نامی ضخیم کتاب کا مطالعہ کیا اور اس میں ہماری
جمع کروہ حلال و حرام سے متعلق احادیث کو دیکھا اور اسے اکثر فقہی ابواب کے مسائل پر مشتمل پایا اور یہ دیکھا کہ چند ایک مسائل کے
سوا بزرگان کی کتب احادیث سے اور اصول سے کوئی بھی فقہی باب اس سے چھوٹا ہوا نہیں اور اسے ایسا علمی خزانہ پایا کہ جس سے
مبتدی طالب علم بھی اپنی جھولیاں بھر سکتا ہے، ایک فاضل مجتہد بھی فیضیاب ہو سکتا ہے۔ اور ایک متوسط عالم بھی سیراب
ہو سکتا ہے، کیونکہ ان میں سے ہر کوئی اپنے مطلب کا گوہر نکال سکتا ہے۔ اور اپنا مقصد حاصل کر سکتا ہے۔ تو ان علماء نے اس خواہش

۱ اصل بقول حیدر سہبانی مرحوم وہ کتاب ہے جس میں مصنف نے خود امام علیہ السلام سے بیان کے راوی سے حدیث کو روایت کر کے نقل کیا ہے۔ اور وہ
بہت ہی اہم ہے۔ جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ چار سو کتب ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتب اس سے کہیں زیادہ ہیں البتہ چار سو تو جتنی ہیں شیخ الاسلام علامہ طبری م
۵۳۸ھ اپنی کتاب اعلام اوردی میں لکھتے ہیں کہ چار ہزار مشہور علماء نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ اور آپ کے جوہات سے انہوں نے
چار سو کتابیں تحریر کیں جنہیں اصول کہا جاتا ہے۔ اور جنہیں آپ اور آپ کے فرزند امام موسیٰ کاظم کے شاگردوں نے لکھی ہے۔ اور علامہ محقق علی مرتضیٰ
۱۰۰۰ھ نے اپنی کتاب المعبر میں ۵۰ میں لکھا ہے: "میں نے اس کتاب کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرامین پر مشتمل چار سو کتب اصول سے
لکھا ہے۔" شہید اول نے اپنی کتاب الذکر میں کے مقدمہ کی ساتویں اور آٹھویں قسم میں لکھا ہے "میں نے اس کتاب کو آپ کے چار ہزار شاگردوں میں سے
چار سو مسلمانوں کی چار سو کتب جنہیں "اصول اربعۃ" کہا جاتا ہے تحریر کیا ہے۔" شیخ بہائی کے والد علامہ شیخ حسن بن عبد الصمد نے اپنی کتاب درایہ کے
میں ۳۰ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب کو مختلف علوم کے مسائل پر مشتمل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے جوہات سے تحریر کیا ہے جنہیں
چار سو کتب اربعوں نے چار سو کتابوں کی شکل میں تحریر کیا ہے۔ شہید ثانی نے شرح درایہ میں لکھا ہے کہ حنفیوں کا چار سو مسلمانوں کی چار سو کتابوں پر تصنیف کامل
تھا اور وہ انہی پر اجماع کیا کرتے تھے۔ اور انہیں ہی اصول کہا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی علماء کرام کی اس بارے میں بہت سی باتیں منقول ہیں جنہیں آپ ملاحظہ
سید صدر کی کتاب "تاسیس الشیوخ" اور علامہ شیخ جوت رازی کی کتاب "الذریعہ" میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

کا اظہار فرمایا کہ انہی فقہی ابواب پر مشتمل حدیث کی کوئی ایسی مختصر کتاب ہونی چاہیے کہ جس سے متوسط عالم اپنے علم کیلئے نیز فاضل عالم اور مجتہد اپنی علمی یادداشت کے لئے استفادہ کر سکے، اگرچہ یہ دونوں شخصیات جامع کتب اور احادیث سے مانوس تو ہوتے ہیں لیکن بڑا اوقات وقت کی تنگی کے پیش نظر احادیث اور کتب میں جستجو اور مختلف احادیث پر دستری سے محروم رہ جاتے ہیں، تو اس صورت میں وہ ایسی کتاب سے استفادہ کریں جس میں ہمارے ائمہ علیہم السلام سے مختلف ذرائع سے مروی احادیث موجود ہوں، لہذا اس کتاب سے زیادہ تر فائدہ دہی لوگ اٹھا سکتے ہیں اگرچہ مبتدی بھی اس سے بے بہرہ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے ساتھیوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ ایسی کتاب پر مکمل توجہ دینی چاہیے اور اسی کا گہرا مطالعہ ہونا چاہیے کیونکہ اس میں بہت بڑا نفع اور بہترین تذکرہ ہے۔ اس لیے کہ احادیث اور فقہ میں اس سے پہلے اس طرح کی کوئی کتاب کسی بزرگ نے تحریر نہیں فرمائی تھی۔ اس لئے انہوں نے مجھ سے اس کے خلاصہ اور جمع بندی میں مزید وقت اور توجہ کی درخواست کی اور یہ خواہش کی کہ ہر باب میں پہلے ان احادیث کا ذکر کروں جن کی بنیاد پر میرا فتویٰ ہے۔ پھر اس کے بعد مخالف احادیث کو ذکر کروں اور ان کے درمیان ایسی جمع بندی کروں کہ ممکنہ حد تک اس سے کوئی چیز چھوٹنے نہ پائے۔ اور اس میں بھی اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) جیسا طریقہ اپناؤں وہ اس طرح کہ کتاب کے شروع میں ان تمام قواعد کی طرف اشارہ کروں جن کی بنا پر بعض احادیث کو دوسری احادیث پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ اور جن کی وجہ سے تمام کو چھوڑ کر بعض احادیث پر عمل جائز ہوتا ہے۔ اور میں بھی ان کو نہایت مختصر انداز میں ذکر کرنے والا ہوں۔ اس لئے کہ یہ ان کی تفصیل کا مقام نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قواعد اصول فقہ کے موضوع پر لکھی گئی تفصیلی کتابوں میں مذکور ہیں۔ پس آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ

احادیث کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ متواتر ۲۔ غیر متواتر

پہلی قسم متواتر: وہ حدیث ہے جو یقین کا باعث ہو۔ اور جس کی یہ صورت حال ہو کہ اس کے ساتھ کسی چیز کے اضافہ یا ہٹانے کے بغیر صرف اسی پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اور اس پر کسی دوسری حدیث کوئی ترجیح نہیں دی جا سکتی، اور اس طرح کی احادیث رسول ﷺ و ائمہ علیہم السلام کے بارے میں نہ تو کوئی تعارض^۱ پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی تضاد پایا جاتا ہے۔

دوسری قسم غیر متواتر احادیث کی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم وہ ہے جو یقین کا باعث بنتی ہیں اور یہ ہر وہ حدیث ہے جس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ (نشانی) ملا ہو جو یقین کا باعث بنتا ہو۔ اور اس طرح کی احادیث پر عمل کرنا بھی واجب ہو جاتا ہے، کیونکہ یہ پہلی قسم سے جا کر ملحق ہوتے ہیں۔ اور قرآن (نشانیوں) بہت سی چیزیں ہیں منجملہ یہ کہ

(۱) وہ حدیث عقل اور اس کے عقاضوں کے مین مطابق ہو۔

^۱ تعارض سے مراد احادیث کے بیان کا آپس میں اس طرح کا اختلاف ہے کہ ان میں سے کوئی ایک قابل عمل نہ رہے۔ مزید تفصیل اور وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ کے باب میں بیان ہوگی۔ مترجم

(۲) وہ حدیث یا تو قرآن کے ظاہری معنی اور مقصود کے مطابق ہو یا قرآن کے عام معنی کے مطابق ہو۔ یا پھر دلیل خطاب کے مطابق ہو یا پھر ان تمام کے فوا (مقصود معنی) کے مطابق ہو۔^۱

(۳) وہ حدیث، قطعی اور یقینی سنت (معصومین علیہم السلام) کے مطابق ہو، یا صریح اور واضح طور پر مطابق ہو۔ یا اس پر رہنمائی کرنے والی ہو، یا عام معنی کے مطابق ہو یا پھر اس کے فوا کے مطابق ہو۔

(۴) وہ حدیث اس نظریہ کے مطابق ہو جس پر تمام مسلمانوں کا جماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔

(۵) وہ حدیث اس نظریہ کے مطابق ہو جس پر کتب اہل حق (کتب تشیع) کا جماع اور اتفاق ہو چکا ہے۔

پس یہ سب قرآن ہا معث یقین ہیں اور یہ حدیث کو آحاد (خبر واحد اور غیر متواتر) کی صف سے نکال کر معلوم کی قسم میں داخل کر دیے ہیں۔ اور ان پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔

لیکن حدیث غیر متواتر کی دوسری قسم بھی ہے اور وہ حدیث ہے جو غیر متواتر ہو اور تمام مذکورہ قرآن سے بھی عاری ہو، تو یہی حدیث خبر واحد ہے۔ اور اس پر ایک شرط کے ساتھ عمل کرنا جائز ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ حدیث دوسری کسی بھی حدیث سے متعارض نہ ہو تو اس پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے کیونکہ یہ پھر حدیث کی اس قسم میں شامل ہو جائے گی جسے نقل کرنے میں تمام کا جماع اور اتفاق پایا جاتا ہے۔ مگر یہ کہ اس کے خلاف مجتہدین عظام کے فتاویٰ معلوم ہوں تو اسی بنا پر اس خبر واحد پر عمل کو ترک کر دیا جائے گا۔

اور اگر اس خبر واحد کے مقابلے میں کوئی اور حدیث ہو جو اس سے متعارض ہو تو اس صورت میں دو متعارض میں غور و فکر کرنا لازمی ہے۔ اس صورت میں دونوں احادیث میں سے صرف اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس کی سلسلہ سند میں زیادہ تر راوی عادل ہوں اگر تمام راوی عدالت میں برابر ہوں تو اس حدیث پر عمل کیا جائے گا جس کے راوی تعداد میں زیادہ ہوں۔ اور اگر عدالت اور تعداد میں بھی برابر ہوں اور دونوں ہی مذکورہ قرآن سے عاری ہوں تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ اگر ایک پر عمل کرنے سے دوسری حدیث پر عمل کرنے کا کسی حد تک امکان موجود ہے چاہے کسی طرح کی تاویل کر کے ہی ہو تو اسی حدیث پر عمل کرنا اس دوسری حدیث پر عمل کرنے سے بہتر ہے جس پر عمل کرنے سے پہلی حدیث کو ترک کرنے کا باعث ہو۔ کیونکہ اس پہلی حدیث پر عمل کرنے والا دونوں حدیثوں پر عمل کرنے والے کی طرح ہوگا۔ اور اگر دونوں حدیثیں ہی ایسی ہوں کہ کسی ایک پر عمل کرنا اور دوسری حدیث کی کسی طریقہ سے تاویل کرنا ممکن ہو اگر کسی تاویل کی تائید کسی اور حدیث سے ہو سکتی ہو چاہے صراحت کے ساتھ ہو کسی صورت میں یا تاویل یا لفظی اشاروں سے ہو یا دلالت کے ذریعہ سے ہو لیکن دوسری حدیث تاویل کی صورت میں اس طرح کی تائید سے عاری ہو۔ تو اس پہلی تاویل پر عمل کرنا ضروری ہو گا اور اس تاویل کو چھوڑ دیا جائے گا جس کی تائید اور تصدیق کسی اور حدیث سے نہ ہو سکتی ہو۔ اور اگر دونوں طرح کی تاویلوں کی تائید اور تصدیق کیلئے کوئی اور حدیث یا روایت موجود نہ ہو۔ اور احادیث بھی ایک دوسرے

^۱ تراجم سے مراد مقام عمل میں دو حدیثوں کا اس طرح آنے سے آتا ہے کہ ایک پر عمل کرنے سے دوسری حدیث پر عمل چھوٹ جائے۔ مزید تفصیلات اس باب کے بیان میں آئے گی۔ اللہ اعلم، مترجم

کے مقابلے میں ہوں تو اس صورت میں عمل کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ جس حدیث پر بھی چاہے عمل کرے۔ اور اگر معاملہ اس سے بھی آگے ہو یعنی دو حدیثوں کے متضاد ہونے اور تاویل سے کسی ایک حدیث پر عمل کرنا دوسری حدیث کی تکمیل خلاف ورزی کا باعث بنے تو یہاں بھی عمل کرنے والے کو اختیار حاصل ہے کہ جس حدیث کو بھی درست تسلیم کرتے ہوئے اس پر عمل کرنا چاہیے تو کر سکتا ہے۔ اس صورت میں دو مختلف لوگ جنہوں نے اس طرح کی احادیث کو ماننے ہوئے ایک دوسرے کے برخلاف عمل کیا ہے اور ایک دوسرے سے اختلاف کیا ہے یہ لوگ خطا کار نہیں ہوں گے اور نہ ہی راہ صواب سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ اس لئے کہ معصومین علیہم السلام سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب بھی تمہارے سامنے دو حدیثیں پیش ہوں اور تمہارے پاس ہماری طرف سے ذکر شدہ ایسا ذریعہ باقی نہ رہا ہو جس سے تم ان میں سے کسی ایک کو دوسری پر ترجیح دے سکو تو تم ان میں سے جس پر بھی چاہو عمل کر سکتے ہو۔ اور دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ جب دو بظاہر متعارض حدیثیں سامنے آتی ہیں۔ اور کسی ایک حدیث کے صحیح ہونے یا ترجیح دینے یا دوسری حدیث کے باطل ہونے پر علماء امامیہ کا کوئی اجماع نہ ہو تو گویا ان کا دونوں حدیثوں کے صحیح ہونے پر اجماع ہے تو دونوں حدیثوں کے مطابق عمل کرنا جائز اور صحیح ہو جائے گا۔

آپ بھی جب تشریح میں غور و فکر کریں گے تو آپ بھی تمام احادیث کو انہی مذکورہ اقسام میں سے کسی ایک قسم میں موجود پائیں گے اور ہماری اس کتاب میں بلکہ اس کتاب کے علاوہ حلال و حرام کے فتاویٰ کے متعلق ہماری دیگر کتابوں میں بھی انہی اقسام کو ہی پائیں گے اور اسی تشریح کے مطابق ہی ہمارے عمل کو دیکھیں گے۔ البتہ اس کتاب میں ہم نے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر باب کے شروع میں تو ان احادیث کے متعلق تفصیل بیان نہیں کیا جنہیں ہم نے ترجیح دی ہے اور ان پر عمل کیا ہے لیکن اکثر ابواب میں ہم نے اس کی طرف اشارہ ضرور کر دیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ہم نے گزشتہ بیان کئے ہوئے جملوں پر ہی اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب کی تحریر کا ہدف ہی متواضعی علیہم السلام ہے اور جو اس درجہ پر ہو گا اسے تھوڑے سے غور و فکر سے ہی ہماری مذکورہ وضاحت سمجھ میں آجائے گی۔

اب ہم اپنی کتاب کا آغاز پائیوں اور ان کے مسائل کے تذکرہ اور اس بارے میں احادیث کے اختلاف کے بیان سے شروع کرتے ہیں بالکل اسی طریقہ اور غرض کے مطابق جس کی ہم نے اپنی کتاب ”انہا یہ“ پر عمل بھی کیا ہے اور ذکر بھی کیا ہے۔ اور اللہ ہی صحیح راستے پر چلنے کی توفیق دینے والا ہے۔

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

پانی اور اس کی اقسام کے ابواب

باب 1: پانی کی وہ مقدار جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی

(صحیح) ۱- أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الطُّفَّارِ وَ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى وَ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَنبَارٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ تَبَوُّلٍ فِيهِ الذَّوَابُ وَ تَدَخُّلٍ فِيهِ الْكِلَابُ وَ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْجُنُبُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كَيْفٍ لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ^۱

مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن حسن بن ولید نے اپنے والد سے اس نے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبد اللہ سے اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور حسین بن حسن بن ابان سے اس نے حسین بن سعید سے اس نے ابن ابی عمیر سے اس نے ابویوب سے اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جس میں جانور پیشاب کر جاتے ہیں اور کتے پانی پی جاتے ہیں۔ اور جنابت (کی نجاست) والے افراد اس سے غسل کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”اگر پانی کی مقدار کڑ بچتا ہے تو اسے کوئی بھی چیز نجس نہیں کر سکتی۔“

(صحیح) ۲- وَ بِهَذَا الْإِسْتِثْنَاءِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيْسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَشَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كَيْفٍ لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ^۲

مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسن بن سعید از حماد^۴ بن عیسیٰ از معاویہ بن عمار از امام جعفر صادق علیہ السلام آپ نے فرمایا: ”جب پانی کڑ کی مقدار ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔“

(صحیح) ۳- وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَوْلُونِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْقُفْلِيِّ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ وَ عَمْرِئِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيْسَى جَبِيحًا عَنْ

^۱ خزائن اصل ۱۳۱۱ ہجری قمریہ تھا۔

^۲ (کافی ج ۳ ص ۲- من اللکھنؤ الفقہ ج ۱ ص ۱۲- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۲)

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۲۔

^۴ یعنی ابن عیسیٰ جہنی مؤثق راوی ہے۔

مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ إِذَا كَانَ النَّمَاءُ قَدْرًا كُنَّ لَمْ يُنْجَسْهُ شَيْءٌ.^۱

مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قنویہ سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان اور علی بن ابراہیم سے، انہوں نے علی کے والد ابراہیم سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، سب نے معاویہ بن عمار سے اور معاویہ بن عمار نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خود سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: ”جب پانی کی مقدار کڑھو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔“

(حسن کا تصحیح) ۳-۴۔ فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْقُضَلِيِّ بْنِ شاذَانَ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيظِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: إِذَا كَانَ النَّمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ لَمْ يُنْجَسْهُ شَيْءٌ تَغَشَّغَ فِيهِ إِلَّا أَنْ يَبِيَهُ لَهُ رِيحٌ يَغْلِبُ عَنْ رِيحِ النَّمَاءِ.^۲

البتہ وہ روایت جسے نقل کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن ابی عمیر اور محمد بن اسماعیل سے انہوں نے فضل بن شاذان سے، پھر ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اگر پانی کی مقدار ”راویہ“ سے زیادہ تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی چاہے نجات اس میں پھیل کر پھٹ جائے یا نہ پھٹے مگر یہ کہ اس کی اتنی بدبو پیدا ہو جائے جو پانی کی مہک پر غالب آجائے۔“^۳

فَلَيْسَ يُنْتَابِي مَا قَدْرًا مِنَ الْأَخْبَارِ لِكَيْفَ قَالَ إِذَا كَانَ النَّمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ فَتَبَيَّنَ أَنَّهَا إِشَاءَةٌ تَجْعَلُ نَجَاسَةً إِذَا زَادَ عَنْ الرَّاوِيَةِ وَتِلْكَ الرِّيَاضَةُ فَلَا تَبْتَدِئُ أَنْ يَكُونَ النَّمَاءُ بِهَا مَا يَكُونُ بِهِ تَسَامُ الْكُفْرُ.

تو یہ روایت ہماری بیان کردہ گزشتہ احادیث سے ٹکراؤ نہیں رکھتی۔ کیونکہ اس روایت میں یہ جملہ آیا ہے کہ اگر پانی کی مقدار ”راویہ“ سے زیادہ ہو تو اس سے یہ واضح ہوا کہ جب پانی راویہ سے زیادہ ہو جائے تو وہ نجس نہیں ہوتا۔ اور یہ اس بات سے مانع

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۴۔ یہ دو حدیثیں جو ملاحظہ فرمائیے ہیں درحقیقت خبر واحد ہیں جنہیں دو طریقوں (دو طرح کی اسناد) سے روایت کیا گیا ہے۔ ایک سلسلہ سند ہے حماد بن معاویہ بن عمار اور دوسرا سلسلہ ہے از صفوان، از حماد اور اس حدیث سے اس بات پر استدلال کیا گیا ہے کہ نجات گھٹے پر جب تک کہ پانی میں تہہ ملی نہیں آتی نجس نہیں ہوتا لیکن پانی نجس ہو جاتا ہے چاہے اس کی صفات میں تہہ ملی نہ بھی آئے۔

^۲ کافی ج ۳ ص ۴۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۔

^۳ اس کا مطلب ہے علی بن ابراہیم جبکہ محمد بن ابی عمیر کا نام نسخہ نویسوں یا مؤلف کی طرف سے اضافی ذکر کیا گیا ہے۔

^۴ راویہ، پانی کا بڑا برتن یا دو جانور جس پر پانی کے بڑے مشکیزے لادے جائیں۔ آج کی اصطلاح میں نیٹکر۔

^۵ یعنی اگر پھیل جائے تو وہ نجس طور پر پانی میں سرایت کر چکا ہے جس سے پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر نہ پھیلے تو وہ سرایت نہیں کرے گا جس سے پانی نجس نہیں ہوگا اور نجات کے سرایت نہ کرنے کی صورت میں پانی کے نجس ہو جانے کا نظریہ سبے بنیاد ہے۔ علی اکبر غفاری۔ لیکن مذکورہ سناسات، علمون حدیث سے متصادم ہے اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے اگر پانی کی مقدار راویہ سے زیادہ تو چاہے پانی میں نجات سرایت کر جائے یا نہ کرے پانی نجس نہیں ہوگا۔ مگر یہ کہ پانی صفات میں تہہ ملی واقع ہو۔ مترجم

نہیں ہے کہ اس اضافہ سے مراد اتنی مقدار میں اضافہ ہو کہ مکمل کُرّ کی مقدار تک پہنچ جائے۔

(مرسل) ۵-۵: وَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّعْبَةَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: الْكُرُّ مِنَ النَّهْرِ نَحْوُ حَيْ هَذَا وَأَشَارِلَ حَبِّ مِنْ ثَلَاثِ الْحَبَابِ الَّتِي تَكُونُ بِالْمَدِينَةِ، فَلَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ الْحَبُّ يَسْمُ مِنَ النَّهْرِ وَقَدَارُ الْكُرِّ وَ لَيْسَ هَذَا بِبَعِيدٍ.

پھر روایت بھی جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”پانی کا کُرّ میرے اس گھڑے جتنا ہوتا ہے۔“ اور ساتھ ہی آپ نے اپنے دست مبارک سے مدینہ میں موجود گھڑوں میں سے ایک گھڑے کی طرف اشارہ کیا۔ پس ممکن ہے کہ اس گھڑے کی وسعت کُرّ جتنی ہو اور بعید بھی نہیں ہے۔

۶-۶: فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّعْبَةَ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا كَانَ السَّاءُ قَدْرَ قُلْتَيْنِ لَمْ يُنْتَهَسْهُنَّ مَعْنَى الْقُلْتَانِ جَزَائَانِ.

پھر روایت جسے نقل کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن عباس بن عبد اللہ بن مغیرہ سے اور اس نے بعض بزرگان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر پانی دو قلد کی مقدار ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی“ اور دو قلد یعنی دو بڑے مٹی کے گھڑے۔

فَأُولَٰئِكَ هِيَ الْأَخْبَارُ الْمُرْسَلَةُ وَ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَيْضاً رَوَاهُ الشَّعْبَةُ لِأَنَّكَ مَذْهَبٌ كَثِيرٌ مِنَ الْعَامَّةِ وَ يَحْتَمِلُ مَعَهُ تَسْبِيحُهُ أَنْ يَكُونَ التَّوَجُّهُ فِيهِ مَا ذَكَرْنَا فِي الْعَبْرَةِ الْمُتَقَدِّمَةِ وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ بِمَقْدَارِ الْقُلْتَيْنِ وَمَقْدَارِ الْكُرِّ لِأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِمُنْتَهَى الْقَلَّةِ مِنَ النِّجَاسِ لَكِبْرِيَّةٍ فِي اللَّغَةِ وَ عَلَى هَذَا الِاتِّفَاقِ بَيْنَ الْأَخْبَارِ.

پس اس روایت میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مرسل ہے اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ تہیہ کے مقام پر بیان ہوئی ہو کیونکہ یہ عامہ کی اکثریت کے نظریہ کے مطابق ہے۔ اور اسے تسلیم کرنے کی صورت میں وہی احتمال بھی دیا جاسکتا ہے جو پچھلی روایت میں دیا گیا کہ ہو سکتا ہے دو گھڑوں کی مقدار کُرّ جتنی ہو اور یہ بات عجیب بھی نہیں ہے کیونکہ کتب لغت میں قلد بہت بڑے مٹی کے گھڑے ہیں اور اس صورت میں روایات میں اختلاف بھی ختم ہو جائے گا۔

(ضعیف) ۷-۷: وَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ حَنَادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيْبِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: قُلْتُ لِمَ رَوَيْتَهُ مِنْ مَاءٍ سَقَطَتْ فِيهَا قَارَةٌ أَوْ جُرْدَةٌ أَوْ صَعْوَةٌ مَيْتَةٌ قَالَ إِذَا تَقَشَّرَ فِيهَا فَلَا تَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَلَا تَسْوَسُ مِنْهَا وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَقَشِّرٍ فَالْمَرْبُ مِنْهُ وَسْوَسٌ أَوْ

۱۱۱ ج ۳ ص ۳۰۳ - تہذیب الادکام ج ۳ ص ۳۵۰

۱۱۲ ج ۳ ص ۳۰۳ - تہذیب الادکام ج ۳ ص ۳۵۰ - جی منقول ہے کہ کُرّ دو قلد جتنا ہوتا ہے جس کا وزن بارہ سو مٹی ہے۔

الطَّرْحُ الْمَيْسُ إِذَا أَخْرَجْتَهَا طَرَبِيَّةً وَكَذَلِكَ الْجَزَّةُ وَحُبُّ النَّبَاءِ وَالْقَرْبَةِ وَأَشْيَاءُ ذَلِكَ مِنْ أَوْعِيَةِ النَّبَاءِ قَالَ وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ إِذَا كَانَ النَّبَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ تَلَسَّخَ فِيهِ أَوْ لَمْ يَتَّقَسَّخْ إِلَّا أَنْ يَجِيءَ لَهُ رِيحٌ يَغْلِبُ عَلَى رِيحِ النَّبَاءِ^۱

پھر روایت جسے نقل کی ہے حماد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے علی بن حدید سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے اس نے زراره سے اور اس نے نقل کیا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا ”راویہ“ (یعنی پانی والے گھڑے) میں گھریلو چوہا، چنگلی چوہا یا طبلیل گزر کر مر گیا ہو تو کیا کیا جائے؟“ جس پر آپ نے فرمایا اگر پھول گیا ہو تو وہ پانی مت پو اور اس سے وضو بھی نہ کرو اور اگر نہ پھنا ہو تو اس سے پی بھی سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو اور تازہ مردار کو باہر نکال کر پھینک دو پانی کا دھکا بھی اسی طرح ہے نیز پانی کا تالاب اور حوض اور اس جیسے پانی کے اور برتن کا بھی یہی حکم ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر پانی کی مقدار راویہ (بڑے گھڑے) سے زیادہ ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی چاہے وہ اس میں پھنے یا پھٹے مگر یہ کہ اس کی اتنی بدبو ہو جو پانی کی بو پر غالب آجائے۔“

فَهَذَا الْخَبَرُ يُبَيِّنُ أَنَّ يُحْتَمَلُ قَوْلُهُ رَاوِيَةٌ مِنْ مَاءٍ إِذَا كَانَ مَقْدَارُهَا كَمَّا أَقْبَلَهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ مِمَّا يَقَعُ فِيهِ وَيَكُونُ قَوْلُهُ إِذَا تَلَسَّخَ فِيهَا قَلًا تَشْرِبُ وَلَا تَتَّوَشَّأُ مَخْضُولًا عَدَلًا إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدًا أَوْ صَافٍ النَّبَاءِ وَكَذَلِكَ الْقَوْلُ فِي الْجَزَّةِ وَحُبِّ النَّبَاءِ وَالْقَرْبَةِ وَنَيْسٍ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ الْجَزَّةَ وَالْحُبَّ وَالْقَرْبَةَ وَالرَّوِيَةَ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ كَمَا مِنَ النَّبَاءِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّ جَزَّةً وَاحِدَةً ذَلِكَ حُكْمُهَا بَلْ ذَكَرَهَا بِالْأَلْفِ وَاللَّامِ وَذَلِكَ يُدَلُّ عَلَى الْعُمُومِ عِنْدَ كَثِيرٍ مِنْ أَهْلِ اللَّغَةِ وَإِذَا اخْتَمَلَ ذَلِكَ لَمْ يَنَابِ مَا قَدَّمَ مَثَلًا مِنَ الْأَخْبَارِ.

تو اس روایت میں لفظ ”راویہ“ (پانی والے گھڑے) کو اس صورت پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ جب اس کی مقدار کڑھتا ہو۔ کیونکہ اسی صورت میں ہی اس کے اندر پڑنے والی کوئی اسے چیز نجس نہیں کر سکتی۔ اور آپ کے فرمان ”اگر پھول گیا ہو تو وہ پانی مت پو اور اس سے وضو بھی نہ کرو“ سے مراد یہ بھی لیا جاسکتا ہے کہ جب پانی کی صفات میں سے کوئی ایک تبدیل ہو جائے۔ نیز یہی صورت حال منگے، تالاب اور حوض کی بھی ہوگی۔ اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ پانی کے گھڑے، منگے، تالاب اور حوض کسی ایک میں بھی پانی کی کڑھتی مقدار نہیں سہا سکتی۔ وہ اس لیے کہ حدیث میں یہ کہیں بھی نہیں ہے کہ ایک گڑھے کا یہ مذکورہ حکم ہے۔ بلکہ انیس الف اور لام (الراویہ، الحب، الجرة، القرية وغیرہ) کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اور کثیر اہل لغت کے نزدیک یہ عمومیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور جب یہ احتمال ہو تو احادیث کی تشریح میں جو ہم نے بیان کیا ہے یہ حدیث اس سے اختلاف نہیں رکھے گی۔

(موضح) ۸-۸۔ وَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي بصيرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ كَيْفٍ مِنْ مَاءٍ مَرَّ ذُرَّتْ بِهِ وَأَنَا فِي سَفَرٍ قَدْ نَالَ فِيهِ جَمَارٌ أَوْ بَغْلٌ أَوْ إِنْسَانٌ قَالَن لَّا تَتَّوَشَّأُ مِنْهُ وَلَا

تَشْرَبُ مِنْهُ^۱.

مگر جس حدیث کو روایت کی ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سلمہ بن مہران سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام^۲ سے پانی کے اس کوزے متعلق پوچھا جسے میں نے دورانِ سفر راستے میں دیکھا کہ اس میں کسی گدھے یا بچھریا انسان نے پیشاب کر دیا تھا تو انہوں نے فرمایا: ”اس سے نہ تو وضو کرو اور نہ ہی پانی پیو۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ تَحْمِلَهُ عَلَى أَنْ تَقْبَلَهُ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدٌ أَوْ صَافٍ النَّبَاءِ إِذَا طَعَنَهُ أَوْ نَوْنَهُ أَوْ رَأَيْتَهُ قَامًا مَعَهُ عَدُوٌّ
ذَلِكَ فَلَا يَأْتِي بِإِسْتِئْذَانِهِ حَسَبَ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ وَالَّذِي يَذُكُّ عَلَى هَذَا السُّعْفِ مَا.

تو اس حدیث کی تاویل اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں کہ جب پانی کی کوئی ایک صفت یا ذاتِ تقدس یا اس کا رنگ یا اس کی بوتل تبدیل ہو جائے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو تو اس پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ جیسا کہ گزشتہ ابتدائی احادیث میں ذکر ہوا ہے نیز اسی مضمون کی طرف رہنمائی کرنے والی احادیث ذیل میں بھی ہیں۔

(مجمول) ۹-۹۔ أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى عَنْ يَاسِينَ بْنِ الضَّرِيرِ عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م أَنَّهُ سَمِعَ عَنِ النَّبِيِّ النَّبِيِّ يَقُولُ فِيهِ الذُّوَابُ فَقَالَ إِنْ تَغَيَّرَ النَّبَاءُ فَلَا تَتَوَضَّأُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَغَيَّرْهُ أَبَوَالْهَاتِفَتَوَضَّأُ مِنْهُ وَكَذَلِكَ الذُّوَابُ إِذَا سَالَ فِي النَّبَاءِ وَأَشْبَاهَهُ^۳.

مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن حسن سے، انہوں نے اپنے والد یاسین الضریر^۴ سے، انہوں نے حریر بن عبد اللہ سے، انہوں نے ابو بصیر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سے اس نفع^۵ کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس میں چو پائے پیشاب کر جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا: ”اگر پانی بدل گیا ہے تو اس سے وضو مت کرنا لیکن اگر ان کے پیشاب نے پانی کو نہیں بدلا تو اس سے وضو کر سکتے ہو اسی طرح خون اور اس طرح کی چیزیں ہیں جب وہ بہ کر اس میں جا پڑیں تو بھیجا ہوگا۔“

(صحیح) ۱۰-۱۰۔ وَبِهَذَا الْإِسْتِذَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى عَنِ الْقَعْبِاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ حَنَّادِ بْنِ جَيْسٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ النَّجَّارِ عَنْ أَبِي خَالِدٍ الْقَطَائِطِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ فِي النَّبَاءِ يَتْرُكُهُ

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۴۳

^۲ یہاں امام علیہ السلام سے مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں (ظاہر جہاں کہیں بھی کسی امام کا اسم گرامی ذکر نہیں ہوا فقط ضمیر سے اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ذات ہے سوائے چند احادیث کے۔)

^۳ تہذیب الادب ج ۱ ص ۴۳

^۴ بعض نسخوں میں یاسین ابن الضریر ہے۔

^۵ نفع بھر پور پانی والے کتوں کو کہتے ہیں۔

الرَّجُلُ وَهُوَ نَقِيصٌ فِيهِ الْمَيْتَةُ وَالْحَيْضَةُ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ كَانَ الْبَاءُ قَدْ تَغَيَّرَ رِيحُهُ أَوْ طَعْمُهُ فَلَا تَشْرَبْ وَلَا تَتَوَضَّأُ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ يَتَغَيَّرْ رِيحُهُ وَطَعْمُهُ فَاشْرَبْ وَتَوَضَّأْ¹

انہی استاد کے ساتھ سعد بن عبد اللہ سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے عباس بن معروف سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابراہیم بن عمرو یمانی سے۔ انہوں نے ابو خالد قباطہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں کہ قلع پانی انسان کو طے اور اس میں مردار چاہو ہوتا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اگر پانی کی بو یا ذائقہ تبدیل ہو چکا ہو تو اس سے مت بہو اور نہ ہی وضو کرو۔ اور اگر اس کی بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو تو پانی پینے سے ہو۔ اور وضو بھی کر سکتے ہو۔“

(صحیح) ۱۱-۱۱۔ فَأَمَّا مَا رَدَّ الْأَنْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيمٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَيْ مَنْ يَسْأَلُهُ عَنِ الْقَدِيرِ يَخْتَبِعُ فِيهِ مَاءَ الشَّيْءِ وَيُسْتَقَى فِيهِ مِنْ بَشَرٍ يَسْتَكْتَبِي فِيهِ الْإِنْسَانُ مِنْ بَطَلٍ أَوْ غَائِطٍ أَوْ يَغْتَسِلُ فِيهِ الْجُنُبُ مَا حَذَّرَ النَّبِيُّ لَا يَجُوزُ فَكَتَبَ لَا تَتَوَضَّأُ مِنْ مِثْلِ هَذَا إِلَّا مِنْ فَزْرَةٍ وَفِيهِ²

لیکن وہ روایت جسے حسین بن سعید نے نقل کی ہے محمد بن اسماعیل بن بزنج سے، وہ کہتا ہے کہ میں نے (امام) قی خدمت میں (ایسے) سلاب کے متعلق لکھا جس میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے اور کنوئیں سے بھی پانی شامل ہو جاتا ہے جبکہ اس میں انسان پیشاب یا پاخانہ کے بعد استنجاء کر لیتا ہے یا جب آدمی غسل کر لیتا ہے تو ان کے جائز (صحیح) نہ ہونے کی حد کیا ہے؟ تو آپ نے لکھا کہ سوائے اشد ضرورت کے اس طرح کے پانی سے وضو مت کرو۔

فَقَدْ أَخْبَرَ مَسْئُولٌ عَنْ حَرْبٍ مِنَ الْكُرَاهِيَةِ لِأَنَّهَ لَوْ لَمْ يَكُنْ كَذَلِكَ لَكَانَ لَا يَغْلُو مَاءَ الْقَدِيرِ أَنْ يَكُونَ أَقْلٌ مِنَ الْكُرِّ فَإِنْ كَانَ كَذَلِكَ فَإِنَّهُ يَنْجَسُ وَلَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ عَلَى خَالٍ وَ يَكُونُ الْقَرْنُ مِنَ التَّيْسِ أَوْ يَكُونُ الْمُرَادُ أَكْثَرُ مِنَ الْكُرِّ فَإِنَّهُ لَا يَخِيلُ نَجَاسَةً وَلَا يَخْتَضُّ خَالَ الْأَخْطِرِ أَوْ الْوَجْهَ فِي هَذِهِ الزَّوَايَا الْكُرَاهِيَةِ لِأَنَّ مَدَمَّ وَجُودَ الْبِيَّاءِ السَّيِّئَةِ طَهَّرَتْهَا لِأَنَّهَا لَا يَنْبَغِي اسْتِعْمَالُ هَذِهِ الْبِيَّاءِ وَإِنَّمَا اسْتِعْمَالُ عِنْدَ فَقْدِ الْبَاءِ عَلَى كُلِّ خَالٍ.

تو اس روایت کو مکرر وہ ہونے پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو یا تو سلاب کا پانی کڑ سے کم ہو گا اس صورت میں اسے نجس ہی ہونا چاہیے اور اس کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہونا چاہیے۔ نیز فرقہ بھی تیم ہونا چاہیے یا تو پھر اس پانی سے مراد کڑ سے زائد پانی ہے تو وہ پانی نجاست کا حامل نہیں ہو گا اور اشد ضرورت کی حالت کے ساتھ بھی خاص نہیں ہوتا تو اس روایت میں صورت صرف کراہت کی ہی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ یقینی طور پر پاک پانی کی موجودگی میں صرف اسے ہی استعمال نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے صرف ہر ممکنہ صورت میں پاک پانی کی عدم دستیابی کی صورت میں استعمال کرنا چاہیے۔

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۷، ۲۳۳

³ یہاں امام سے مراد یا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام یا حضرت امام علی رضا علیہ السلام یا پھر حضرت امام محمد تقی علیہ السلام اور ان میں سے حضرت امام علی رضا علیہ السلام یا حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کا زیادہ احتمال ہے۔

باب ۲۔ کڑکی مقدار

(صحیح) ۱۲۔ ۱۔ أَخْبَرَنِي الْعَسْرِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع النَّاءُ الَّذِي لَا يُنْتَجَسُهُ شَيْءٌ قَالَ: ذَرَاهَانِ مُنْقَعَةٌ فِي ذَرَاهِمٍ وَشِبْرٌ سَعْتُهُ

مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن صید اللہ² نے احمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے صفوان سے، اس نے اسماعیل بن جابر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کے بارے میں پوچھا جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی تو آپ نے فرمایا: ”وہ پانی جس کی گہرائی دو ذراہ (گہریوں تک ہاتھ) اور پھیلاؤ ایک ذراہ اور بالشت ہو۔“

(ضعیف) ۲۔ ۱۳۔ وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَرَقِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ النَّاءِ الَّذِي لَا يُنْتَجَسُهُ شَيْءٌ قَالَ كَرٌّ قَالَ قُلْتُ وَمَا الْكَرُّ قَالَ ثَلَاثَةُ أَشْبَارٍ فِي ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ

انہی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے البرقی سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے، اس نے اسماعیل بن جابر سے، روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس پانی کی بابت پوچھا جسے کوئی چیز نجس نہ کر سکے تو آپ نے فرمایا: ”وہ کڑ ہے۔“ میں نے پوچھا کڑ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”تین بالشت و تین بالشت ہے۔“

(موتقن) ۳۔ ۱۳۔ وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ بَيْسَانَ عَنْ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْكَرِّ مِنَ النَّاءِ كَمَا يَكُونُ قَدْرُهُ قَالَ إِذَا كَانَ النَّاءُ ثَلَاثَةَ أَشْبَارٍ وَنُصْفٌ [نُصْفًا] فِي مِثْلِهِ ثَلَاثَةَ أَشْبَارٍ وَنُصْفٌ فِي عُنُقِهِ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳

² بعض نسخ میں عبد اللہ ہے۔

³ تہذیب الاحکام میں اسی طرح ہے۔ جبکہ کافی میں ہے من البرقی من ابن سنان اور بظاہر اس سے مراد محمد بن سنان ہے۔ اور محمد البرقی نے اس سے بہت زیادہ احادیث روایت کی ہیں جبکہ عبد اللہ بن سنان سے روایت موجود نہیں ہے۔ پس بلاشبہ محمد بن سنان کے ذریعہ سے مروی حدیث ضعیف ہوگی جبکہ عبد اللہ بن سنان کے ذریعہ سے مروی حدیث صحیح ہوگی۔ علی اکبر مظہری۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ برقی نے محمد بن سنان سے بہت احادیث روایت کی ہیں جبکہ عبد اللہ بن سنان سے کوئی روایت نہیں ہے۔ پس اگر عبد اللہ بن سنان سے منسوب روایت ہوگی اسے ضعیف ہونی چاہئے جبکہ محمد بن سنان سے منسوب حدیث صحیح ہونی چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ موجودہ حدیث کے سلسلہ سند میں عبد اللہ بن سنان آیا ہے۔ ممتحن نے خود اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

کافی ج ۳ ص ۳۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳

مجھے خبر دی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ابن مسکان سے اور اس نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پانی کے کڑے کے بارے میں پوچھا کہ اس کی مقدار کیا ہو گی؟ تو آپ نے فرمایا: ”جب پانی ساڑھے تین ہاشت در ساڑھے تین ہاشت ہو اور زمین میں بھی اس کی گہرائی ساڑھے تین ہاشت ہو تو یہ پانی کا کڑہ ہو گا۔“

(صحیح) ۱۵۳۔ قَامَا مَارَؤَاةً مُتَحَدِّثِينَ اَسْتَدَّ بَنُ يَتِيمٍ عَنِ يَتِيمٍ عَنِ ابْنِ ابْنِ أَبِي عُثَيْبٍ عَنْ تَعْصِبِ اَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَقَالَ: الْكُفْرُ مِنَ السَّاءِ الَّذِي لَا يَنْتَهِيهِ شَيْءٌ اَلْفٌ وَمِائَتَانِ عِلِّيُّ.

البتہ جو حدیث محمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے یعقوب بن یزید سے اس نے ابن ابی عمیر سے، اس ہمارے بعض اکابر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا: ”کڑ پانی جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی وہ بارہ سو رحل ہے۔“³

فَلَا يَتَبَالَى هَذَا الْعَبْرَ مَا تَعَدُّهُ مِنَ الْأَخْبَارِ لِأَنَّ كَثْرَةَ ذِكْرِنَا فِي كِتَابِنَا تَهْدِيْبِ الْأَخْبَارِ أَنَّ الْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْعَبْرِ عَنِ مَا تَصْرَفُ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ وَحَمَلْنَا مَا وَرَدَ مِنَ الشَّعْبِيْدِ بِالْأَخْبَارِ عَنِ أَنْ يَكُونَ مُطَابِقاً لِدَلِيلِكَ بِأَنْ يَكُونَ مَعْدَاراً عَنِ الْبَعْدِ الَّذِي يَتَابَعُهَا فَكَلَّمَهُ جُعِلَ لَنَا طَرِيْقَانِ أَحَدُهُمَا أَنْ نَعْتَبِرَ الْأَخْرَاطَ إِذَا كَانَ لَنَا طَرِيْقٌ قَبْلَهُ وَإِذَا لَمْ يَكُنْ لِي ذَلِكَ طَرِيْقٌ اَسْتَبْرَأْنَا الْأَخْبَارَ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يَتَعَدُّهُ عَنِ خَالٍ مِنَ الْأَحْوَالِ وَكَانَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ اَعْتَادَ فِي الْأَخْرَاطِ أَنْ تَكُونَ بِالْبَعْدِ اِدْوِي وَغَيْرُهُ مِنَ اَصْحَابِنَا اِمْتَبَرُ أَنْ تَكُونَ بِالنَّدِي وَنَيْسَ هَامُنَا عَرَبِيَّتَيْنِ وَكُنَّ الْأَخْرَاطُ عَنِ الْعَبْرَةِ هُوَ مَعَمَ ذَلِكَ أَيْضاً مُؤْتَلٌ وَإِنْ تَكَرَّرَ فِي الْكُتُبِ فَالْأَمَلُ فِيهِ ابْنِ أَبِي عُثَيْبٍ عَنْ تَعْصِبِ اَصْحَابِنَا وَ الْقَوْلُ بِاِسْتِبْرَاءِ الْأَخْرَاطِ الْبَعْدِ اِدْوِيَّةِ أَقْرَبَ إِلَى السَّوَابِ لِأَنَّهَا تُقَارِبُ الْبَعْدِ الَّذِي اِمْتَبَرْنَا فِي الْأَخْبَارِ وَإِذَا اِمْتَبَرْنَا النَّدِي بَعْدَ الشَّعْبِيْدِ بَيْنَهُمَا فَالْعَمَلُ بِذَلِكَ أَوْلَى لِمَا قَدَّمَ مَنَاءُ وَيَقْوَى هَذَا اِلْتِمَاتِ أَيْضاً

مَا

کافی ج ۳ ص ۳۰ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۵۔ علامہ مجلسی کا فرمان ہے کہ تہذیب الادکام میں یہاں موجود حدیث کی طرح پہلا لفظ لفظ نصب کے ساتھ ہے جبکہ دوسرا لفظ غیر منصوب ہے کتاب کافی میں بھی اسی طرح ہے مگر اس بارے میں بحث طویل ہے اس کی تفصیل کتاب مرآۃ العقول ج ۱۳ ص ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیے۔

کافی ج ۳ ص ۳۰ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۵۔ علامہ کلینی نے کافی میں یہی حدیث روایت کی ہے مگر اس میں یہ جملہ ”الذی لا ینتہیہ شیءٌ“ ایسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی موجود نہیں ہے۔ گویا یہ جملہ ایسے پانی کے حلقے ایک سوال کے جواب کے طور پر آیا ہے جس میں کوئی نجاست گر گئی ہو۔

۳۔ رحل عربی پیمانہ ہے اور رحل بعد لاری ہی زیادہ تر شرفی معیار کہلاتا ہے۔ رحل درہم کے حساب سے 130 درہم کے برابر ہے۔ مثقال کے حساب سے 90 مثقال کے برابر ہے۔ پاکستانی وزن کے لحاظ سے رحل تقریباً نصف سیر کا اور نہ ایک سیر کا اور صالح چار سیر ہے۔ لیکن اشکاف پھر بھی موجود ہے۔ رحل کی مقدار 408 گرام ہے۔ جبکہ بعض کے مطابق رحل 398.34 گرام کے برابر ہے۔

تو یہ روایت گزشتہ احادیث کی مخالفت نہیں کرتی کیونکہ ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام^۱ میں بھی کہا ہے اور شیخ رحمہ اللہ علیہ نے بھی اس کی تائید کی ہے اور ہم نے ان احادیث کو اس بات پر محمول کیا ہے کہ ہاشت کے ساتھ کڑی کی حد بندی کرنے والی جو احادیث مذکور ہوئی ہیں یہ ان سے مطابقت رکھ سکتی ہے وہ اس طریقہ سے کہ اس کی پیمائش کے مطابق پانی کی مقدار اس وزن کے مطابق پانی کی مقدار کے برابر ہو۔ پس گویا ہمارے لیے کڑی کی مقدار کیلئے دو طریقے بتائے گئے ہیں۔ ایک وزن کا طریقہ جب ہمارے لئے ایسا کرنا میسر ہو اور اگر یہ طریقہ میسر نہ ہو تو ہمارے لئے ہاشت والا طریقہ معتبر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ کسی بھی صورت میں ناقابل حصول نہیں ہے۔ البتہ شیخ رحمہ اللہ علیہ نے رطل میں بغدادی رطل کو معتبر جانا ہے جبکہ دیگر بزرگان نے مدنی رطل کو مقرر فرمایا ہے۔ اور یہاں اس حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث ایسی نہیں ملتی جس میں اتنے رطل کا ذکر ہو اور اس کے باوجود یہ مرسل بھی ہے۔ اگرچہ کہ کتابوں میں کئی بار اس طرح کی احادیث کا تکرار ہوا ہے مگر اصل میں الفاظ یہی ہیں کہ ابن ابی عمیر نے ہمارے بعض اکابرین سے روایت کی ہے۔

بیزر رطل کو معتبر جاننے والے نظریے میں بھی بغدادی رطل معتبر ہوں گے کیونکہ یہ حقیقت کے زیادہ قریب ہے اس لئے کہ اس لحاظ سے یہ مقدار ہاشت (پیمائش) کے لحاظ سے معتبر مقدار کے تقریباً برابر جانے لگی لیکن اگر ہم مدنی رطل کو معتبر جانیں تو دونوں مقداروں میں برابری نہیں رہے گی بلکہ زیادہ کمی بیشی ہو جائے گی پس جس طرح کہ ہم نے پہلے بھی بیان کیا ہے اسی کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے۔ نیز اسی تفصیل کو مندرجہ ذیل حدیث سے بھی طاقت ملتی ہے۔

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ قَالَ رَوَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ قَالَ رَوَى ابْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ م أَنَّ الْكُرَى سِتِّينَ رَطْلًا

(مرسل) ۵-۱۶۔ ابن ابی عمیر نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مجھے عبد اللہ یعنی ابن المغیرہ کے ذریعہ سے روایت بیان کی گئی ہے اور وہ مرفوع طور پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیان کرتا ہے کہ کڑی کی مقدار چھ سو رطل ہے۔

رَوَى هَذَا الْعَبَّادُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: قُلْتُ لَهُ الْقَدِيرُ فِيهِ مَاءٌ مُخْتَبَرٌ تَمِيلُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَتَدْفُرُ فِيهِ الْكِلَابُ وَيَنْفَسِلُ فِيهِ الْهَيْبَةُ قَالَ إِذَا كَانَ قَدْرُ كُرَى لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ لَوْ الْكُرَى سِتِّينَ رَطْلًا

۶-۱۷۔ اسی حدیث کو روایت کی ہے محمد بن محبوب نے عباس^۳ سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے ابویوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک تالاب ہے جس میں پانی اکٹھا ہوا ہے اور اس میں جانور پیشاب کرتے ہیں، کتے منہ مارتے ہیں اور جب آدمی اس میں غسل کرتے ہیں کیا کیا جائے؟ تو امام نے فرمایا: "اگر وہ کڑی کی مقدار ہے تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی اور کڑی چھ سو رطل ہے۔"

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳۴ میں حدیث نمبر ۵۲۔

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۔

^۳ عباس بن معروف تھی۔ موثق راوی۔

وَوَجْهَ التَّرْجِيحِ بِهَذَا الْخَبَرِ اِعْتِبَارِ الْاُزْطَالِ الْعِرَاقِيَّةِ اَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ رِطْلٌ مَكْتَمَةٌ لِأَنَّهَا رِطْلَانٌ وَلَا يَتَمْتَعُ بِأَنْ
يَكُونُوا مَأْكُتُوا السَّائِلَ عَلَى عَادَةٍ بَلَدٍ لِأَنَّهَا لَا يَجُوزُ اَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ اُزْطَالُ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَلَا اُزْطَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ
لِأَنَّ ذَلِكَ لَمْ يَعْتَبَرْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا فَهِيَ مَمْتَرَةٌ بِالإِجْمَاعِ فَأَمَّا تَرْجِيحُهُمْ مِنْ اِعْتِبَارِ اُزْطَالِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ بِأَنَّ
قَالَ ذَلِكَ يَفْتَضِيهِ اِلْاِخْتِيَابُ لِأَنَّ إِذَا اَحْتَمَلْنَا عَلَى الْاَكْثَرِ دَعَلَ الْاَكْثَرَ فِيهِ فَيُصَحِّحُ لِأَنَّ لِقَائِلِ اَنْ يَقُولَ اِنَّ ذَلِكَ
مَبْدُ اِلْاِخْتِيَابِ لِأَنَّهَا مَأْخُودٌ عَلَى الْإِنْسَانِ اَنْ لَا يُؤَدِّي الصَّلَاةَ اِلَّا بِأَنْ يَتَوَطَّأَ بِالنَّيِّبِ مَعَهُ وَجُودُهُ وَلَا يَعْكَمُ بِتَجَانِبِ
مَاءٍ مَوْجُودٍ اِلَّا بِدَلِيلٍ شَرْعِيٍّ وَلَا خِلَافٍ بَيْنَ أَصْحَابِنَا اَنَّ الْمَاءَ إِذَا انْقَصَ عَنِ الْبِقْعَانِ الَّذِي اِعْتَبَرْنَا قَوْلَهُ يَنْجُسُ
بِنَائِقَتِهِ فِيهِ وَلَا يَنْجُسُ هَاهُنَا دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ إِذَا زَادَ عَلَى مَا اِعْتَبَرْنَا قَوْلَهُ يَنْجُسُ بِمَا يَنْجُسُ فِيهِ وَأَمَّا مَا رُجِحَ بِهِ مِنْ
عَادَتِهِمْ مِنْ حَيْثُ كَانُوا مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ تَرْجِيحٌ لِأَنَّهُمْ كَانُوا يَقْتَضُونَ بِالشُّعَارِفِ مِنْ عَادَةٍ
السَّائِلِ وَعَرَفِهِ وَبِأَجْلِ ذَلِكَ اِعْتَبَرْنَا فِي اِعْتِبَارِ اُزْطَالِ الشَّامِ بِتَسْعَةِ اُزْطَالِ الْعِرَاقِ وَ ذَلِكَ خِلَافٌ عَادَتِهِمْ وَ
كَذَلِكَ الْخَبَرُ الَّذِي تَكَلَّمْنَا عَلَيْهِ مِنْ اِعْتِبَارِهِمْ بِسَبْتِيَّةِ رِطْلٍ اِنَّمَا ذَلِكَ اِعْتِبَارٌ لِعَادَةِ أَهْلِ مَكْتَمَةٍ فَهَمْ كَانُوا
يَعْتَبِرُونَ عَادَةَ سَائِرِ الْبِلَادِ وَحَسَبَ مَا يُسْتَلْمُونَ عَنْهُ

اور ان احادیث کے ذریعہ (گزشتہ احادیث میں) عراقی رطل کو ترجیح دینے کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے ان احادیث میں رطل سے
مراد مکہ کے رطل ہوں کیونکہ وہ دو عراقی رطل کے برابر ہیں (اور یوں مذکورہ تمام روایتیں ایک جیسی ہو جائیں گی اور پیکش کے بھی
برابر ہو جائیں گی) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ محصوین علیہم السلام نے ہر سوال کرنے والے کو اس کے شہر کے رواج کے مطابق جواب
دیا ہو کیونکہ ان دور وایتوں میں تو اہل عراق کے رطل مراد لینا بھی صحیح نہیں ہے اور اہل مدینہ کے رطل مراد لینا بھی درست نہیں
ہے، اس لئے کہ ہمارے کسی بھی بزرگ نے ان احادیث میں یہ (مذکورہ علاقوں کے بیان کردہ مقدار کے مطابق رطل) معتبر ہی نہیں
جانا، پس یہ بالاتفاق متروک ہوں گے۔ البتہ جو لوگ (گزشتہ روایت میں) اہل مدینہ کے رطل معتبر سمجھتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ ہے کہ
یہ احتیاط کے تقاضوں کے مطابق ہے کیونکہ جب ہم اس کو اکثر پر محمول کریں گے تو اقل (کم مقدار) بھی لامحالہ اسی کثیر میں شامل
ہو جائے گی تو یہ نظریہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ کوئی اعتراض کرنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ یہ خود خلاف احتیاط ہے کیونکہ انسان کیلئے
ضروری ہے کہ وہ پانی کی موجودگی میں صرف وضو کر کے ہی نماز ادا کرے اور موجودہ پانی کی نجاست کا حکم صرف شرعی دلیل ہونے کی
صورت میں ہی لگایا جاسکتا ہے۔ اور ہمارے بزرگان میں اس بات میں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے کہ جب پانی مقرر شدہ مقدار سے کم
ہو جائے تو نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور یہاں پر کوئی ایسی دلیل بھی نہیں پائی جاتی جس میں یہ ہو کہ جب مقررہ
مقدار سے پانی زائد ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے نجس ہو جاتا ہو۔ اور جنہوں نے اس لحاظ سے دوسرے نظریے کو ترجیح دی ہے کہ امام
نے اپنے رواج اور عرف کے مطابق حکم بیان فرمایا ہے اور امام خود اہل مدینہ سے تھے تو اس بات میں بھی ترجیح نہیں پائی جاتی، کیونکہ

معصومین علیہم السلام سوال کرنے کے رواج اور عرف کے مطابق جواب دیا کرتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہم نے صاع^۱ میں نو (۹) عراقی رطل معتبر قرار دیئے ہیں جبکہ یہ معصومین کی عادت اور رواج کے برخلاف ہے۔ بالکل اسی طرح وروایت ہے جس کے متعلق ہم نے گفتگو کی جس میں چھ سو رطل ضروری قرار دیئے گئے ہیں۔ تو یہ چھ سو رطل اہل مکہ کے لحاظ سے معتبر قرار دیئے گئے ہیں کیونکہ معصومین علیہم السلام دیگر شہروں کے رواج کو مد نظر رکھتے تھے جس حساب سے ان سے پوچھا جاتا تھا۔

باب ۳۔ کثیر پانی کا حکم جب اس کی تین صفات رنگ، بو یا ذائقہ، میں سے کوئی ایک تبدیل ہو جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتْرُكُ الشَّوْبَ وَفِيهِ ذَائِبَةٌ مَيْثُتَةٌ قَدْ أَنْتَكَتْ قَالَ إِنْ كَانَ الثَّمَنُ الْعَالِبَ عَلَى الشَّوْبِ فَلَا يَتَوَضَّأُ وَلَا يَشْرَبُ^۱

(موثق) ۱-۱۸۔ مجھے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد کے ذریعہ روایت بیان کی ہے۔ اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عثمان عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جسے راستے میں پانی ملا مگر اس میں مرہا ہوا جانور پڑا تھا جو بدبودار ہو چکا تھا تو امام نے فرمایا: ”اگر بدبودار پانی پر غالب آہنگی ہو تو اسے وضو بھی نہیں کرنا چاہیے اور پینا بھی نہیں چاہیے۔“

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ قَوْلُونِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي تَجْرَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: كُنَّا نَعْلَبُ الشَّوْبَ عَلَى رِيحِ الْحَيْفَةِ فَشَوْبًا مِثْلَهُ وَ الشَّرْبُ فَإِذَا تَغَيَّرَ الشَّوْبُ وَ تَغَيَّرَ الطَّعْمُ فَلَا يَتَوَضَّأُ مِنْهُ وَلَا يَشْرَبُ^۲

(صحیح) ۲-۱۹۔ مجھے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید اور عبد الرحمن بن ابی نجران سے، انہوں نے حماد بن عیسیٰ سے۔ اس نے حریر بن عبد اللہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”جب تک پانی مردار کی بدبودار غالب رہے تب تک اس سے وضو بھی کر سکتے ہو اور پی بھی سکتے ہو پس جب پانی اور اس کا ذائقہ تبدیل ہو جائے تب نہ اس سے وضو کرو اور نہ اس سے پیو۔“

^۱ صاع عربی وزن ہے جو آٹھ رطل کے برابر یعنی دو سیر چودہ چھانک چار تولہ کے برابر ہوتا ہے۔

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۲۹

^۳ کنانی ج ۳ ص ۳۰۳۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۲۹

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ابِرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُذَيْرٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عَمِيرَةَ
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ لِي النَّبِيُّ الْأَجْنِبِيُّ تَتَوَضَّأُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَجِدَ مَاءً غَيْرَهُ.

(صحیح) ۳۰-۳۱۔ مگردور وایت جسے محمد بن یعقوب نے نقل کی ہے علی ابن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے طلحہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپ نے آہن (پینے کے قابل تبدیل شدہ) پانی کے بارے میں فرمایا کہ اس سے وضو کر سکتے ہو مگر یہ کہ اس کے علاوہ اور پانی موجود ہو۔ (تو اس صورت میں اسے چھوڑ دو)

فَلَيْسَ بِتَنَافِي الْعَرَبِيِّينَ الْاُكُولِيْنَ الرَّقِ الْوَجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْ تَغَيَّرَ مِنْ قَبْلِ نَفْسِهِ اَوْ بِسَبَابِ رَوْحٍ جَنِيمٍ
ظَاهِرٍ لِقِي الْمَسْطُورَةِ اسْتِعْمَالُهُ هُوَ اِذَا كَانَ مُتَغَيِّرًا بِمَا يُحُلُّهُ مِنَ الشَّجَاةِ وَعَلَى هَذَا الْوَجْهِ لَا تَنَافِي بَيْنِ الْاٰخْتِيَارِ

تو یہ حدیث گزشتہ دو حدیثوں سے اس صورت میں اختلاف نہیں رکھتی جب پانی خود بخود تبدیل ہو یا پاک جسم کے قریب ہونے کی وجہ سے تبدیل ہو (تو ظاہر ہے پاک ہے) کیونکہ پانی کے استعمال کی ممانعت اس وقت ہے جب وہ اس کے اندر حل ہونے والی نجاست کی وجہ سے تبدیل ہو۔ تو اس تشریح کے ساتھ احادیث اس پانی کے استعمال میں تنافی اور تضاد نہیں ہوگا۔

باب ۴: بچتے پانی میں پیشاب کرنا

أَخْبَنِي الشُّيْخُ رَجِيحُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي بَرْدٍ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ عَثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَنِ الْمَاءِ الْجَارِي فِي يَدَيْهِ قَالَ لَا يَأْسُ^۱.

۱- ۲۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے۔ اس نے اپنے والد سے، اس نے حسین بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے بیان کیا ہے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پیتے پانی کے بارے میں پوچھا جس میں پیشاب کیا گیا ہو تو آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے۔"

الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِتَّانٍ عَنْ عُمَيْسَةَ بِنْتِ مُصْعَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فِي الْمَاءِ
الْجَارِي قَالَ لَا يَأْسُ بِهَذَا اِذَا كَانَ الْمَاءُ جَارِيًا^۲.

۲- ۲۲۔ حسین بن سعید نے ابن ستان سے، اس نے عمیسہ بنت مصعب سے روایت کی ہے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام

^۱ کافی ج ۳ ص ۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰۔

^۴ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہیں۔

^۵ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰۔

جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو بتتے پانی میں پیشاب کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”اگر بہتا پانی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔“

عَنْهُ عَنْ حَقَّادٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ الْفَعَّيْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: لَا تَأْسُ أَنْ يَتَوَلَّى الرَّجُلُ فِي النَّهْلِ الْجَارِيَةِ وَ كَرِيَّةَ أَنْ يَتَوَلَّى فِي النَّهْلِ الرَّائِدِ

(صحیح) ۳۳-۳۴-۱ انہی سے، حماد سے، اس نے ربیع سے، اس نے فضیل سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ”بتتے پانی میں کسی آدمی کا پیشاب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اور ٹھہرے پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔“

عَنْهُ عَنْ حَقَّادٍ عَنْ حَرِيْزِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: لَا تَأْسُ بِالنَّبْوِ فِي النَّهْلِ الْجَارِيَةِ

(کا صحیح) ۳۳-۳۴-۱ انہی سے، حماد سے، حریز سے، اس نے ابن کبیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا: ”جاری پانی میں پیشاب کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الرِّثْيَانِ عَنِ النَّعْسَنِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ وَسْتَمِجٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ قَالَ أُمَيْرُ الْمُؤْمِنِينَ ع وَرَأَيْتُ مَن نَقَصَ أَنْ يَتَوَلَّى الرَّجُلُ فِي النَّهْلِ الْجَارِيَةِ إِلَّا مِنْ فَزْوَرَةٍ وَقَالَ إِنَّ لِنَهْلِ أَهْلًا

(مرسل) ۵-۲۵- البتہ وہ روایت جسے محمد بن علی نے نقل کی ہے علی بن محبوب سے، اس نے علی بن ریان سے، اس نے حسن سے، اس نے چند بزرگان سے، انہوں نے مسع سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”امیر المؤمنین (حضرت علی علیہ السلام) نے فرمایا ہے کہ رسول کریم نے لوگوں کو جاری پانی میں سوائے شدید ضرورت کے پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے نیز فرمایا ہے کہ پانی کے بھی ہاسی ہوتے ہیں۔“

قَالُوْجَهٗ فِيْهِ أَنْ تَحْمِلَهُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكِرَاهِيَّةِ دُونَ الْحَظْرَةِ الْإِجْبَابِ

تو اس حدیث کو ہم ایک قسم کی کراہت (ناپسندیدگی) پر محمول کریں گے، قطعی ممنوعیت اور حرام ہونے پر نہیں۔

۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶

۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶

۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷

۴ تہذیب الاحکام میں راوی کا نام حسین آیا ہے۔

باب ۵: مضاف پانی کا حکم

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجِيحَةُ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَاهِقِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْعَطَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ يَاسِينَ الطَّرِيفِيِّ عَنْ حَرِيزِ بْنِ
أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ مَعَهُ الْمَاءُ أَيْتَوَّضَأُ بِهِ لِبُضَاةٍ قَالَ لَا إِثْمًا هُوَ الْمَاءُ وَ
الطَّبَعُ

(مجمول) ۱-۲۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رمیہ اللہ علیہ نے ابو جعفر محمد بن علی سے، اس نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے محمد بن
یحیی عطّار سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یاسین الطریفی سے، اس نے حریز بن
ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے شخص کے بارے سوال کیا کہ جس کے پاس دو وہ
ہے تو کیا نماز کیلئے وہ اس سے وضو کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”نہیں اس (وضو) کے لئے صرف پانی اور مٹی ہے“

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ رَجِيحَةُ اللَّهِ هَذَا الْخَبَرُ يُدَلُّ عَلَى أَنَّ مَا لَا يُطْلَقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْمَاءِ لَا
يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ وَهُوَ مُطَابِقٌ لِمَا فِي كِتَابِ وَاسْتِقْبَارِ مِنَ الْأَصُولِ

اس بارے میں شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جس چیز پر بھی صرف کیا
پانی کا نام صادق نہیں آتا اسے وضو کیلئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے اور یہ ظاہر قرآن اور ثابت شدہ اصول کے مطابق ہے۔

قَالُوا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ أَبِي
الْحَسَنِ ع قَالَ: قُدِّمَتْ لَهُ الرَّجُلُ يَغْتَسِلُ بِمَاءِ الْوَرْدِ وَيَتَوَضَّأُ بِهِ لِلْبُضَاةِ قَالَ لَا بَأْسَ بِذَلِكَ

(ضعیف) ۲-۲۷۔ البیہ وورایت جسے محمد بن یعقوب نے نقل کی ہے علی بن محمد سے، اس نے سہل بن زیاد سے، اس نے محمد بن عیسیٰ
سے، اس نے یونس سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایسے شخص کے حکم کے بارے میں پوچھا
جو گلاب کے پانی سے غسل بھی کرتا ہے اور نماز کیلئے وضو بھی کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے“۔

فَهَذَا خَبَرٌ شَدِيدٌ الشُّدُودِ وَإِنْ تَكَرَّرَ فِي الْكُتُبِ فَإِنَّمَا أَصْلُهُ يُونُسَ عَنْ أَبِي الْعَسَنِ ع وَ لَمْ يَرَوْهُ عَزِيذًا وَ قَدْ
اجْتَمَعَتِ الْعَصَابَةُ عَلَى تَرْكِ الْعَمَلِ بِظَاهِرِهِ وَ مَا يَكُونُ هَذَا حُكْمًا لَا يُعْمَلُ بِهِ وَ كُنْتُمْ لَا تَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الشُّرَاذُ
بِالْوَضُوءِ الْعَبْرَ الشَّيْبَانِ وَ قَدْ بَيَّنَّنِي كِتَابُنَا تَهْدِيَةَ الْأَحْكَامِ الْكَلَامَ عَلَى ذَلِكَ وَأَنَّ ذَلِكَ يُسْتَسَى وَضُوءًا فِي اللَّفْظِ
وَ نَيْسَ لِخَبَرٍ أَنْ يَقُولَ إِنَّ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ سَأَلَهُ عَنْ مَاءِ الْوَرْدِ يَتَوَضَّأُ بِهِ لِلْبُضَاةِ وَيَغْتَسِلُ بِهِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يَتَنَافَى مَ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۸

ہم ایک نسخہ میں یہ لفظ اضافی آیا ہے۔

کافی ج ۳ ص ۴۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۱

قُلْنَا كَأَيِّكُمُ يَجُوزُ أَنْ يُسْتَعْمَلَ لِشُعْبَيْنِ وَمَعَ ذَلِكَ يَقْضَى بِهِ الدُّخُولُ فِي الصَّلَاةِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ مَعَ اسْتِعْمَالِ
الرَّايحَةِ الطَّيِّبَةِ لِدُخُولِ فِي الصَّلَاةِ كَانَ أَفْضَلَ مِنْ أَنْ يَقْضَى بِهِ التَّطَيُّبُ وَالثَّنْدُ وَحَسْبُ دُونَ وَجْهِ اللَّهِ تَعَالَى وَ
يَكُونُ قَوْلُهُ يَغْتَسِلُ بِهِ يَكُونُ الْمَعْنَى فِيهِ رَفَعَهُ الْعَظِيمُ عَنِ اسْتِعْمَالِهِ فِي الْغُسْلِ وَتَقَرَّرَ الشَّرْفُ عَنْهُ وَإِنْ كَانَ لَا يَجُوزُ
بِهِ اسْتِخَارَةُ الصَّلَاةِ وَتَسْتِمَالِ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ يَقُولُهُ مَاءُ الْوَرْدِ الَّذِي وَقَعَ فِيهِ الْوَرْدُ ذَلِكَ يُسَكِّنُ مَاءَهُ وَرُوحَهُ
إِنْ لَمْ يَكُنْ مُعْتَصِراً مِنْهُ لِأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ جَاءَ وَرَعِيْرُهُ فَهَائِهِ يُكْسِبُهُ اسْمُ الْإِضَافَةِ وَإِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهِ الْمَجَاوِزَةُ كَمَا
يَقُولُونَ مَاءُ الْحَبِّ وَ مَاءُ الْبَيْتِ وَ مَاءُ الْمَضْرُوعِ وَ مَاءُ الْقَرِيبِ وَ كُلُّ ذَلِكَ إِضَافَةٌ مُجَاوِزَةٌ وَ فِي ذَلِكَ إِشْقَاقُ الشُّعْبَيْنِ
بِالْمَعْنَى

تو یہ حدیث نہایت ہی شانہ ہے اگرچہ کہ کتابوں میں اس کا تکرار بھی ہوا ہے کیونکہ دراصل اسے یونس نے امام سے نقل کیا ہے اور اس
کے علاوہ کسی اور نے نقل نہیں کیا اور ہمارے بزرگ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس حدیث کے ظاہر پر عمل نہ کیا جائے۔ اور جس
حدیث کی یہ صورت حال ہو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر وہ ثابت بھی ہو تو بھی یہ احتمال پایا جائے گا کہ یہاں وضو سے مراد
خوبصورتی ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں یہ واضح کر دیا ہے اور بتایا ہے کہ لغت میں خوبصورت بنانے کو وضو بھی کہتے
ہیں۔ اور یہاں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث میں ہے کہ راوی نے امام سے ایسے آدمی کے متعلق پوچھا کہ وہ گلاب کے پانی سے نماز کیلئے
وضو اور غسل کرتا ہے۔ کیونکہ یہ ہمارے بیان سے اختلاف نہیں رکھتا اس لئے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عرق گلاب کو خوبصورتی کیلئے
استعمال کرے اور ساتھ ہی وہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو اور جب اس نظر سے اس کے ساتھ وہ خوشبو استعمال کرے گا کہ اس کے ساتھ
نماز شروع کرے گا تو یہ نیت اس نیت سے بہتر ہوگی کہ عرق گلاب کو صرف خوبصورتی اور لذت اٹھانے کیلئے استعمال کرے جس میں
ذات خدا شامل نہ ہو۔ اور یہ کہنا کہ وہ غسل کیلئے استعمال کرتا ہے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس کے ذریعہ سے غسل میں پانی کے استعمال میں
رکاوٹ بننے والی چیزوں اور جراثیم کو دور کرتا ہے جبکہ نماز کو مباح کرنے کیلئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ
حدیث میں ماہ اور ورد (گلاب کے پانی) سے مراد وہ پانی ہو جس میں گلاب پڑا ہوا ہو کیونکہ ایسے پانی کو بھی گلاب کا پانی کہا جاتا ہے حالانکہ وہ
گلاب کا عرق نہیں ہوتا۔ اس لیے کہ ہر وہ چیز جو کسی دوسری جیسے کے ساتھ ہو تو وہ بھی اس نسبت اور مجاورت کی وجہ سے اسی چیز کا نام
لے لیتی ہے حالانکہ اس نام سے مراد اس چیز کے ساتھ اس کی قربت ہوتی ہے جس طرح کہ وہ کہتے ہیں: ماہ الحب (سنگے)
کا پانی (ماہ البیڑ) کنوئیں کا پانی (ماہ المصنع) مصنوعی تالاب، حوض کا پانی (اور ماہ القرب) (مشکیزے کا پانی) اور یہ سارے کے سارے
اضافات بالمجاورت کی قسم سے ہیں۔ اور اس بیان سے روایت کے ساتھ اس مضاف پانی کے ساتھ وضو کا تعلق ختم ہو جائے گا۔

کہا گیا ہے کہ شاید اس لفظ شانہ سے مراد اس کا ظاہر ہی معنی ہے۔ وگرنہ اس حدیث کی ایسی تاویل ممکن ہے جس سے دیگر احادیث کے ساتھ اس کا اختلاف
دور ہو سکے۔ علی اکبر نقاری

مصنع سے مراد تالاب کی طرح وہ چیز ہے جسے پانی جمع کرنے کے لئے بنائی جائے۔

باب ۶: کھجور کی نبیذ (شراب) کے ساتھ وضو

قَدْ بَيَّنَّا فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ أَنَّ التَّهْذِيبَ الْمُسْتَكْرَمَ حُنْكَهُ حُنْكَهُمُ الْعَنْزُولِ لِحَاسَتِهِ وَ حَظُّهُ اسْتِغْنَالِهِ فِي كُلِّ شَيْءٍ وَ
مُشَارَاةٍ لِهَاتِي جَبِيهِمْ أُنْكَاهُ مَا قَدْ بَيَّنَّا لَمْ تَكْرَهُ مَا هُنَا الْأَهْبَارِي فِي هَذَا التَّهْذِيبِ

کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں اس بات پر مکمل بحث و گفتگو ہو چکی ہے کہ انہر اور نبیذ کا حکم نجاست کے لحاظ سے شراب کے حکم کی طرح ہے اور تمام چیزوں میں اس کا استعمال ممنوع ہے اور یہ تمام احکام میں شراب کی طرح ہے۔ اسی لیے اس مطلب کی کسی بھی حدیث کا یہاں پر تکرار نہیں کریں گے۔

قَالَ مَا رَوَى الْأَوْصَالُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبُغَيْرَةِ عَنْ بَعْضِ الصَّادِقِينَ قَالَ: إِذَا كَانَ
الرَّجُلُ لَا يَقْدِرُ عَلَى التَّهَادِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى الدَّيْنِ فَلَا يَتَوَضَّأُ بِهِ إِلَّا هُوَ النَّهْأُ أَوْ الشَّيْءُ فَإِنَّ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى النَّهْأِ وَكَانَ
يَبِيدُ أَقْبَانِي سَبْعَةَ خَرِيذَاتٍ كَثُرَتْ فِي حَدِيثِ أَنَّ الشَّيْءَ صَ قَدْ تَوَضَّأُ بِشَيْءٍ وَ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى النَّهْأِ

(صحیح) ۱-۲۸۔ البتہ وہ حدیث جسے محمد بن علی بن محبوب نے نقل کی ہے عباس سے اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اس نے صادقین میں سے کسی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”اگر کسی شخص کے پاس پانی نہ ہو مگر اس کے پاس دودھ ہو تو اسے دودھ سے وضو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وضو یا تو پانی سے ہوگا یا پھر تمیم ہوگا۔ اور اگر پانی نہ ہو لیکن اس کے پاس نبیذ ہو تو میں نے حریرت سے سنا ہے کہ وہ ایک حدیث میں بیان کر رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے بھی نبیذ سے وضو کیا تھا کیونکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔“

قَالَ مَا فِيهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْبُغَيْرَةِ قَالَ عَنْ بَعْضِ الصَّادِقِينَ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ مِنَ أَشْئَاءِ الْإِنْبَاءِ فَخَيْرٌ مِنْ
اِسْتِغْنَاءِ فِيهِ أَنَّ صَادِقِي عَلَى الظَّاهِرِ فَلَا يَجِبُ الْعَتْلُ بِهِ وَ الشَّأْنُ أَنَّهُ اجْتَنَعَتِ الْعِصَابَةَ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ
بِالشَّيْءِ فَيَسْتَقْطُ أَنْهَا لِإِحْتِجَابِهِ بِهِ مِنْ هَذَا التَّوَجُّهِ وَ لَوْ سَمِعَ مِنْ ذَلِكَ كَلِمَةً لَجَاءَ أَنْ نَحْبِلَهُ عَلَى النَّهْأِ الَّذِي قَدْ
طَرَفَ فِيهِ تَشْوِيقٌ لِيَطِيبَ طَعْمُهُ وَ تَنْكِيصٌ مُلَوِّحَتُهُ وَ مَوَازَنَةٌ وَإِنْ لَمْ يَتَلَدَّرْ حَتَّى يَسْلُبُهُ اسْمُ النَّهْأِ بِالْمُطْلَاقِ لِأَنَّ
الشَّيْءَ فِي اللَّغَةِ هُوَ مَا يَتَّبَعُ فِيهِ الشَّيْءُ وَ النَّهْأُ إِذَا طَرَفَ فِيهِ قَلِيلٌ تَمْرِيْسِي نَبِيدًا وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا الشَّأْوِيلِ
مَا-

تو اس حدیث سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ عبد اللہ بن مغیرہ نے بعض صادقین سے اسے نقل کیا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۲

تصاحب الحدیث کہتے ہیں کہ اس راوی کا یہ قول میں نے حریرت سے سنا ہے۔۔۔ یہ خود گویا اس بات پر سر متع ہے کہ یہ بعض صادقین راوی امام نہیں ہے اس لیے کہ واضح سی بات ہے کہ امام بھی حریرت سے روایت نقل نہیں کر سکتے۔ (بلکہ امام کسی بھی راوی سے روایت نقل نہیں کرتے)۔ علی اکبر غفاری کا کہنا ہے کہ عبد اللہ بن مغیرہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے صحابی ہیں اور ظاہر بعض صادقین سے مراد بھی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ہی ہیں اور راوی کا بیع کے ساتھ بعض صادقین کے الفاظ کا استعمال بطور تہذیب ہوگا۔ ہاں البتہ جس اصلی نسخہ کے ساتھ اس نسخہ کا موازنہ کیا گیا ہے اس میں لفظ علیہا السلام آیا ہے۔ (جو تہذیب یعنی دو کو بیان کرتا ہے بیع یعنی دو سے زیادہ کو نہیں اس لیے لفظ صادقین بیع نہیں ہوگا بلکہ صادقین تہذیب ہوگا)۔

کہ اس نے حدیث کی جس کی طرف استاد (منسوب کیا ہے) دی ہے وہ غیر معصوم ہو اگرچہ کہ وہ اس بات کا اعتقاد رکھتا ہو کہ بظاہر وہ نہایت سچا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی ناقابل عمل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بزرگان نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ نبیؐ سے وضو کرنا صحیح نہیں ہے۔ تو اس لحاظ سے بھی اس حدیث سے دلیل پیش کرنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ یہ حجت سے ساقط ہو جائے گی۔ اور اگر ان تمام اعتراضات کے باوجود اسے تسلیم کر بھی لیا جائے تو اس میں نبیؐ کو اس پانی پر بھی محمول کیا جاسکتا ہے جس میں تھوڑی سے مقدار میں کھجور ڈال دی گئی ہوتی کہ اس کا ذائقہ بہتر ہو اور کھار اپن اور کڑواہٹ دور ہو البتہ اتنی حد تک بھی نہ پہنچی ہو کہ مطلق پانی کے زمرے سے نکل جائے۔ اس لئے کہ لغت کے لحاظ سے نبیؐ اس پانی کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز ڈالی جائے۔ اور پانی میں جب تھوڑی سی کھجور ڈال دی جائے تو اسے بھی نبیؐ کہتے ہیں۔ اور مندرجہ ذیل حدیث اسی تاویل پر دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِهِ الشَّيْخُ رَجُلٌ مِنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ قَوْلِهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْلَى بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَدَّثَنَا مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْنِ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ عَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْخَطَّاطِ عَنْ سَاعَةَ بْنِ مَهْرَانَ عَنِ الْكَلْبِيِّ الشَّابَةِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الشَّيْبِ فَقَالَ حَلَّالٌ فَقَالَ إِنَّا نَسْتَبِدُّ لِحُرْمِهِ الْعَكْفَرَةَ مَا سَوَى ذَلِكَ فَقَالَ شَيْءٌ مِنَ الْخَمْرِ وَالْمُسْتَبَدُّ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَأَيُّ نَبِيٍّ تَعْبَى قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ شَكُّوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ص تَغْيِيرَ الْمَاءِ وَفَسَادَ طَبَائِعِهِمْ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَسْتَبِدُّوا فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْمُرُ عَادِمَهُ أَنْ يَسْتَبِدُّ لَهُ فَيَغْبِدُ إِلَى كَيْفٍ مِنْ تَرْتِيقِغْدِفٍ بِهِ فِي السَّيْرِ فَيَسْتَبِدُّ لَهُ وَهُوَ طَهُورٌ فَكُلْتُ فَلَمْ يَكُنْ عَدُوًّا الشَّرِّ الَّذِي فِي الْكَيْفِ فَقَالَ مَا حَصَلَ الْكَيْفُ قُلْتُ وَاحِدَةٌ أَوْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ رُبَّمَا كَانَتْ وَاحِدَةً وَرُبَّمَا كَانَتِ اثْنَتَيْنِ فَكُلْتُ وَكَمْ كَانَ يَسْمَعُ الشَّرُّ فَقَالَ مَا بَيْنَ الْأَرْبَعِينَ إِلَى الثَّمَانِينَ إِلَى قَوْلِي ذَلِكَ فَكُلْتُ بِأَيِّ أَرْطَالٍ قَالَ أَرْطَالٌ مِنْ كَيْبَالِ الْعِرَاقِ

(ضعیف) ۲۹-۲۰۔ ہمیں شیخ رحمہ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد قولیہ سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے حسین بن محمد سے، اس نے معلی بن محمد اور ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، ان سب نے محمد بن علی ہمدانی سے، اس نے علی بن عبد اللہ خطاط سے، اس نے ساعدہ بن مہران سے، اس نے کلبی شابہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نبیؐ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حلال ہے پھر راوی نے کہا: ”ہم بھی کھجور ڈالتے ہیں اور اس میں گھی (کا نمونہ یا تلچھٹ) بھی ڈالتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی۔“ تب آپ نے فرمایا: ”بس بس وہ تو بدبودار شراب ہے۔“ تو پھر (بقول راوی) میں نے پوچھا: ”میں آپ پر قربان جاؤں تو آپ کو نمسی نبیؐ مرالے رہے ہیں؟“ تب آپ نے فرمایا: ”ایک مرتبہ مدینہ والوں نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں پانی کے تبدیل ہونے اور اس وجہ سے ان کی طبیعتوں کے خراب ہونے کی شکایت کی تو آپ نے انہیں نبیؐ بنانے حکم دیا تو ہر آدمی جب اپنے نوکر کو نبیؐ بنانے کا کہتا تو وہ مٹھی بھر کر کھجور لے کر مٹک (یا مٹکے) میں ڈال دیتا تو اسی سے پیتے بھی تھے اور اسی سے طہارت بھی کرتے تھے (راوی کا کہنا ہے کہ)۔ پس راوی نے پوچھا: ”مٹھی میں کتنی کھجور لے

ہوا کرتی تھیں؟“ تو فرمایا: ”جتنی سخی میں آتی تھیں“ میں نے پوچھا: ”ایک یا دو“ تو فرمایا: ”بسا اوقات ایک ہوتی تھی اور بسا اوقات دو ہوا کرتی تھیں“ پھر میں نے پوچھا: ”اس منگ کی وسعت کتنی ہوتی تھی؟“ تو آپ نے فرمایا: ”چالیس، رطل سے آتی بلکہ اس سے بھی زیادہ تک، (راوی کہتا ہے کہ) پھر میں نے پوچھا: ”کس علاقے کے رطل؟“ تو آپ نے فرمایا: ”عراقی بیاناں کا رطل ہوتے تھے۔“

باب ۷: حائضہ عورت اور مجنب کے وضو سے بچنے والے پانی کا استعمال اور ان لوگوں کا جوٹھا

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ قَطَالٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَنْزَلَةَ عَنْ عَبْدِ بْنِ يَظِينَ عَنْ أَبِي الْعَسَنِ عَنِ الرَّطْبِيِّ يَتَوَضَّأُ بِفَضْلِ الْعَائِضِ قَالَ إِذَا كَانَتْ مَأْمُومَةً فَلَا يَأْتُرُ (موثق) ۱۔ ۳۰۔ حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے محمد بن ابو حمزہ سے، اس نے علی بن یظین سے، اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھا جو حیض والی عورت کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرتا ہے تو آپ نے فرمایا: ”اگر وہ طہارت اور نجاست کا خیال رکھنے والی اور بچنے والی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔“

وَبَعْدَ الْإِشْثَاوِ عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ سُؤْرِ الْعَائِضِ قَالَ تَوَضَّأُ بِهِ وَتَوَضَّأُ مِنْ سُؤْرِ الْمَجْنُونِ إِذَا كَانَتْ مَأْمُومَةً وَتَغْسِلُ يَدَيْهَا قَبْلَ أَنْ تُدْخِلَهَا الْإِنَاءَ وَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَغْتَسِلُ هُوَ وَعَائِشَةُ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَتَغْتَسِلَانِ جَمِيعاً (موثق) ۲۔ ۱۳۰۔ انہی اسناد کے ساتھ روایت نقل کی ہے علی بن حسن سے، اس نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے، اس نے صفوان بن عیسیٰ سے، اس نے عیص بن قاسم سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حائضہ عورت کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: اس سے وضو کر سکتے ہو اور مجنب کے جوٹھے سے بھی وضو کر سکتے ہو جب وہ نجاست کا خیال رکھ کر اس سے بچنے والی ہو اور برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھ دھونے والی ہو۔ رسول کریم بھی عائشہ کے ساتھ ایک ہی برتن میں اٹھنے غسل کیا کرتے تھے۔“

فَأَمَّا مَا زَوَّادُ الْعَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ غُبَيْسَةَ بِنِ مَعْصَبِ

استہدایہ الامامین ص ۲۳۵

عَلِيَّ بْنِ أَبِي اسْمٰءِ ۱۰۔ تہذیب الامامین ص ۳۵۳۔ ان تسوں میں اسی طرح ہے جبکہ علامہ قمی نے کافی باب الوضوء من سور الی الخ کی حدیث نمبر ۲ میں ایسی حدیث درج کی ہے جس میں آیا ہے ”وَسَأَلَهُ مَنْ سَوَّرَ الْخُفَّ قَالَ لَا تَوَضَّأُ وَتَوَضَّأُ مِنْ سُؤْرِ الْمَجْنُونِ“ (راوی نے کہا کہ میں نے امام سے حائضہ کے جوٹھے کے بارے میں پوچھا تو امام نے فرمایا: ”اس کے جوٹھے سے وضو کرنا اور مجنب کے جوٹھے سے وضو کر سکتے ہو۔“ پھر آخر تک حدیث جاتی ہے اور یہی شیک لگتا ہے جس کی تائید باقی احادیث بھی کرتی ہیں۔ علی اکبر عطار۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُورُ الْعَائِضِ يُشْرَبُ مِنْهُ وَلَا يُتَوَسَّلُ

(ضعیف) ۳۲۳-۳۲۴ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے علی بن حسن نے ایوب بن نوح سے، اس نے صفوان بن بحیری سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے عنبسہ بن مصعب سے اور اس نے نقل کیا ہے کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "حائضہ عورت کا جو ٹھہرایا تو جاسکتا ہے لیکن اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا۔"

وَعَنْهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْعَائِضِ يُشْرَبُ مِنْ سُورِهَا وَلَا يُتَوَسَّلُ مِنْهُ

(حسن) ۳۳-۳۳۳ اسی سے، اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے حسین بن ابو العلاء سے، اس نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حائضہ عورت کے بارے فرمایا: "اس کے جو ٹھہ سے وضو کیا جاسکتا ہے جبکہ اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا۔"

عَنْهُ عَنْ عَيْنِ بْنِ أَشْجَابٍ عَنْ عَبْدِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ الْأَخْمَرِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قُتَيْبٍ مِنْ قُضَلٍ وَضُؤِ الْعَائِضِ قَالَ لَا

(موقن) ۵-۳۳۳ اسی سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب بن سالم احمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حائضہ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: "نہیں۔"

قَالَتْ جَدِّي فِي هَذِهِ الْأَخْتِيَابِ مَا قُضِلَ فِي الْأَخْتِيَابِ الْأَوَّلَةِ وَهُوَ أَكْثَرُ إِذَا لَمْ تَكُنِ الْمَرْأَةُ مَأْمُونَةً قَائِلَةً لَا يَجُوزُ الشُّؤْنُ بِسُورِهَا وَيَجُوزُ أَنْ يَتَكُونَ الْمَرْأَةُ بِهَا ظَهْرًا مِنْ الْأَسْتِغْنَابِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا

تو ان روایتوں کی صورت حال وہی تفصیل ہے جو گزشتہ پہلی حدیثوں میں کی گئی ہے اور وہ یہ کہ جب کوئی عورت نہایت سے بچے کی پر واہ کرنے والی نہ ہو تو اس کے جو ٹھہ سے وضو کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ پابندی مستحب کے طور پر ہو۔ اور اسی کی طرف مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهَا أَنَّهُ بَدَأْتُ بِهَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُعْتَمِرٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ قُضَلٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مُهْرَبَانَ عَنِ حَسْبَابِ الْعَشَّابِ عَنْ أَبِي جَلَابٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع الْمَرْأَةُ الطَّامِثَةُ أَشْرَبُ مِنْ قُضَلٍ شَرَابِهَا وَلَا أَحَبُّ أَنْ أَتَوَسَّلُ مِنْهُ

۱- کافی ج ۳ ص ۱۰- تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳۵

۲- کافی ج ۳ ص ۱۱- تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳۵

۳- تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳۵

۴- تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳۶

(بجہول) ۶-۳۵۔ یہ حدیث مجھے نقل کی ہے احمد بن محمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن قتال سے اس نے عباس بن عامر سے، اس نے حجاج الحشاب سے، اس نے ابو بلال سے اور اس کا کہنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "عائزہ عورت کے جوٹھے پانی کو پی تو سکتا ہوں مگر اس سے وضو کرنا پسند نہیں کرتا"۔

باب ۸: کافروں کے جوٹھے کا استعمال

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَجِيحُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ مُخَلَّبٍ بْنِ قَوْلَيْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّعِيدِ عَنْ سَعِيدِ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ عَنِ سُورِ الْيَهُودِيِّ وَاللُّصَّانِي فَقَالَ:

(حسن) ۱-۳۶۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے اور انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث نقل کی ہے جعفر بن محمد بن قولیب نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی ابن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اس نے سعید اعرج سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہودی اور نصرانی کے جوٹھے کے استعمال (کے جائز ہونے) کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: "نہیں۔"

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ نُوحِ بْنِ الْوَشَّاءِ عَنْ ذَكَرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ أَنَّ كَرِيكَ سُوْرَ وَكَلِي الْيَهُودِيِّ وَاللُّصَّانِي وَالشُّرْكَ وَكُلِّ مَنْ خَالَفَ الْإِسْلَامَ وَكَانَ أَشَدَّ ذَلِكَ عِنْدَ سُورِ النَّاصِبِ^۱

(مرسل) ۲-۳۷۔ اسی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے اس نے احمد بن اور یس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحیی سے، اس نے نوح بن الوشاء سے، اس نے الوشاء^۲ سے، اس نے اسے حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ولد الزنا، یہودی، نصرانی، مشرک اور ہر اسلام مخالف کا جو ٹھا کر وہ ہے۔" اور آپ کے نزدیک تاہمی ٹھا کر جو ٹھا سب سے زیادہ مکروہ تھا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْخَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۵

^۲ سعید الاعرج وہی حجاج بن زکاة کوئی خشاب ہے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے احادیث روایت کی ہیں۔ ثقہ اور موثق آدمی ہے لیکن اس کا بزرگ ابو بلال بجہول ہے۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۶

^۴ شہاب و شہاب بن عبد اللہ یا شہاب بن عبد الرحمن اعرج ہے جو ثقہ ہے۔

^۵ تاہمی یعنی دشمن اہل بیت علیہم السلام یا دشمن علی علیہ السلام۔ اور روایت جس طرح اس کے جوٹھے کے حرام نہ ہونے میں مرسل نہیں ہے۔

مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَثَارِ بْنِ مُوسَى الشَّامِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ هَلْ يَتَّوَسَّأُ مِنْ كُوزٍ أَوْ

إِنَاءٍ غَيْرِهِ إِذَا شَرِبَ فِيهِ عَمَلٌ أَلَمْ يَهُودِيٌّ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ مَنْ ذَلِكَ النَّبِيُّ الَّذِي يَشْرَبُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ

(موثق) ۳۸۳ البیتہ وہ روایت جسے نقل کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمر بن سعد ہاشمی

سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار بن موسیٰ ساماطی سے اور اس نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

پوچھا: ”کیا کسی ایسی صراحی یا برتن کے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے جس سے کوئی بی گیا ہو اور پینے والا بھی یہودی ہو؟“ تو آپ نے فرمایا:

”ہاں۔“ پھر (راوی نے کہا کہ) میں نے پوچھا: ”کیا اسی پانی سے جس سے وہ پی گیا ہے؟“ تو پھر بھی آپ نے فرمایا: ”ہاں۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا التَّخْيِيرِ أَنْ تَعْبُدَهُ عَلَى مَنْ يَطْلُقُ أَنَّهُ كَافِرٌ وَلَا يُعْرَفُ عَلَى الشَّحِيقِ قَوْلُهُ لَا يُعْبَدُ كَمَا بِالنَّجَاسَةِ إِلَّا قَدَمُ

الْعِدَمِ بِعَالِيهِ وَلَا يُعْمَلُ فِيهِ عَلَى غَلَبَةِ الظَّنِّ أَوْ يُحْتَمَلُ عَلَى مَنْ كَانَ يَهُودِيًّا فَأَسْلَمَ فَإِنَّهُ لَا يَأْتِسُ بِاسْتِعْمَالِ سُورَةٍ

يَكُونُ سَكْمُ النَّجَاسَةِ زَائِلًا عَنْهُ۔

تو اس میں اجتماع کی یہ صورت بنتی ہے کہ ہم اس حدیث کو اس شخص پر محمول کریں کہ جس کے متعلق گمان ہو کہ وہ کافر ہے لیکن

پختہ یقین نہ ہو، کیونکہ جب تک اس کی حالت کا علم نہ ہو تب تک اس کی نجاست کا حکم لاگو نہیں کیا جاسکتا اور اس بارے میں گمان غالب

پر بھی عمل نہیں کیا جائے گا یا اس بات پر محمول کیا جائے کہ اس یہودی سے مراد وہ شخص ہے جو پہلے یہودی ہو پھر مسلمان ہو گیا تو اس

صورت میں اس کا جو تھا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نجاست کا حکم اس سے زائل (ختم) ہو جاتا ہے۔^۲

باب ۹: پانی کا حکم جب اس میں کتا منہ مار گیا ہو

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ حَسَاوٍ عَنْ حَرِيْزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْكَلْبِ يَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ قَالَ أَفْسِلُ

الْإِنَاءَ وَعَنِ السُّورِ قَالَ لَا يَأْتِسُ أَنْ يَتَّوَسَّأُ مِنْ فَضْلِهَا إِشْهَاءً مِنَ السَّبَاحِ^۱

(صحیح) ۳۹۱۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان

^۱ اس حدیث میں بظاہر ایسے مسلمان کی صراحی سے پانی پینے کے متعلق سوال پوچھا گیا ہے جو پہلے یہودی رہا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے اسے ہانڈ

قرار دیا ہے۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ برتن انسان کی تبعیت میں ہیں۔ لیکن عمار ساماطی کے عقد اور عادل ہونے کے باوجود اس سے مروی حدیث کا لفظ

ہوئی ہیں۔ غفاری

^۲ البیتہ دونوں صورتیں محض دل کو تسلی دینے والی ہیں البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ وہ یہودی مشرک نہ ہو اس لیے کہ یہودی اہل کتاب ہیں اور اہل کتاب

پاک ہیں جب تک مشرک نہ ہوں۔ مترجم

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۸

سے اس نے حسین بن سعید سے اس نے حریر سے اس نے محمد بن مسلم سے اس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کتاب برتن سے پانی پی گیا ہو تو (کیا حکم ہے؟)“ آپ نے فرمایا: ”برتن کو دھو۔“ پھر جنگلی بیٹے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ”اس کے بچے کھچے جو غصے سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ ہے ہی درندوں میں سے۔“

وَبَعْدَ الْإِسْتِثْنَاءِ عَنْ حَرِيرٍ عَنِ الْقَضِيِّ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْهَيْئَةِ وَالشَّاقِ وَالْبَيْتِ وَالْإِبِلِ وَالْحِمَارِ وَالْخَيْلِ وَالْبَعَالِ وَالنَّوْحِ وَالسَّبَاعِ فَلَمْ أَتَزَلْ شَيْئاً إِلَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لَا تَأْسُ بِهِ حَتَّى تَتَهَيَّبَ إِلَى الْكَلْبِ فَقَالَ رَجَسَ رَجْسٌ لَا تَتَوَضَّأُ بِقَطْرِهِ وَأَضْرِبَ ذَلِكَ النَّاءَ وَغَسِلَهُ بِالشَّرَابِ أَوْ مَاءٍ ثُمَّ بِالنَّاءِ^۱

(صحیح) ۲۔ ۳۰۔ انہی استاد کے ساتھ نقل کیا ہے حماد سے اس نے حریر سے اس نے فضل ابو العباس سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پانی، بکری، گائے، اونٹ، گدھا، گھوڑا، خیر، جنگلی جانور اور درندوں کے جو غصے کے متعلق پوچھا اور کوئی بھی چیز نہیں چھوڑی بلکہ ہر چیز کے جو غصے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“ یہاں تک کہ جب کتے کے متعلق پوچھا تو فرمایا: ”پلید ہے، نجس ہے۔ اس کے جو غصے سے وضو مت کرو بلکہ اس پانی کو بہا دو اور برتن کو بھی پہلے مٹی سے مانجھو پھر پانی سے دھو۔“

وَأَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَوْلُونِهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَوْحِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ: سَأَلْتُ عِدَاؤَانَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع وَأَنَا بَشْدَةَ عَنْ سُورِ الْبَسْتِ وَالسَّاقِ وَالْبَيْتِ وَالْبَعِيرِ وَالْحِمَارِ وَالْفَرَسِ وَالْبَعَالِ وَالسَّبَاعِ يُشْرَبُ مِنْهُ أَوْ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقَالَ نَعَمْ الشَّرِبُ مِنْهُ وَالتَّوَضُّأُ قَالَ لَمْ أَلْكَبْ قَالَ لَا قُلْتُ أَلَيْسَ هُوَ بِسَائِمٍ قَالَ لَا وَاللَّهِ إِنَّهُ نَجَسٌ^۲

(مجموع) ۳۔ ۳۱۔ شیخ حررہ اللہ علیہ نے مجھے حدیث نقل کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے اس نے اپنے والد سے اس نے سعد بن عبد اللہ سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے ایوب بن نوح سے اس نے صفوان سے اس نے معاویہ بن شریح سے اور اس نے کہا کہ عذافر نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھیڑیے، بکری، گائے، اونٹ، گدھا، گھوڑا، خیر، درندوں کے جو غصے کے متعلق پوچھا کہ کیا اسے پیا جاسکتا ہے یا اس سے وضو کیا جاسکتا ہے؟ اس وقت میں بھی ان کے ساتھ بیٹھا تھا تو امام نے

^۱ بعض نسخوں میں یہ نہیں ہے۔

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۳۸۔ یہاں آخر میں لفظ ”مرئین“ (دو مرتبہ) ساقط ہے۔ مصنف کی کتاب الخلاف کے مسائل طہارت کے مسئلہ نمبر ۱۳ میں بھی یہی روایت اس لفظ کے بغیر آئی ہے جبکہ شیخ صدوق کی عبارت میں لفظ کے ساتھ ہونے کی گواہی اس طرح دی ہے کہ اس میں آیا ہے ”مرئہ بالشراب و مرئین بالماء“ (ایک مرتبہ مٹی سے اور دو مرتبہ پانی سے) کتاب السحبر اور المختلف میں بھی یہی حدیث ”مرئین“ کے لفظ کے ساتھ نقل ہوئی ہے۔ لگتا یہی ہے کہ اس کے مصنف نے یہ حدیث کتاب الخلاف سے لی ہے تہذیب الادکام اور اس اعتبار سے نہیں لی۔

^۳ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۳۹

فرمایا: ”ہاں اس سے پی سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو۔“ راوی نے کہا کہ میں نے آپ سے پوچھا کہ ”کیا؟“۔ تو امام نے فرمایا: ”نہیں“۔ پوچھا: ”تو کیا وہ درندہ نہیں ہے؟“۔ تب فرمایا: ”نہیں اللہ کی قسم وہ نجس ہے جیسا کہ خدا کی قسم وہ پلید ہے۔“
سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(کا صحیح) ۳۲-۳۱۔ سعد بن عبد اللہ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عبد اللہ بن کثیر سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے، اور اس نے ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے بالکل اسی طرح روایت کی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوَضُوءِ وَمَا وَدَّمَ الْكَلْبُ فِيهِ وَالسُّنُورُ أَوْ شَرِبَ مِنْهُ جَمَلٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ أَيْتَوْضَأُ مِنْهُ أَوْ يُغْتَسَلُ قَالَ: نَعَمْ إِلَّا أَنْ تَجِدَ غَيْرَهُ فَتَتَوَضَّأُ عَنْهُمَا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوَضُوءِ وَمَا وَدَّمَ الْكَلْبُ فِيهِ وَالسُّنُورُ أَوْ شَرِبَ مِنْهُ جَمَلٌ أَوْ دَابَّةٌ أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ أَيْتَوْضَأُ مِنْهُ أَوْ يُغْتَسَلُ قَالَ: نَعَمْ إِلَّا أَنْ تَجِدَ غَيْرَهُ فَتَتَوَضَّأُ عَنْهُ

(ضعیف) ۵-۳۳۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے اور اس نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”جس پانی کو کتا یا بلا چات گیا ہو یا اونٹ یا گھوڑا یا کوئی اور جانور پی گیا ہو تو کیا اس پانی سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہے؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”ہاں۔ مگر یہ کہ اس پانی میں اس کے علاوہ کچھ اور نہ دیکھو تو اس سے پرہیز کرو۔“
فَلَيْسَ هَذَا الْخَبَرُ مُتَّفِقًا لِأَلْحَبَّارِ الْأَوْلِيَاءِ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ تَحْمِيلَهُ عَلَى أَنْتَهُ إِذَا كَانَ الشَّاءُ كَرًّا أَوْ أَكْثَرَ مِنْهُ وَالَّذِي يُدَالُ عَلَى ذَلِكَ مَا-

تو اس حدیث میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو پچھلی حدیثوں کے منافی ہو۔ کیونکہ اس حدیث کی صورت یوں نکلتی ہے کہ اس حدیث میں پانی کو کتر یا کتر سے زیادہ مقدار میں پانی پر محمول کیا جائے۔ اور اس صورت پر مندرجہ ذیل حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ وَجَّهَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَبَّاحَةَ بِنْتِ مَهْرَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: لَيْسَ بِغَطْلِي السُّنُورُ بَأْسٌ أَنْ يَتَّوَضَّأَ مِنْهُ وَيُشْرَبَ مِنْهُ وَلَا يُشْرَبُ مِنْ شُورِ الْكَلْبِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ حَتَّوَضًا كَبِيرًا يُسْتَقَى مِنْهُ

(موثق) ۶-۳۳۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے ابو جعفر احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سباحہ بنت مهران سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حدیث بیان کی کہ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”بھیڑیے کے جوٹھے سے وضو کرنے اور اسے پینے میں کوئی حرج

نہیں ہے مگر کتے کا جو ٹھاپانی نہ پیا جائے مگر یہ کہ وہ بہت بڑا حوض ہو جس سے پانی پیا جائے ہو۔“

وَبَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَبِي الْيُؤُبِ الْخَلَّازِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ
عَنِ الْمَاءِ تَبُولُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَتَدْعُ فِيهِ الْكِلَابُ وَيَغْتَسِلُ فِيهِ الْجُنُبُ قَالَ إِذَا كَانَ قَدْرَ كَيْلٍ لَمْ يَتَجَنَّبْهُ مِنْهُ^۱

(صحیح) ۷۔ ۳۵۔ انہی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابو یوب خزاعی سے، اس نے محمد بن مسلم سے اس نے کہا کہ میں نے امام سے پوچھا جس پانی میں جانور پیشاب کر جاتے ہوں اور کتے چاٹ جاتے ہوں اور جب آدمی غسل کر جاتے ہوں تو کیا اسے استعمال کیا جاسکتا ہے؟“ تو فرمایا: ”نہیں مگر یہ کہ پانی کڑکی مقدار میں ہو جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔“

باب ۱۰۔ قلیل پانی میں کوئی نجاست پڑ گئی ہو

أَخْبَرَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَبِي جَبِيَّةٍ الْقُمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَ
الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سَيَّانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي نَيْبِغَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ
اللَّهِ م قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْجُنُبِ يَجْعَلُ الرُّكُوعَ أَوْ الشُّورَ فَيَدْخُلُ إِصْبَعَهُ فِيهِ قَالَ إِنْ كَانَتْ يَدُهُ قَدْرَ قَدْرِهِ فَافْرَقْتَهُ وَإِنْ
كَانَ لَمْ يُصْبِحْهَا قَدْرًا فَلْيَغْتَسِلْ مِنْهُ هَذَا وَمَا قَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ^۲

(ضعیف) ۱۔ ۳۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو الحسن بن ابو جید قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد اور حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن سیان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو نبیغہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی جنابت والا آدمی پانی کا چھماگل پینا لے بھرے اور اس میں اپنی انگلی ڈال دے تو کیا ہوگا؟“ فرمایا: ”اگر اس کے ہاتھ پر گندگی تھی تو اس کو بہا دو اور اگر پانی کو وہ نہ لگی ہو تو اس سے غسل کر سکتا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ) اللہ نے دین میں تمہارے لئے کوئی سختی نہیں رکھی۔“^۳

وَبَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سِنَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ:
إِذَا أَصَابَتِ الرَّجُلَ جَنَابَةٌ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنْتَابِ فَلَا تَبَأْسَ إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَتْ يَدَهُ قَدْرَ قَدْرِهِ مِنَ الْمَاءِ^۴

^۱ کافی ج ۳ ص ۴، من الامم والنفوس ج ۱ ص ۱۲، تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳۹

^۲ نہ گوہر کے زبر میں اور پیش کے ساتھ ہونے کا چھوٹا برتن جس میں پانی پیا جاتا ہو اور انوار کے فقہ اور کے سکون کے ساتھ و پیش یا ہتھ سے بنا عربوں کا مشہور برتن جس میں پانی پیا جاتا ہے اور بسا اوقات اس سے وضو بھی کیا جاتا ہے۔

^۳ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳۲

^۴ ج ۱ ص ۷۸

^۵ تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۹

(موثق) ۲۔ ۳۔ انہی اسناد کے ساتھ مسین بن سعید سے اس نے اپنے بھائی حسن سے اس نے زرہ سے اس نے سامہ (ابن مہران) سے اس نے نقل کیا کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جب انسان مجتہد ہو اور اپنے ہاتھ کو (پانی والے) برتن میں ڈالے تو اس کے ہاتھ پر کوئی سنی نہیں آگی ہوئی تو کوئی حرج نہیں ہے“^۲۔

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَبُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَمَّنْ جَدَّاهُ وَجَدَّاهُ خُنْفَسًا قَدْ مَاتَ قَالَ: الْقِدِّ وَتَوَشَّأَ مِنْهُ وَإِنْ كَانَ عَقْرِبَاءَ فَأَهْرَقِ النَّاءَ وَتَوَشَّأَ مِنْ مَاءِ غَيْرِهِ وَعَنْ رَجُلٍ مَعَهُ إِهَاءٌ فِيهَا مَاءٌ وَقَامَ فِي أَحَدِهَا قَدَّرَ لَا يَذْرَى إِلَيْهَا هُوَ لَيْسَ يُغْدِرُ رَعْلًا مَاءَ غَيْرِهِ قَالَ يُهْرِيغُهُمَا وَيَتَيَّبُهُمَا^۳۔

(موثق) ۳۔ ۴۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے اس نے محمد بن یعقوب سے اس نے محمد بن یحییٰ سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے عثمان بن عیسیٰ سے اس نے سامہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کسی منگے میں گبریا مر اہوا ملے تو کیا کیا جائے؟“ آپ نے فرمایا: ”اسے نکال کر بیچ دے اور اس پانی سے وضو کر لو۔ اور اگر وہ بچھو ہو تو پانی بھی بہاؤ اور کسی اور پانی سے وضو کرو۔“ نیز میں نے یہ بھی پوچھا: ”اگر کسی تومی کے پاس دو برتن ہوں جن میں پانی بھرا ہو اور ان میں سے کسی ایک میں گندگی (نجاست) پڑ گئی ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کونسا برتن ہے اور اس پانی کے علاوہ کوئی اور پانی بھی نہ لے سکتا ہو تو وہ کیا کرے؟“ آپ نے فرمایا: ”دونوں برتنوں کا پانی بہاؤ گا اور تیمم کرے۔“^۴

مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ الْعَشْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أُجَيْبِ بْنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الدَّجَائِبِ وَالتَّحَامِيَةِ وَاشْتِبَاهِهَا تَطَأَ الْعِدَى رَأَى لَمْ تَدْخُلْ فِي النَّاءِ يَتَوَشَّأُ مِنْهُ لِبَشَرَةٍ قَالَ لَا إِلَّا أَنْ يَكُونَ النَّاءُ تَشْبِيهًا قَدَّرَ كُنْجًا مِنْ مَاءٍ^۵

^۱ بعض نسخوں میں اسانی ہے۔

^۲ اگر حرج ہونے کو نجاست سے اہم نہ سمجھا جائے تو یہاں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ حدیث قلیل پانی کے نجاست سے متاثر ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ (علی اکبر مظہری)

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

^۴ اشعری۔

^۵ قدامہ کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں تھا کہ ان دونوں برتنوں سے اعتنا واجب ہے جن میں سے ایک پاک برتن دوسرے نجس سے مشتبہ ہو (یعنی دونوں میں سے کوئی ایک یقیناً پاک ہو اور دوسرا یقیناً نجس ہو مگر یہ معلوم نہ ہو کہ کونسا پاک ہے اور کونسا نجس ہے اس لئے دونوں سے اعتنا واجب ہے۔)

^۶ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۳

(صحیح) ۳۹-۳۱۔ محمد بن احمد بن یحییٰ نے حدیث نقل کی ہے عمر کی سے اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی مرئی یا کبوتر یا ان جیسے پرندہ یا خانہ کور وغیرہ بھری پانی میں چلا جائے تو کیا اس پانی سے نماز کے کیلئے وضو کیا جاسکتا ہے؟" آپ نے فرمایا: "نہیں، مگر یہ کہ پانی کڑھتا کثیر ہو۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَمْدَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الشَّاءِ السَّائِكِينَ يَكُونُ فِيهِ الْبَيْضَةُ أَيْضًا وَالْإِسْتِخْجَاءُ مِمَّا فَتَقَالَ تَوَطُّأً مِنَ الْغَائِبِ الْأَخْضَرِ وَلَا تَوَطُّأً مِنَ جَانِبِ الْحَقِيقَةِ

(ضعیف) ۵۰-۵۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے اس نے علی بن عمرو سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق سے اس کھڑے پانی کے بارے میں پوچھا: "جس میں مرد اور بچہ ہو تو کیا اس سے استنجاء کرنا صحیح ہے؟" آپ نے فرمایا: "وہ سب سے وضو کر لو اور مرد اور بچہ دونوں طرف سے وضو کر دو۔"

عَنْ عُنَيْنِ بْنِ عَيْسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ بِالنَّيْتِ فِي النَّهْرِ فَقَالَ يَتَوَطُّأُ مِنَ الشَّائِبَةِ الَّتِي تَسْتَقِرُّ فِيهَا النَّيْتَةُ^۱

(مؤثق) ۶-۵۱۔ اسی سے اس نے عثمان بن حمیس سے اس نے سماع سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام سے پوچھا: "اگر کسی آدمی کا گزر پانی میں پڑے مردار سے ہو تو (کیا حکم ہے؟)" آپ نے فرمایا: "وہ ایسے حصہ سے وضو کرے جس طرف مردار نہیں ہے۔"

وَعَنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيَانَ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ فَرْقِدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ زِيَادٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ هَلْ أَتَى الشَّعْرَ قَلْبِي النَّهْرَ النَّبِيَّ وَيَدِي قَدْرًا قَلْبِي هَاهُنَا فِي النَّهْرِ فَقَالَ لَا يَأْتِي^۲

(ضعیف) ۷-۵۲۔ اسی سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے ابان سے اس نے زکریا بن فرقہ سے اس نے عثمان بن زیاد سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر سے پوچھا: "میں سفر کے دوران پاک صاف پانی تک پہنچا ہوں جبکہ میرے ہاتھ گندے ہوتے ہیں اور میں وہی ہاتھ اسی پانی میں ڈبو دیتا ہوں (تو کیا حکم ہے؟)" آپ نے فرمایا: "کوئی حرج نہیں ہے۔"

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيِّدَانَ عَنْ الْعَلَاءِ بْنِ الْقُسَيْبِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْبَيْضِ فِي النَّهْرِ إِذَا غَلَبَ لَوْنُ النَّهْرِ لَوْنُ الْبَيْضِ^۳

(ضعیف) ۸-۵۳۔ محمد بن علی بن محبوب نے حدیث نقل کی ہے محمد بن عبد الجبار سے اس نے محمد بن سنان سے اس نے علاء بن

^۱ یہاں اور بعد کی احادیث میں بھی اسی طرح مذکور ہے مگر محمد بن احمد بن یحییٰ کا عمر کی سے ۱۱۱۱ھ تک حدیث روایت کرنا بہت ہی بعید ہے۔ (علی اکبر غفاری)

^۲ کافی ج ۳ ص ۳۲۔ من الصحیح والفقیر ج ۱ ص ۱۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۲

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۲

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۲۔ یہاں اور تہذیب میں بھی اسی طرح سلسلہ سند ہے۔ جبکہ صحیح سلسلہ سند یہ ہے "۔۔۔ من زکریا بن (داؤد) بن

فرقہ (زکریا سے اس نے داؤد بن فرقہ سے)"

^۵ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۰

فضیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق سے پوچھا: ”حوض میں پیشاب کیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟“
 تو آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں جب تک پانی کا رنگ پیشاب کے رنگ پر غالب رہتا ہے“۔

أَخْبَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مِهْرَانَ الْجَبَالِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ
 الْعِيَاضِ الَّتِي مَا بَيْنَ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ تَرَوُهَا السَّمَاءُ وَتَدْفَعُ فِيهَا الْجَلَابُ وَتَشْرَبُ مِنْهَا الْحَبِيْرَةُ وَيُغْتَسَلُ مِنْهَا
 الْجُنُبُ أَيْتَوْطَأُ مِنْهَا قَقَالٌ وَكَمْ قَدْرُ السَّاهِ قُلْتُ إِنَّ نَيْفَ السَّاهِ وَهِيَ الْوُكْبَةُ فَقَالَ تَوَطُّأُ مِنْهُ^۱

(صحیح) ۹-۵۴۔ احمد بن محمد نے حدیث نقل کی ہے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے صفوان بن مهران جمال سے، اور اس نے کہا کہ
 میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق سے پوچھا: ”مکہ سے مدینہ کے درمیان راستے میں تالاب موجود ہیں جن میں درندے بھی
 آجاتے ہیں، کتے بھی پانی پات جاتے ہیں گدھے بھی اسی سے پانی پی جاتے ہیں اور جب آدمی بھی اسی سے غسل کرتے ہیں تو کیا اس سے
 وضو کیا جاسکتا ہے؟ تو آپ نے پوچھا: ”پانی کی مقدار کتنی ہے؟“۔ میں نے کہا: ”آدمی ہنڈلی سے گھسنے تک ہے۔“ تو آپ نے
 فرمایا: ”اس سے وضو کر لو“۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَصَّالَةَ بِنِ الْيُوبِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي بصير قَالَ: قُلْتُ
 لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ عَرِثَانَ نُسَافِرًا فَرَبْنَا بِمَدِينَةَ بِالْعَدِيرِ مِنَ النَّطْرِ يَكُونُ إِلَى جَانِبِ الْقَرْيَةِ فَتَكُونُ فِيهِ الْعَدِيرَةُ وَتَكُونُ فِيهِ
 الشُّبُحُ وَتَكُونُ فِيهِ الذَّائِبَةُ وَتَرَوْتُ قَقَالَ إِنْ عَرَضَ لِي قَلْبُكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَافْعَلْ هَكَذَا يَعْنِي افْرِجِ السَّاهَ بِيَدِكَ ثُمَّ
 تَوَطُّأْ فَمَاذَا الَّذِي لَيْسَ بِمُعْتَبَرٍ قَالَتْ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ - مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ -

(موثق) ۱۰-۵۵۔ حسین بن سعید نے حدیث بیان کی ہے فضالہ بن ایوب کے ذریعہ سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے امام
 بن مهران سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”جب ہم سفر میں ہوتے
 ہیں تو کبھی کبھی راستے میں آبادیوں کے پاس بارش سے بنے تالاب بھی آجاتے ہیں جن میں پانخانہ بھی ہوتی ہے، کچھ پیشاب کر جاتے ہیں
 اور جانور بھی اس میں پیشاب اور لید کر جاتے ہیں تو کیا کریں؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”اگر تمہارے دل میں کچھ کھٹکا ہوتا بھی ہے تو اس
 طرح کرو یعنی اپنے ہاتھ سے پانی کو تھوڑا صاف کر دو پھر وضو کر لو۔ کیونکہ دین ننگی والا نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”ما
 جعلا علیکم فی الدین من حرج“۔

^۱ راوی کا اس جملہ ”جس حوض میں پیشاب کیا جاتا ہے“ سے مراد گویا ان جانوروں کا پیشاب ہے جو اس سے پیتے ہیں جیسے گدھے، چرواہے، اور کالے اور لالے
 وغیرہ۔ حرام گوشت جانور اور کتے اور درندے مراد نہیں ہیں اور اس میں یہی مراد لینا بہتر ہے۔
 عکافی ج ۳ ص ۴۳، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۴۲۔

^۲ امام علیہ السلام کا پانی کی مقدار کی بابت سوال کرنا ہمیں یہ بتاتا ہے کہ گندگی اور نجاست کا اثر قبول کرنے میں قلیل پانی کا حکم کثیر پانی سے الگ ہے۔ اس کا
 علیہ السلام نے راوی کو وضو کے جواز کا حکم دیا ہے وہ کثیر پانی کے بارے میں ہے جو صفات کے تبدیل ہونے تک نجاست قبول نہیں کرنا اور جہاں وضو کے
 جائز ہونے کا حکم دیا ہے وہ قلیل پانی کے ساتھ خاص ہو گا جو نجاست کے سیرت کرنے سے نجس ہو جاتا ہے۔

^۳ بعض نسخوں میں ”فکل حلتہ“ کا لفظ آیا ہے۔ جبکہ معنی متصووا ایک ہی ہے۔

جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرِّهِ“ (اور دین کے معاملے میں تمہیں کسی مشکل سے دوچار نہیں کیا) (ج/۷۸)

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ كُلِّهَا أَنْ تَعْبِدَهَا عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ النَّسَاءُ أَكْثَرَ مِنْ كُنْهِ قِبَلَهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ لَا يَنْجَسُ بِمَا يَقَعُ فِيهِ إِلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ أَحَدٌ أَوْ صَافِيهِ حَسَبِ مَا قَدَّمَ مُنَاوَاةً وَمَا تَقَبَّلَتْ مِنَ الْأَمْرِ بِالْوُضُوءِ مِنَ الْجَانِبِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ الْحَقِيقَةُ أَوْ يَنْطَرِجِ النَّسَاءُ يَكُونُ مَحْمُولًا عَلَى الْإِسْتِخْبَابِ وَالتَّكْوِينِ بِأَنَّ النَّفْسَ تَعَاوَى مُنَاسَاةَ النَّسَاءِ الَّذِي تَجَاوَزَهُ الْحَقِيقَةُ وَإِنْ كَانَ حُكْمُهُ حُكْمَ الظَّاهِرِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا قَدَّمَ مُنَاوَاةً مِنَ الْأَخْبَارِ مِنْ أَنَّ حَدَّ النَّسَاءِ الَّذِي لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ مَا يَكُونُ مَقْدَارًا وَمَقْدَارًا كُنْهِ وَإِذَا تَقَصَّ عَنْهُ نَجَسٌ بِمَا يَخْضُلُ فِيهِ وَيُؤَيِّدُ عَلَى ذَلِكَ بَيِّنَاتٌ مَا تَوَانِ تَمَامِ احَادِيثِ كِي صَوْرَتِ حَالِ يِهْ هِيْ كِهْ اِن كُو هِم اِس صَوْرَتِ پَر مَحْمُولِ كَرِيں كِهْ كِهْ پَانِي كُرْسِيْ سِيْ زِيَادِهْ هُو۔ كِيونكِهْ اِكْر پَانِي كُرْسِيْ سِيْ زِيَادِهْ هُو تُو هُو اِس مِيں پڑنِيْ وَالِي نَجَاسَتِ سِيْ نَجَسِ نِهِيں هُو تُو، مگر يِهْ كِهْ جِس طَرَحِ هِم نِيْ سِپَلِيْ بِيَانِ كِيَا هِيْ اِس كِي تَمِنِ صِفَاتِ مِيں سِيْ كُوئِيْ اِيكِ صِفَتِ تَبْدِيلِ هُو جَايِيْ اُور جِنِ احَادِيثِ مِيں حَكْمِ اِيَا هِيْ كِهْ جِس طَرَفِ مَرُوَارِنِهْ هُو اِس طَرَفِ سِيْ وَضُو كَرُو پَانِي كُو پَاتُوں سِيْ صَافِ كَرُو تُو اِنِ احَادِيثِ كُو مَسْتَحَبِ اُور پَاكِيْزِيْ پَر مَحْمُولِ كِيَا جَايِيْ كِهْ۔ كِيونكِهْ اِنْعَامِيْ ذِيْنِ اِس پَانِي سِيْ كَرَاهَتِ مَحْسُوسِ كَر تَا هِيْ جِس كِي پَاسِ مَرُوَارِيْ اُور هُو حَالًا كِهْ اِس پَر پَاكِ پَانِي كَا حَكْمِ لَا كُو هُو تَا هِيْ۔ هَمَارِيْ اِس بِيَانِ پَر دِلِيلِ وَهْ مَرُورِيْ حَدِيثِ هِيْ جِس مِيں ذِكْرِ هُو اِهِيْ كِهْ پَانِي كِي وَهْ مَقْدَارِ جِيْ سِيْ كُوئِيْ چِيْزِ نَجَسِ نِهِيں كَر سَكْتِيْ وَهْ كُرْسِيْ اُور اِكْر پَانِي اِس سِيْ كَمِ هُو جَايِيْ تُو نَجَاسَتِ كِي پڑنِيْ سِيْ هِيْ نَجَسِ هُو جَايِيْ كِهْ۔ نِيْزِ مَنْدَرَجِيْ ذِيْلِ حَدِيثِ بِيْجِيْ هِيں۔

رَدَّ إِذَا الْخُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدِ الْأَعْرَجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَقِيقَةِ تَسْمُ مَانَةً رَطْبِي يَقَعُ فِيهَا أَوْ قَيْتُهُ مِنْ دَمِ أَشْرَبِ مِثْلُهُ وَ أَتَوْضًا قَالُوا لَا

(موتق) ۱۱-۵۶۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سعید الاعرج سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”گھڑے میں نو سو رطل (۳۵ سیر) پانی ہے جس میں تھوڑا سا خون پڑ گیا ہے تو کیا میں اس سے پی سکتا ہوں اور وضو کر سکتا ہوں؟“ فرمایا: ”نہیں“

فَأَمَّا مَا رَدَّ إِذَا مُحْتَدٌ بَيْنَ عَلِيٍّ بَيْنَ مَخْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ الْعَلَوِيِّ عَنِ الْعَمْرِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ رَعَفَ فَاثْتَحَفَ فَصَارَ ذَلِكَ الدَّمُ قَلْعًا صَغَارًا فَأَصَابَ إِيَّاهُ هَلْ يَصْلُحُ الْوُضُوءُ وَنَهَى قَالَ إِنْ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ يَسْتَجِيبُ فِي النَّسَاءِ فَلَا يَأْتِ وَإِنْ كَانَ شَيْئًا يَتَنَا فَمَا يَتَوَضَّأُ وَنَهَى

(مجمول) ۱۲-۵۷۔ لیکن جو حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن احمد العلوی سے، اس نے عمری سے، اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی جس کی تکسیر پھوٹی اور خون چھوٹے چھوٹے

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۴۴۳

کافی ج ۳ ص ۷۳، من البحار والفقیر ج ۱ ص ۱۳، تہذیب الامم ج ۱ ص ۴۳۷۔

کافی میں سلسلہ سند ہے ”محمد بن یحییٰ من العمری“ پس یہ سلسلہ سند صحیح تو ہے مگر محمد بن یحییٰ عمری سے بلا واسطہ روایت نقل نہیں کرتا۔

لو تھڑوں کی صورت میں (پانی والے) برتن میں گر گیا تو کیا وہ (پانی) وضو کے قابل ہے؟۔ تو آپ نے فرمایا: ”پانی میں کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر واضح نظر آ رہی ہے تو اس سے وضو نہیں کیا جاسکتا“۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ تَحْيِلَهُ عَدَنَ أَنَّهُ إِذَا كَانَ ذَلِكَ الدَّمُ مِثْلَ رَأْسِ الْإِبْرَةِ الَّتِي لَا تَحْتَسُّ وَلَا تُشَدُّ ذَلِكَ فَهَذَا وَمِثْلُ ذَلِكَ مُعْفٍ عَنْهُ

تو اس حدیث کی تاویل یوں کی جاسکتی ہے کہ خون سوئی کی نوک کے برابر ہو جسے نہ محسوس کیا جاسکتا ہے اور نہ دیکھا جاسکتا ہے کیونکہ اتنا خون کی معافی ہوتی ہے۔

باب ۱۱۔ چوہا، چھپکلی، سانپ اور بچھو جب پانی میں گر جائیں اور اس سے زندہ نکل آئیں

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَلِيِّ بْنِ عُنَيْبٍ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْعُقَابِ وَالْحَيَّةِ وَالْوَرَمِ يَعْرِفُ السَّاءَ فَلَا يَمُوتُ أَيُّوْثًا وَمِثْلَهُ بِلِسَانِ فَقَالَ لَا يَأْسُ بِهِ

(صحیح) ۱۔ ۵۸۔ مجھے بیان کیا حسین بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اسے اپنے والد سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے عمری سے، اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر سانپ یا میٹھک وغیرہ پانی میں گر جائیں مگر نہ مرے ہوں تو کیا اس پانی سے نماز کے لئے وضو کیا جاسکتا ہے؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے“۔

مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعُقَابِ وَالْحَسَنِ بْنِ مُوسَى النَّخَّاسِ جَبِيعًا عَنْ بَدِيِّ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ هَارُونَ بْنِ حَمَّادٍ الْقَنْبَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْقَارِظِ وَالْعُقْرَبِ وَأَشْبَاهِ ذَلِكَ يَقَعُرُ السَّاءَ فَيَنْظُرُ حَتَّى يَهْلِكَ يُشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ السَّاءِ وَيَتَوَطَّأُ مِنْهُ فَمَنْ يَسْكَبُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَقَلِيلُهُ وَكَثِيرُهُ بِسَبْرَةٍ

۱۔ یہ حدیث اس صورت پر محمول ہوگی جب کسی کو یہ معلوم ہو کہ خون برتن کو لگا ہے مگر پانی تک خون کے پھینکنے میں شک ہو اور یہ تفصیل علامہ قمی کی روایت کردہ اسی حدیث میں دوسرے سوال کے قرینہ سے معلوم ہوتی ہے جس میں راوی کا کہنا ہے کہ پھر میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر سانپ وضو میں کسی شخص کی کبیر پھوٹ جائے اور ایک قطرہ اس کے پانی والے برتن میں ٹپک پڑے تو کیا اس سے وضو کرنا مناسب ہے؟“۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں“۔ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ راوی کا پہلا سوال اس صورت پر محمول ہو گا کہ اسے برتن کو تو خون ٹپکنے کا یقین ہے مگر پانی تک پھینکنے میں شک ہے۔ جبکہ دوسری صورت میں اسے خون کے پانی تک پھینکنے میں یقین ہے۔

۲۔ عقاب، حیات، کورن اور کسروہ دونوں طرح سے بچھا جاسکتا ہے۔ چھپکلی کی ایک قسم چھوٹا سا ہوا گرم دم دار جانور جو تیزی سے چلتا ہے پھر رک جاتا ہے اس کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں، اسے شمرہ اور خن اور شمرہ اور مل بھی کہا جاتا ہے۔

وَاحِدًا وَثُمَّ يُشْرَبُ مِنْهُ وَيُشَوِّطُ مِنْهُ غَيْرَ الْوَزْمِ فَإِنَّهُ لَا يَنْتَفَعُ بِمَا يَتَعَدَّمُ فِيهِ^۱

(صحیح) ۵۹-۲۔ محمد بن احمد بن یحییٰ نے روایت کی ہے محمد بن حسین بن ابی الخطاب اور حسن بن موسیٰ الخشاب سے، دونوں نے یزید بن اسحاق سے، اس نے ہارون بن حمزہ فتویٰ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چوہے، بچھو اور اس طرح کے دیگر جانوروں کے بارے میں پوچھا کہ وہ پانی میں گر جاتے ہیں پھر زخمہ نکل آتے ہیں تو کیا اس پانی سے پیا جاسکتا ہے اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اس سے تین مرتبہ پانی نکالا جائے گا اس کا تھوڑا پانی اور زیادہ پانی ایک جیسا (حکم رکھتا) ہے۔ پھر اس سے پیا جاسکتا ہے (اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے) چھپکلی کے علاوہ کیونکہ جس پانی میں وہ پڑ جائے اسے استعمال نہیں کیا جائے گا۔“

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا تَصَنَّنَ هَذَا الْغَبِيرُ مِنْ حُكْمِ الْوَزْمَةِ وَالْأَمْرُ بِإِرَاقَةِ مَا

يَقَعُ فِيهِ مَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْكِنَاهِ بِدَلَالَةِ الْغَبِيرِ الْمُنْقَذِ مَرَّةً لَا يَجُوزُ التَّمَانِي بَيْنَ الْأَخْتَارِ

شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن فرماتے ہیں: ”اس حدیث میں چھپکلی کا جو حکم بیان کیا گیا ہے کہ جس پانی میں یہ پڑ جائے اسے بہا دیا جائے اسے گزشتہ حدیث کی دلیل کے مطابق کمرہ ہونے پر محمول کیا جائے گا، کیونکہ دو حدیثوں میں تمانی جائز نہیں ہے۔“

فَأَمَّا مَا زَوَّادَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى الْبَغْدَادِيِّ عَنِ الثَّغْبَرِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ

جَابِرِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ م قَالَ: أَتَانَا زَجَلٌ فَقَالَ لَهُ وَقَعَتْ فَأَرْقِي خَابِيَةَ فِيهَا سَنَنْ أَوْ رَيْتَ فَمَا تَرَى فِي أَكْبِهِ فَقَالَ لَهُ أَبُو

جَعْفَرٍ م لَا تَأْكُلُهُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ الْفَارُوقُ أَهْوَنُ عَلَى مَنْ أَنْ تَرْتِكَ طَعَامٍ مِنْ أَجْدِهَا قَالَ فَقَالَ لَهُ أَبُو جَعْفَرٍ م إِنَّكَ لَمْ

تَسْتَحْفِ بِالْفَارُوقِ إِنَّمَا اسْتَحْفَفْتَ بِدِينِكَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ الْمَيْتَةَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ^۲

(ضعیف) ۶۰-۳۔ لیکن جو حدیث بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عیسیٰ البغدادی سے، اس نے نظربن سوید سے، اس نے عمر بن شمر سے، اس نے جابر سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا: ”ایک بڑے مکے میں چوہا گر گیا جس میں گھی یا تیل تھا تو اس کے کھانے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟“ تو امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ”اسے مت کھاؤ“ تب اس مرد نے آپ سے کہا ”چوہا میرے نزدیک اس سے زیادہ پست ہے کہ جس کی خاطر میں اپنا کھانا چھوڑ دوں“۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: ”تم چوہے کو حقیر نہیں سمجھ رہے بلکہ درحقیقت تم اپنے دین کو حقیر سمجھ رہے ہو، اللہ نے ہر جاندار کے مردار کو حرام قرار دیا ہے۔“

فَلَا يَتَانِي الْغَبِيرُ الْأَوَّلُ لِأَنَّ الْوُجْهَ فِي هَذَا الْغَبِيرِ أَنَّهُ إِذَا مَاتَتِ الْفَارُوقُ فِيهِ لَا يَجُوزُ الْإِسْتِنْفَاعُ بِهِ فَأَمَّا إِذَا حُرِّجَتْ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

^۲ شاید مراد کتوں کا پانی ہوگا اور تین مرتبہ سے مراد تین اول ہوں گے۔

^۳ بعض نسخوں میں یہ اضافہ ہے۔

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

حَبِیةٌ كَانَ اللَّحْمُ مَا تَصَنَعْتَهُ الْغَبْرَاءُ أَكُولٌ يَذُلُّ عَنْكَ ذَلِكُمْ۔

تو یہ حدیث گذشتہ حدیث سے متضاد نہیں ہے کیونکہ اس روایت کی صورت حال یہ ہے کہ اگر چوہا اس تیل والے برتن میں مر گیا ہے تو اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر اس برتن سے زندہ نکل جائے تو حکم وہی ہوگا جو گذشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے اور ذیل کی یہ حدیث بھی اسی پر دلالت کر رہی ہے۔

مَا زَوَّاهُ غَيْرُهُ بِنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَارِظٍ وَقَعَثَ فِي حُبِّ دُفْنٍ فَأَخْرَجَتْ قَبْلَ أَنْ تَمُوتَ أَنْبِيغُهُ مِنْ مُسْلِمٍ قَالَ نَعَمْ وَتَذَهِنُ مِنْهُ^۱۔

(صحیح) ۶۱-۵۲۔ جسے بیان کیا ہے علی بن جعفر نے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے چوہے کے بارے میں پوچھا جو گھی کے برتن میں گرا پھر مرنے سے پہلے باہر نکل گیا تو کیا میں اسے کسی مسلمان کو بیچ سکتا ہوں؟ تب حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: ”جی ہاں نکلے بلکہ خود بھی استعمال کر سکتے ہو“

وَلَا يَتَنَايَى ذَابِكُ مَا زَوَّاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ ابْنِ أَبِيهِمَ بِنِ هَاشِمِ بْنِ الثَّوْقِيِّ عَنِ الشُّكْبِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنْ عَلَيْنَا مَسِيلٌ عَنْ قَدْرِ طَبِخَتْ وَإِذَا فِي الْقَدْرِ قَارِظٌ قَالَ يُهْرَاقُ مَرْمَقَهَا وَيُغْسَلُ اللَّحْمُ وَيُؤْكَلُ^۲۔

(ضعیف) ۶۲-۵۳۔ اس سے وہ حدیث بھی منافات نہیں رکھتی جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابراہیم بن ہاشم سے اس نے نوخی سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے والد گرامی سے کہ حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ گوشت کا سالن پکایا گیا تو اس میں چوہا ملا (کیا کیا جائے؟) تو آپ نے فرمایا: ”اس کا شوربہ بہا یا جائے اور گوشت کو دھو کر کھایا جاسکتا ہے۔“

بِأَنَّ التَّغْفِيَةَ فِي الْغَبْرَاءِ إِذَا مَاتَتْ فِيهِ تَجِبُ إِهْرَاقُ الْقَدْرِ

کیونکہ اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ جب چوہا اس کھانے میں گر کر مر جائے تب اس کھانے کو ضائع کر دینا واجب ہے۔

فَأَمَّا مَا زَوَّاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ وَهَبِ بْنِ حَفْصِ بْنِ أَبِي يَسِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ حَبِیةٍ ذَخَرَتْ حَبِیةً فِيهِ مَاءٌ وَخَرَجَتْ مِنْهُ فَقَالَ إِنْ وَجَدَ مَاءَ غَبْرَاءٍ فَلْيَهْرِقْهُ^۳۔

(موثق) ۶۳-۶۴۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے وہب بن حفص سے، اس نے ابو یسیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام^۵ سے ایسے سانپ کے ہارے میں پوچھا جو پانی سے بھرے برتن میں داخل ہوا اور پھر نکل گیا

^۱ عدم ہوا کی عمومیت ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس کا استعمال صرف ان چیزوں میں ناجائز ہوگا جو طہارت کے سلسلے کے ساتھ مشروط ہیں۔

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۴

^۳ تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۱۰۱

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۳۸

^۵ تہذیب الاحکام میں ”نماز آقا محمد اللہ“ ہے یعنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔

(تو اس کا حکم کیا ہوگا؟) تو امام نے فرمایا: ”اگر کوئی اور پانی مل سکتا ہو تو اسے بہاؤ سے (ضائع کر دے)۔“

قَالُوْجُهُ فِيْهِ اَنْ نَّحْبِيْهُ عَلٰى صَرْبٍ مِّنَ الْكَنْزِ اَهِيْبَةً مَّعَ وُجُوْدِ الْمَاءِ الْمُنْتَقِيْنَ لَهَا زَنْتُهُ وَاَجَلِيْ هَذَا اَمْرًا كَابِرًا اَقْتَبِيْهِ اِنْ
وَجَدَ مَاءً غَيْرَ كَابِرًا وَّلَوْ كَانَ نَجِسًا لَّوَجِبَ اِزْاَقْتُهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ

تو اس کی صورت حال یہ ہے کہ یعنی پاک پانی کے ہوتے ہوئے اس کے استعمال کو کراہت اور ناپسندیدگی پر محمول کیا جائے گا۔
اسی لیے آپ نے اس صورت میں اس پانی کے بہانے کا حکم دیا جب کوئی اور پانی موجود ہو۔ اور اگر وہ پانی نجس ہوتا تو اسے ہر حال میں بہانا واجب ہوتا۔

باب ۱۲۔ دیگر حلال گوشت اور حرام گوشت جانوروں کا جو ٹھا

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَنَابِ بْنِ السَّائِبِ عَنِ
أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سِئِلَ عَنْ مَاءٍ يَشْرَبُ مِنْهُ الْكَلْبُ فَقَالَ كُلُّ مَا أَكَلَ لَعْنُهُ يُتَوَطَّأُ مِنْ سُورِهِ وَ يُشْرَبُ وَ عَنْ
مَاءٍ يَشْرَبُ مِنْهُ بَارِئِي أَوْ صَفْرَى أَوْ عَقَابِ فَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الطُّيُورِ يُتَوَطَّأُ وَمَا يَشْرَبُ مِنْهُ إِلَّا أَنْ تَرَى فِي مِثْقَالِهِ
وَمَا قَلْبَانِ زَأْبِي فِي مِثْقَالِهِ وَ مَا قَلْبَانِ تَتَوَطَّأُ مِنْهُ وَ لَا تَشْرَبُ مِنْهُ وَ سِئِلَ عَنْ مَاءٍ شَرِبَتْ مِنْهُ الدَّجَانَةُ فَقَالَ إِنْ كَانَ
فِي مِثْقَالِهِ قَذْرٌ لَمْ تَشْرَبْ وَ لَمْ تَتَوَطَّأْ مِنْهُ وَإِنْ لَمْ تَعْلَمْ أَلَى فِي مِثْقَالِهِ مَا قَدَّرَ اتَّوَطَّأُ مِنْهُ وَ الشَّرْبُ

(موتقن) ۱- ۶۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبد اللہ نے ہمارے چند بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد بن یعقوب سے، اس نے احمد بن اور بس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار ساہلی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”اگر کسی پانی سے کبوتر پانی پیا گیا ہو (تو کیا کریں؟)۔“ فرمایا: ”ہر حلال گوشت جانور کے جوٹھے سے وضو بھی کیا جاسکتا ہے اور پینا بھی جاسکتا ہے۔“ پھر پوچھا: ”جس پانی سے باز، شکر یا عتاب پی جائیں پھر؟“ فرمایا: ”پر تمہ جس قسم کا بھی ہو جس پانی سے وہ پی لے اس سے وضو کیا جاسکتا ہے مگر یہ کہ اس کی چونچ میں خون دکھائی دے پس اگر اس کی چونچ میں خون نظر آئے تو اس پانی سے وضو بھی مت کرو اور پینا بھی چھوڑ دو۔“ پھر سوال کیا کہ مرغی پانی پی جائے تو؟ فرمایا: ”اگر اس کی چونچ پر گندگی لگی ہو تو وہ پانی مت پیو اور اس سے وضو بھی مت کرو۔ اور اگر اس کی چونچ پر گندگی لگنے کا علم نہ ہو تو اس پانی سے وضو بھی کر سکتے ہو اور پانی پی بھی سکتے ہو۔“

وَهَذَا عَنِ عَامِرِ بْنِ سُوْرَةَ كُلِّ مَا أَكَلَ لَعْنُهُ مِنْ سَائِرِ الطُّيُورِ وَ أَنْ مَا لَا يَكُلُ لَعْنُهُ لَا يَجُوزُ اسْتِغْتَابُ سُورِهِ وَ
قَدْ نَبَّأْنَا أَيْضًا بِكِتَابَاتِ تَهْدِيْبِ الْأَحْكَامِ مَا يَتَعَلَّقُ بِذَلِكَ وَ اسْتَوْفَيْتُمَا فِيهِ الْأَخْبَارَ وَ مَا يَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْغَيْرِ مِنْ

جَوَازِ سُورِ طَبُورٍ لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهَا وَمِثْلِ النَّبَايِ وَ الشَّعْرِ إِذَا عَرِيَ وَ مَنَعًا زُهْمًا مِنَ الدَّامِ مَخْضُوطِ مِنَ بَيْنِ مَا لَا يُؤْكَلُ
لَحْمُهُ فِي جَوَازِ اسْتِغْمَالِ سُورِ ۝

یہ حدیث دیگر حلال گوشت جانوروں کے جوٹھے کے استعمال کے جائز ہونے اور حرام گوشت جانوروں کے جوٹھے کے استعمال کے ناجائز ہونے کے بارے میں ایک عمومی حدیث ہے۔ اور ہم نے اپنی کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں بھی اسے سے متعلق گفتگو کی ہے اور کافی احادیث بھی ذکر کی ہیں۔ البتہ مذکورہ حدیث میں حرام گوشت پرندوں مثلاً باز، شکر اور عقاب کی چونچ کے خون سے خالی ہونے کی صورت میں ان کے جائز ہونے کی جو بات ہوئی ہے یہ حرام گوشت پرندوں کے جوٹھے کے استعمال کے جائز ہونے کے بارے میں ان کو خصوصی استثنائی گئی ہے۔

وَ كَذَلِكَ... مَارَؤُهُ إِسْحَاقُ بْنُ عَقَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّ أَبَا جَعْفَرٍ ع كَانَ يَقُولُ لَا تَأْسُ بِسُورِ النَّقَارِ إِذَا شَرِبْتَ
مِنَ الْإِنْسَانِ أَنْ يُشْرَبَ مِنْهُ وَيَتَوَصَّأَ مِنْهُ ۝

(موثق) ۲-۶۵۔ بالکل اسی طرح ہے وہ حدیث بھی جسے بیان کیا ہے اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا: ”حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اگرچہ چوہا کسی برتن سے پانی پی جائے تو اس کے جوٹھے پانی سے پیئے اور وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

الْوَجْهُ فِيهِ أَنْ تَخْضَهُ مِنْ بَيْنِ مَا لَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يُنْكِنُ الشَّحْرُؤُ مِنَ النَّقَارِ وَ يُشْتَقُّ ذَلِكَ عَنِ
الْإِنْسَانِ فَعَيْنِ لِأَجْلِ ذَلِكَ عَنْ سُورِ ۝

تو اس میں بھی صورتحال یہی ہے کہ حرام گوشت جانوروں سے چوہے کو خاص استثنائی گئی ہے اور وہ اس لیے کہ چوہے سے بروقت بچاؤ ممکن نہیں رہتا اور انسان کیلئے یہ بہت مشکل ہے اسی وجہ سے اس کے جوٹھے کی معافی دی گئی ہے۔

باب ۱۳۔ خون جمندہ نہ رکھنے والے حشرات پانی میں گر کر مر جائیں

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ
الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُسَدِّقِ بْنِ صَدَّاقَةَ عَنْ عَقَّارِ الشَّابَّاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ:
سُئِلَ عَنِ الْخُنْفَسَاءِ وَ النَّبَابِ وَ الْعِزَادِ وَ الثَّلَّةِ وَ مَا أَشْبَهَ ذَلِكَ يَمُوتُ فِي الْبَيْتِ وَ الزَّيْتِ وَ الشَّمَنِ وَ شِبْهِهِ قَالَ كُلُّ
مَا نَبَسَ لَهُ وَ مَرَّ فَلَا تَأْسُ بِهِ ۝

(موثق) ۱-۶۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن احمد بن

۱ من الکھف والقیص ج ۲۸ ح ۲۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۳

۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۴۳

بیکسی سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار ساہلی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ گہریلا، کھسی، نڈی، چوئی اور اس جیسے دیگر حشرات کنویں، تیل یا گھی وغیرہ میں گر کر مر جائیں (تو کیا حکم ہے؟)۔ تو فرمایا: ”ہر دو جانور جس کا خون (اچھل کر) نہیں نکلتا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے!“۔

وَبَعَثَ الْإِسْحَاقُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ م
قَالَ: لَا يُفْسِدُ السَّامُ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ نَفْسٌ سَائِلَةً۔

(موتقن) ۲-۶۷-۱۔ اسی اسناد کے ساتھ محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے ابو جعفر سے، اس نے حفص بن غیاث سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”پانی کو صرف خون جندہ رکھنے والے جانور قہی خراب کرتے ہیں۔“
أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ بَشَّانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ م كُلُّ قَوْمٍ يَسْقُطُ فِي الْبِشْرِ لَيْسَ لَهُ دَمٌ مِثْلُ الْعَقَابِ وَ الْخَنَافِيسِ وَ أَشْيَاهُ ذَلِكَ قَلْبًا بَأْسٌ
(ضعیف) ص ۲۸۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ ابو عبد اللہ^۵ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے حسین بن حسن بن ایان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اور جاندار جن کا خون (جندہ) نہ ہو مثلاً کچھو، گہریلا اور اس جیسی چیزیں اگر کنویں میں گر جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔“

قَامَا مَارَةً إِذَا الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ م قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْخَنَافِيسِ تَقَعُ فِي السَّامِ أَيْتُوسًا مِنْهُ قَالَ نَعَمْ لَا بَأْسَ بِهِ قُلْتُ فَالْعَقَابُ قَالَ أَرِقَةٌ۔

(موتقن) ۳-۶۹۔ لیکن جو روایت بیان کی ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”گہریلا پانی میں پڑ جائے تو کیا اس سے وضو کیا جا سکتا ہے؟“۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جی ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔“۔ پھر پوچھا: ”کچھو؟“۔ تو فرمایا ”اسے بہاؤ۔“

قَالُوا فِي هَذَا الْخَبَرِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالْأَمْرِ بِإِزَاقَةِ مَا يَقَعُ فِيهِ الْعَقَابُ أَنْ تَحْبِلَهُ عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ دُونَ الْغَطْرِ وَ

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ گہریلا، کھسی، نڈی اور چوئی جیسے حشرات کا خون تو ہوتا ہے اس لئے حدیث میں خون نہ ہونے سے مراد رگوں سے اچھل کر بننے والا خون ہے۔

عقابی ص ۳۳-۵۔ تہذیب الادب ص ۲۳۵

قسمہ خون جندہ رکھنے والے جانوروں کے پر بودہ مرد ہیں۔

عقابی ص ۳۳-۶۔ تہذیب الادب ص ۲۳۳

قسمہ راسولف کے استاذ شیخ مفید رحمہ اللہ علیہ ہیں۔

تہذیب الادب ص ۲۳۳

الإيجاب

تو اس حدیث میں بچھو کے کرنے کی وجہ پانی کے بہا لینے کے حکم کو مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ (وضو کی ممانعت اور) گرا لینے کے) وجوب پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُعْتَدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مَسْعُودِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قُلْتُ لِرَبِّهِ عَنِ اللَّهِ مِ الْعَقْرِبِ تَحْرِيْمٌ مِنَ الْبَشْرِ مَبْتَلَةٌ قَالَ اسْتَقْبَلْتُهُ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ فَفَعَلْتُمَا مِنَ الْحَيْفِ قَالَ الْحَيْفُ كُلُّهَا سِوَا الْإِلَاحِ جِبْفَةٌ قَدْ أُجِبْتُ فَإِنْ كَانَتْ جِبْفَةٌ قَدْ أُجِبْتُ فَاسْتَقْبَلْتُهُ مِنْهَا مِائَةٌ دَلِمٌ فَإِنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْبِزْمُ بَعْدَ مِائَةٍ دَلِمٌ فَاسْتَقْبَلْتُهُ كَلْفًا

(بجہول) ۵۔۷۰۔ مگر وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عبد الحمید سے، اس نے یونس بن یعقوب سے، اس نے مسعود بن مسعود سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا ”بچھو کو کنویں سے مرا ہوا نکالا گیا ہے؟ (تو کیا حکم ہے؟)۔“ فرمایا: ”دس ڈول پانی نکالو۔“ پھر پوچھا ”باقی مرداروں کا کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”تمام مرداروں کا حکم ایک جیسا ہے مگر وہ مردار جو اس میں پھول کر بدبودار ہو گیا ہو پس اگر مردار اس میں پھول کر بدبودار ہو گیا ہو تو پھر کنویں سے سو ڈول نکال لو۔ پھر بھی اگر اس کی بدبو باقی رہے تو تمام پانی نکالو۔“

فَالرَّجُلُ فِي هَذَا النَّعْتِ أَيْضًا غَرِيبٌ مِنَ الْإِسْتِخْبَابِ دُونَ الْإِيجَابِ

تو اس حدیث میں ڈول نکالنے کو مستحب عمل پر محمول کیا جائے گا و واجب قرار نہیں دیا جائے گا۔

باب ۱۳۔ استعمال شدہ پانی

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَوْلَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هَلَالٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَيَّانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا يَأْتِسُ بِأَنْ يَتَوَضَّأَ بِالنَّجَسِ الْمُسْتَعْمَلِ وَقَالَ التَّمَامُ الَّذِي يُغْتَسَلُ بِهِ الشُّوبُ أَوْ يُغْتَسَلُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ النَّجَسِ لَا يَجُوزُ أَنْ يَتَوَضَّأَ مِنْهُ وَأَشْبَاهُهُ وَأَمَّا الَّذِي يَتَوَضَّأُ بِهِ الرَّجُلُ فَيَغْتَسِلُ بِهِ وَجِهَهُ وَيَدَاؤِي حَتَّى يَكْفِيَهُ فَلَا يَأْتِسُ أَنْ يَأْتَحِدَ كَالْعَرِيَّةِ وَيَتَوَضَّأَ بِهِ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۵

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۳۔ نوٹ: اس حدیث کی عبارت دیکھ ساقط ہے اس لئے کہ اس حدیث کی عبارت میں واضح طور پر تاقص پلایا جاتا ہے۔ کیونکہ اگر استعمال شدہ پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں تو پھر اس سے وضو کرنا جائز کیوں نہیں ہے؟ پس بظاہر عبارت میں تحریف ہوئی ہے۔ اور صحیح عبارت یہ ہے جو جسے ہمارے بزرگ علامہ تفسیری نے ذکر فرمایا ہے کہ اس حدیث کی آگے عبارت یوں ہے: ”پھر پوچھا کیا کہ کیا ہر استعمال شدہ پانی سے وضو

(ضعیف) ۱۔ ۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولوب سے اس نے اپنے والد سے اس نے سعد بن عبد اللہ سے اس نے حسن بن علی سے اس نے احمد بن ہلال سے اس نے حسن بن محبوب سے اس نے عبد اللہ بن ستان سے اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے فرمایا: "استعمال شدہ پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔" اور فرمایا: "جس پانی سے کپڑے دھوئے گئے ہوں یا انسان نے جنابت کا غسل کیا ہو تو اس سے اور اس جیسے پانی سے وضو وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن جس پاک صاف پانی سے انسان نے وضو کرنے کیلئے اپنا چہرہ اور ہاتھوں کو دھویا ہو تو دوسرے آدمی کیلئے اسے لے کر اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

قَالَ مَا رَوَاهُ الْعُسَيْبِيُّ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِتَّانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَابِحُ بْنُ ثَعْلَبَةَ أَنَّ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمُزَيْلِيِّ يَنْتَهِي إِلَى النَّهْيِ الْقَلِيلِ فِي الطَّرِيقِ قَبِيضًا أَنْ يَغْتَسِلَ وَ لَيْسَ مَعَهُ إِثْمٌ وَ النَّاسُ فِي هَذِهِ قِيَانٌ مَعَهُ الْغُسْلُ بِهِ وَ جَاءَ فَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ كَيْفَ يَضَعُهُ قَالَ يُضَعُّ بِكَفِّ يَمِينِهِ يَدِيهِ وَ كَيْفَ مِنْ خَلْفِهِ وَ كَلْفًا مَنِ يَسِيْرُهُ وَ كَلْفًا مَنِ يَسِيْرُهُ

(ضعیف) ۲۔ ۲۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ستان سے اس نے ابن مسکان سے اس نے کہا کہ مجھے میرے ایک (قابل اعتماد) ثقہ بزرگ نے بتایا ہے کہ اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی کو راستے میں گڑھے کے اندر قلیل (تھوڑا سا) پانی ملا وہ اس سے غسل کرنا چاہتا تھا مگر اس کے پاس کوئی برتن نہیں تھا اور پانی بھی گہرائی میں ہے۔ اگر وہ ویسے اس پانی سے نہاتا ہے تو اس کے غسل کا پانی پھر اسی پانی میں واپس آجاتا ہے تو وہ کیا کرے؟" تو آپ نے فرمایا: "وہ ایک چلو پانی اپنے آگے کی طرف، ایک چلو پیچھے کی طرف سے، ایک چلو دائیں طرف سے اور ایک چلو بائیں طرف سے نکالے پھر غسل کرے۔" (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آدمی کے غسل کرنے کا مطلب پانی کے اندر جا کر غسل کرنا ہے۔ عرض مترجم)

فَلَا يَنْبَغِي الْغَبْرَةُ الْأَوَّلُ لِأَنَّهُ يُجَوِّدُ أَنْ يَكُونَ الْمَرَادُ بِالْغُسْلِ مَا هُنَا غَيْرُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ مِنَ الْأُغْسَالِ الْمَشْتَوَاتِ بِإِلْحَاقِ الْيَدِ لَا يُجَوِّدُ اسْتِغْنَاءُ مَا هُوَ الْغُسْلُ بِالْجَنَابَةِ فَأَمَّا إِذَا كَانَ مَشْتَوَاتًا فَذَلِكَ يُطْبِقُ مَبْرُورِي الْمَوْسُو وَ يُجَوِّدُ أَنْ يَكُونَ هَذَا مُخْتَصًّا بِحَالِ الْإِطْطَارِ وَ لَا بُدَّ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مُخْتَصًّا بِمَنْ لَيْسَ عَلَيْهِ بَدَنِيَّةٌ مَنِ مَنِ السَّجَاسَةِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ فَتَاكَ تَجَاسَةً لَتَجَسَّ النَّهْيُ وَ لَمْ يُجَوِّدْ اسْتِغْنَاءُ مَنِ حَالِ وَ الْيَدِ يَذُرُّ عَلَى الْكُفِّ مَخْصُوصًا بِحَالِ الْإِطْطَارِ

تو یہ حدیث پہلی حدیث سے مخالفت نہیں رکھتی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہاں غسل سے مراد غسل جنابت نہ ہو بلکہ کوئی مسنون غسل ہو کیونکہ جس غسل کے پانی کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے وہ غسل جنابت ہے لیکن اگر کوئی اور مسنون غسل ہو تو اس

کیا جاسکتا ہے؟" تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "جس پانی سے کپڑے دھوئے گئے ہوں یا کسی آدمی نے غسل جنابت کر لیا ہو تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہے۔۔۔ آخر حدیث تک۔"

کا حکم وضو جیسا ہوگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حکم مجبوری کی حالت کے ساتھ خاص ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ اس شخص کے ساتھ مخصوص ہو جس کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہوئی نہ ہو کیونکہ اگر اسے کوئی نجاست لگی ہوئی ہو تو پانی بھی نجس ہو جائے گا اور پھر اس کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہوتا اور یہی اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم مجبوری کی حالت کے ساتھ خاص ہے، ذیل کی یہ حدیث ہے۔

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ الْبَجَلِيِّ وَأَبِي قَتَادَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ الْمَاءَ فِي سَاقِيَتِهِ أَوْ مُسْتَنْقَعِهِ أَوْ يَغْتَسِلُ بِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ أَوْ يَتَوَضَّأُ مِنْهُ لِبِضَاعٍ إِذَا
كَانَ لَا يَجِدُ غَيْرَهُ وَالْمَاءَ لَا يَبْدَأُ صَاعًا لِيَجْتَنِبَهُ وَلَا مَدًّا لِلْوَضْوِ وَهُوَ مُتَقَرِّبٌ فَكَيْفَ يَصْنَعُ وَهُوَ يَتَخَوَّفُ أَنْ يَكُونَ
السَّيِّئُ قَدْ شَرِبَتْ مِنْهُ فَقَالَ إِذَا كَانَتْ يَدُكَ كَظِيْفَةٍ قَلْبًا أَخَذَ كَفًّا مِنَ الْمَاءِ بِيَدَيْهِ وَاحِدَةً وَلِيُصْنِعَهُ خَلْفَهُ وَكَفًّا أَمَامَهُ
وَكَفًّا عَنْ يَمِينِهِ وَكَفًّا عَنْ شِمَالِهِ فَإِنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَكْفِيَهُ غَسَلَ أَسْفَلَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ مَسَحَ جِلْدَهُ بِيَدَيْهِ فَإِنَّ ذَلِكَ
يُجِيزُهُ وَإِنْ كَانَ الْوَضْوُ غَسَلَ وَجْهَهُ وَمَسَحَ يَدَيْهِ عَلَى ذِرَاعَيْهِ وَرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ وَإِنْ كَانَ الْمَاءُ مُتَقَرِّبًا وَقَدْ رَأَى
يَجْتَمِعُهُ وَالْأَفْتَسَلَ مِنْ هَذَا وَمِنْ هَذَا قِيَانٌ كَانَ فِي مَكَانٍ وَاحِدٍ وَهُوَ قَلِيلٌ لَا يَكْفِيهِ لِعُسْبِهِ فَلَا عَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ وَ
يُزَجِّعَ الْمَاءَ فِيهِ قِيَانٌ ذَلِكَ يُجِيزُهُ¹

(صحیح) ۳۰۳۔ جسے بیان کی ہے احمد بن محمد نے موسیٰ بن قاسم بجلی اور ابو قتادہ² سے انہوں نے علی بن جعفر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی کو گڑھوں یا جوہڑوں میں پانی ملتا ہے اور اس کے علاوہ اور پانی بھی نہیں ہوتا اور وہ پانی ایک جگہ اکٹھا بھی نہیں ہے بلکہ مختلف جگہوں میں بکھرا ہوا ہے، اور وہ اس پانی سے جنابت کا غسل یا نماز کیلئے وضو کرنا چاہتا ہے جبکہ پانی کی مقدار تین کلو جتنا بھی نہیں کہ اس سے جنابت کا غسل کیا جاسکے یا تین پاؤ بھی نہیں ہے جس سے وضو کیا جاسکے اور اسے یہ خدشہ بھی ہے کہ درندے اس پانی سے پی گئے ہوں گے، تو وہ کیا کرے؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”اگر اس کے ہاتھ پاک صاف ہیں تو ایک ہاتھ کی ہتھیلی میں پانی ڈال کر اپنے پیچھے ڈالے، ایک اپنے سامنے ڈالے ایک اپنے دائیں طرف اور ایک بائیں طرف ڈالے اور اگر اسے یہ خدشہ ہو کہ یہ پانی کافی نہیں ہوگا تو وہ اپنے سر کو تین بار دھوئے پھر اپنے اپنے جسم پر وہ تر ہاتھ پھیرے تو یہ اس کیلئے کافی ہو جائے گا، اور اگر اسے وضو کرنا ہو تو وہ اپنے چہرے کو دھوئے اور اسی تر ہاتھ کو وہ اپنے دونوں بازوؤں پر پھیرے اور سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے، اور اگر پانی بکھرا ہوا ہے لیکن وہ اسے اکٹھا کر سکتا ہے (تو ایسا کرے گا) ورنہ دو ادھر ادھر سے غسل کرے گا (شاید مراد یہ ہے کہ غسل کا کچھ حصہ ایک گڑھے سے پھر کچھ حصہ ایک گڑھے سے پھر مزید حصہ کسی اور جوہڑ سے انجام دے یہاں تک کہ غسل مکمل کر لے۔ از مترجم) اور اگر پانی ایک ہی جگہ ہو لیکن اتنا کم ہو کہ اس کے غسل کیلئے ناکافی ہو تو اس پر کوئی اور ذمہ داری

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۰۳۔

² ابو قتادہ سے مراد علی بن محمد بن حفص اشعری تہی ہے جبکہ احمد بن محمد سے مراد ابو جعفر اشعری ہے۔

عائد نہیں ہوتی بلکہ وہیں غسل کرے گا تاکہ پانی دوبارہ اس میں پلٹ آئے تو یہ اس کیلئے کافی ہوگا^۱۔

باب نمبر ۱۵: وہ پانی جس میں کوئی نجس چیز چڑ گئی ہو اور وہ آنا وغیرہ گوندھنے میں استعمال ہو

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ مُعْتَدٍ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مَوْسَى بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ مُعْتَدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْبِطْرِ يَتَمَدُّ فِيهَا الْقَارُةُ أَوْ غَوْرَتَا مِنَ الدَّوَابِّ فَيَبُوتُ فَيُغْتَبَنُ مِنْ مَائِهَا أَيْ كُلِّ ذَلِكَ الْغَلِيظِ قَالَ إِذَا أَصَابَتْهُ الشَّارُ فَلَا تَأْسُ بِأَلْبَسِهِ^۲

(مجمول) ۱۔ ۴۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے موسیٰ بن عمر^۳ سے، اس نے احمد بن حسن بیہقی سے اس نے احمد بن محمد بن عبد اللہ ابن زبیر سے (اس نے اپنے والد سے) اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کتوں میں چوہا یا کوئی اور جانور گر کر مر گیا ہو اور اسی پانی سے آنا گوندھا گیا ہو تو کیا اس آٹے کی روئی کھائی جا سکتی ہے؟“ تو فرمایا: ”اگر اسے آگ پہ پکا دیا گیا ہے^۴ تو اسے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے“

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رِوَاةٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ عَمْرِو بْنِ عُجَيْنٍ وَ عُبَيْدِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ

الْبِطْرُ فِيهِ مَيْتَةٌ قَالَ لَا تَأْسُ أَكَلْتِ الشَّارُ مَا فِيهِ^۵۔

(صحیح) ۲۔ ۵۵۔ محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے راوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”آنا گوندھا گیا اور روئیاں پکائی گئیں پھر (بعد میں) معلوم ہوا کہ جس پانی سے آنا گوندھا گیا تھا اس میں مر وارتھا (کیا حکم ہے؟)“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں، آگ کے اندر کی چیز (نجاست، جراثیم) کو کھا گئی ہے۔“^۶

^۱ یہ مجہول آدمی کے ساتھ خاص حکم ہے۔ اس لئے کہ سرکودھونے کے ساتھ ہاتی بدن سے پانی کو مس کرنا مجبوری کے وقت ہو سکتا ہے عام حالات میں نہیں۔

^۲ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۳۸۔

^۳ موسیٰ بن عمر بن یزید بن زبیر بن عقیل مراد ہے۔

^۴ (حدیث میں اصابت انبار آیا ہے جس کا مطلب بر اور است آگ کے شعلوں کا اس آٹے کو لگانا ہی ہو سکتا ہے جیسے تھوڑا وغیرہ میں پکانا) (از مترجم)

^۵ من اللکھڑ والفقیر ج ۱ ص ۱۹۲، تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۳۸۔

^۶ یہ پانی کے نجس نہ ہونے والے نظریہ کی بنیاد پر ہے۔ اور من اللکھڑ والفقیر میں درج حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث کتوں کے پانی سے متعلق ہے ہر ضمیر سے ہوئے پانی سے نہیں۔ اس لئے کہ وہاں حدیث یوں ہے ”پس اگر کوئی چوہا یا لاس کے علاوہ کوئی اور جانور کتوں میں گر کر مر جائے اور اسی پانی سے

قَالَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مَعْبُودٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُثَيْبٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا وَمَا أَحْسَبُهُ إِلَّا حَفْصُ بْنُ الْبَهْتَرِيِّ قَالَ: قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْعَجِيبِ يُعَجِّبُنِ مِنَ الْمَاءِ الشَّجِسِ كَيْفَ يُصَنَّمُ بِهِ قَالَ يُنَامُ وَمَنْ يَسْتَعِيلُ أَكَلَ النَّيْتَةَ¹

(صحیح) ۳۱۔ لیکن جس روایت کو نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ سے اور میرے گمان میں وہ صرف حفص ابن بختری ہی ہوگا، وہ کہتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”انہا نجس پانی سے گوندھا گیا ہے تو اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟“ فرمایا: ”اسے ایسے آدمی کو بیچا جائے جو مردار کو حلال سمجھتا ہے“

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُثَيْبٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يُذَقَّنُ وَلَا يُنَامُ² (صحیح) ۳۲۔ نیز وہ روایت جو نقل ہوئی ہے محمد بن محبوب سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: ”اسے ذوق کیا جائے گا اور بیچا نہیں جائے گا۔“⁴

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْعَبْرَتَيْنِ أَنْ تَحْبِلَهُمَا عَلَى صَدْرٍ مِنَ الْإِسْتِغْنَابِ وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِالْعَبْرَتَيْنِ الْمَاءَ الَّذِي قَدْ تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْ صَافِيَهُ وَالْعَبْرَاتِ الْأُخْرَى لِأَنَّ مُمْتَنًا لِأَنَّ لِمَاءِ الْبَشْرِ الَّذِي لَيْسَ ذَلِكَ حُكْمُهُ وَيُمْكِنُ تَطَهُّرُهُ بِالْمُتَّيِّبِ وَالْمُتَّيِّبُ ذَلِكَ أَهْفُ نَجَاسَةٍ مِنَ الْمَاءِ الْمُتَغَيَّرِ بِالنَّجَاسَةِ

تو ان دونوں احادیث میں عمل کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا، اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان دو حدیثوں میں پانی سے مراد وہ پانی ہو جس کی کوئی ایک صفت تبدیل ہو چکی ہو جبکہ پہلی حدیث میں کنویں کا پانی ذکر ہے جس کا یہ حکم نہیں ہوتا بلکہ پانی نکالنے سے اس کو پاک کرنا ممکن ہے کیونکہ کنویں کے پانی کی نجاست اس پانی کی نجاست سے ہلکی ہے جس کی صفات نجاست کی وجہ سے تبدیل ہو چکی ہوں۔

۱۔ انہا گوندھا گیا ہو تو اس آئے سے پکی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے جب اس تک آگ پہنچی ہو۔۔۔ پس اس کا مطلب ہے کہ اس مردار سے کنویں کا پانی نجس نہیں ہوتا۔ اور امام علیہ السلام کے اس فرمان ”جب اس تک آگ پہنچے“ کا فائدہ یہ ہے کہ اس روٹی کے کھانے سے کراہت اور ناپائیدگی ختم ہو جائے گی۔
1 تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۳۹۔

2 تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۳۹۔

3 بعض حدیثوں میں اصحاب کا لفظ آیا ہے جس کا معنی ہوگا اس نے اپنے کسی بزرگ سے نقل کیا ہے۔ مترجم

4 مولف نے تہذیب الادکام میں فرمایا ہے کہ ہم اسی حدیث پر عمل کریں گے مگر شذوذ احادیث پر نہیں۔

باب نمبر ۱۶۔ سورج سے گرم شدہ پانی کا استعمال

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَسْرَةَ بِنْتِ يَعْقَبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنِي بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا يَأْتِي بِأَنْ يُتَوَضَّأَ بِالنَّارِ الَّتِي يُؤَدِّمُ فِي الشَّمْسِ^۱

(ضعیف) ۱۔۸۔ مجھے حدیث بیان کی شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے حمزہ بن یعلیٰ سے، اس نے محمد بن سنان سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ہمارے کسی بزرگ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے فرمایا: ”اس پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جو دھوپ میں رکھا ہوا ہو“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى الْعَبِيدِيِّ عَنْ ذُرِّبَتِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ص عَلَى عَائِشَةَ وَكَذَلِكَ وَصَّغَتْ فَنَقَشَتْهَا فِي الشَّمْسِ فَقَالَ يَا حَسْرَةَ مَا هَذَا فَقَالَتْ أُنْفِيسُ رَأْسِي وَجَسَدِي فَقَالَ لَا تَعُودِي فَمَا لِي بِرُؤْسِ الْبَيْتِ^۲

(ضعیف) ۲۔۹۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عیسیٰ العبیدی سے، اس نے درست فی سے، اس نے ابراہیم بن عبد الحمید سے اس نے ابو الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور آپ نے فرمایا: ”ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ کے پاس گئے اور دیکھا کہ اس نے اپنا قمقمہ دھوپ میں رکھا ہوا تھا تو آپ نے پوچھا: ”میرا! یہ کیا ہے؟“ تو جواب ملا: ”اس سے میں اپنا سر اور بدن دھوتی ہوں“ تب آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”دوبارہ ایسا مت کرنا کیونکہ اس سے کوڑھ کی بیماری پیدا ہوتی ہے“

فَتَسْمُوْنَ عَلَى قُؤُوبٍ مِنَ الْكِرَاهِيَةِ دُونَ الْخَطَرِ

تو یہ ایک طرح کی کراہت پر محمول ہوگا حرمت پر نہیں۔

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۰

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۹

^۳ درست ابن ابی منصور

^۴ تقر: جست وغیر سے بنا چھوٹا برتن جس کے دو چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں جس میں پانی بھرتے ہیں اور مسافر ساتھ رکھتے ہیں، تھرموس

کنویں کے احکام سے متعلق ابواب

باب نمبر ۱۔ کنویں میں کوئی چیز ایسی پڑ جائے جو اس کے رنگ، بو یا ذائقہ کو تبدیل کر دے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الطُّهَارِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُحْتَسِبِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَقَّادٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَثَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَبْعَةٌ يَقُولُ لَا يَغْسِلُ الشُّؤْبَ وَلَا تَعَادُ السَّلَاةَ مِثْلًا وَقَعَرَى الْبَيْتِ إِلَّا أَنْ يُنْتَهَى قِيَانُ الْكُتْنِ غَسَلَ الشُّؤْبَ وَأَعِيدَتِ السَّلَاةُ وَنَزَحَتِ الْبَيْتُورَةُ^۱

(صحیح) ۱۔ ۸۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن حسن الصفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے اس نے حماد^۲ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ”کنویں میں کسی (بخس) چیز کے پڑ جانے (اور اس پانی کے کپڑوں کو لگنے) کی وجہ سے کپڑے کو (پاک کرنے کیلئے) نہیں دھویا جائے گا اور نہ ہی نماز دوبارہ پڑھی جائے گی جب تک کہ وہ بدبودار نہ ہو جائے اور اگر کنویں کا پانی بدبودار ہو جائے تو کپڑے کو بھی پاک کیا جائے گا نماز بھی دوبارہ پڑھی جائے گی اور کنویں کا پانی بھی نکالا جائے گا“

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَوْلُونَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّلْتِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَثَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْقَارِئَةِ تَقَعَرَى الْبَيْتِ فَيَسْتَوْسِمُ الرَّجُلُ مِنْهَا وَيُصَلِّي وَهُوَ لَا يَعْلَمُ أَيْعِيدُ السَّلَاةَ وَيَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَ لَا يَأْتِي السَّلَاةَ وَلَا يَغْسِلُ ثَوْبَهُ^۳

(صحیح) ۲۔ ۸۱۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد قولونیہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابو طالب عبد اللہ بن صلت سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”جو کنویں میں گر گیا اور آدمی نے اس پانی سے وضو بھی کر لیا اور نماز بھی پڑھی لی جبکہ اسے پہلے یہ معلوم نہیں تھا تو کیا وہ دوبارہ نماز پڑھے اور اپنے کپڑوں کو دھوے؟“ تو آپ نے فرمایا: ”نہ وہ“

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۶

^۲ حلاوت صبیحی قمی بصری۔ تقدیر اوہی ہے۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۷

نماز دو بارہ پڑھے گا اور نہ کپڑوں کو دھوئے“^۱

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الطَّقْفِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ
عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ أَنبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُرِي الْبَيْتَ لَا يَعْلَمُ بِهَا إِلَّا بَعْدَ
مَا يَتَوَضَّأُ مِنْهَا أَنْعَادَ السَّلَاةِ فَقَالَ لَا.^۲

(موثق) ۳-۸۲۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن حسن سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابان بن عثمان سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”چوہا کنویں میں گر گیا اور اس سے وضو کرنے کے بعد معلوم ہوا تو کیا دوبارہ نماز پڑھی جائے گی؟“ فرمایا: ”نہیں۔“^۳

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُرِي الْبَيْتَ فَقَالَ إِذَا خَرَجْتَ فَلَا تَأْتِسْ وَإِنْ
تَقَسَّخَتْ فَسَبِّحْ وَلَا تَقَعُرِي الْبَيْتَ وَلَا يَعْلَمُ بِهَا أَحَدٌ إِلَّا بَعْدَ مَا يَتَوَضَّأُ مِنْهَا أَلْيَعْبُدُ وَضُوءُ
وَصَلَاتُهُ وَيَغْسِلُ مَا أَصَابَهُ فَقَالَ لَا تَقْدِرُ اسْتِغْتِلْ أَهْلُ الدَّارِ بِهَا وَرَلَّوْا.^۴

(مجهول) ۳-۸۳۔ اور مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے ابو عبیدہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”اگر چوہا کنویں میں گر جائے تو؟“۔ آپ نے فرمایا: ”اگر (زندہ) نکل جائے تو کوئی بات نہیں، لیکن اگر پھول اور پھٹ گیا ہو تو سات (۷) ذول نکالے جائیں گے۔“ راوی کہتا ہے پھر پوچھا گیا: ”چوہا کنویں میں گر گیا مگر (وضو کرنے سے پہلے) کسی کو بھی اس کا حکم کا علم نہ ہو سکا اور وضو کرنے کے بعد پتہ چلا تو کیا وہ دوبارہ وضو کرے نماز پڑھے؟ اور جہاں جہاں (اس کا پانی) لگا ہے وہ جگہ دھوئے؟“ تو فرمایا: ”نہیں کیونکہ گھر والوں نے اسے استعمال کر لیا ہے اور پانی (نکل کر) چھڑک چکے ہیں۔“^۵

^۱ حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کنویں کا پانی نجاست سے متاثر نہیں ہوتا۔

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

^۳ محقق علی رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے جب چوہے کو مر وہ نکالا جائے۔ اور کتاب تہذیب الاحکام میں ”أَنَّهَا الْعَرَبِيَّةُ“ کی جگہ ”الْحَيَاةِ الْوَضُوءِ“ کا جملہ آیا ہے۔

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

^۵ بعض نسخوں میں ابن عسیر نے ذکر ہوا ہے۔

^۶ اس جملہ سے یا تو مراد یہ ہے کہ گھر والوں نے وہ پانی استعمال کر لیا ہے اور جہاں جہاں چھڑکا ہے اسے پاک کرنا زیادہ عقلی اور حتمی کا ثبوت ہے اور دین میں کوئی حتمی نہیں ہے یا پھر یہ مراد ہے کہ اس پانی کے استعمال سے کنویں سے پانی نکلنے کی مطلوبہ مقدار حاصل ہو گئی ہے۔

وَبَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ وَابْنِ يُوسُفَ
يَعْقُوبَ بْنِ عَثِيمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا وَقَعَتْ فِي الْبَيْتِ الطَّلِيْزُ وَالِدُجَانَةُ وَالْفَارَةُ فَانْتِزِمِ مِنْهَا سِتْرًا وَلَا تَقْلَبْنَا
تَقُولُ فِي صَلَاتِنَا وَوُضُوءِنَا وَمَا أَصَابَ مِنَّا فَقَالَ لَا تَأْسُ بِهِ!

(صحیح) ۵-۸۳۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از سعد بن عبد اللہ، از احمد بن محمد، از علی بن الحکم، از ابان، از ابوسامہ، از ابویوسف یعقوب ابن
عشیم کہ از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ نے فرمایا: ”اگر کنویں میں پرندہ، مرغی اور چوہا گر جائے تو اس کیلئے سات (۷) ^(۷)
ڈول نکالو۔ ہم نے پوچھا: ”تو آپ ہمارے وضو، نماز اور کپڑوں پر لگے پانی کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”اس میں
کوئی حرج نہیں ہے۔“

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَضْرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأبي عَبْدِ اللَّهِ ع يَبْتِئُ سَتْرًا مِنْهَا وَيَتَوَضَّأُ بِهِ
وَيُغَسِّلُ مِنْهُ الْيَتَابَ وَحُجِنَ بِهِ شَمُّهُ عَلِمَ أَنَّهُ كَانَ فِيهَا مَيْتَةٌ قَالَ لَا تَأْسُ وَلَا يَغْسَلُ الثُّوبَ وَلَا تَعَادُ مِنْهُ السَّلَاةُ!

(موثق) ۶-۸۵۔ اور بن محمد بن ابونصر از عبد الکریم از ابوبصیر اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں کے
پانی سے لوگ پیتے بھی رہے، وضو بھی کرتے رہے، کپڑے بھی دھوتے رہے اور اتنا بھی گوندتے رہے پھر معلوم ہوا کہ اس میں
مرد مرچا ہوا تھا (کیا حکم ہے؟)“ امام نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے کپڑوں کو بھی پاک کرنے کی ضرورت نہیں اور نماز بھی دوبارہ
پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

قَالَ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَحِمَهُ اللَّهُ مَا يَتَّصِفَنَّ هَذِهِ الْأَخْبَارُ مِنَ اسْتِغَاثِ الْإِعَادَةِ فِي الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ عَنِ
اسْتِغْتِلِ هَذِهِ الْبَيْتَةَ لَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الثُّوبَ غَيْرُ وَاجِبٍ مَعَ عَدَابِ الشَّعْبِ لِأَنَّهُ لَا يَنْتَبِهُ أَنْ يَكُونَ مَقْدَارُ الثُّوبِ كُنْ
شَوْهًا لِيَقَعُ فِيهِ وَاجِبًا وَإِنْ كَانَ مَتَى اسْتِغْتَلَهُ لَمْ يَلْزَمَهُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ لِأَنَّ الْإِعَادَةَ فَرَضٌ شَانَ فَلَيْسَ لِأَخْبَارِ
أَنْ يَجْعَلَ ذَلِكَ دَلِيلًا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِتَقَابِيرِ الثُّوبِ فَتَرْتِ مِنْ الْإِسْتِغْنَابِ عَلَى أَنَّ الَّذِي يَنْبَغِي أَنْ يَغْتَلَّ عَلَيْهِ هُوَ
أَلَّهُ إِذَا اسْتِغْتَلَّ هَذِهِ الْبَيْتَةَ قَبْلَ الْعِلْمِ بِحُصُولِ السَّجَاسَةِ فِيهَا فَإِنَّهُ لَا يَلْزَمُهُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَ مَتَى
اسْتِغْتَلَّهَا مَعَ الْعِلْمِ بِهَذِهِ لَزِمَهُ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ-

شیخ محمد بن حسن رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ان احادیث میں یہ بات جو ذکر ہوئی ہے کہ اس پانی کو استعمال کرنے والے افراد
سے وضو اور نماز کو دوبارہ بحال کرنا (ضروری نہیں یعنی) ساقط ہے تو یہ اس بات پر دلیل نہیں بن سکتی کہ صفات میں جہدیلی نہ ہونے کی

۱) تصدیب الاذکار ص ۲۳۷

۲) ابوسامہ زید بن علی نس اردی اور اس کا راوی ابان بن عثمان دونوں ثقہ ہیں۔

۳) تصدیب الاذکار ص ۲۳۸

۴) بظاہر یہ عبد الکریم بن عمرو بن صالح خشمی داغلی ہے اور موثق ہے۔

۵) یہ حکم اس بات پر ہے کہ سالک کو اس پانی کے استعمال سے پہلے اس میں مردار کے وجود کا علم نہ ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ گمان ہو۔

صورت میں کنویں کا پانی نکالنا بھی واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ عین ممکن ہے کہ کنویں میں پڑ جانے والی ہر چیز کیلئے پانی نکالنا واجب ہو لیکن اس کے باوجود اسے استعمال کرنے کی صورت میں وضو اور نماز کا دو بارہ بجالانا ضروری نہ ہو کیونکہ دو بارہ بجالانا ایک الگ فرقہ ہے جس کی احادیث کو کوئی بھی اس بات پر دلیل نہیں بنا سکتا کہ پانی نکالنے کی جتنی مقدار بتائی گئی ہے وہ مستحب ہے (یعنی مقررہ مقدار تک پانی نکالنا الگ سے واجب ہے جبکہ اسی پانی سے وضو کرنے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے کی صورت میں وضو اور نماز کا دو بارہ بجالانا ایک الگ مسئلہ ہے۔ دونوں کا تعلق ایک دوسرے سے نہیں ہے کہ کہا جائے اگر پانی نکالنا واجب ہے تو پھر وضو اور نماز کا دو بارہ بجالانا بھی واجب ہونا چاہیے اور اگر وضو اور نماز کا دو بارہ بجالانا ہی واجب نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ مقررہ مقدار تک پانی نکالنا بھی واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اسی لئے حدیث میں دونوں چیزوں کو الگ سمجھا یا گیا ہے، اس وجہ سے مقررہ مقدار تک پانی نکالنا تو واجب ہے لیکن وضو اور نماز کا دو بارہ بجالانا ضروری نہیں ہے۔ عرض مترجم) جبکہ جس حکم پر عمل کیا جانا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ پانی کی نجاست کے معلوم ہونے سے پہلے اگر ایسے پانی کو استعمال کیا جائے تو وضو اور نماز کا اعادہ لازمی نہیں ہے مگر جب معلوم ہونے کے بعد پانی کو استعمال کیا جائے تو پھر وضو اور نماز کا اعادہ ضروری ہے۔ اور ذیل کی حدیث بھی اسی پر دلالت کرتی ہیں

مَا رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ عَقَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِي يَجِدُ فِي إِفْتَائِهِ قَائِرَةً وَقَدْ تَوَضَّأَ مِنْ ذَلِكَ الْإِنَاءِ مِرَارًا وَغَسَلَ مِنْهُ شَيْبَةً وَغَسَّلَ مِنْهُ وَقَدْ كَانَتِ الْقَائِرَةُ مُتَغَيِّبَةً فَقَالَ إِنَّ كَانَ رَأَاهَا فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ أَوْ يَتَوَضَّأَ أَوْ يَغْتَسِلَ شَيْبَةً ثُمَّ فَعَلَ ذَلِكَ بَعْدَ مَا رَأَاهَا فِي الْإِنَاءِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ شَيْبَةً وَ يَغْتَسِلَ كُلَّ مَا أَصَابَهُ ذَلِكَ النَّارُ وَيُعِيدَ الوُضُوءَ وَ الصَّلَاةَ وَإِنْ كَانَ إِثْرًا رَأَاهَا بَعْدَ مَا فَرَّغَ مِنْ ذَلِكَ وَ فَعَلَهُ فَلَا يَشِيءُ مِنَ النَّارِ شَيْئًا وَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ إِذْ لَمْ يَلْمَسْهُ مَتَى سَقَطَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّهُ يُكُونُ إِثْرًا سَقَطَتْ فِيهِ تِلْكَ الشَّائِئَةُ الْبَقِيَّةُ رَأَاهَا

(موتقن) ۸۶۔۷۔ جسے بیان کیا ہے اسحاق بن عمار نے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی شخص اپنے اس برتن میں چوہا مرہو اور بھولا پھٹا ہوا دیکھتا ہے جس سے وہ کئی مرتبہ وضو بھی کر چکا ہوتا ہے، کپڑے بھی دھو چکا ہوتا ہے اور غسل بھی کر چکا ہوتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے؟) تو آپ نے فرمایا: ”اگر اس نے غسل کرنے، وضو کرنے یا کپڑے دھونے سے پہلے برتن میں (مرہو) چوہا دیکھا تھا اور چوہا دیکھنے کے باوجود اس نے یہ کام انجام دیئے تو اسے چاہیے کہ اپنے کپڑے دو بارہ دھوئے اور ہر اس چیز کو بھی دھوئے جہاں وہ پانی لگا تھا اور وضو اور نماز کو بھی دو بارہ بجالائے لیکن اگر اس نے مذکورہ افعال انجام دیئے اور ان سے فارغ ہونے کے بعد دیکھا ہے تو اب اسے پانی کو دو بارہ بھی تھونے کی ضرورت نہیں ہے اور اس پر کچھ بھی (دو بارہ بجالانا واجب) نہیں ہے۔ کیونکہ اسے معلوم نہیں ہے کہ وہ چوہا وہاں کب گرا ہے۔“ پھر فرمایا: ”ہو سکتا ہے کہ اس برتن میں وہ چوہا اسی وقت گرا ہو جس وقت اس نے دیکھا ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: مَا أَلْبَسْتُهُ وَاسْمُهُ لَا يُنْقِضُهُ شَيْءٌ إِذْ لَمْ يَلْمَسْهُ

يَتَغَيَّرُ بِرِيحِهِ أَوْ طَعْمِهِ فَيُنْتَزِعُ حَتَّى يَذْهَبَ الرِّيحُ وَيَطِيبَ طَعْمُهُ لِأَنَّ لَهُ مَادَّةً!

(صحیح) ۸-۸۷۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے احمد بن محمد نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے حضرت امام علی رضاعلیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”کنویں کا پانی وسیع ہوتا ہے اسے کوئی بھی چیز نجس نہیں کر سکتی مگر یہ کہ اس کی مہک یا ذائقہ تبدیل ہو تو پھر اس سے اتنا پانی نکالا جائے گا جس سے اس بد بو یا ذائقہ ختم ہو جائے، کیونکہ کنویں کے پانی کا ایک سرچشمہ ہوتا ہے۔“

قَالَ تَعْنِي فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ ذُوقُهُ إِفْسَادًا لَا يَجُوزُ الْإِسْتِغْنَاءُ بِشَوْهِهِ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ تَوَجُّهِ جَمِيعِهِ إِلَّا مَا يُغَيِّرُ قَائِمًا مَا لَمْ يَتَغَيَّرْ قَائِمُهُ يُنْزَعُ مِنْهُ وَقَدْ أُرُوهُ يُسْتَعْمَلُ بِالنَّجَسِ عَدْلَ مَا يُنْشَأُ فِي كِتَابِ تَهْنِيبِ الْأَحْكَامِ.

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کنویں کا پانی صفات میں تبدیلی آنے سے پہلے (نجس اور) فاسد نہیں ہو سکتا کہ اس کا پورا پانی نکالے بغیر اسے استعمال نہ کیا جاسکے (اور صفات میں تبدیلی کے بعد پورا پانی نکالا جائے گا تب کنویں کا پانی قابل استعمال ہوگا) جبکہ صفات میں تبدیلی سے پہلے اس سے مقررہ مقدار تک بالکل اسی طریقہ کے مطابق نکالا جائے گا ہم نے کتاب تہذیب الاحکام میں بیان کیا ہے اور باقی پانی سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔²

قَائِمًا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ ابْنِ مَعْبُودٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ الثَّوْرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا كَانَ السَّائِرُ فِي النَّجَسِ كُنْزًا لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ قُلْتُ وَكَيْمَ الْكُنْزِ قَالَ ثَلَاثَةٌ أَشْبَارٍ وَنِصْفُ طَوْلُهَا فِي ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ وَنِصْفُ سُنْفِهَا فِي ثَلَاثَةِ أَشْبَارٍ وَنِصْفُ عَرَضِهَا.³

(ضعیف) ۹-۸۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے احمد بن محمد نے ابن محبوب سے، اس نے حسن بن صالح ثوری سے اور اس نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کنویں کے اندر پانی کُنْز جتنا ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی“ راوی نے کہا کہ میں پوچھا: ”کُنْز کی مقدار کیا ہے؟“ تو فرمایا: ”اس کی ساڑھے تین باشت لہبائی، ساڑھے تین باشت گہرائی اور ساڑھے تین باشت چوڑائی ہوتی ہے۔“

فَيَحْتَمِلُ هَذَا الْخَبَرُ وَجْهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ الْمَزَادُ بِالنَّجَسِ الْمَضْمُونِ الَّذِي لَا يَكُونُ لَهُ مَادَّةٌ بِالنَّجَسِ دُونَ الْإِبَارِ الَّتِي لَهَا مَادَّةٌ يَمُوتُ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الَّذِي يُرَاعَى فِيهِ الْإِسْتِغْنَاءُ بِالنَّجَسِ عَدْلَ مَا يُنْشَأُ وَالشَّانُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ قَدْرًا مَعْنُورًا الشَّقِيَّةَ لِأَنَّ مِنَ الْفُقَهَاءِ مَنْ يُسَوِّي بَيْنَ الْإِبَارِ وَالْمُزَادِ فِي قِلَّتِهَا وَكَثْرَتِهَا فَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْخَبَرُ وَرَدَ مُوَافِقًا لَهُمْ وَالَّذِي يُبَيِّنُ ذَلِكَ أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ صَالِحٍ رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ زَيْدُ بْنُ بَرْزَعَةَ مَثْبُوثُ الْحَدِيثِ فِيمَا يَخْتَلِفُ بِهِ.

تو اس حدیث میں دو قسم کے احتمال دیئے جاسکتے ہیں ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ کُنْز سے مراد سرچشمہ والا کنواں نہ ہو بلکہ وہ مصنوعی تالاب یا حوض ہو جس کے پانی کا کوئی سرچشمہ نہیں ہوتا کیونکہ جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے اسی ہی چیزوں میں کُنْز کی شرط

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۸

² ملاحظہ ہو: تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۸

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳۱

کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اور دوسرا یہ ہے کہ ہو سکتا ہے یہ حدیث مقام تقیہ پر بیان کی گئی ہو۔ کیونکہ اس وقت کچھ (نام نہاد) خطیب اسے بھی کنویں اور گڑھوں کے پانی کو قلت اور کثرت کے لحاظ سے ایک جیسا سمجھتے تھے۔ اس لئے ہو سکتا ہے یہ حدیث ان کے نظریات کیلئے بیان ہوئی ہو اور اس طرف جو چیز نشان دہی کرتی ہے وہ حسن بن صالح کا اس حدیث کا راوی ہونا ہے جو زیدی اہل بصری تھا نیز جو احادیث صرف اسی سے ہی مروی ہیں تو ان میں وہ متروک الحدیث بھی ہے (یعنی ایسی حدیثوں کو چھوڑ دیا جائے گا) مترجم۔

باب نمبر ۱۸۔ کنویں میں بچے کا پیشاب کر جائے

أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ
الْحَبِيبِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي جَدِّي مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يُنْتَهَى
مِنْهُ سُبْعٌ وَلَا يَجُوزُ إِذَا بَالَ فِيهَا الصَّبِيُّ أَوْ قَعَتْ فِيهَا قَارَةٌ أَوْ نَحْوَهَا.^۱

(کا صحیح) ۱۔ ۸۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن عبد الحمید سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے منصور (بن حازم) سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ہمارے کچھ اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "اگر کنویں میں چھوٹا بچہ پیشاب کر جائے یا چھوٹا وغیرہ کر جائے تو کنویں سے سات (۷) ذول نکالے جائیں"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي حَسْرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ
اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ بَيْتِ الصَّبِيِّ الْقَطِيمِ يَقَعُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ دَلَّوْهُ وَاحِدًا قُلْتُ بَيْتُ الرَّجُلِ قَالَ يُنْتَهَى مِنْهَا أَنْ يَبْتَعُونَ
ذُلُومًا.^۲

(ضعیف) ۲۔ ۹۰۔ البتہ جو حدیث بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے علی ابن ابی حمزہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "دودھ چھوڑائے گئے چھوٹے بچے کا پیشاب کنویں میں"

^۱ زیدی مسلمانوں کا وہ فرقہ ہے جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند زید بن علی کی امامت کا قائل ہے اور باقی ائمہ کی امامت کا منکر ہے۔ ان کے اپنے عقائد و نظریات جو متعلقہ کتب میں مذکور ہیں مزید تفصیل وہاں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔ عرض مترجم

^۲ علم رجال اور روایۃ الحدیث میں ایک اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے کہ راوی جس کے ساتھ یہ لفظ تحریر ہو اس کی حدیثیں قابل توجہ نہیں ہیں چھوڑ دی جائیں یعنی یہ راوی ناقابل اعتبار ہے۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۸

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۸

گر جائے تو کیا حکم ہوگا؟“۔ تو فرمایا: ”ایک ڈول نکالا جائے گا“^۱۔ پوچھا: ”مرد کا پیشاب ہو تو؟“ فرمایا: ”اس سے چالیس ڈول نکالے جائیں گے“

فَلَا يَبْقَى الْعَبْرَةُ الْأُولَى إِلَّا أَنْ يُعْمَلَ عَلَى بَوْلٍ صَبِيٍّ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ

تو یہ حدیث صحیح علی حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں بچے سے مراد وہ بچہ بھی لیا جاسکتا ہے جو ابھی کھانا نہ کھاتا ہو۔

باب ۱۹۔ کنویں میں اونٹ، گدھ یا ان جیسا کوئی جانور گر جائے یا اس میں شراب انڈیلی جائے

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبَعِيثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَعِيدٍ بْنُ هِلَالٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ م عَنِ الْقَدْحِ فِي الْبِشْرِ مَا بَيْنَ الْقَارِوَةِ السُّتُورِ إِلَى الشَّوَةِ فَقَالَ كُلُّ رَيْتٍ يَقُولُ سَبْعَ دَلَاهٍ قَالَ حَتَّى بَلَغْتُ الْعِصَارَةَ الْعِصْلَ فَقَالَ كُلُّ رَيْتٍ مِائَةٌ

(حسن کا صحیح) ۱۔ ۹۱۔ مجھے خبر دی ہے حسن بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد سے، اس نے اپنے باپ سے^۳، اس نے عبد اللہ مغیرہ سے، اس نے عمرو بن یزید سے اور اس نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمرو بن سعید بن ہلال نے اور اس نے کہا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں چوہے، بلی اور بکرے کے درمیان کا کوئی جانور گر گیا تو کیا کریں؟“۔ اور اس نے کہا کہ میں ان سب کے ہارے میں پوچھتا گیا اور آپ سات ڈول کہتے رہے۔ پھر کہا کہ یہاں تک کہ میں نے گدھا اور اونٹ کے متعلق پوچھا تو فرمایا: ”ایک کڑ پانی“^۴

قَالَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَسْكَانَ عَنِ الْعَدْبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: إِذَا سَقَطَ فِي الْبِشْرِ شَيْءٌ صَغِيرٌ قَمَاتٍ فِيهَا فَانْتِزِمِ مِنْهَا دَلَاهٌ وَإِنْ وَقَعَ فِيهَا جُنُبٌ فَانْتِزِمِ مِنْهَا سَبْعَ دَلَاهٍ وَإِنْ مَاتَ فِيهَا بَعِيرٌ أَوْ صَبَّ فِيهَا عَسْرٌ فَلْيُنْتِزِمِ النَّاسُ كُلَّهُ

(صحیح) ۲۔ ۹۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے احمد بن ادريس سے، اس نے محمد بن عبد الجبار سے، اس نے صفوان بن مسكان سے، اس نے عدبى سے، اس نے ابو عبد الله م قال: إذا سقط في البشْرِ شيءٌ صغيرٌ قَمَاتٍ فِيهَا فَانْتِزِمِ مِنْهَا دَلَاهٌ وَإِنْ وَقَعَ فِيهَا جُنُبٌ فَانْتِزِمِ مِنْهَا سَبْعَ دَلَاهٍ وَإِنْ مَاتَ فِيهَا بَعِيرٌ أَوْ صَبَّ فِيهَا عَسْرٌ فَلْيُنْتِزِمِ النَّاسُ كُلَّهُ

^۱ بچے کے پیشاب کے متعلق مشہور نظریہ دات ڈول نکالنا ہے لیکن سید مرتضیٰ اور علماء کے ایک گروہ کا نظریہ ہے کہ تین ڈول نکالے جائیں۔ اور دوسرے چھراٹے گئے بچے کے پیشاب کے لئے ایک ڈول نکالنا ہے۔

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳۹

^۳ ابو محمد بن خالد برقی ہیں۔

^۴ علماء مجلسی فرماتے ہیں کہ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اونٹ کے لئے تھام پانی نکالنا واجب ہے جبکہ یہ حدیث اس سے کم پانی نکالنے کے کافی ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۵

سے اس نے ابن مسکان سے، اس نے حلیمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث نقل کی کہ آپ نے فرمایا: "اگر کنویں میں کوئی چھوٹا جانور مر جائے تو اس سے کچھ ڈول پانی نکال لو۔ اور اگر اس میں جنب والا آدمی مر جائے تو اس سے سات ڈول نکالو اور اگر اس میں اونٹ مر جائے یا اس میں شراب اندلی جائے تو پورا پانی نکالا جائے"

مَا رَوَاهُ الْعُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سَنَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنْ سَقَطَ فِي الْبَيْتِ ذَاتُهُ صَغِيرَةً أَوْ نَكَلَ فِيهَا جُنْبٌ نُرِيحُ مِنْهَا سِتْرًا وَلَا يَكُنْ مَاتَ فِيهَا تَوْرٌ أَوْ صَبَّ فِيهَا خَمْرٌ نُرِيحُ الْمَاءَ كُلَّهُ.¹

(صحیح) ۳-۹۳۔ نیز جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے نصر سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث بیان کی کہ آپ نے فرمایا: "اگر کنویں میں کوئی چھوٹا جانور مر جائے یا جنابت والا آدمی اتر جائے تو سات ڈول نکالے جائیں اور اگر اس میں بیل مر جائے یا شراب گرانی جائے تو پورا پانی نکالا جائے۔"

فَمَا تَقَشَّنَ هَذَانِ الْعَبْرَانِ مِنْ دُجُوبٍ نَزِحَ الْمَاءُ كُلُّهُ عِنْدَ دُخُوعِ التَّبَعِيرِ هُوَ الَّذِي أُغْتَلَّ عَلَيْهِ وَبِهِ أَفْقَى وَلَا يَنْبَغِي ذَلِكَ الْعَبْرَانِ مِنَ الْقَوْلِ مِنْ قَوْلِهِ كَرَّ مِنْ مَاءٍ عِنْدَ سُؤَالِ السَّائِلِ عَنِ الْجِنَابِ وَالْجَنَابِ لِأَنَّهُ لَا يَسْتَبِيحُ أَنْ يَكُونَ مِ أَجَابٍ بِمَا يَخْتَشُّ حُكْمَ الْجِنَابِ وَ عَوْلٌ فِي حُكْمِ الْجَنَابِ عَقْدَ مَا سَبَعَهُ مِنْهُ مِنْ دُجُوبٍ نَزِحَ الْمَاءُ كُلُّهُ فَأَمَّا الْخَمْرُ فَإِنَّهَا يُنْرِيحُ مَاءَ الْبَيْتِ كُلَّهُ إِذَا وَقَعَتْ فِيهَا شَيْءٌ مِنْهُ عَقْدَ مَا تَقَشَّنَ الْعَبْرَانِ وَيُؤْتَدُ ذَلِكَ أَيْضًا.

پس ان دو حدیثوں میں جو یہ حکم پایا جاتا ہے کہ اونٹ کے گرجانے پر پورا پانی نکالنا واجب ہے تو میں بھی اسی حکم پر عمل کرتا ہوں اور اسی کا ہی فتویٰ دیتا ہوں اور پہلی حدیث اس کے منافی نہیں ہے جس میں کرپانی نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جب سوال کرنے والے نے گدھے اور اونٹ کے متعلق پوچھا تھا کیونکہ ہو سکتا ہے امام علیہ السلام نے گدھے کے ساتھ مخصوص حکم بیان کیا ہو اور اونٹ کے حکم کے بارے میں آپ نے اپنے اس حکم پر اکتفا کیا ہو جو آپ سے سنا گیا ہے کہ پورا پانی نکالنا واجب ہے۔ اور رہی شراب تو اس کیلئے بھی دونوں روایتوں کے مضمون کے مطابق کنویں کا پورا پانی نکالا جائے گا چاہے اس میں تھوڑی سی شراب ہی پڑ جائے۔ اس حکم کی جانب مندرجہ ذیل احادیث بھی کرتی ہیں۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَفَّارٍ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْبَيْتِ يَتَوَلَّى فِيهَا الشَّيْءُ أَوْ يُصَبُّ فِيهَا بَيْتٌ أَوْ خَمْرٌ فَقَالَ يُنْرِيحُ الْمَاءَ كُلَّهُ.²

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶

² مشہور یہ ہے کہ کنویں میں جنب آدمی کے غسل کرنے سے سات ڈول نکالے جائیں گے۔ علامہ ابن ادریس کا نظریہ ہے کہ اس میں ڈیکھی لگانے سے واجب ہوں گے۔ لیکن بعض بزرگان نے جب آدمی کے پانی میں جانے اور اسے چھونے پر ہی سات ڈول نکالنے کے واجب ہونے والے نظریہ کو ترجیح دی ہے چاہے وہ اس میں غسل نہ بھی کرے اور ڈیکھی نہ بھی لگائے اور حدیث کی عبارت سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔ بلکہ احادیث کی عبارت سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس کی معنی کی نجاست کی وجہ سے ہے۔

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶

(صحیح) ۳-۹۳۔ جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے یعقوب بن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کنویں میں بچہ پیشاب کر جاتا ہے یا اس میں پیشاب یا شراب گرایا جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟ تو فرمایا: ”پورا پانی نکالا جائے۔“

فَمَا تَقْسَمُ هَذَا الْعَبْرُ مِنْ ذِكْرِ الْبَوْلِ مَعَ الْخَمْرِ مَحْمُولٍ عَلَى أَنَّهُ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْ صَافِ النَّارِ بِكُلِّهِ إِذَا لَمْ يَتَغَيَّرْ فِيهَا
لَمْ تَقْدِرْ أَيْخَانِيهِ يُنْزَعُ عَلَى مَا تَبَيَّنَتْهُ فِيهَا بَعْدُ.

اس روایت میں پیشاب کو جو شراب کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تو اس کے مضمون کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب پیشاب کی وجہ سے پانی کی کوئی ایک صفت تبدیل ہو جائے (تب پورا پانی نکالا جائے گا) کیونکہ جب پانی کی صفات تبدیل نہ ہوں تو ان میں سے ہر ایک کیلئے ایک مقدار معین ہے جسے نکالا جائے گا اور اسے ہم بعد میں بیان کریں گے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ كُرَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الْبَوْلِ يَتَغَيَّرُ فِيهَا
قَطْرَةٌ دَمٍ أَوْ نَبِيذٍ مُسْكِرٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ خَمْرٍ قَالَ يُنْزَعُ مِنْهَا لِكُلِّ وَاحِدٍ^۱

(مجمول) ۵-۹۵۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے محمد بن زیاد^۲ سے اس نے کر دویہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں خون یا نشہ آور نبیذ یا پیشاب کا قطرہ گرتا ہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اس سے تیس (۳۰) ڈول نکالے جائیں۔“

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ نَوْحِ بْنِ شُعَيْبٍ أَخْبَرَنَا عَنْ بَشِيرِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ زُرَّارَةَ
قَالَ: قُلْتُ لِأبي عَبْدِ اللَّهِ ع فِيهَا قَطْرَةٌ دَمٍ أَوْ خَمْرٍ قَالَ الدَّمُ وَالْخَمْرُ وَالنَّبِيذُ وَاللَّحْمُ الْخَمِيرِيُّ ذَلِكَ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ
يُنْزَعُ مِنْهَا عَشْرُونَ دَلًّا فَإِنْ غَلَبَتْ الرِّيحُ نُبِحَتْ حَتَّى تَطْلُبَ^۳

(مجمول) ۶-۹۶۔ نیز وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابو اسحاق^۴ سے، اس نے نوح بن شعیب خراسانی سے، اس نے بشیر^۵ سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں خون یا شراب کا قطرہ گر گیا ہو تو کیا کریں؟“ فرمایا: ”خون، شراب، مردار اور سور کے گوشت ان سب کے لئے حکم ایک ہی ہے کہ کنویں سے تیس (۳۰) ڈول نکالے جائیں اور اگر بو پھیل گئی ہو تو اتنا پانی نکالا جائے کہ اصلی مہک واپس آجائے۔“

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۷

^۲ نظامیہ ابن ابی عمیر ہیں۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶

^۴ اس سے مراد ابو انیم بن ہاشم قتی ہیں۔

^۵ تہذیب الاحکام میں بشیر کی جگہ یاسین ہے اور بظاہر تہذیب الاحکام کی سند صحیح ہے۔

فإن هذين الخبرين غير معمول عليهما إكتهما من اختيار آحاد لا يعارض بهما الاختبار التي قد متاهتا و إرفق
النجاسة معلومة يحصل الخبر فيها و ليس نعلم يقيناً طهارتها إلا بنزوح جميع ماء البئر فينبغي أن يكون
العقل عليه و يثبت أن يكون الخبر مختصاً بحكم البول لأن بول الرجل يوجب قسماً أو يزيدون ذلك و لو أعدل ما ينزل في
تهذيب الأحكام و كذلك حكم الدبر و النيئة و لحم الخنزير فيكون إضافة الخبر إلى ذلك و هما من الزاوي.

تو یہ دو حدیثیں ناقابل عمل ہیں کیونکہ یہ دونوں خبر واحد ہیں جو گزشتہ بیان کردہ احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتیں نیز دوسری یہ
بھی دلیل ہے کہ ہمیں کنویں کے پانی میں شراب کے پڑنے سے اس کی نجاست کا تو یقین ہو گیا ہے لیکن جب تک کنویں کا پورا پانی نہیں
نکالا جائے گا ہمیں اس کی طہارت کا یقین نہیں ہو گا پس اسی پر عمل کرنا چاہیے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس روایت میں حکم مرد کے
پیشاب کے ساتھ خاص ہو کیونکہ جس طرح ہم نے کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں بھی بیان کیا ہے مرد کے پیشاب کیلئے چالیس ذول پانی
کنویں سے نکالنا واجب ہے اسی طرح خون، مردار اور سور کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے پس ان چیزوں کے ساتھ شراب کا اضافہ راوی
کی طرف سے وہم ہی ہوگا۔

باب نمبر ۲۰۔ کنویں میں کتا، خنزیر اور اس جیسا جانور گر جائے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ وَرَجَمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِيانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعَرُ فِي الْبَيْتِ قَالَ سَبْعَةٌ دَلَاةٌ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الصَّيْرَةِ
الذَّجَاجَةِ تَقَعَرُ فِي الْبَيْتِ قَالَ سَبْعَةٌ دَلَاةٌ وَ السَّبْثُورِ عَشْرُونَ أَوْ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ دَلَاةٌ وَ الْكَلْبِ وَ شِبْهِهِ.

(ضعیف) ۱۔ ۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد کے ذریعہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن
حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم سے، اس نے علی² سے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر چوہا کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”سات (۷) ذول“ پھر کہتا ہے میں نے آپ
سے پوچھا کہ پرندہ اور مرغی کنویں میں پڑ جائے تو؟ فرمایا: ”سات (۷) ذول اور جنگلی بلی کیلئے بیس (۲۰) تیس (۳۰) چالیس (۴۰)
ذول اور کتا اور اس جیسا جانور³ بھی اسی کی طرح ہے۔“

وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْفَأْرَةِ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰

² علی بن مزہب طائی اور اس کا راوی قاسم بن محمد جوہری داغلی ہے۔

³ یعنی اس جیسی جناسات کا جانور اور اس بارے میں شیخ کا کہنا ہے کہ ”اس لحاظ سے اس زمرے میں بکری، بھینس اور سور اور تمام مذکورہ جانور شامل ہیں۔“

تَقَعْرِى الْبِشْرَ أَوْ الظُّبَيْرَ قَالَ إِنْ أَدْرُكْتَ قَبْلَهُ أَنْ يُشْتَرَى مِنْهَا سَبْعٌ وَلَا يَدْرُكُ وَإِنْ كَانَتْ سِتُّورًا أَوْ أَكْبَرَ مِنْهُ نَزَحَتْ مِنْهَا ثَلَاثِينَ ذَلُوا أَوْ أَرْبَعِينَ ذَلُوا وَإِنْ أَنْتَنْ حَقَّى يُوجَدُ رَيْحُ الثُّنْبِ فِي السَّاهِ نَزَحَتْ الْبِشْرُ حَقَّى يَذْهَبُ الثُّنْبُ مِنَ النَّبَا.

(موتق) ۹۸-۲۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از عثمان بن عیسیٰ از سامہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر چوبایا کوئی پرندہ کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اگر بدبودار ہونے سے پہلے نکال لیتے ہو تو اس کیلئے سات (۷) ذول پانی کنویں سے نکالو۔ اور اگر جنگلی بلی ہو یا اس سے بڑا جانور ہو تو کنویں سے تیس (۳۰) یا چالیس (۴۰) ذول نکالو اور اگر اتنی حد تک بدبودار ہو جائے کہ پانی میں بھی اس کی بدبو کی مہک آجائے تو کنویں سے اتنا پانی نکالو جتنے گا کہ پانی سے بدبو ختم ہو جائے“

قَالُوا مَا رَأَى الْخُسَيْنُ بَنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُدَيْبَةَ عَنْ زُهَيْرَةَ وَصَحْبِهِ بْنِ مُسْلِمٍ وَبُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعَبْدِيِّ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ وَابْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْبِشْرِ يَقَعُ فِيهَا الذَّابِقَةُ وَالْقَارِزَةُ وَالْكَلْبُ وَالظُّبَيْرُ فَيَسُوُّ قَالَ يُخْرِجُهُمْ ثُمَّ يَنْزِعُهُ مِنَ الْبِشْرِ وَلَا تَلْتَمِ الْشَّرْبُ مِنْهُ وَتَوَضَّأُ.

(ضعیف) ۹۹-۳۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زہارہ اور محمد بن مسلم اور برید بن معاویہ جلی سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں گھوڑا، چوہا، کتا اور پرندہ گر کر مر گیا ہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”مردار کو نکال کر پھر کنویں سے کچھ ذول پانی نکال لیا جائے پھر اس سے پی بھی سکتے ہو اور وضو بھی کر سکتے ہو۔“

وَعَنْهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ ابْنِ أَبِي الْعَبَّاسِ الْفَضْلِ الْبَقْبَاقِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْبِشْرِ يَقَعُ فِيهَا الْقَارِزَةُ أَوْ الذَّابِقَةُ أَوْ الْكَلْبُ أَوْ الظُّبَيْرُ فَيَسُوُّ قَالَ يُخْرِجُهُمْ ثُمَّ يَنْزِعُهُ مِنَ الْبِشْرِ وَلَا تَلْتَمِ الْشَّرْبُ مِنْهُ وَتَوَضَّأُ.

(ضعیف) ۱۰۰-۳۔ نیز اسی^۴ سے از قاسم از ابان از ابو العباس فضل البقباق اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کنویں میں چوہا، گھوڑا، کتا اور پرندہ گر کر مر گیا ہو تو کیا حکم ہے؟ فرمایا: ”مردار کو نکال کر کچھ ذول نکال لے جائیں گے پھر اس سے پیا بھی جاسکتا ہے اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے“

وَرَوَى شُعْبَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَيُّوبَ بْنِ نُجَيْرٍ الثُّخَيْنِيِّ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمَزَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقِطِيبِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْبِشْرِ يَقَعُ فِيهَا الْخَنَازِقَةُ وَالْقَارِزَةُ أَوْ الْكَلْبُ أَوْ الْبِشْرَةَ فَقَالَ يُجْعَلُونَ

^۱ تصنیف الاکام ج ۱ ص ۲۵۰

^۲ تصنیف الاکام ج ۱ ص ۲۵۱

^۳ تصنیف الاکام ج ۱ ص ۲۵۲

^۴ اس سے مراد حسین بن سعید ہے اور اس نے قاسم بن محمد جوہری سے اور اس نے ابان بن عثمان سے روایت نقل کی ہے۔

أَنْ تُنْقِصَ مِنْهَا دِلَّةً فَإِنَّ ذَلِكَ يُظْهِرُهَا إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.¹

(صحیح) ۵-۱۰۱۔ نیز جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے ایوب بن نوح غنمی سے، اس نے محمد بن ابی حمزہ سے، اس نے علی بن یحییٰ بن یزید سے اور اس نے ابوالحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں کیوتر، مرئی، چوہا، کتابی گری، گری ہو تو کیا حکم ہے؟“ تو آپ نے فرمایا: ”تمہارے لئے اتنا کافی ہے کہ اس سے کچھ ڈول نکال لو تو اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ وہ پاک ہو جائے گا۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنَّ شَيْئَيْنِ

① إِمَّا أَنْ يَكُونَ مِ اجْتَابَ عَنْ حُكْمِ بَعْضِ مَا تَقَدَّمَ الشُّؤْلُ مِنَ الْقَارِوَةِ وَالظَّنْبِ وَعَوَّلَ فِي حُكْمِ الْبَاقِي عَلَى الْمَعْرُوفِ

مِنْ مَذْهَبِهِ أَوْ غَيْرِهِ مِنَ الْأَخْبَارِ الَّتِي شَاعَتْ عَنْهُمْ

② وَالشَّانُ أَنْ لَا يَكُونَ فِي ذَلِكَ تَنَابُؤٌ لِأَنَّ قَوْلَهُ تُنْقِصُ مِنْهَا دِلَّةً قَائِلَةٌ جِنْدُ الْكَلْبِ وَهُوَ مَا زَادَ عَلَى الْعَشِيرَةِ لَا يَنْتَبِهُ

أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهِ أَرْبَعِينَ ذُلًّا حَسَبَ مَا تَقَدَّمَ الْأَخْبَارُ الْكَلْبُ لَوْ كَانَ الْمُرَادُ بِهَا ذُلُّ الْعَشِيرَةِ لَكَانَ جِنْدُهُ

يَنْبُحُ عَلَى أَلْعَبَةِ ذُلُّ فِعَالٍ عَلَى أَنَّهُ قَدْ حَصَلَ الْعِلْمُ بِحُصُولِ الشَّيْءِ وَبِشَرْحِ أَرْبَعِينَ ذُلًّا يُؤَدُّ حُكْمَ الشَّيْءِ

أَيْضًا وَذَلِكَ مَعْلُومٌ مَا ذُلُّ ذَلِكَ طَرِيقَةُ أَخْبَارِ الْأَخْبَارِ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْعَتَلُ عَلَى مَا قُلْنَا.

توان احادیث میں دو صورتوں میں سے ایک ہو سکتی ہے۔

۱۔ یا تو امام نے سوال میں مذکورہ بعض جانوروں مثلاً چوہا اور پرندہ کے متعلق جواب دیا ہو گا اور باقی جانوروں کے متعلق آپ کے جانے مانے نظریہ یا معصومین علیہم السلام سے بیان شدہ دیگر احادیث پر اعتماد کیا جائے گا۔

۲۔ ان احادیث میں کوئی منافات (اختلاف) نہ پایا جائے۔ کیونکہ امام کا یہ فرمان کہ ڈول نکالے جائیں گے تو یہ لفظ ”دلاہ“ جمع کثرت کے وزن پر ہے۔ اور جمع کثرت دس سے زیادہ کی تعداد پر دلالت کرتا ہے۔ اور اس میں یہ کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ اس سے مراد اس باب کی پہلی روایت کے مضمون کے مطابق چالیس ڈول لیے جائیں اور اگر کئی ڈول سے مراد دس سے کم ڈول ہوتے تو اس میں جمع کا لفظ ”أَلْعَبَةُ“ کے وزن پر آتا ”فِعَالٍ“ کے وزن پر نہ آتا نیز اس پر مزید دلیل یہ بھی ہے کہ کنویں کے پانی کے نجس ہونے کا یقین حاصل ہو گیا تھا اور (احادیث کے مطابق) چالیس ڈول نکالنے سے نجاست دور ہو جاتی ہے اور یہ بات معلوم اور یقینی ہے۔ اور جن احادیث میں اس سے کم کا حکم ہے وہ خبر واحد کے قسم سے ہیں پس اس بارے میں ہمارے بیان کردہ نظریہ پر عمل کرنا ضروری ہو گا۔

فَأَمَّا مَا زَادَ الْعَشِيرَةَ بِنُ سَعِيدِ بْنِ ابْنِ أَبِي عَتْبَانَ عَنْ جَبِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ عَنْ أَبِي أَسَامَةَ زَيْدِ الشَّخَامِ عَنْ أَبِي عَتْبَانَ

اللَّهُ عَنِ الْقَارِوَةِ وَالسُّؤْرَةِ وَالذَّجَاجَةِ وَالْكَلْبِ وَالظَّنْبِ قَالَ فَإِذَا لَمْ يَنْقُصْهُمُ أَوْ لَمْ يَتَعَيَّرْ طَعْمَ النَّاءِ فَيَكْفِيكَ حَنْسٌ

وَلَا وَهَذَا إِنْ تَعَيَّرَ النَّاءُ فَخُذْ مِنْهُ حَتَّى يَذْهَبَ الزَّبْحُ.²

¹ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۵۲

² کافی ج ۳ ص ۵۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۵۱

(صحیح) ۶-۱۰۲۔ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل بن دراج سے، اس نے ابو اسامہ زید شحام سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ چوبادلی، مرغی، کتا اور بوندہ کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: ”اگر وہ پھولا نہیں ہے یا پانی کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوا تو پانچ ڈول نکالنا کافی ہے اور اگر پانی تبدیل ہو چکا ہو تو اتنا پانی نکالو کہ بدبو ختم ہو جائے۔“

فَهَذَا الْغَبْرُ أَيْضاً يَخْتَمِلُ وَجَهَيْنِ أَحَدُهُمَا هُوَ الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْأَخْبَارِ الْأُولَى وَ هُوَ فَهَذَا الْغَبْرُ أَيْضاً يَخْتَمِلُ وَجَهَيْنِ أَحَدُهُمَا هُوَ الَّذِي ذَكَرْنَا فِي الْأَخْبَارِ الْأُولَى وَ هُوَ أَنْ يَكُونَ أَجَابَ عَنْ حَكْمِ الدَّجَاجَةِ وَالطَّيْرِ وَالشَّانِ أَنْ تَخْبِئَهُ عَنْ أَنْفِهِ إِذَا وَقَعَتْ فِيهَا الْكَلْبُ وَ عَرَبِيٌّ وَ شَهَا حَتَّى قَالَهُ يُنْزَوُ مِنْهَا هَذَا الْبَيْتُ مِنْهَا وَ لَيْسَ فِي الْغَبْرِ أَنْفٌ مَا فِيهَا وَ الَّذِي يَذُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو اس حدیث میں گزشتہ دو احتمال والی احادیث کی طرح دو صورتوں کا احتمال دیا جاسکتا ہے ان میں سے ایک تو وہی ہے جسے ہم نے گزشتہ احادیث کے متعلق بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ امام نے صرف مرغی اور بوندے کا حکم بیان فرمایا ہو۔ جبکہ دوسری صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں کہ اگر کتا کنویں میں گر کر زندہ نکل آیا ہو تو اس صورت میں مذکورہ مقدار (پانچ) سے سات ڈول تک پانی کنویں سے نکالا جائے گا۔ کیونکہ حدیث میں یہ تو نہیں کہا گیا کہ کتا اس میں گر کر مر گیا ہو۔ ہمارے اس احتمال پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِي مَرْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ م قَالَ: كَانَ أَبُو جَعْفَرٍ م يَقُولُ إِذَا مَاتَ الْكَلْبُ فِي الْبَيْتِ نُزِحَتْ م إِذَا وَقَعَتْ فِيهَا ثُمَّ أُخْرِجَ مِنْهَا حَتَّى يُنْزَوُ مِنْهَا سَبْعُ دَلَاهٍ.

(صحیح) ۷-۱۰۳۔ مجھے بیان کیا ہے حسین بن سعید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے اور اس نے ابو مریم سے اور اس نے کہا کہ ہمیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حدیث بیان فرمائی ہے کہ (میرے والد) حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: ”اگر کتا کنویں میں مر جائے تو پانی نکالا جائے“^۱ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کتا کنویں میں مر جائے اور پھر زندہ نکل آئے تو صرف سات ڈول نکالے جائیں۔“

قَوْلُهُ إِذَا مَاتَ الْكَلْبُ فِي الْبَيْتِ نُزِحَتْ م مَعْمُولٌ عَلَى أَنَّهُ يُتَغَيَّرُ مَعَهُ أَحَدٌ أَوْ صَافِ الْمَاءِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُوجِبُ نَزْهَ سَبْعَةِ دَلَاهٍ إِذَا لَمْ يُتَغَيَّرْ كَانَ الْحُكْمُ فِيهِ مَاقَدًا مَثَلًا.

امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ جب کتا کنویں میں مر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے تو اس فرمان کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا جب اس کے مرنے کی وجہ سے پانی کی کوئی ایک صفت تبدیل بھی ہو جائے۔ کیونکہ یہی چیز کنویں کے سارا پانی نکالنے کا موجب بنتی ہے

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۲
مستطاب کنویں کا سارا پانی نکالا جائے۔ از مترجم

اور اگر پانی کی کوئی بھی صفت تہدیل نہ ہو تو حکم وہی ہو گا جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

فَأَمَّا مَا زَوَّاهُ مُعْتَدُ بْنُ أَحْتَدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْعَسَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ فَضَالٍ عَنْ عُثْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدْقَةَ عَنْ عَفَّارِ الشَّاهِدِيِّ عَنْ أَبِي عَمْرِو اللَّهِ م قَالَ: سِئِلَ عَنْ بَشْرٍ يَقَعُ فِيهَا كَلْبٌ أَوْ حَمَارَةٌ أَوْ غَيْرُهُمَا قَالَ يُنْتَزِعُ كَلْبًا.^۱

(موثق) ۸۸-۱۰۴۔ لیکن جس روایت کو بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار ساہلی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کنویں میں کتیا چوبایا خنزیر گر جائے تو کیا کیا جائے؟ تو آپ نے فرمایا: ”کنویں کا سارا پانی نکالا جائے“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْعَبْرَةُ فِي حَدِيثِ أَبِي مَرْثَمٍ مِنْ قَوْلِهِ إِذَا مَاتَ الْكَلْبُ فِي الْبَيْتِ يُنْبِثُ أَنْ تَحْبِلَهَا حَقٌّ أَنْتَ إِذَا تَغَيَّرَ أَحَدُ أَوْصَابِ الشَّاهِ مِنَ اللَّؤُنِ وَالطَّعْمِ وَالزَّائِحَةِ فَأَمَّا مَا مَرَّ بِكَ فَالْعُنُكُ مَا ذَكَرْنَا.

تو اس حدیث اور ابو مرثم والی حدیث کے اس جملہ سے کہ جب کتا کنویں میں مر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے تک کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ جب رنگ، بو یا ذائقہ میں سے پانی کی کوئی ایک صفت تہدیل ہو جائے لیکن تہدیل نہ ہونے کی صورت میں حکم وہی ہو گا جسے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

فَأَمَّا مَا زَوَّاهُ مُعْتَدُ بْنُ أَحْتَدُ بْنُ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَّابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَثُوبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا م كَانَ يَقُولُ الدُّجَانَةُ وَشَمْلُهَا تَمُوتُ فِي الْبَيْتِ يُنْتَزِعُ مِنْهَا وَتَوَانٍ أَوْ ثَلَاثَةٌ وَإِذَا كَانَتْ شَاةً وَ مَا أَشْبَهَهَا فَيُسْتَعْتَقُ أَوْ عَشْرَةٌ.^۲

(ضعیف) ۹-۱۰۵۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن موسیٰ خشباب سے، اس نے غیاث بن کثوب سے، اس نے اسحاق بن عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے والد محترم سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: ”حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ مرغی اور اس جیسی چیز اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو اس کے لئے کنویں سے دو یا تین ڈول نکالے جائیں اور اگر بکری یا کوئی اس جیسا جانور ہو تو اس کیلئے نو یا دس ڈول نکالے جائیں۔“

فَلَا يَتَابَى مَا قَدَّمَ مَنَاءُ إِلَّا فِي هَذَا الْعَبْرَةِ شَاةٌ وَ مَا قَدَّمَ مَنَاءُ مُطَابِقٌ لِلْأَخْبَارِ كَلْبًا وَ رِيًّا إِذَا حَبِلْنَا عَنْ تَذْكَرِ الْأَخْبَارِ تَكُونُ قَدْ حَبِلْنَا عَنْ هَذِهِ الْأَخْبَارِ لِأَنَّهَا إِذَا حَبِلْنَا فِيهَا وَإِنْ حَبِلْنَا عَنْ هَذَا الْعَبْرَةِ حَبِلْنَا أَنْ نُسَبِّحَ تَذْكَرِ جُسْلَمَةَ وَ رِيًّا الْعِلْمُ يُعْضَلُ بِرِوَالِ الشَّجَاةِ مَعَ الْعَمَلِ بِتَذْكَرِ الْأَخْبَارِ وَ لَا يُعْضَلُ مَعَ الْعَمَلِ بِهَذَا الْعَبْرَةِ.

تو یہ حدیث گذشتہ بیان کردہ احادیث کی مخالفت نہیں کرتی کیونکہ یہ حدیث شاذ ہے جبکہ جو احادیث ہم نے ذکر کی ہیں وہ تمام احادیث کے مطابق ہیں نیز دوسری بات یہ کہ اگر ہم ان احادیث پر عمل کرتے ہیں تو اس حدیث پر بھی خود بخود عمل ہو جاتا ہے کیونکہ یہ

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۸

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۱

حدیث داخل ہے ان احادیث میں^۱۔ لیکن اگر اس حدیث پر ہم نے عمل کی تو یقیناً ہمیں باقی ان تمام احادیث کو چھوڑنا پڑے گا اور (تیسری دلیل یہ ہے کہ) ان احادیث پر عمل کرنے سے ہمیں عبادت کے دور ہونے کا یقین ہو جاتا ہے لیکن اس حدیث پر عمل کرنے سے یہ یقین حاصل نہیں ہوتا۔

باب نمبر ۲۱: کنویں میں چوہا، مینڈکا اور چھپکلی گر جائے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي بَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَسَّانَ وَفَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْفَأْرَةِ وَالْوَرَعَةِ تَقَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَ يُنْزَوِ مِنْهَا ثَلَاثٌ دَلَاةٌ.^۲

(صحیح) ۱۰۶-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد اور فضالہ سے، انہوں نے معاویہ بن عمار سے کہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”چوہا، چھپکلی کنویں میں گر جائیں تو کیا حکم ہے؟“۔ فرمایا: ”اس سے تین ڈول نکالے جائیں“
وَعَنْهُ عَنِ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ سَنَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع وَشَقَّةٌ.^۳

(صحیح) ۲-۱۰۷-۱۔ اسی سے، از فضالہ از ابن سنان از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بالکل اسی طرح۔
فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَ سَبْعٌ دَلَاةٌ.^۴

(ضعیف) ۳-۱۰۸-۱۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم سے، اس نے علی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں چوہا گر جائے (تو کیا حکم ہے؟)“۔ فرمایا: ”سات ڈول ہیں“
وَعَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبَيْتِ أَوْ الظَّنِيرِ قَالَ إِنْ أَدْرَكْتَهُ قَبْلَ أَنْ يَنْتَنَ نَزَحَتْ وَمِنْهَا سَبْعٌ دَلَاةٌ.^۵

(مؤثق) ۳-۱۰۹-۱۔ اور اسی سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ساعد سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”چوہا یا بکرہ کنویں میں گر جائے (تو کیا حکم ہے؟)“۔ فرمایا: ”اگر بکرہ بودار ہونے سے پہلے نکال لو تو کنویں سے سات ڈول نکالو۔“

^۱ یعنی اس حدیث میں ذکر ہوئے دو یا تین ڈول چھپکلی احادیث میں ذکر ہونے والے چالیس ڈول پانی کے ضمن میں آجاتے ہیں۔ مترجم

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۰

^۵ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۳

قَالُوهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبْرَيْنِ أَنْ تَعْبِلَهُمَا عَنِّي أَنْ الْقَارَةَ إِذَا كَانَتْ قَدْ تَفَشَّحَتْ قِبَالَهُ يُنْزِمُ مِنْهَا سَنِمٌ وَلَا يَوْمَ الْاَكْوَالِ تَعْبِلُهُمَا عَنِّي أَنَّهُمَا أُخْرِجَتْ قَبْلَ أَنْ تَتَفَشَّحَ وَ الَّذِي يَذُلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ مَا.

توان دو حدیثوں کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ اگر چوہا پھول گیا ہو تو سات ڈول نکالے جائیں گے۔ جبکہ پہلی دو حدیثوں کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ چوہے کو پھولنے سے پہلے کنویں سے نکال لیا جائے۔ اور اسی تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْمَكْرَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا وَقَعَتِ الْقَارَةُ فِي الْبَيْتِ فَتَسَلَّحَتْ فَانْزِمُ مِنْهَا سَنِمٌ وَلَا يَوْمَ.

(موثق) ۵-۱۱۰۔ جس کی خبر دی ہے مجھے شیخ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے عثمان بن عبد الملک سے، اس نے ابو سعید المکرمی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر چوہا کنویں میں گر کر پھول اور پھٹ گیا ہو تو اس سے سات ڈول پانی نکالو۔“

فَجَاءَ هَذَا الْخَبْرُ مُقْبِرًا أَلَّا يُخْتَارَ بِهَا.

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کیلئے بطور تفسیر اور تشریح مانی جائے گی۔

قَالُوا مَا زَوَاةٌ مُحَمَّدٌ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي خَدِيجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الْقَارَةِ تَقَعُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِذَا مَاتَتْ وَ لَمْ تُنْتَمِمْ فَأَرْبَعِينَ دَلْوًا وَإِذَا انْتَفَخَتْ فِيهِ وَ أَنْتَكْتُ نِيَمَ النَّاسِ كُلَّهُ.

(کا صحت) ۶-۱۱۱۔ گمروہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسن^۳ سے، اس نے عبد الرحمن بن ابی ہاشم سے۔ اس نے ابو خدیجہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ چوہا کنویں میں گر جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔ فرمایا: ”اگر مر جائے لیکن بد بودار نہ ہو تو چالیس ڈول اور اگر کنویں میں پھٹ کر بد بودار ہو جائے تو پورا پانی نکالا جائے۔“

قَالُوهُ فِيمَا تَفَشَّحَتْ هَذَا الْخَبْرَ مِنَ الْأُمُورِ يُنْزِمُ أَرْبَعِينَ دَلْوًا إِذَا لَمْ تُنْتَمِمْ فَتَسْتَمُولُ عَلَى فَتْرٍ مِنَ الْإِسْتِخَارَةِ دُونَ الْفَرْضِ وَ الْإِيجَابِ لِأَنَّ الْوُجُوبَ فِي هَذَا الْبَيْتِ إِذَا لَمْ يَنْتَمِمْهُ أَحَدٌ مِنَ أَصْحَابِنَا.

تو اس حدیث میں اس فرمان ”اگر بد بودار نہ ہو تو چالیس ڈول نکالے جائیں“ کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا، واجب ہونے پر نہیں کیونکہ چوہے کیلئے اتنی مقدار پانی نکالنے کو ہمارے کسی بھی بزرگ (علمائے دین) نے واجب قرار نہیں دیا۔

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۳

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۳

^۳ بعض نسخوں میں محمد بن حسین ہے۔

قَامَا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَيْسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ حَدِيدٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرْنَا إِلَى بَيْتِ قَاسِمِ بْنِ عِلَاقَةَ فَأَسْتَقَى عَلَاةُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مِ دَلْوِ قَحْرٍ فِيهِ قَارَاتَانِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِ أَرِقَهُ قَاسِمِ بْنِ أَحْمَدَ قَحْرٍ فِيهِ قَارَةٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِ أَرِقَهُ قَاسِمِ بْنِ الشَّيْبِ قَحْرٍ فِيهِ قَارَاتَانِ فَقَالَ قَحْرٌ فِيهِ قَارَاتَانِ فَقَالَ قَحْرٌ فِيهِ قَارَاتَانِ فَقَالَ قَحْرٌ فِيهِ قَارَاتَانِ

(ضعیف) ۱۱۳۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حدید سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور انہوں نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ مکہ کے راستے میں جا رہا تھا کہ ہم ایک کنویں تک پہنچے تو امام صادق علیہ السلام کے ایک غلام نے کنویں میں ڈول ڈالا تو اس ڈول میں دو (۲) چوسے نکلے تب امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اسے بہادو“ پھر اس نے دوسری مرتبہ پانی نکالا تو اس ڈول میں ایک چوہا نکل آیا تب بھی آپ نے فرمایا: ”اسے بھی بہادو“ پھر تیسری مرتبہ پانی نکالا تو اس پانی میں کچھ نہیں تھا تب آپ نے فرمایا: ”اسے برتن میں ڈال دو۔“ تو اس نے پانی برتن میں ڈال دیا۔

قَالَ مَتَانِي هَذَا الْخَبَرُ أَنَّهُ مُرْسَلٌ وَرَأْيُهُ ضَعِيفٌ وَهُوَ عَلِيُّ بْنُ حَدِيدٍ وَهَذَا يُضَعَّفُ لِاخْتِصَابِهِ بِخَبَرِهِ وَيَحْتَمِلُ مَعَهُ تَشْبِيهِهِ أَنْ يَكُونَ التَّرَادُ بِالْبَيْتِ الْمُتَضَمِّ الَّذِي فِيهِ مِنَ النَّبَاءِ مَا يَزِيدُ وَقَدْ أَرَقَهُ عَلَى الْكَبْرِ فَلَا يَجِبُ تَوَهُُّؤُهُ مِنْهُ وَذَلِكَ هُوَ النَّعْتُ الَّذِي طَرِيقُ مَكَّةَ مَعَ أَنَّهُ لَيْسَ فِي الْخَبَرِ أَنَّهُ تَوَضَّأَ بِذَلِكَ النَّبَاءِ بَلْ قَالَ لِعَلَّامِهِ صُغْبَةُ فِي الْإِنَاءِ لَيْسَ فِي ذَلِكَ دَلِيلٌ عَلَى جَوَازِ اسْتِعْمَالِ مَا هَذَا حُكْمُهُ فِي التَّوَضُّؤِ وَبِجُودِ أَنْ يَكُونَ إِثْنَا أَمْرًا بِالضَّبِّ فِي الْإِنَاءِ لِاخْتِصَابِهِمْ إِلَيْهِ لِسُغْبَةِ الدَّوَابِّ وَالْإِبِلِ أَوْ لِشُرْبِ عِنْدَ الطَّرِيقِ رَوَى الدَّاعِيَةُ إِلَيْهِ وَذَلِكَ سَائِبٌ وَيَحْتَمِلُ أَيْضًا أَنْ تَكُونَ الْقَارَاتَانِ حَرْفًا حَيْثُ تَيْنٌ وَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ جَازَ اسْتِعْمَالُ مَا بَقِيَ مِنَ النَّبَاءِ لِأَنَّ ذَلِكَ لَا يَنْجُسُ النَّبَاءَ عَلَى مَا تَقَدَّمَ فِيهَا مَقْصُودٌ وَيَزِيدُ دَلِيلًا مَا.

تو اس حدیث کی سب سے پہلی خامی یہ ہے کہ یہ مرسل ہے اور اس کا راوی علی بن حدید ضعیف ہے اور یہ چیز اس حدیث سے استدلال اور اس پر عمل کو کمزور کر دیتی ہے پھر اس کو تسلیم کر لینے کی صورت میں یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ یہاں کنویں سے مراد ایسا موضع ہو جس میں پانی کی مقدار کڑے زیادہ ہو تو اس صورت میں اس سے کچھ بھی پانی نکالنا واجب نہیں ہوگا۔ اور یہ مکہ کے راستے میں عام طور پر ہوتے ہیں۔ مزید یہ کہ اس حدیث میں یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ آپ نے اس پانی سے وضو کیا ہو بلکہ آپ نے اپنے غلام سے فرمایا: ”اسے برتن میں اٹھل دو“ اور اس جملہ میں اس بات پر ایسی کوئی دلیل نہیں پائی جاتی کہ اس طرح کے پانی کو وضو کیلئے استعمال کرنا جائز ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے پانی برتن میں اٹھیلنے کا حکم اس لیے دیا ہو کہ انہیں گھوڑوں، اونٹ اور چوہوں کو پلانے کیلئے ضرورت ہو یا پھر انتہائی ضرورت کے وقت پینے کیلئے رکھنے کا حکم فرمایا ہو اور یہ کام جائز ہے۔ نیز احتمال بھی ہے کہ دونوں مرتبہ کے چوسے زندہ نکلے ہوں اور اگر ایسا ہو تو پانی کا استعمال بھی جائز ہے کیونکہ جس طرح پہلے بیان ہو چکا ہے اس چیز سے پانی نجس

نہیں ہوتا نیز اسی بات کی تائید مندرجہ ذیل اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابُوَيْهٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَقَّابِ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخُشَّابِ جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ هَارُونَ بْنِ حَمَّزَةَ الْعَسَوِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْقَارِزَةِ وَالْعَقْرِبِ وَ أَشْبَاهِ ذَلِكَ يَقَعُرِي الْمَاءِ فَيَسْخَرُ مِنْهَا هَلْ يُشْرَبُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ وَ يَتَوَسَّأُ مِنْهُ قَالَ يُشْرَبُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ قَلِيلُهُ وَ كَثِيرُهُ بِمَثَرِ لِقَةٍ وَ أَحَدٌ وَ لَمْ يُشْرَبْ مِنْهُ وَ يَتَوَسَّأُ مِنْهُ غَيْرَ النَّوْمِ قَالَهُ لَا يُسْتَقْفَمُ بِمَا يَقَعُرُ فِيهِ.¹

(صحیح) ۸-۱۱۳۔ جسے بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین بن ابو الخطاب سے، اس نے حسن بن موسیٰ بن خشاب سے، ان سے نے یزید بن اسحاق سے، اس نے ہارون بن حمزہ غنوی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کنویں میں چوہا، بچھو اور اس جیسی چیزیں گر جائیں اور پھر زندہ نکل آئیں تو کیا اس کا پانی پیا جاسکتا ہے اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے؟“ فرمایا: ”تین مرتبہ پانی بہا دیا جائے گا اور اس لحاظ سے قلیل پانی اور کثیر پانی ایک ہی طرح کے ہیں (کوئی فرق نہیں) پھر اس پانی سے پیا بھی جاسکتا ہے اور وضو بھی کیا جاسکتا ہے لیکن چھپکلی کے لئے نہیں، کیونکہ چھپکلی جس میں گر جائے اس سے کئی صورت استفادہ نہیں کیا جاسکتا۔“

وَهَذَا الْخَبَرُ قَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَيْهِ فِيهَا مَضَى.

اس حدیث کے متعلق ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں²

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَقَّابِ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخُشَّابِ جَمِيعاً عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ هَارُونَ بْنِ حَمَّزَةَ الْعَسَوِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع سَأَلْتُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع سَأَلْتُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع وَ جَدُّنَا قَدْ تَقَرَّرَ فِي الْبُشْرِ قَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيكَ أَنْ تَقَرَّرَ مِنْهَا سَبَعٌ دَلَاةً.³

(جہول) ۹-۱۱۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابان سے، اس نے یعقوب بن عتیق سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ہم نے کنویں میں صحرائی چھپکلی کو پھولے ہوئے دیکھا تھا تو کیا کریں؟“۔ تو آپ نے فرمایا: ”آپ پر صرف اتنا لازم ہے کہ اس کنویں سے سات ڈول پانی نکالیں“

قَالَ مَا رَوَاهُ جَابِرُ بْنُ يَزِيدَ الْبَغْدَادِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ السَّامِرِ الْأَبْرَصِ يَقَعُرِي الْبُشْرِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَرِّهِ

¹ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۵۳

² باب نمبر ۱۱: چوہا، چھپکلی، ساتھ اور بچھو کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ مترجم

³ سنن ابی یوسف والقیین ج ۱ ص ۳۲۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۶۰

(ضعیف) ۱۰-۱۱۵۔ البتہ جسے روایت کی ہے جابر بن یزید جعفی نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”کہ صحرائی چھپکلی کنویں میں گر گئی ہے تو کیا کریں؟“ تو آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے بس کنویں کے اندر ہی پانی کو ڈول سے ہارو“

فَلَا يَتَابَى الْعَبْرَةَ الْأُولَى بِرَأْسِ الْعَبْرَةِ الْأُولَى مَحْمُودٌ عَلَى الْأَشْيَةِ مَطَابِقٌ لِمَا قَدْ مَنَّاهُ مِنَ الْأَخْتَابِ مِنْ
أَلْ مَا نَيْسَ لَهُ نَفْسٌ سَائِلَةٌ لَا يَفْسُدُ بِسُؤْتِهِ النَّسَاءُ وَالشَّالْمُ أَهْرَاضٌ مِنْ ذَلِكَ.

باب نمبر ۲۲: کنویں میں خشک یا تر پاخانہ گر جائے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَالضُّفَّارِ جَمِيعًا عَنْ
أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَصِيرٍ قَالَ:
سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْعَدْرِ رَوَى تَعْمُرُ بْنُ الْبَيْهَرِيِّ فَقَالَ يُنْفَخُ مِنْهَا عَشْرٌ وَلَا يَدْرِي كَيْفَ ذَابَتْ فَأَرْبَعُونَ أَوْ خَمْسُونَ ذَلَمًا.

(ضعیف) ۱-۱۱۶۔ مجھے خبر بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے سعد بن عبد اللہ اور صفار سے ان تمام نے احمد بن محمد سے اس نے حسین بن سعید سے اس نے عبد اللہ بن یحییٰ سے اس نے ابن مسکان اور اس نے کہا کہ مجھے یہ حدیث بیان کی ہے ابو بصیر نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر پاخانہ کنویں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟“ تو فرمایا: ”اس سے دس ڈول نکالے جائیں اور اگر پچھل کر پھیل گیا ہو تو پھر چالیس یا پچاس ڈول نکالے جائیں۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ
سُهَيْلٍ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْبَيْهَرِيِّ فَقَالَ فِيهَا زَنْبِيلٌ عَنِ رَوَى يَابِسَةٌ أَوْ رَطْبِيَّةٌ فَقَالَ لَا يَأْسُ إِذَا كَانَ فِيهَا مَاءٌ كَثِيرٌ.

(مؤثق) ۲-۱۱۷۔ البتہ جس حدیث کی روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن حسن سے اس نے عمرو بن سعید سے اس نے مصدق بن صدوق سے اس نے عماد سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”کنویں میں خشک یا تر پاخانہ کی نوکری گر جائے تو (کیا حکم ہے؟)“ تو فرمایا: ”اگر کثیر (زیادہ) پانی ہو تو کوئی حرج نہیں“۔^۵

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ

^۱ من النصير والفقير من الحج ۳۱۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۶۰

^۲ صحیح ج ۳ ص ۱۷۰۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۵۹

^۳ تہذیب الادکام میں عبد اللہ بن عمر ہے۔

^۴ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۴۰

^۵ یعنی کنویں کا استعمال ترک نہ کیا جائے بلکہ اس کا پانی نکال کر اس کی گندگی دور کر دی جائے۔

مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ بَشْرٍ مَاءٍ وَقَعَمَ فِيهَا زَنْبِيلٌ مِنْ عَذْرَاءٍ تَابِسَةٍ أَوْ رَطْبَةٍ أَوْ زَنْبِيلٍ مِنْ بَشْرٍ قَبْلَ أَنْ يَصُدَّمَ الْوُضُوءُ مِنْهَا فَقَالَ لَا بَأْسَ.¹

(صحیح) ۱۱۸-۳۔ نیز جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں خشک یا تر پاختانہ کا ٹوکرایا گوبر کا ٹوکرا اگر گمایا ہے تو کیا اس پانی سے وضو کرنا مناسب ہے؟ تو فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْعَبْرَتَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنَّ يَكُونُ الْمُرَادُ بِهِ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ بَعْدَ تَوَسُّطِ عُنُسَيْنِ دَلُوا حَسَبَ مَا تَقَدَّمَ الْعَبْرَةَ الْأُولَى وَالثَّانِي أَنَّ يَكُونُ الْمُرَادُ بِالْبَشْرِ الْمُتَضَمِّ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ مِنَ الشَّاهِ أَكْثَرُ مِنْ كُنَى وَلَا لِجَلِّ هَذَا قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا كَانَ فِيهَا مَاءٌ كَثِيرٌ لِذَلِكَ هُوَ الَّذِي يُعْتَبَرُ فِيهِ الْعِقْلَةُ وَالْكَثْرَةُ دُونَ الْأَبَارِ الْمُتَعَيَّنَةِ.

تو ان دو حدیثوں کی دو صورتوں میں سے کوئی ایک صورت ہو سکتی ہے

ایک تو یہ کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پچاس ڈول نکالنے کے بعد کوئی حرج نہیں یہ بالکل اس پہلی حدیث کے مضمون کے مطابق ہو جائے گی۔

اور دوسری یہ کہ اس میں کنویں سے مراد وہ حوض ہو جس میں پانی کڑے سے زیادہ ہو اسی وجہ سے گزشتہ حدیث میں فرمایا گیا تھا کہ: ”اگر اس میں کثیر (زیادہ) پانی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے“ کیونکہ یہی حوض اور تالاب ہی ہیں جن میں پانی کی قلت اور کثرت کا لحاظ رکھا جاتا ہے وہ نہیں جن کیلئے لفظ ”کنواں“ بولا جاتا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَمَادٍ الْكُوفِيِّ عَنْ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي مَرْيَمَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عِزِّي حَائِطَ لَهُ فَخَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَتَوَسَّطَ دَلْوًا لِلْوُضُوءِ مِنْ رَبِي لَمْ يَقْرَبْهُ عَلَيْهِ قِطْعَةً مِنْ عَذْرَاءٍ تَابِسَةٍ فَأَكْفَأَ رَأْسَهُ وَتَوَضَّأَ بِالنَّبَاتِ.²

(ضعیف) ۱۱۹-۴۔ مگر وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے موسیٰ بن حسن سے، اس نے ابو القاسم عبد الرحمن بن حماد الکوفی سے، اس نے بشیر سے، اس نے ابو مریم انصاری سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ آپ کی ایک باغ میں تھا کہ نماز کا وقت ہو گیا تو آپ نے اپنے کنویں سے وضو کیلئے پانی کا ایک ڈول نکالا تو اس پر خشک پاختانہ کا ایک ٹوکرا تیرا ہوا تھا تو آپ نے اس ڈول کے اوپر والے پانی کے حصہ کو چھلکادیا اور باقی پانی سے وضو کر لیا۔

فَيَسْتَحْتَمِلُ هَذَا الْعَبْرَتَيْنِ أَيْضاً أَحَدُهُمَا مَا ذَكَرْنَا فِي الْعَبْرَتَيْنِ مِنْ أَنَّ يَكُونُ الْمُرَادُ بِالْبَشْرِ الْمُتَضَمِّ الَّذِي يَكُونُ فِيهِ الْمَاءُ الْكَثِيرُ وَالثَّانِي أَنَّ تَحْتَمِلَ الْعَذْرَاءُ عَلَى أَنَّهَا كَانَتْ عَذْرَاءً مَا يُؤْكَلُ لَعْنُهُ وَذَلِكَ لَا يَنْتَهِشُ الصَّلَاةَ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶۲

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳۱

³ اس سے مراد حلال گوشت جانوروں کی خشک گوبر وغیرہ ہے۔

کُنْ حَالٍ.

تو اس روایت میں بھی دو احتمالات پائے جاتے ہیں ان میں سے ایک وہی ہے جسے گزشتہ دو احادیث کے ضمن میں بیان کیا تھا کہ یہاں ”رکی“ سے مراد وہ حوض یا تالاب ہو جس میں کثیر پانی ہو جبکہ دوسرا احتمال یہ ہے کہ اس پانخانہ سے مراد حلال گوشت جانور کا پانخانہ (اچلا) ہو اور یہ کسی بھی حالت میں پانی کو نجس نہیں کرتا۔

فَأَمَّا مَا زَوَّاهُ الْمُحْسِنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ كُرَّةَ دَوْنِيَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَاسِمِ مَ عَنِ الْبَشْرِ إِذَا خَلَّهَا مَاءُ النَّطْرِ فِيهِ الْبُيُوتُ وَالْعَذِيرَةُ وَالْأَبْوَالُ وَالذُّوَابُ وَأَزْوَادُهَا وَالْحَبَابُ قَالَ يُنْفِئُهَا مِنْهَا كَالشُّبُونِ دَلَّوْا وَ لَوْ كَانَتْ مِنْبِغَةً ۱.

(بہول) ۵-۱۲۰۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کی ہے حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے کر دو یہ سے اور اس نے کہا ہے کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں بارش کا پانی چلا گیا جس میں پیشاب، پانخانہ جانوروں کا پیشاب اور گوبر اور کتے کا پانخانہ ملا ہوا تھا اس کا کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اس سے تیس ڈول نکالے جائیں چاہے پانی بدبودار ہی ہو ۲۔“
فَلَا يَتَنَانِي هَذَا الْعَذِيرَةُ مَا حَذَّ ذَنَابُهُ مِنْ نَجَسٍ حَسْبِيْنَ دَلَّوْا لِأَنَّ هَذَا الْعَذِيرُ مُخْتَصُّ بِمَاءِ النَّطْرِ الَّذِي يَخْتَلِطُ بِهِ أَخَذُوا هَذِهِ الْأَشْيَاءَ مِنَ النَّجَاسَاتِ ثُمَّ تَدَخَّلُ الْبِشْرُ فَجِيئَتْ بِهَا يَجُودُ اسْتِغْتَابَهُ بَعْدَ نَجَسِ الْأَذْرِيْعِيْنَ وَالْعَذِيرُ الَّذِي قَدْ مَنَانَا يَنْكَأُ إِذَا كَانَتْ الْعَذِيرَةُ نَفْسَهَا تَقَعُ فِي الْبِشْرِ فَلَا تَنَانِي بَيْنَهُمَا عَلَى حَالٍ.

تو یہ روایت ہماری طرف سے مقررہ حد پچاس ڈول نکالنے کے حکم کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ روایت خاص ہے بارش کے پانی کے ساتھ جو ان مذکورہ نجاستوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مل کر پھر کنویں میں پڑ جائے تو اس صورت میں چالیس ڈول نکالنے کے بعد اس کا استعمال جائز ہو جاتا ہے جبکہ پچھلی ذکر ہونے والی روایت میں ہے کہ جب خود پانخانہ کنویں میں گر جائے (بارش وغیرہ کے پانی کے بغیر) تو بہر حال صورت حال دونوں روایتوں میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

باب نمبر ۲۳: مرغی اور اس جیسا جانور کنویں میں گر کر مر جائے

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُحْسِنِ بْنِ أَبِي هَانٍ عَنِ الْعَاسِمِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَلِيِّ بْنِ قَالٍ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ مَ عَنِ الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي الْبِشْرِ قَالَ سَنِيْعٌ وَلَا يَرِي قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الطَّيْرِ وَ

۱ من البحار والفقير ج ۱ ص ۳۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳۸

۲ حدیث میں لفظ ”نجر“ آیا ہے، مثلاً ”البر السنجرة“ وہ کنواں جس کی انتہائی ناپائیدہ وہ بونگل رہی ہو جیسے مراد غیرہ کی ہو ہوتی ہے۔
۳ بعض نسخوں کے حاشیہ میں تیس ڈول تحریر ہے۔

الَّذِي جَاجَعَهُ تَقَدَّرَ فِي الْبِشْرِ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ^۱

(ضعیف) ۱- ۲۱۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم سے، اس نے علی^۲ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں میں چوہا مر جائے تو؟“ فرمایا: ”سات ڈول“۔ پھر (اس نے کہا) میں نے پوچھا: ”پر عمدہ اور مرغی کنویں میں گر جائیں؟“ فرمایا: ”سات ڈول“

قَالَ مَا مَارَؤُهُ مُعْتَدًا بِنِ اُخْصَدًا بِنِ يَخْبِي عَنِ الْعَسَنِ بْنِ مُوسَى الْعَشَابِ عَنْ غِيَاثِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ اَبْنِ عَبْدِ اللَّهِ م عَنْ اَبِيهِ اَنْ عَلِيًّا م كَانَ يَقُولُ فِي الدَّجَاجَةِ وَ مِثْلِهَا تَبَوُّثُ فِي الْبِشْرِ يُنْفَرُ مِنْهَا وَ تَوَانِ اَوْ ثَلَاثَةَ فَاِذَا كَانَتْ شَاةً وَ مَا اَشْبَهَهَا قِسْمَةَ اَوْ عَشْرَةَ^۳

(ضعیف) ۲- ۱۲۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن موسیٰ خشب سے، اس نے غیاث بن کلوب سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے والد محترم سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: ”مرغی اور اس جیسے جانور جو کنویں میں گر کر مر جائیں تو ان کیلئے دو یا تین ڈول نکالے جائیں اور اگر بکری اور اس جیسے جانور ہوں تو نو یا دس ڈول نکالے جائیں۔“

قَالَ وَجِبَتْ فِي هَذَا الْغَبَرِ اَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى الْجَوَازِ وَ الْاَوَّلُ عَلَى الْفَضْلِ وَ الْاِسْتِخْبَابِ وَ يَكُونُ الْعَمَلُ عَلَى الْاَوَّلِ اَوْ تِي رَاكْنَا مَتَى عَمَلْنَا عَلَى الْغَبَرِ الْاَوَّلِ وَ خَلَّ هَذَا الْغَبَرُ فِيهِ وَ يَكُونُ عَمَلْنَا بِالْاِحْتِيَاظِ وَ تَيْقَنًا الظَّهَارِةً وَ اِذَا عَمَلْنَا بِهِذَا لَمْ نَكُنْ وَ اَلْيَقِيْنَ بِالظَّهَارِةً وَ يُمْكِنُ اَيْضًا اَنْ يَكُونَ الْاَوَّلُ النِّعْمَى فِيهِ اِذَا تَقَسَّمَ وَ الشَّانِ اِذَا مَاتَ وَ اُخْرِجَتِ النِّعَالِ

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے جو از پر محمول کریں گے اور پہلی روایت کو فضیلت اور مستحب ہونے پر اور پہلی روایت پر عمل بہتر ہو گا کیونکہ جب ہم پہلی روایت پر عمل کریں گے تو یہ روایت بھی اس کے ضمن میں آجائے گی (اور اس پر خود بخود ہی عمل ہو جائے گا) اور ہمارا عمل احتیاط کے تقاضوں کے مطابق اور یعنی طہارت پر اطمینان ہو گا۔ لیکن اگر ہم اس روایت کے مطابق عمل کریں گے تو احتیاط کے تقاضوں کے مطابق بھی نہیں ہو گا اور (کنویں کی) طہارت پر یقین بھی نہیں ہو گا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلی روایت میں موت سے مراد بچولنا اور پھٹنا ہو جبکہ دوسری روایت میں مراد یہ ہو کہ مرے اور اسی وقت نکال لیا جائے۔

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۰

^۲ علی بن ابو حمزہ بطائنی ہے اور اس کا راوی قاسم بن محمد جوہری ہے اور یہ دونوں واحدی ہیں۔

^۳ ضمن الاستیعاب والفقہ ج ۱ ص ۲۱، تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۵۱

باب نمبر ۲۴: کنویں میں کم یا زیادہ خون پر جائے

أَخْبَرَنِي الْعَسْكَرِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى الْأَشْعَرِيِّ عَنِ الْعَسْكَرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ ذَبَحَ شَاةً فَأَنْظَرَ بَيْتَهُ وَوَقَعَتْ فِي بَيْتِهِ مَاءٌ وَأَوْدَانُهَا تَشْتَبُ ذِمًّا هَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْ ذَلِكَ الْبَيْتِ قَالَ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا مَا بَيْنَ الثَّلَاثِينَ إِلَى الْأَرْبَعِينَ وَتَلَوُا وَيَتَوَضَّأُ وَلَا يَأْتِي بِهِ قَالَ وَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ ذَبَحَ ذِجَاجَةً أَوْ حَمَامَةً فَوَقَعَتْ فِي بَيْتِهِ هَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا قَالَ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَلَا يَسِيرُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَ سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ يَسْتَقِي مِنْ بَيْتِهِ فَرَفَعَ فِيهَا هَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا قَالَ يَتَوَضَّأُ مِنْهَا وَلَا يَسِيرُ.

(صحیح) ۱-۱۲۳۔ مجھ سے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ اشعری سے، اس نے عمر کی سے، اس نے علی بن جعفر سے اور انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے بکری ذبح کی تو وہ تڑپتے ہوئی کنویں میں گر گئی جبکہ اس کی رگوں میں سے خون بھی بہ رہا تھا تو کیا اس کنویں کے پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے؟“ فرمایا: ”اس سے تیس سے چالیس ڈول کے درمیان پانی نکالا جائے اور پھر وضو کیا جاسکتا ہے کوئی حرج نہیں ہے“ راوی نے کہا کہ میں نے اور سوال کیا: ”ایک آدمی نے مرغی یا کبوتر ذبح کیا اور وہ کنویں میں گر گیا تو کیا وہ پانی وضو کے قابل ہے؟“ فرمایا: ”اس کنویں میں سے پانی کے کچھ ڈول نکالے جائیں پھر اس سے وضو کیا جاسکتا ہے“۔ راوی نے کہا کہ میں نے سوال کیا: ”ایک آدمی نے کنویں سے پانی بیا اور اس دوران کنویں میں اس کی تکسیر پھوٹی تو کیا پھر بھی وضو کر سکتے ہیں؟“ فرمایا: ”اس سے کچھ ڈول نکال لئے جائیں“۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى رَجُلٍ أَسْأَلُهُ أَنْ يَسْأَلَ أَبَا الْعَسَنِ الزُّهْرِيَّ عَنِ الْبَيْتِ تَكُونُ فِي الْمَنُزِلِ لِلْوَضُوءِ فَيَقَطُرُ فِيهَا قَطْرَاتٌ مِنْ بَوْلٍ أَوْ دَمٍ أَوْ يَسْقُطُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ غَيْرِهِ كَالْبَغْوَةِ أَوْ نَحْوِهَا مَا الَّذِي يَطْهَرُهَا حَتَّى يَحِلَّ الْوَضُوءُ مِنْهَا لِلضَّلَاةِ فَوَقَّعَ عَنِّي كِتَابِي بِحُطْبِهِ يُتَوَضَّأُ مِنْهَا وَلَا تَلَوُا.

(صحیح) ۲-۱۲۳۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، اس نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو خط لکھ کر اس سے یہ درخواست کی کہ وہ حضرت امام علی رضاعلیہ السلام سے یہ پوچھ کر بتائے کہ گھر میں وضو کیلئے کنواں ہے تو اس میں پیشاب یا خون کے کچھ قطرے گر جائیں یا اس میں اس کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً لید و فیروزہ گر جاتی ہے تو اسے کس طرح پاک کیا جائے تاکہ اس سے وضو کرنا صحیح ہو تو میرے ہی خط میں امام علیہ السلام نے اپنے دستخط مبارک سے یہ توفیق تحریر فرمائی: ”اس سے پانی کے کچھ ڈول نکال لئے جائیں“

قالوا في هذا الخبر أن تغسله على أنه إذا كان الدم قديلاً لأنه كذا سأله أتتري أنه قال يقطر فيها قطرات من
دبره ذلك يستقاد به العقلة وما تشقن الخبر من الشلابين إلى الأربيعين ذلوا مضمول على أنه إذا كثرت الدم
بالحل ذلك قرنته بذيح شاة وقعت في البيرة هي تشعب دماً والمغشاة من ذلك الكثرة؛ لنا قال ذلك في ذيح
الذي جاجة أو الغنامة أو الرغاف أجاز أن يفرغ منها ذلاً يسيرة؛ ذلك مفضل في الخبر الأول مشهوراً.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ خون قلیل (تھوڑا) ہو، کیونکہ سائل نے بھی اسی
طرح ہی سوال کیا تھا۔ کیا آپ نے غور نہیں فرمایا کہ اس نے سوال میں کہا تھا "خون کے کچھ قطرے گر جاتے ہیں" تو انہی الفاظ سے
خون کے کم ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اور جس حدیث کے مضمون میں ہے کہ تیس سے چالیس ڈول نکالے جائیں تو اسے اس صورت
پر محمول کیا جائے گا کہ جب خون زیادہ ہو، یہی وجہ ہے کہ اس حدیث میں اس صورت کیلئے یہ قرینہ ذکر کیا گیا ہے کہ بکری ذبح کی گئی ہے
اور وہ کنویں میں گر گئی ہے جبکہ اس کی رگوں سے خون پھوٹ رہا ہوتا ہے۔ اور عام طور پر اس طرح خون کثرت سے ہی نکلتا ہے (اس
لئے کثیر خون کیلئے ہی تیس ڈول نکالے جائیں گے قلیل خون کیلئے نہیں۔ از مترجم) اور چونکہ مرئی اور کبوتر وغیرہ کی ذبح کے وقت
یا نکسیر پھوٹنے کے وقت خون کی یہ مقدار کم ہوتی ہے تو امام علیہ السلام نے بھی صرف کچھ ڈول نکالنے کی اجازت دی ہے۔ اور بخاری
حدیث میں یہ بات تفصیل اور تشریح کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے۔

فَأَمَّا مَارَةَ الْأَنْثَيْنِ بِنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ كُرْدَوَيْهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الْبُشْرِ يَقَامُ فِيهَا
قَطْرَةٌ ذَرَّةٌ أَوْ نَبِيذٌ مُسَكِرٌ أَوْ بَيْوَلٌ أَوْ غَيْرُهَا قَالَتْ يُنَزِّهُ مِنْهَا ثَلَاثُونَ ذَلْوًا.

(مجموعہ) ۱۲۵-۳۔ لیکن پھر وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے محمد بن زید سے اور اس نے کردویہ سے اور اس نے کہا کہ
میں نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "کنویں میں خون یا مست کرنے والی نمینہ یا میشاب یا شراب کا قطرہ
گر جاتا ہے (تو کیا کریں؟)" فرمایا: "اس سے تیس ڈول نکالے جائیں۔"

فَهَذَا الْخَبْرُ شَاذٌ نَادٍ وَقَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَيْهِ فِيمَا تَقَدَّمَ لِأَنَّهُ تَشْتَمُّ ذِكْرَ الْغُسْوَةِ الشَّيْبِ الْمُسَكِرِ الَّذِي يُوجِبُ تَيْمِ
نَبِيهِ النَّبَاهِ مُطَافِئًا ذِكْرَ الذَّمِّ وَقَدْ بَيَّنَّا الْوَجْهَ فِيهِ وَيُسَكِّرُ أَنْ يُخْتَلَّ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِقَطْرَةٍ دَمٍ أَنْ تَغْسِلَهُ عَلَى فَتْرٍ
مِنْ الْإِسْتِحْبَابِ وَمَا قَدْ مَنَّا مِنَ الْإِخْتَارِ عَلَى الْوُجُوبِ لِثَلَاثِينَ قَطْرًا.

تو یہ حدیث شاذ بھی ہے اور نادر بھی اور اس بارے میں ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں کیونکہ اس میں خون کے ذکر کے علاوہ شراب اور
نشہ آور نمینہ کا تذکرہ بھی ہے جس کی وجہ سے پورا پائی نکالنا واجب ہو جاتا ہے اور ہم نے اس کی ساری صورت حال بیان کی ہوئی
ہے۔ اور خون کے قطرے کے متعلق یہ احتمال بھی ممکن ہے کہ ہم اسے مستحب ہونے پر محمول کریں اور گزشتہ بیان ہونے والی احادیث
کے حکم کو وجوب پر محمول کریں تاکہ احادیث میں تناقض باقی نہ رہے۔

باب نمبر ۲۵: کنواں اور نکاسی کے گڑھے کے درمیان فاصلہ کی مقدار

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيِّدَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ رِبَاعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْبَالُوَةِ تَكُونُ فَوْقَ الْبِشْرِ قَالَ (إِذَا كَانَتْ اسْفَلَ مِنَ الْبِشْرِ فَخَسْبَةُ أَذْرِمٌ وَإِذَا كَانَتْ فَوْقَ الْبِشْرِ فَخَسْبَةُ أَذْرِمٌ مِنْ كُلِّ لَاحِيَةٍ وَذَلِكَ كَثِيرٌ).

(ضعیف) ۱۲۶-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے مقدار سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے محمد بن سنان سے اس نے حسن بن ربیع سے اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا نکاسی کے گڑھے کو کنوئیں سے اوپر ہونا چاہیے؟“ فرمایا: ”اگر کنوئیں سے نیچے ہے تو پانچ ہاتھ فاصلہ ہونا چاہیے اور اگر کنوئیں سے اونچا ہے تو سات ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے اور یہ ہر طرف سے ہونا چاہیے اور زیادہ تر ایسا ہوتا ہے۔“

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ قَدَاةِ بْنِ أَبِي زَيْدٍ الْجُبَّالِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ كَمْ أَذْرِمٌ مَا يَكُونُ بَيْنَ الْبَالُوَةِ وَقَالَ إِنَّ كَانَ سَبْعًا فَخَسْبَةُ أَذْرِمٌ وَإِنْ كَانَ جَنَبًا فَخَسْبَةُ أَذْرِمٌ قَالَ نَبِيْرِيُّ قَالَ نَبِيْرِيُّ إِلَى الْقَبْلَةِ إِلَى يَمِينٍ وَيَجُوزِي عَنْ يَمِينِ الْقَبْلَةِ إِلَى يَسَارِ الْقَبْلَةِ وَيَجُوزِي مِنَ الْقَبْلَةِ إِلَى دُبُرِ الْقَبْلَةِ.

(مرسل) ۲-۱۲۷۔ احمد بن محمد نے روایت کی ہے محمد بن اسماعیل سے اس نے ابو اسماعیل مرارج سے اس نے عبد اللہ بن عثمان سے اس نے قدامہ بن ابوزید جمال^۳ سے اس نے بعض بزرگان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کنوئیں اور نکاسی کے گڑھے کے درمیان کم از کم کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟“۔ تب آپ نے فرمایا: ”اگر نرم (میدانی) زمین ہے تو سات ہاتھ کا اور اگر پتھریلی (چٹان) ہے تو پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔“ پھر فرمایا: ”پانی قبلہ کی جانب دائیں طرف چلتا ہے اور قبلہ کے دائیں سے قبلہ کے بائیں کی جانب چلتا ہے اور قبلہ کے بائیں طرف سے قبلہ کے دائیں طرف بھی چلتا ہے لیکن قبلہ کے رخ سے قبلہ

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۹۰

اس روایت میں لفظ ”بالوہ“ استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد وہ گڑھا ہے جس میں گند استعمال شدہ پانی اور ناقابل استعمال چیزیں ڈالی جائیں۔ جسکے آج کل کی اصلاحات میں گڑھے کہتے ہیں۔ مترجم

عربی میں لفظ ذراع آیا ہے جو کنفی انگلیوں کے سرے تک پیمائش ہے اور عام طور پر چوبیس انگلیوں کے برابر ہے اور آنکھ کی پیمائش کے مطابق ہر ذراع ڈیڑھ فٹ کے برابر ہے اس لحاظ سے پانچ ذراع ساتھی سات فٹ اور سات ذراع ساتھی دس فٹ کے برابر ہوگا۔

مکافی ج ۳ ص ۸، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳۳

مکافی او تہذیب الاحکام کے مطابق قدامہ بن ابوزید حملہ ہے۔

کے پشت کی طرف نہیں چلتا۔^۱

وَأَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ حَمَزَةَ الْعَلَوِيِّ عَنْ عَيْنِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَقَادٍ عَنْ خُرَيْبِ بْنِ زُرَّارَةَ وَمُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ وَأَبِي بَصِيرٍ قَالُوا قُلْنَا لَهُ يَبْنَؤُهَا مِنْهَا يَجْرِي النَّوَالُ قَرِيباً مِنْهَا يَبْنَؤُهَا قَالُوا فَقَالَ إِنَّ كَانَتِ الْبِئْرُ فِي أَعْدَى الْوَادِي وَ النَّوَادِي يَجْرِي فِيهَا النَّوَالُ مِنْ تَحْتِهَا وَ كَانَ يَبْنَؤُهَا قَدْ وَرَثَتْهُ أَذْرُومٌ أَوْ زُبْعَةٌ أَذْرُومٌ لَمْ يَبْنَؤْهَا ذَلِكَ الْبِئْرُ مِنْ ذَلِكَ وَ إِنْ كَانَتِ الْبِئْرُ فِي أَسْفَلِ الْوَادِي وَ يَبْنَؤُهَا عَلَيْهَا وَ كَانَ يَبْنَؤُهَا يَبْنَؤُهَا سَبْعَةٌ أَذْرُومٌ لَمْ يَبْنَؤْهَا مَا كَانَ أَقْلٌ مِنْ ذَلِكَ لَمْ يَبْنَؤْهَا مِنْهُ قَالَ زُرَّارَةُ فَقُلْتُ لَهُ فَإِنْ كَانَ يَجْرِي بِدُونِهَا وَ كَانَ لَا يَبْنَؤُ عَلَى الْأَرْضِ فَقَالَ مَا لَمْ يَكُنْ لَهُ قَرَارٌ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ فَإِنْ اسْتَقَرَّ مِنْهُ قَدِيلٌ فَإِنَّهُ لَا يَبْنَؤُ الْأَرْضَ وَلَا يَبْنَؤُهَا حَتَّى يَبْدُوَ فِيهَا وَ لَيْسَ عَلَى الْبِئْرِ مِنْهُ بَأْسٌ فَتَبْنَؤُهَا مِنْهُ إِذَا اسْتَقَرَّ السَّائِدُ كَلِمَةً.

(حسن) ۱۲۸۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے ابو محمد حسن بن حمزہ علوی سے، اس نے علی بن ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن حریر سے اور اس نے زرارہ، محمد بن مسلم اور ابو بصیر سے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے امام علیہ السلام^۳ سے پوچھا: ”ایک کنویں سے وضو کیا جاتا ہے مگر اس کے قریب سے پیشاب بھی بہتا رہتا ہے تو کیا وہ پیشاب کنویں کو نجس کر سکتا ہے؟“ فرمایا: ”اگر کنواں وادی کی اونچائی پر ہے اور وادی کی جس جگہ پر پیشاب بہتا ہے وہ اس کے نیچے ہے اور ان کے درمیان تھیں یا چار ہاتھ کا فاصلہ ہے تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی۔ اور اگر کنواں وادی کے نچلے حصہ میں ہے اور پانی^۴ اس پر سے گزر کر جاسکتا ہے مگر اس کے اور کنویں کے درمیان سات ہاتھ کا فاصلہ ہے تو بھی اسے نجس نہیں کرے گا۔ لیکن اگر درمیانی فاصلہ اس سے کم ہے تو اس سے وضو نہ کیا جائے“ یہ زرارہ کا کہنا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر پیشاب خود بہہ جاتا ہو وہاں نہ رکنا ہو لیکن اس کی تری برقرار رہتی ہو تو پھر؟“ فرمایا: ”جو چیز نہیں ٹھہرتی تو اس کیلئے کوئی حرج نہیں ہے۔ چاہے اس کا تھوڑا سا حصہ ٹھہر بھی جائے تب بھی کیونکہ وہ زمین میں (اتنا زیادہ گہرا) گھس کر جذب نہیں ہوتا کہ کنویں تک پہنچ سکے اور اس سے کنویں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ پس اس سے وضو کر سکتے ہو۔ یہ بیان کروہ فاصلہ تو اس صورت میں ہے کہ تپ پانی پورا رک کر جذب ہو جاو۔“

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ حَمَزَةَ الْعَلَوِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ إِذْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ

^۱ ہمارے استاد علامہ شعرانی کا نظریہ ہے کہ یہاں پر قبلہ سے مراد اہل مدینہ اور اہل عراق کے قبلہ کا رخ ہے اور یہ جنوب کی طرف ہوتا ہے۔ اور اس حدیث کا نیچوڑ یہ ہے کہ زمین کے نیچے پانی ہمیشہ شمال سے جنوب کی طرف نہیں بہتا بلکہ بسا اوقات مشرق سے مغرب کی طرف یا اس کے برعکس بھی بہتا ہے اور بعض اوقات جنوب مغربی طرف بھی بہتا ہے۔

^۲ کافی ج ۳ ص ۳۷۰ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۳۵

^۳ سراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

^۴ یہاں پانی سے مراد پیشاب ہے۔

^۵ تہذیب الاحکام اور کافی میں ہے ”تو ہاتھ“۔

يَخْفَى عَنْ عَمَّادِ بْنِ سَلَيْمَانَ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغْتَدِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ فِي الْبَيْتِ لَيْسَ يَنْتَهَى وَبَيْنَ
الْكُتَيْبِ غَسَّاةٌ أَذْرِمَةٌ أَقْلٌ وَ أَكْثَرُ يَتَوَسَّأُ مِنْهَا قَالَ لَيْسَ يَتَكَبَّرُ مِنْ قُرْبٍ وَلَا يَبْعُدُ يَتَوَسَّأُ مِنْهَا وَيُعْتَسِلُ مَالَهُ
يَتَغَيَّرُ النَّادُ.¹

(مجمول) ۱۲۹-۱۳۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو محمد حسن بن مزہر ملوکی سے، اس نے احمد بن ادریس سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے عباد بن سلیمان سے، اس نے سعد بن سعد سے، اس نے محمد بن قاسم سے اور اس نے امام ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کنویں اور نالی کے درمیان پانچ ہاتھ یا اس سے کم و بیش کا فاصلہ ہوتا کیا اس سے وضو کیا جاسکتا ہے؟“ فرمایا: ”(نالی کے) دور یا نزدیک ہونے کے باوجود اس کنویں سے وضو کرنا مکروہ نہیں ہے جب تک کہ پانی میں تہہ ملی نہ آجائے“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ: هَذَا الْعَدْوُ يُدَلُّ عَلَى أَنَّ الْأَخْبَارَ السَّبْعَةَ مِمَّا كَلَّفَهَا مَعْمُولَةٌ عَلَى الْإِسْتِخْبَابِ دُونَ الْخَطَرِ
الْإِسْتِخْبَابِ.

محمد بن حسن کا کہنا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ گذشتہ تمام احادیث کو مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ حرمت یا (فاصلہ رکھنے کے) وجوب پر نہیں۔

باب نمبر ۲۶: پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ رخ ہونا یا قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنْ عَيْسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْقَاسِمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ م قَالَ قَالَ الشَّيْخُ إِذَا دَخَلْتَ
الْمَسْجِدَ فَلَا تَسْتَجْلِبِ الْقَبِيلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرْهَا وَ لَكِنْ شَرِّقُوا أَوْ غَرِّبُوا.²

(مجمول) ۱-۱۳۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے محمد بن عبد اللہ بن زرارہ سے، اس نے عبید بن عبد اللہ ہاشمی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے اپنے دادا سے اور اس نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے اور آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیت الخلا جاؤ تو قبلہ رخ بھی مت بیٹھو اور پیٹھ کر کے بھی بلکہ یاد میں طرف رخ کر کے بیٹھو یا بائیں طرف۔“³

¹ تہذیب الادب ص ۱۳۵

² تہذیب الادب ص ۲۶

³ حدیث میں ”شرقاً اور غرباً“ کے الفاظ آئے ہیں جن کا مطلب ہے کہ مشرق کی طرف رخ کرو یا مغرب کی طرف تو یہ ترجمہ مجاز عربی ماحول کے مطابق تو براہ کار ہو سکتا ہے مگر یہاں پاکستان میں چونکہ اکثر علاقوں میں قبلہ کا رخ مغرب کی طرف ہے تو اس لیے مغرب کی طرف رخ کرنے کا مطلب قبلہ رخ

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ أَوْ غَيْرِهِ زَفَعَهُ قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ مِمَّا حَدَّثَ الْعَائِطُ قَالَ لَا تَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَشِدُّ بِرُخَا وَلَا تَسْتَقْبِلُ الرِّيحَ وَلَا تَسْتَشِدُّ بِرُخَا.

(مرسل) ۲-۱۳۱۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن یحییٰ، از محمد بن احمد بن یحییٰ، از یعقوب ابن یزید، از ابن ابی عمیر، از عبد اللہ بن ابی العلاء وغیرہ سے مرفوع طور پر راوی کا کہنا ہے کہ حضرت امام حسن ابن علی مجتبیٰ سے پوچھا گیا: ”پاخانہ کرنے کی کیا صورت ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”قبلہ کی طرف رخ بھی مت کرو اور پیٹھ بھی نیز ہوا کی طرف بھی رخ کر کے یا پیٹھ کر کے مت بیٹھو۔“
فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْلُوبٍ عَنِ النَّهْشَبِيِّ بْنِ أَبِي مَنْشُورٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا مَوْفَى مَثَلِيهِ كَتِيفٌ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ.

(حسن) ۳-۱۳۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے صحیحہ ابن ابی مسروق سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے پاس گیا تو آپ کے گھر میں بیت الخلاء دیکھا جو قبلہ رخ بنایا گیا تھا۔
فَلَا يُقَالُ هَذَا النَّعْبُذُ الْعَبْرَيْنِ الْأُولَيْنِ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ أَكْثَرُ مِنْ أَنَّهُ شَاهِدٌ كَتِيفًا قَدْ بَيَّنَّ عَلَيَّ هَذَا النُّوجِيَّةَ وَنَمَيْدُ كُنْ
أَنَّهُ شَاهِدٌ كَتِيفًا قَاعِدًا أَوْ سَوْعًا ذَلِكَ أَوْ أَهْرَبِيْنَايِهِ عَلَيَّ هَذَا النُّوجِيَّةَ وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَدْ اسْتَقْبَلَ الدَّائِرِيَّةَ وَنَمَيْدُ كُنْ
كَذَلِكَ قَائِمًا إِذَا كَانَ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ لَجَازَ الْجُلُوسِ عَلَيْهِ.

تو یہ حدیث پہلی دو حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس حدیث میں اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے کہ راوی نے دیکھا کہ بیت الخلاء اس مذکورہ طریقہ سے بنا ہوا تھا۔ جبکہ اس میں یہ ذکر بھی نہیں ہے کہ راوی نے کسی کو اس رخ بیٹھا ہوا دیکھا یا کسی نے ایسا کرنے کی

ہونا ہے یا مشرق کی رخ کرنا گویا قبلہ کو پیٹھ دکھانا ہے اس لیے ترجمہ میں تھوڑی سی تبدیلی کر کے دائیں اور بائیں بیان کیا گیا ہے حالانکہ دائیں بائیں کیلئے عربی میں عام طور پر یمنین اور یسار یا شمالی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ امید ہے کہ قارئین کرام متوجہ ہو گئے ہوں گے۔ از مترجم
کافی ج ۳ ص ۱۵، من الصحف والفتاویٰ ج ۱ ص ۴، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۶

ہو اسکے رخ کی طرف بیٹھ کرنے سے ممانعت گویا راوی کا ہانا خیال ہے۔ اور اس نے قبلہ کے حکم پر قیاس کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کیونکہ یہ شباب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف رخ کرنا یا پشت کرنا برابر طریقہ تو ہیں قبلہ شمار ہوتے ہیں۔ لیکن ہوا کے رخ بیٹھا یا شباب اور پاخانہ کے اجزاء سے کپڑوں کے بھرنے کا امکان ہوتا ہے اور اس کا علاج ہوا کے رخ کی طرف بیٹھ کرنا ہے۔ اس لئے قدماء صرف ہوا کی طرف رخ کرنے کے کھرو ہوئے پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے۔ جبکہ راوی نے جب دیکھا کہ قبلہ کے متعلق پشت کرنے کا حکم آیا ہے تو اسے گمان ہوا کہ یہی حکم ہوا کے متعلق بھی ہونا چاہیے۔ بالکل اسی طرح کی گفتگو سورج اور چاند کی طرف رخ کر کے نہ بیٹھنے کے بارے میں بھی ہے۔ اس لئے کہ اس سے ممانعت شرمگاہ کو چھپانے کے مقصد سے ہے تاکہ شرمگاہ ظاہر نہ ہو۔ سورج یا چاند کی تعظیم کی خاطر نہیں۔ علی اکبر نقاری۔

کتاب الشہادہ میں مؤلف کا کہنا ہے ”قبلہ کی طرف رخ یا پشت نہیں کرنا چاہئے کہ وہ جگہ ایسی بنی ہوئی ہو کہ قبلہ طرف رخ سوڑنا ممکن نہ ہو۔“ بظاہر مؤلف نے اسی حدیث سے فتویٰ دیا ہے جبکہ مجھے قدماء کے کام میں ان مقامات پر استقبال قبلہ کے حرام ہونے کی کوئی بات نہیں ملی، البتہ نبی کی گئی ہے اور نبی کریم حرام ہونے سے عام ہے۔

اجازت دی یا کسی نے اس طریقہ پر بنانے کا حکم دیا ہو۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام اس گھر میں منتقل ہوئے ہوں اور وہ گھر پہلے سے ہی اسی طرز پر بنا ہوا ہو۔ اور اگر اسی طرح ہو تو پھر اس نسبت الخلاء میں جانا جائز ہو گا۔

باب نمبر ۲: جس کے بائیں ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک نقش ہو اور وہ استنجہ کرنا چاہتا ہو

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُعْتَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْعَسَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُعْتَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّاهِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م أَنَّ قَالَ: لَا يَنْتَشِ الْعُتْبُ وَرُفْصًا وَلَا وَيَسَارَ أَعْلَيْهِ اسْمُ اللَّهِ وَلَا يَسْتَنْجِي وَعَلَيْهِ خَاتَمُ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ وَلَا يَجَاوِزُ وَهُوَ عَلَيْهِ وَلَا يَدُ عُلِّ التَّحْرِيْمِ وَهُوَ عَلَيْهِ.

(موسق) ۱۔ ۱۳۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے احمد بن اور یس سے اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے اس نے احمد بن حسن سے اس نے علی بن فضال سے اس نے عمرو بن سعید سے اس نے مصدق بن صدوق سے اس نے شمار ساہلی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جنابت والا آدمی کسی ایسے درہم و دربار کو مت چھوئے جس پر اللہ کا نام کندہ ہو، نہ ہی ایسے ہاتھ سے استنجہ کرے جس میں اللہ کے نام نقش والی انگوٹھی ہو، نہ ایسی انگوٹھی پہن کر جماع کرے اور نہ ہی ایسی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء میں داخل ہو۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م أَنَّ قَالَ: كَانَ نَقَشُ خَاتَمِ أَبِي الْعِزَّةِ اللَّهُ جَمِيعًا وَكَانَ فِي يَسَارِهِ يَسْتَنْجِي بِهَا وَكَانَ نَقَشُ خَاتَمِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْمُؤْمِنِينَ م السُّكُّ بِنُو وَكَانَ فِي يَدِهِ الْيَسْتَنْجِي وَ يَسْتَنْجِي بِهَا.

(ضعیف) ۲۔ ۱۳۳۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کی ہے احمد بن محمد نے البرقی سے اس نے وہب بن وہب سے اور اس نے اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”میرے والد محترم کی انگوٹھی کا نقش ”العزّة لله جميعا“ تھا اور وہ ان کے بائیں ہاتھ میں تھی جس سے وہ استنجہ بھی فرمایا کرتے تھے نیز امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی انگوٹھی کا نقش ”السُّكُّ لله“ تھا وہ ان کے بائیں ہاتھ میں تھی جس سے استنجہ بھی فرمایا کرتے تھے۔“

۱۔ مطلب یہ ہے کہ اس نسبت الخلاء میں جانا تو جائز ہو گا مگر بیعتنا اسی طرح ہو گا جس طرح کابلی دو حدیثوں میں بیان ہوا ہے۔ مگر مترجم کی نگاہ میں ایسے نسبت الخلاء سے احتیاج پڑتا ہے۔

تہذیب الاحکام ص ۳۴

تہذیب الاحکام ص ۳۴

۲۔ اس کتاب میں ایسی روایتیں ہیں۔ ملاحظہ ہو الفہرست طوسی، نجاشی و کتبی۔

فَهَذَا النَّخْبَةُ مَخْمُولٌ عَلَى التَّحْقِيقِ لِأَنَّ ذَاوِيهَ وَهَبَ بْنَ وَهَبٍ وَهُوَ عَامِرٌ ضَعِيفٌ مَثْنُوكُ الْحَدِيثِ فِيمَا يَخْتَصُّ بِهِ عَلَى
أَنَّ مَا قَدْ مَثَّلْنَا مِنْ آدَابِ الظُّهْرَانِ وَكَأَنَّ مِنْ وَاجِبَاتِهَا الَّذِي يُدْرِكُ عَلَى ذَلِكَ

تو یہ حدیث تفسیر پر محمول ہوگی کیونکہ اس کی سند میں راوی وحب بن وحب ہے جو کہ عامی المذہب (سنی) تھا ضعیف اور اس سے
اختصاصی سند میں سترک الحدیث تھا مزید یہ کہ جو کچھ ہم بیان کر چکے ہیں وہ آداب طہارت میں سے تو ہے مگر واجبات طہارت میں
سے نہیں ہے اور ہمازی اس وضاحت پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلیل ہے کہ

مَا زَوْءٌ مُعْتَدٍ بِنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ شَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ أَنَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ
أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يُرِيدُ الْخَلَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى قَالَ مَا أَحْبَبْتُ ذَلِكَ قَالَ فَيَكُونُ
اسْمُ مُعْتَدٍ ص قَالَ لَا يَأْتِي.

(ضعیف) ۳-۱۳۵۔ جسے روایت کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے سہل بن زیاد سے اس نے علی بن حکم سے اس نے انان بن عثمان
سے اس نے ابو القاسم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ”ایک آدمی بیت
الغناء جانا چاہتا ہے جبکہ اس کے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی نقش ہے؟“ فرمایا: ”میں اسے
ناپسند کرتا ہوں“۔ راوی نے عرض کیا: ”اگر وہ حضرت محمد ﷺ کا اسم مبارک ہو؟“ فرمایا: ”اس میں حرج نہیں ہے“۔³

باب نمبر ۲۸۔ پیشاب کے بعد استنجاء سے پہلے استبراء کا وجوب

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ وَرَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ الْعَسَيْنِ بْنِ
سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ الْبَرْقِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَلَّى قَالَ
يَنْتَهَرُ فَلَا تَأْتِيهِ إِنْ سَالَ حَتَّى يَنْتَهَرَ السَّالِقَ فَلَا يَتَوَلَّى.

(صحیح) ۱-۱۳۶۔ مجھے خبر دی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے سعد بن عبد اللہ سے اس نے احمد بن
محمد سے اس نے حسین بن سعید اور محمد بن خالد البرقی سے اس نے ابن ابی عمیر سے اس نے حفص بن بختوی سے اور اس نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پیشاب کرنے والے کے متعلق نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”تین مرتبہ دبا کر نچوڑنے

۱ مطلب یہ کہ جو سلسلہ سند صرف اسی پر کیا تھا اس حدیث کو ترک کر دیا جاتا تھا اور دونا قابل عمل بات ہوتی ہے۔

۲ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۵

۳ علامہ مجلسی فرماتے ہیں: ”ممکن ہے نام محمد کا انگوٹھی پر نقش اس کے اپنے نام ”محمد“ پر ہو اور سوال فقط نام میں اشتراک کی وجہ سے ہو۔ لیکن یہ بعید تر قیاس
لگتا ہے۔“ علی اکبر خفاری۔ البیت اسم گرامی حضرت محمد ﷺ بلکہ تمام چہارہ معصومین علیہم السلام کی شان کا لفظ ضایع ہے کہ اس فعل سے اجتناب
کیا جائے۔ مترجم

۴ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۹

کا اچھا کر لکھ بھی بہتا ہو حتیٰ کہ پھڈلی تک بھی پہنچ جائے پھر بھی اس کی پروا نہ کرے۔“

وَأَخْبَرَنَا الْعَسِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ ابْنِ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
حَسَّادٍ عَنْ حَرِيْزِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّارِ وَنَمَّ يَكُنُّ مَعَهُ مَاءٌ قَالَ يَغِيْضُ أَصْلَهُ ذَكَرَهُ إِلَى
رَأْسِ ذَكَرٍ وَثَلَاثَ عَشْرَةَ نَبْطًا فَهَذَا خَيْرٌ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ قُلْتُ قُلْتُ مِنَ النَّبْلِ وَاللَّكَّةِ مِنَ النَّبَائِلِ.²

(حسن) ۲۔ ۱۳۷۔ اور مجھے خبر دی ہے حسین بن عبید اللہ نے ہمارے کئی بزرگان سے انہوں نے محمد بن یعقوب سے اس نے علی بن
ابراہیم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے حماد سے اس نے حریر سے اس نے ابن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے پیشاب کیا مگر اس کے پاس (طہارت کرنے کیلئے) پانی نہیں تھا تو کیا کرے؟“۔
فرمایا: ”پیشاب کی نالی کی جڑ کو اس کے سرے تک دبا کر نچوڑے اور پھر اس کے آخری سرے (حشہ) کو دبا کر جھٹکے تو اس کے
بعد اگر کوئی رطوبت نکلتی بھی ہے تو وہ پیشاب نہیں ہوگا بلکہ پیشاب کی نالی کی رگوں کا پسینہ ہوگا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الصَّفَّارُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى قَالَ: كَتَبَ إِلَيْهِ رَجُلٌ هَلْ يَجِبُ الْوَضُوءُ مِمَّا سَخَّرَ بِهِ مِنَ الْمَاءِ كَرَبْعَةٍ
الِاسْتِخْبَابِ فَكَتَبَ نَعَمْ.³

(صحیح) ۱۳۸۳۔ البتہ وہ روایت جسے صفار نے محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کو ایک آدمی نے خط میں
لکھا کہ استبراء کے بعد پیشاب کی نالی سے کوئی چیز نکلے تو کیا اس کے بعد وضو واجب ہو جائے گا؟۔ تو امام علیہ السلام نے بھی لکھا: ”جی
ہاں۔“

فَالْوُجْهُ فِيهِ أَنْ تَحْمِلَهُ عَلَى فَضْرٍ مِنَ الْإِسْتِخْبَابِ دُونَ الْوُجُوبِ أَوْ تَحْمِلَهُ عَلَى فَضْرٍ مِنَ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ
لِبِذَهَبِ أَكْثَرِ الْعَامَّةِ.

تو اس کی صورت حال یہ ہے کہ اس حدیث کے مضمون (یعنی وضو کرنے) کو ہم مستحب پر محمول کریں گے واجب پر نہیں۔
یہ ہم اسے تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ اکثر عامہ (اہل سنت) کے مذہب کے مطابق ہے۔

باب نمبر: ۲۹۔ پیشاب سے استنجاء کیلئے پانی کی کم از کم مقدار

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْعُودٍ وَوَقِي النَّهْدِيُّ
عَنْ مَرْزُوقِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ كَمْ يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ فِي الْإِسْتِخْبَابِ مِنَ

اصورت میں لفظ ”تین قطرہ“ ہے جس کا مطلب ہے زور سے دبانے۔۔۔ اور استنجاء من البول کا مطلب ہے پیشاب کی نالی میں سے پانی کھینچنا۔۔۔ لکھنے کیلئے
پیشاب کی نالی کو زور سے دبانے اور پھر کھینچ کر نچوڑنا۔
تہذیب الامم ص ۱ ص ۲۹
تہذیب الامم ص ۱ ص ۲۹

الْبُتُولُ فَقَالَ وَمَثَلًا مَاعَلَى الْعَشَقَةِ مِنَ الْبُتُولِ.^۱

(حسن) ۱-۱۳۹۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے صحیح بن ابی مسروق النخعی سے، اس نے مروک بن عبید سے، اس نے شیط بن صالح سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”پیشاب سے استنجاء کرنے کے لیے کتنا پانی کافی ہے؟“۔ فرمایا: ”جتنا سپاری پر تری ہے اس کے دگنا“۔

قَالُوا مَا زَاكَ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَبِيعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ شَيْطِ
عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: يُجْزَى مِنَ الْبُتُولِ أَنْ تَغْسِلَهُ بِشَيْءٍ.^۲

(مرسل) ۲-۱۴۰۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور یعقوب بن یزید سے اور انہوں نے مروک بن عبید سے، اس نے شیط سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ فرمایا: ”پیشاب سے استنجاء کیلئے کافی ہے کہ آپ اسے اس جتنے پانی سے دھوئیں“۔

فَلَا يَسْتَأْنِي الْعَبْرَةُ الْأُولَى بِرَأْيِ قَوْلِهِ يُجْزَى أَنْ تَغْسِلَهُ بِشَيْءٍ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ رَاجِعًا إِلَى الْبُتُولِ لِأَنَّ مَا بَيْنَهُمْ وَذَلِكَ أَكْثَرُ
مِنَ الَّذِي اعْتَبَرْنَا مِنْ مَشْنُونٍ مَاعَلَيْهِ.

تو یہ پچھلی حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس فرمان ”کافی ہے کہ آپ اسے اس جتنے پانی سے دھوئیں“ کے بارے میں احتمال یہ ہے کہ اسی سے مراد خود نکلنے والا پیشاب ہو، باقی ماندہ پیشاب کی تری نہ ہو اور یہ اس پیشاب کی نالی پر باقی ماندہ تری کی دگنا مقدار سے زیادہ ہے جسے ہم نے اپنے اختیار کردہ نظریہ کے مطابق ضروری بنانا ہے۔

باب نمبر ۳۰: کسی بھی حدیث کے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْنَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَعْنَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ
مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْعَدْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوُطْئِ كَمَا يَقْرَأُ الرَّجُلُ عَنْ يَدِهِ الْيَمِينِ
قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهَا فِي الْإِنَاءِ قَالَ وَاحِدًا مِنْ حَدِيثِ الْبُتُولِ وَالثَّنَائِي مِنَ الْعَائِطِ وَثَلَاثَ مِنَ الْجَنَابَةِ.^۱

(صحیح) ۱-۱۴۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷

^۲ کافی ج ۳ ص ۲۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷

۱۔ کتاہی ہے کہ یہاں بھی دگنا پانی ہونا چاہئے مگر لکھنے میں غلطی ہوگی۔ البتہ یہ بھی ممکن ہے صحیح وہی ہو جسے شیخ طوسی نے حدیث کی وضاحت میں فرمایا ہے۔ علی اکبر غفاری۔

^۲ کافی ج ۳ ص ۱۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸

یہی سے اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے مہاسے، اس نے طلحی سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام اسے پوچھا کہ وضو کیلئے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انسان کو اپنے دائیں ہاتھ پر کتنے مرتبہ ڈالنا چاہیے؟ فرمایا: "پیشاب کی حدت کیلئے ایک مرتبہ پانچاں کی حدت کیلئے دو مرتبہ اور جنابت والی حدت کیلئے تین مرتبہ۔"

وَبِهَذَا إِشْتَادَ عَنْ مُعْتَدٍ بِنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَمْرِو بْنِ السُّدِّيِّ عَنِ حَمَّادِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ م قَالَ: يَغْسِلُ الرَّجُلُ يَدَهُ مِنَ السُّؤْمِ مَرَّةً وَ مِنَ الْعَانِيَةِ وَ مِنَ الْبُتُولِ مَرَّتَيْنِ وَ مِنَ الْجَسَالَةِ ثَلَاثًا!

(کا صحیح) ۲-۱۳۲۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن احمد بن یحییٰ، از علی بن السندي، از حماد بن عسکری، از حریر از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ نے فرمایا: "آؤمی خند والی حدت کیلئے ایک مرتبہ پیشاب اور پانچاں والی حدت کیلئے دو مرتبہ اور جنابت والی حدت کیلئے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْعُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى وَ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زُرَّيْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا م قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَلَّى وَ لَا يَسْلُ يَدَهُ الْيُسْرَى شَيْئًا أَيْغُسُّهَا فِي السَّاءِ قَالَ لَعَنَهُ وَ بِنِ كَانَ يَنْبَأُ!

(صحیح) ۳-۱۳۳۔ البتہ جس روایت کو بیان کیا ہے حسین بن سعید نے صفوان بن یحییٰ اور فضالہ بن ایوب سے، اس نے علاء بن زریب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آؤمی نے پیشاب کیا لیکن اس نے اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ نہیں چھوا تو کیا وہ پانی میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: "جی ہاں چاہے دو جنابت سے ہی ہو۔"

فَأَلْوَجِبُ فِي هَذَا الْعَبْرُ زَفْعُ الْعَظْمِ عَنْ ذَلِكَ لِأَنَّ ذَلِكَ مِنْ الْأَذَابِ دُونَ الْمَوَاجِبَاتِ وَ إِنَّمَا الْمَوَاجِبُ إِذَا كَانَ عَلَى يَدِهِ تَجَسُّدًا تَفْسِدُ السَّاءَ وَ النَّبِيُّ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو اس کی صورت یہ ہے کہ یہ ہاتھوں کو دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے ممانعت کو دور کرنے کیلئے بیان ہوئی ہے کیونکہ ہاتھوں کو دھو کر آؤاب میں سے ہے مگر واجبات میں سے نہیں ہے، ہاتھ دھو کر اس صورت میں واجب ہوگا جب ہاتھوں پر نجاست لگی ہوئی ہو جو پانی کو نجس کر دے اور اسی بیان پر مندرجہ ذیل روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْعُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَحَبِيهِ الْعَسَنِ عَنِ زُرَّيْبَةَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: إِذَا أَصَابَتِ الرَّجُلَ

تہذیب الادکام کے مطابق مراد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

عسکری میں ہے خند اور پیشاب کی حدت کے لئے۔

عسکری ۳۳ ص ۱۲۔ تہذیب الادکام ص ۳۹

جو سکتا ہے، راولی علی بن اسماعیل سری ہو۔

عسکری ۳ ص ۱۳۔ تہذیب الادکام ص ۳۹

جَنَابُهُ فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ فَلَا يَأْتِي إِنْ لَمْ يَكُنْ أَصَابَ يَدَهُ مِمَّنْ مِنَ النَّبِيِّ.¹

(موثق) ۴-۱۳۳۔ جسے روایت کی حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعد سے، اس نے ساعد سے اور اس نے بیان کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص جنب ہو جائے اور اس کے ہاتھوں پر کچھ بھی مٹی نہ لگی ہو تو برتن میں ہاتھ داخل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

وَأَمَّا مَا زَوَّاهُ الْحَسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ وَعُثْمَانَ بْنِ عَيْسَى جَمِيعاً عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ لَيْثِ الْمُرَادِيِّ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عُثْبَةَ الْكُوفِيِّ الْهَاشِمِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَلَّى وَ لَمْ يَتَسَّ يَدَهُ الْيَسْرَى شَيْئاً أَيْدِيهَا فِي وَضُوئِهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا قَالَ لَا حَتَّى يَغْسِلَهَا قُلْتُ فَإِنَّهُ اسْتَيْقَظَ مِنْ كَوْمِهِ وَ لَمْ يَتَسَّ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا قَالَ لَا لَأَنَّهُ لَا يَتَذَرِي أَيَّنَ بَاتَتْ يَدُهُ قَبْلَ يَغْسِلَهَا.²

(موثق) ۵-۱۳۵۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ابن سنان اور عثمان بن عیسیٰ سے، ان سب نے ابن مسکان سے، اس نے لیث المرادی ابو بصیر سے، اس نے عبدالکریم بن عتبہ الکوئی الهاشمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک شخص پیشاب کرتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے کچھ نہیں چھوتا تو کیا وضو کے وقت ہاتھ دھونے سے پہلے وہ برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟“۔ فرمایا: ”نہیں یہاں تک کہ وہ پہلے ہاتھ دھولے“ پھر پوچھا: ”اور اگر وہ نیند سے بیدار ہو اور پیشاب بھی نہ کیا ہو تو کیا ہاتھ دھونے سے پہلے وہ وضو کیلئے برتن میں ہاتھ ڈال سکتا ہے؟“۔ فرمایا: ”نہیں کیونکہ اسے نہیں معلوم کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں کہاں رہا ہے اس لیے اسے (پہلے) دھولینا چاہیے“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ تَحْمِيلَهُ عَلَى فَحْوٍ مِنَ الْإِسْتِحْبَابِ دُونَ الْوُجُوبِ لِذَلِكَ مَا قَدْ مَثَّلْنَا مِنَ الْأَخْبَارِ.

تو اس روایت کی صورت حال یہ ہوگی کہ ہم اسے استحب پر محمول کریں گے وجوب پر نہیں کیونکہ گذشتہ احادیث نہ دھونے کی اجازت پر دلالت کر رہی ہیں۔³

باب ۳۱: پیشاب اور پاخانہ کے بعد استنجاء واجب ہے۔

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مَحْمُودٍ عَنِ الرِّضَاءِ قَالَ: سَيَعْنَهُ يَقُولُ فِي الْإِسْتِحْبَابِ يُغْسَلُ مَا ظَهَرَ عَلَى الشَّرْبِ وَلَا يُدْخَلُ فِيهِ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹

² کافی ج ۳ ص ۱۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱

³ حدیث کو تفسیر پر محمول کرنا بہتر رہے گا اس لئے کہ اہل سنت اس کے واجب ہونے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث کی رو سے جسے ابو ہریرہ نے عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ”تم میں سے جو کوئی بھی رات کو سو کر اٹھے تو ہاتھ دھونے سے پہلے پانی کے تین مرتبہ برتن میں ہاتھ نہ ڈالے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات اس کا ہاتھ کہاں کہاں لگا رہا ہے۔“ (سنن ابوداؤد، مسند احمد بن حنبل)

(صحیح) ۱-۱۳۶۔ مجھے خبر دی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابراہیم بن ابی محمود سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”استنجاہ میں شرمگاہ کے ظاہری حصہ کو دھونا چاہیے اور اس میں انگلی داخل کرنے کی ضرورت نہیں ہے“

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ وَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ مُسْعَدَةَ بْنِ زِيَادٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ آبَائِهِ م أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبَعْضِ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَسْتَنْجِينَ بِالنَّوَاءِ وَيَسْتَلْعِنَ قِبْلَتَهُ مَطَهْرَةً لِمَخْوَأِهِ وَ مَذْهَبَةً لِمَيْوَاتِهِ^۳

۱-۱۳۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، نیز اسی حسین نے ابراہیم بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے ہارون بن مسلم سے، اس نے سعد بن زیاد سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے والد محترم سے اور انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے اور انہوں نے نقل فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض ازواج سے فرمایا: ”مومن عورتوں کو حکم دو کہ وہ پانی سے استنجاہ کریں اور اچھے طریقہ سے کریں کیونکہ پانی (شرمگاہ کے) کناروں^۴ (اور بلحقتہ مقامات) کو پاک کرنے والا اور یواسیر کو بھی دور کرنے والا ہے۔“

وَ يَهْدِي الْإِسْنَادُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنْ عِيْسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ عَلِيِّ م قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَنْجَى أَحَدُكُمْ فَلْيُتَوَبَّحْهَا وَ تَوَّأْهَا إِذَا لَمْ يَكُنِ التَّوَلَّأَ^۵

(مجمول) ۳-۱۳۸۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن علی بن محبوب، از محمد بن حسین، از محمد بن عبد اللہ بن زرارة، از عیسیٰ بن عبد اللہ، اس نے اپنے والد سے، اس نے اس کے جد سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر کوئی جب استنجاہ کرنے لگے اور پانی موجود نہ ہو تو طاق چیزیں استعمال کریں۔“

^۳ کافی ج ۳ ص ۱۷۱، من لای یضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹
^۴ حدیث میں لفظ ”الشرع“ آیا ہے جس کا معنی ہے عورت کی اندام نہانی جبکہ مغرب (مراکش و غیرہ) میں شرح سے مراد بچھوڑے کا سوراخ (مقام پانسانا) ہے اسی لیے حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے مذکورہ ترجمہ کیا گیا ہے۔

^۵ کافی ج ۳ ص ۱۸، من لای یضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۶۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷
^۶ حدیث میں لفظ حواشی آیا ہے یہ حاشیہ کی جمع ہے اور یہاں پیدائش اور پانسانہ کے نخرج سے متصل کنارے ہیں۔
^۷ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ
عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَارِ الشَّاهِبِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يُنْسَى أَنْ يَغْسِلَ ذُبْرَهُ
بِالنَّارِ حَتَّى صَلَّى إِلَّا أَنَّهُ قَدْ تَشَبَّحَ بِمَلَائِكَةِ أَحْجَارٍ قَالَ إِنْ كَانَ فِي وَقْتِ تِلْكَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدِّ الصَّلَاةَ وَلَا يُعِدِّ النَّوْطَ
إِنْ كَانَ قَدْ خَرَجَتْ تِلْكَ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى فَقَدْ جَارَتْ صَلَاتُهُ وَلَيْسَ بِهَا إِذَا يَسْتَحْبِلُ مِنَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الرَّجُلِ
يَعْرِضُ مِنْهُ الرِّيحُ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَتِجِعَ قَالَ لَا وَقَالَ إِذَا نَالَ الرَّجُلُ وَ لَمْ يَعْزُ بِهِنَّ مِنْهُ هُنَّ غَيْرُكَ فَإِنَّا عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ
إِثْمِيَهُ وَخَدَاةَ وَلَا يَغْسِلُ مَقْعَدَهُ وَإِنْ خَرِبَ مِنْ مَقْعَدَيْهِ هُنَّ وَ لَمْ يَمَلْ فَإِنَّا عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ النُّعْدَةَ وَخَدَاةَ
وَلَا يَغْسِلُ الْإِخْلِيلَ وَقَالَ إِثْنَا عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ مَا تَحْتَهُ مِنْهَا وَ لَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ بِنَابِهَا.

(موتقن) ۱۴۹-۴۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن یحییٰ، از محمد بن احمد بن یحییٰ، از احمد بن حسن بن علی بن فضل از محمد بن
سعد از مصدق بن صدقہ، از عمار شاہلی، اور اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے آدمی کے بارے میں جو اپنے مقام
پاخانہ کو پانی سے دھونا تو بھول گیا تھا مگر اسے تین پتھروں سے صاف کر لیا تھا پوچھا کیا تو فرمایا: "اگر اس نماز کے وقت میں ابھی موجود
ہوں (جس وقت میں استنجاء کیا تھا) تو اس نماز دو بار پڑھے اور وضو کو بھی دو بارہ انجام دے، لیکن اگر اس نماز کا وقت گزر چکا ہو تو اس کی وہ
نماز صحیح ہے لیکن آئندہ کی نماز کیلئے اسے پھر سے وضو کرنا پڑے گا۔" نیز ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس کی ہوا خارج ہو گئی تھی
تو کیا اس کیلئے استنجاء کرنا لازمی ہے؟ فرمایا: "نہیں۔" نیز فرمایا: "اگر کوئی آدمی پیشاب کرے اور پیشاب کے علاوہ اور کچھ (پاخانہ) نہ
نکلے تو اسے صرف ایک پیشاب کی نالی کو دھونا پڑے گا اپنے مقام پاخانہ کو دھونا ضروری نہیں ہے اور اگر اس کے مقام پاخانہ سے کچھ نکلے
مگر پیشاب نہ نکلے تو اسے صرف اپنے مقام پاخانہ کو ہی دھونا پڑے گا اور پیشاب کی نالی کو دھونا ضروری نہیں ہو گا۔" نیز فرمایا: "اس باران
چیزوں کے ظاہری حصوں کو دھونا ضروری ہے اندرونی حصوں کو دھونا لازمی نہیں ہے۔"

أَخْبَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنِ الطَّقْفَارِيِّ عَنِ أَبِي يُونُسَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ
حَدَّثَنِي عَمْرِو بْنُ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْبَوْلِ وَالتَّوَضُّؤِ وَالتَّنَسُّؤِ اشْتِجَابِي ثُمَّ أَذْكَرُ بَعْدَ مَا صَلَّيْتُ قَالَ
اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَأَعِدِّ صَلَاتَكَ وَلَا تُعِدِّ نَوْطَكَ.

(صحیح) ۵-۱۵۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ محمد بن احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے صفار سے اس نے ابویوسف
بن یونس سے اس نے صفوان بن یحییٰ سے اس نے کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی ہے عمرو بن ابی نصر نے اور اس نے کہا کہ میں نے

اشتبہ الامامین ص ۴۸

عمار شاہلی کو اگرچہ بعض علماء رجال نے موتقن سمجھا ہے، مگر دقیق کلمت صحیح محقق یہ ہے بات صحیحی بھی نہیں ہے کہ اس کی روایت کردہ اکثر حدیثیں
اور دیگر احادیث نیز مجتہدین و علما کے فتاویٰ کے مخالف ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کی کوئی لکھی تاویل اور توجیہ کرنی چاہئے جو صحیح احادیث کے موافق ہو۔
اکبر عطاری۔

اشتبہ الامامین ص ۵۰

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”میں نے پیشاب کیا اور اس کے بعد وضو کر لیا لیکن میں استنجا کرنا بھول گیا پھر نماز پڑھنے کے بعد مجھے یاد آیا تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھو اور دوبارہ نماز پڑھو البتہ پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“^۱

وَعَنِ الضَّغَارِ عَنِ السَّنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: قُلْتُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا الْوُضُوءُ الَّذِي افْتَرَقَهُ اللَّهُ
عَنِ الْعِبَادِ لِيَسْتَجَابَ مِنْ الْعَالَمِينَ أَوْ يَنْبَأَ قَالَ يُغْسِلُ ذَكَرَكَ وَيُدْحِضُ الْعَانِيَةَ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ.^۲

(موثق) ۱۵۱-۶۔ (صغار، از السندي بن محمد، از يونس بن يعقوب اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”جس شخص نے پیشاب یا پاخانہ کیا ہو تو اس کیلئے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا فرض کر دو وضو کیا ہے؟“ فرمایا: ”اپنے مقام پیشاب کو دھوئے، پاخانہ صاف کرے پھر ان کیلئے دو دو مرتبہ وضو کرے (دھوئے)۔“^۳

وَأَخْبَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنِ زُهَيْرَةَ قَالَ: تَوَضَّأْتُ وَ لَمْ أَغْسِلْ ذَكَرِي ثُمَّ
صَلَّيْتُ فَسَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ذَلِكَ فَقَالَ الْغَسْلُ ذَكَرِكَ وَ أَعَدَّ صَلَاتَكَ.^۴

(صحیح) ۱۵۲-۷۔ مجھے حدیث کی خبر دی ہے شیخ محمد بن احمد نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زہیرہ سے اور اس نے کہا: ”میں نے وضو کیا لیکن پیشاب کی نالی کو نہیں دھو یا پھر نماز بھی پڑھ لی اس کے بعد میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں پوچھا: ”تو آپ نے فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھو کر نماز کو دوبارہ پڑھو۔“

وَبَعْدَ الْإِسْتِجَارَةِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ فَصَّالَةَ بِنِ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنِ سَعْدَانَ عَنِ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْأَهْوَزِيِّ أَنَّهُ سَأَلَ عَنْ نَسِيَةِ أَنْ تَغْسِلَ ذَكَرَكَ حَتَّى صَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَ غَسْلُ ذَكَرِكَ.^۵

(موثق) ۱۵۳-۸۔ مذکورہ استاد کے ساتھ از حسین بن سعید، از فضالہ بن ابی یوب، از حسین بن عثمان، از سہابہ از ابی بصیر اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر تمہیں پیشاب کرنے کے بعد اپنی پیشاب کی نالی کو دھو کر نماز بھول گئے حتیٰ کہ نماز بھی پڑھ لی

^۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص استبراء کرنے کے بعد پیشاب کی نالی کو نہ دھوئے تو اس کا وضو باطل نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی استبراء نہ کرے، استنجا بھی نہ کرے، گھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر بعد میں استبراء کرے اور اس سے کوئی رطوبت خارج ہو تو اس کے وضو کا پانی رہتا منگلوک ہوگا۔ علی اکبر غفاری۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۰

^۲ واضح رہے کہ امام علیہ السلام نے پیشاب کیلئے دھوئے اور پاخانہ کیلئے صاف کرنے کا ذکر کر کے پانی اور پتھروں والی دونوں طہارت کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ علی اکبر غفاری۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۰

کافی ج ۳ ص ۱۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۰

تو تمہارے اوپر لازم ہے کہ دو بارہ وضو انجام دو اور اپنی پیشاب کی نالی کو بھی دھوؤ۔“

فَهَذَا الْخَبْرُ مَعْنَى أَنَّ لَمْ يَكُنْ تَوَضُّأً فَمَا إِذَا تَوَضَّأَ وَتَوَضَّأَ تَوَضَّأَ وَتَوَضَّأَ تَوَضَّأَ لَا عَدْلَ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ إِعَادَةُ التَّوَضُّؤِ وَإِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ غَسْلُ التَّوَضُّؤِ حَسْبُ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو یہ حدیث اس صورت پر محمول ہوگی کہ کوئی شخص پیشاب کرنے کے بعد وضو بھول گیا ہو۔ لیکن اگر وہ وضو کر چکا ہو اور صرف اور صرف اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول گیا ہو تو اس پر وضو کا دو بارہ انجام دینا واجب نہیں ہوتا اور اس پر فقط اور فقط مقام پیشاب کو دھونا واجب ہے اور بس اور اسی بیان پر جو حدیث دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے۔

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ أَبِي نَجْرٍ عَنِ الْعُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَذِينَةَ قَالَ: ذَكَرَ أَبُو مَرْثَمَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ الْحَكَمَ بْنَ عَتِيْبَةَ قَالَ تَوَضَّأَ لَمْ يَغْسِلْ ذَكَرَهُ مُتَعَدِّدًا فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فَقَالَ بَلَسَ مَا صَنَعْتَ عَلَيْهِ أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَ يُعِيدَ صَلَاتَهُ وَ لَا يُعِيدُ وَضُوَّهُ.

(صحیح) ۹-۱۵۳۔ جسے مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے ابو مرثمہ انصاری نے بیان کیا کہ ایک دن حکم بن عتبہ نے پیشاب کیا اور جان بوجھ کر اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا اور میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے گوش گزار کیا تو آپ نے فرمایا: ”اس نے برا کام کیا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے اور دو بارہ نماز سے لیکن وضو پھر سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

وَ أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَسْرَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي الْحَسَنِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُتَوَضَّأُ فَلَا يَغْسِلُ ذَكَرَهُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وَضُوَّهُ الصَّلَاةَ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَ لَا يُعِيدُ وَضُوَّهُ.

(صحیح) ۱۰-۱۵۵۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے ایوب بن نوح سے، اس نے محمد بن ابی حمزہ سے، اس نے علی بن یحییٰ نقطین سے اس نے کہا کہ میں نے ابو الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی پیشاب کرتا ہے لیکن اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھوتا یہاں تک کہ نماز کیلئے وضو بھی کر لیتا ہے تو کیا حکم ہے؟“ تو آپ نے فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے لیکن دو بارہ وضو نہیں کرے گا۔“

سَعْدُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْزَبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْخَرَّازِيِّ عَنْ عَبْدِ وَابِنِ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

مجموع سنن راوی اور عالم

^۲ کافی ج ۳ ص ۱۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

أَبِي نَصْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فَيَنْسَى أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَبِتَوَضَّأُ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَلَا يُعِيدُ وَضُوءَهُ.^١

(موتقی) ۱۱-۱۵۶۔ سعد از احمد بن محمد، از عباس بن معروف، از علی بن محمد یار، از محمد بن یحییٰ خزار^۲، از عمرو بن ابی نصر اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی پیشاب کرتا ہے اور وہ اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول جاتا ہے اور وضو کر لیتا ہے تو کیا حکم ہے؟“۔ فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے لیکن وضو کا اعادہ نہیں کرے گا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدٌ عَنْ مُوسَى بْنِ الْحَسَنِ وَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ وَيَنْسَى أَنْ يَغْسِلَ ذَكَرَهُ وَقَدْ بَانَ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَلَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ.^٣

(ضعیف) ۱۲-۱۵۷۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد نے موسیٰ بن حسن اور حسن بن علی سے، انہوں نے احمد بن ہلال سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ہشام بن سالم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی وضو کر لیتا ہے لیکن اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول جاتا ہے حالانکہ وہ پہلے پیشاب بھی کر چکا تھا۔ تو کیا حکم ہوگا؟“۔ فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھوئے مگر نماز کو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔“

فَهَذَا الْخَبْرُ يُبَيِّنُ أَنَّ تَحْمِيلَهُ عَلَى مَنْ نَسِيَ غَسْلَ ذَكَرِهِ بِالْمَاءِ ثُمَّ ذَكَرَهُ وَقَدْ عَدِمَ الْمَاءَ جَائِزٌ أَنْ يَسْتَقْبِلَهُ الصَّلَاةَ بِتَأْتٍ تَقَدَّرَ مِنَ الْإِسْتِجَابَةِ بِالْأَخْبَارِ وَلَا يُلْزَمُهُ إِعَادَةُ صَلَاةٍ يُغْسِلُهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَ الْخَالِ عَلَى مَا وَصَفْنَا قَبْلًا وَ جَدَّ الْمَاءَ وَ حَبَّ عَلَيْهِ إِعَادَةُ غَسْلِ التَّوَضُّعِ وَ لَا يُلْزَمُهُ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّىهَا عِنْدَ عَدَمِ الْمَاءِ.

تو اس حدیث کو ممکن ہے اس بات پر محمول کیا جائے کہ کوئی شخص اپنی پیشاب کی نالی کو پانی سے دھونا بھول گیا ہو پھر اسے یاد آیا ہو مگر اس وقت پانی ختم ہو چکا ہو تو اس صورت میں گزشتہ بیانات کے مطابق پتھروں سے استنجاء کر کے نماز کی ادائیگی جائز ہو سکتی ہے اور اس حالت میں پڑھی گئی نماز کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور بیان کردہ صورت حال پیش آنے کے بعد پھر جب پانی مل جائے تو اس پر مقام پیشاب کو دھونا تو لازمی ہو گا لیکن پانی نہ ہونے کی صورت میں پڑھی گئی نماز کی دوبارہ ادائیگی ضروری نہیں ہوگی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فَيَنْسَى غَسْلَ ذَكَرِهِ فَقَالَ يَغْسِلُ ذَكَرَهُ ثُمَّ يُعِيدُ التَّوَضُّؤَ.^٤

(صحیح) ۱۳-۱۵۸۔ مگر وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے صفوان سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے سلیمان بن

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

^۲ تہذیب الاحکام میں سلسلہ سند یوں ہے از علی بن محمد یار، از علی بن اسباط، از محمد بن یحییٰ خزار۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۱

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۲

خالد سے اور اس نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے وضو کیا مگر اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا بھول گیا تو کیا نماز ہے؟“ فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھونے اور وضو دوبارہ کرے۔“

فَمَضَى عَلَى الْإِسْتِحْبَابِ وَالشُّدْبِ بِدَلَالَةِ الْأَخْبَارِ الْمُتَّفَقَةِ الَّتِي لَمْ تُشَكَّ أَنَّهَا لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ وَلَا يَجُوزُ التَّنَاقُضُ فِي أَقْوَالِهِمْ.

تو اسے مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا کیونکہ گزشتہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وضو کا دوبارہ بجا لانا واجب نہیں ہے اور معصومین کے فرامین میں تناقض روا نہیں ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ يَسِيرِ بْنِ النَّجْبِيِّ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ لَوْ أَنَّ زَجَلًا تَبَوَّأَ أَنْ يَسْتَتِنِي مِنَ الْغَائِطِ حَتَّى يَصْنِفَ لَمْ يُعِدِ الصَّلَاةَ.

(مشوئع) ۱۳-۱۵۹۔ لیکن جس حدیث کو بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے محمد بن حسین ابن ابی الخطاب سے، اس نے جعفر بن بشر ابھی سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان سنا ہے: ”اگر کوئی آدمی پانچوں کے بعد استنجاء کرنا بھول گیا ہو یہاں تک کہ نماز پڑھ لے تو نماز کو نمانے (دوبارہ پڑھنے) کی ضرورت نہیں ہے۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْعَبْرُ أَنَّهُ تَبَوَّأَ أَنْ يَسْتَتِنِي بِالنَّجَسِ وَإِنْ كَانَ قَدْ اسْتَتِنِي بِالْأَخْبَارِ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ لَا يَلْزَمُهُ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ لِأَنَّ عَلَى ذَلِكَ مَا تَقَدَّمَ مِنَ الْأَخْبَارِ وَيُرِيدُ ذَلِكَ بَيِّنَاتًا.

تو اس حدیث کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ شخص پانی سے استنجاء کرنا بھول گیا ہو جبکہ وہ پتھروں سے استنجاء کر چکا ہو۔ کیونکہ صرف اسی صورت میں ہی اس کیلئے نماز کی دوبارہ بجا آوری واجب نہیں ہوگی۔ گزشتہ احادیث بھی اسی بات پر دلالت کرتی ہیں اور مزید وضاحت کیلئے ذیل کی حدیث بھی ہے۔

مَنْ رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَسَّانِ بْنِ حَرِيزٍ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَا صَلَاةَ إِلَّا بِطَهْوَرٍ وَيُجْبِرُكَ مِنَ الْإِسْتِحْبَابِ ثَلَاثَةُ أَحْجَابٍ بِدَلَالَةِ حَبْرَةِ السُّنَّةِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ص وَأَمَّا الْبَوْلُ فَإِنَّهُ لَا يَهْدُ مِنَ قَسْبِهِ.

(صحیح) ۱۵-۱۶۰۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریرت سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”کوئی نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوتی اور اس کیلئے تین پتھر بھی کافی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے یہ دستور چلا آ رہا ہے۔ لیکن پیشاب کیلئے دھونا ضروری ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْنٍ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ

۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۵۲

۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۵۲

مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ ذَكَرَ وَهُوَ صَلَّاهُ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَنْجِ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ يَنْصَرِفُ وَيَسْتَنْجِي
مِنَ الْخَلَاءِ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ وَإِنْ ذَكَرَ وَقَدْ قَرَأَ مِنْ صَلَاتِهِ فَقَدْ أَهْرَأَهُ ذَلِكَ وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.¹

(صحیح) ۱۶۱-۱۶۲۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن جعفر سے، اس نے علی بن جعفر علیہ السلام سے اور انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی کو دوران نماز یاد آئے کہ بیت الخلاء جانے کے بعد اس نے استنجاء نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”نماز کو چھوڑ دے اور جا کر استنجاء کر کے دوبارہ نماز پڑھے لیکن اگر اسے نماز سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو وہی نماز اس کے لیے کافی ہے اور اس پر نماز دوبارہ پڑھنا لازمی نہیں ہے۔“

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَيْضًا مَا ذَكَرْنَا مِنْ أَنَّ إِذَا ذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يَسْتَنْجِ بِالنَّسَاءِ وَإِنْ كَانَ قَدْ اسْتَنْجَى بِالخَبِيرِ فَجَبِيضًا
يُسْتَنْجَى لَهُ الْإِنْصِرَافُ مِنَ الصَّلَاةِ مَا ذَكَرْنَا فِيهَا وَيَسْتَنْجِي بِالنَّسَاءِ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْهَا لَمْ يَكُنْ
عَلَيْهِ شَيْءٌ وَتَوَكَّلْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْتَنْجِ أَصْلًا لَكَانَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ عَنْ كُلِّ خَالَ انْصَرَفَ أَوْ لَمْ يَنْصَرَفْ عَنْ مَا بَيْنَهُمَا وَ
يُرِيدُ ذَلِكَ بَيِّنًا.

تو اس حدیث کی بھی وہی مذکورہ صورت یہ ہوگی کہ اس نے پانی سے استنجاء نہیں کیا ہوگا لیکن پتھروں والا استنجاء کر لیا ہوگا۔ تو اس صورت میں اس کے لیے مستحب ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہے جب تک نماز کی حالت میں ہے اس کو توڑ دے اور پانی سے استنجاء کر کے پھر نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور اگر نماز کو توڑ لے گا تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ لیکن ہماری تشریح کے مطابق اگر اس نے سر سے سے کوئی استنجاء ہی نہ کیا ہو تو اس پر استنجاء کرنے کے بعد ہر حال میں دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہوگا وہ نماز کو توڑ دے یا نہ توڑے، اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ ذُرِّيْعَةَ عَنْ شَاعِقَةَ قَالَ قَالَ أَبُو
عَبْدِ اللَّهِ إِذَا دَخَلْتَ الْعَائِظَ فَكَفَّصْتِ الْحَاجَةَ فَهَمْ تَهْرِقِ النَّاسَ ثُمَّ تَوَضَّأْتَ وَنَسِيتَ أَنْ تَسْتَنْجِي فَقَدْ كَثُرَتْ بَعْدَ مَا
صَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ الْإِعَادَةُ فَإِنْ كُنْتَ أَهْرَقْتَ النَّاسَ فَتَسِيتَ أَنْ تَغْتَسِلَ ذَكَرَكَ حَتَّى صَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ الْإِعَادَةُ الْوُضُوءُ وَ
الصَّلَاةُ وَغَسَلَ ذَكَرَكَ لِأَنَّ التَّوَلُّوتَ مِثْلَ الْإِعَادَةِ.²

(موفق) ۱۷۱-۱۷۲۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے یونس سے، اس نے ذریعہ سے، اس نے شاعقہ سے اور شاعقہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا: ”جب تم بیت الخلاء جاؤ اور رفع حاجت کر لو لیکن (استنجاء کرنے کیلئے) پانی نہ بہاؤ پھر وضو کر لو مگر پہلے استنجاء کرنا بھول گئے ہو اور تمہیں نماز پڑھنے کے بعد یاد آئے تو تمہارے اوپر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ (استنجاء کرنے کے بعد) اور اگر استنجاء کیلئے پانی بہایا بھی ہو مگر اپنی پیشاب والی نالی کو دھونا بھول گئے ہو یہاں تک کہ نماز بھی پڑھ لی ہو تو تمہارے اوپر وضو اور نماز کا دوبارہ بجالانا اور (پہلے) اپنی پیشاب کی نالی کو دھونا لازمی ہوگا کیونکہ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

پیشاب بھی پاخانہ کی طرح ہے۔“

وَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةَ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ الْقَضْبَانِيِّ عَنِ الْمُشَقِيِّ الْحَطَّاطِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عِرَاقِي صَلَّيْتُ فَمَا كُنْتُ أَنْ لَمْ أُغْسِلْ ذَكَرِي بَعْدَ مَا صَلَّيْتُ أَفَأَمِيدُ قَالَ لَا.^۱

(حسن) ۱۸-۱۶۳۔ لیکن جس حدیث کو بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے حسن بن علی سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے عباس بن عامر قصبانی سے، اس نے المشقی الحنطاط (یا حنیط) سے، اس نے عمرو بن ابی نصر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”میں نے نماز پڑھی اور نماز پڑھنے کے بعد مجھے یاد آیا کہ میں نے اپنا پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا تو کیا میں دوبارہ بجلاؤں؟“ فرمایا: ”نہیں۔“

فَأَلْتَوِجُهُ فِي قَتْبِهِ مَوْلَا أَنْ تَخْبِيَهُ عَلَى أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوُضُوءِ لِأَنَّهُ إِنَّمَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ غَسْلِ الْمَوْضِعِ وَ لَيْسَ فِي الْخَيْرِ أَنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا الشَّوْبِيلُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ الْأَخْبَارِ وَيَبْدَأُ ذَلِكَ بِتَابِتِ

تو اس حدیث میں امام علیہ السلام کی ”نہیں“ فرمانے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ ہم اسے اس بات پر محمول کریں کہ اس پر وضو کا اعادہ (دوبارہ بجلاؤنا) واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر صرف جگہ کا دھونا واجب ہوگا۔ اور جب حدیث میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ امام کا فرمان ہو اس پر نماز کو لوٹانا (اعادہ کرنا) واجب نہیں ہے۔ اور گزشتہ احادیث بھی اس تاویل پر دلالت کرتی ہیں اور مندرجہ ذیل حدیث سے بھی اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ عُمَيْرِ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنِ زُرَّارَةَ قَالَ: تَوَضَّأْتُ يَوْمَ مَا رَوَيْتُ عَنْكَ أَنْغَسِلُ ذَكَرِي ثُمَّ صَلَّيْتُ فَسَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع فَقَالَ اغْسِلْ ذَكَرَكَ وَأَعِدْ صَلَاتَكَ.^۲

(صحیح) ۱۹-۱۶۳۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ ایک دن میں نے وضو کیا لیکن اپنی پیشاب کی نالی کو نہیں دھویا اور نماز بھی پڑھ لی، پھر میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو فرمایا: ”اپنی پیشاب کی نالی کو دھو اور نماز دوبارہ پڑھ۔“

فَأَوْجِبُ إِعَادَةَ الصَّلَاةِ وَغَسْلَ الْمَوْضِعِ عَلَى مَا فَضَّلْنَاهُ.

پس امام علیہ السلام بھی جس طرح ہم نے تفصیل بیان کی ہے اسی طرح نماز کے اعادہ اور مقام پیشاب کے دھونے کو واجب قرار دیا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ أَبِي مَسْرُودٍ فِي الشُّهَدِيِّ عَنِ الْعَلِيِّ بْنِ وَسْكَيْنٍ عَنِ سَنَانَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَرزَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع مَا يَجِبُ إِذَا تَوَضَّأْتُ وَتَوَضَّأْتُ قَالَ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

^۲ کافی ج ۳ ص ۱۸- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

فَئِيسَ بِهِ بَأْسٌ.^۱

(مجمول) ۲۰-۱۶۵۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے میثم بن ابی مسروق السندی سے اس نے حکم بن مسکین سے اس نے سماع سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”میں پیشاب کرنے کے بعد پتھروں سے جگہ کو صاف کرتا ہوں پھر بھی مجھ سے اتنی رطوبت خارج ہوتی ہے جو میری شلووار کو خراب کر دیتی ہے۔ کیا کروں؟“ تو فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

فَئِيسَ بِمُتَابِ بِنَا قُلْنَا هُ مِنْ أَنْ النَّبُولَ لَا بُدَّ مِنْ غَسِيهِ بِسَيِّئِينَ أَحَدُهُمَا أَلَمْ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ مُخْتَصًا بِعَالٍ لَمْ يَكُنْ فِيهَا وَاجِدًا لِلنَّهَارِ فَجَازَ لَهُ حَيْثُ يَدُ الْإِفْتِصَارِ عَلَى الْأَخْبَارِ وَ الشَّانِ أَلَمْ يَجُوزَ فِي الْعَبْرَةِ أَلَمْ يَجُوزَ لَهُ اسْتِحَاةُ الصَّلَاةِ بِذَلِكَ وَإِنْ لَمْ يَغْسِلْهُ وَ إِشْنَا قَالَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ يَعْنِي بِذَلِكَ التَّبَدُّلَ الَّذِي يَخْلُجُهُ مِنْهُ بَعْدَ الْإِسْتِغْرَاءِ وَ ذَلِكَ صَحِيحٌ لِأَنَّهُ الْوَدْمِيُّ وَ ذَلِكَ طَاهِرٌ عَنْ مَا تَبَيَّنَتْهُ فِيمَا بَعْدَ إِشْنَا اللَّهُ تَعَالَى وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا بُدَّ فِي النَّبُولِ مِنَ النَّهَارِ وَ إِذَا عَلَى مَا تَقَدَّمَ.

تو یہ ہمارے اس بیان کے منافی نہیں ہے جو ہم نے کہا تھا کہ پیشاب کو پانی سے دھونا ضروری ہے کیونکہ اس بارے میں دو احتمال دیے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ یہ حدیث اس حالت کے ساتھ خاص ہو جس میں راوی پانی نہ رکھتا ہو۔ تو اس صورت میں اس کیلئے پتھروں سے صفائی پر اکتفاء کرنا جائز ہوگا۔ اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ حدیث میں یہ تو نہیں ہے کہ امام نے فرمایا ہو کہ اس حالت میں نماز پڑھنا بھی صحیح ہے چاہے اسے نہ بھی دھویا ہو۔ امام نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یعنی اس رطوبت میں کوئی حرج نہیں ہے جو استبراء کے بعد خارج ہو۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ وہ ندی ہوتی ہے اور ہم ان شاء اللہ بعد میں وضاحت کریں گے کہ وہ پاک ہوتی ہے۔ اور گزشتہ احادیث کے علاوہ مندرجہ ذیل احادیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ پیشاب کی صفائی کیلئے پانی ضروری ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عُثْمَانَ عَنِ بَرِيدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ ع أَنَّهُ قَالَ: يُجْزَى مِنَ الْغَائِطِ الْمَسْحُ بِالْأَخْبَارِ وَ لَا يُجْزَى مِنَ النَّبُولِ إِلَّا النَّهَارُ.^۲

(ضعیف) ۲۱-۱۶۶۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے اس نے ابان بن عثمان سے اس نے برید بن معاویہ سے اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”پاخاند کی صفائی کیلئے پتھر بھی کفایت کر جاتے ہیں لیکن پیشاب سے صفائی صرف پانی سے ہی ہو سکتی ہے۔“

وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى الشَّوْبِيلِ الْأَوَّلِ.

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳
یعنی استبراء کرنے کے بعد بھی۔

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۳

نیز پہلی تاویل (اضطرابی صورت میں پتھروں پر اکتفا کرنا) پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کرتی ہے:

مَا رَأَى مُعْتَدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكِيرٍ قَالَ: قُلْتُ
لِلْأَبِيِّ عَبْدِ اللَّهِ الرَّجُلُ يُبُولُ وَلَا يَكُونُ جُنْدًا النَّبَاءُ فَيَسْتَسْحِمُ ذَكَرَهُ بِالْحَائِطِ قَالَ كُلُّ شَيْءٍ يَا بَكِيرُ رَجُلٌ^۱

(کا صحیح) ۲۲-۱۶۷۔ جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین نے محمد بن خالد سے، اس نے محمد بن خالد سے، اس نے عبد اللہ بن بکیر سے۔ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی پیشاب کر لیتا ہے مگر اس کے پاس پانی نہیں ہوتا تو وہ اپنی پیشاب کی نالی کو دیوار سے رگڑتا ہے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "ہر خشک چیز سے صفائی مناسب ہے۔"^۲

باب نمبر ۳۲: اعضاء کو دھونے میں بالوں سے ابتداء کرنے کی ممانعت

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ
عِيسَى عَنْ ابْنِ أَذِينَةَ عَنْ بَكِيرٍ وَرِزَاةَ ابْنِي أُعَيْنٍ أَنَّهُمَا سَأَلَا أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنْ وَضْعِ رَسُولِ اللَّهِ ص قَدْعًا بِطَشْتٍ أَوْ
بِثَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ غَسَسَ كَفَّهُ الْيُسْرَى فِي الشَّوْرِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ بِهَا وَاسْتَعَانَ بِيَدِهِ الْيُسْرَى بِكَفِّهِ عَلَى
غَسَلِ وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَسَ كَفَّهُ الْيُسْرَى فِي النَّبَاءِ فَاعْتَرَفَ بِهَا مِنَ النَّبَاءِ فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُسْرَى مِنَ الْمِرْقِ إِلَى الْأَصَابِعِ لَا
يَزِيدُ النَّبَاءَ إِلَى الْمِرْقِ ثُمَّ غَسَسَ كَفَّهُ الْيُسْرَى فِي النَّبَاءِ فَاعْتَرَفَ بِهَا مِنَ النَّبَاءِ فَأَدْرَفَهُ عَلَى يَدِهِ الْيُسْرَى مِنَ الْمِرْقِ
إِلَى الْكُفِّ لَا يَزِيدُ النَّبَاءَ إِلَى الْمِرْقِ كَمَا صَنَعَ بِالْيُسْرَى ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَقَدَّمَ يَدَهُ إِلَى الْكَعْبَيْنِ بِفَضْلِ كَفَّيْهِ لَمْ يُجِزْهُ
مَاءً^۳

(موتقی) ۱-۱۶۸۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے ابن بکیر سے اور زرارہ بن سے اور ان دونوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے پانی سے بھر ایک طشت یا قالہ منگوا یا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا پھر اپنے دائیں چلو کو طشت میں ڈال کر پانی بھر اور اپنے چہرہ کو دھویا اور بائیں چھتیلی سے بھی چہرہ دھونے میں مدد لی، پھر اپنے دائیں چلو کو پانی میں ڈال کر بھر اور اپنے دائیں ہاتھ کو کھینچوں سے انگلیوں تک دھویا جبکہ پانی خود کھینچوں

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۵۲

^۲ صحرا یہ ہے کہ ہر شے جو خشک ہو اور پھلنے والی نہ ہو جب تک خشک ہے وہ صاف ہے یہاں تک کہ پانی اس تک پہنچ جائے۔ اور یہاں تک کی بظاہر سرایت نہ کرنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے پاک ہونے کے معنی میں نہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جملہ بطور استقباح استعمال ہوا ہے۔ علی اکبر غفاری۔

^۳ صحیح ج ۳ ص ۲۶۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۵۹

^۴ یہ دھوا دی کی طرف سے ہے۔

^۵ یہاں عبارت میں تبدیلی لکھی ہے جبکہ صحیح وہی ہے جو کافی میں ہے "بائیں چلو کو طشت میں ڈالو۔"

کو نہیں لگا تھا۔ پھر دائیں ہاتھ کو پانی میں ڈال کر اس سے ایک چلو بھر اور اسے بائیں ہاتھ کی کہنی سے ہتھیلی تک اندھا مگر کہنی کو پانی نہیں لگا تھا بالکل اسی طرح جیسے دائیں ہاتھ کے ساتھ کیا تھا۔ پھر اپنے ہاتھ کی پٹی ہوئی تری سے اپنے سر کا اور جوڑوں تک دونوں پاؤں کا مسح کیا کوئی نیا پانی نہیں ڈالا۔

فَأَمَّا مَارَةَ إِذْ سَعَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَا تَأْسُ بِمَسْحِ الْوُضُوِّ مُقْبِلًا وَ مُذْهِبًا.^۱

(صحیح) ۲-۱۶۹۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے عباس سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”وضو کے مسح کو اپنی طرف یا باہر کی طرف انجام دینے میں کوئی حرج نہیں ہے“

فَهَذَا الْخَبَرُ مَنْصُوحٌ بِمَسْحِ الرَّجُلَيْنِ الْأَيْمَنِ وَالشِّمَالِ بِأَرْهَافِ الْيَدَيْنِ الَّتِي يَدُلُّ عَلَيْهَا ذَلِكَ
تو یہ حدیث دونوں پاؤں کے مسح کرنے کے ساتھ خاص ہوگی کیونکہ دونوں پاؤں کے مسح کو اپنی طرف یا باہر کی طرف انجام دینا جائز ہے اور مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَيْسَى عَنْ يُونُسَ
قَالَ: أَخْبَرَنِي مَنْ رَأَى أَبَا الْحَسَنِ عَ بَيْتِي يَسْتَمُّ لِحْيَتَهُ قَدْ مَتَّيَهُ مِنْ أَعْلَى الْقَدَمِ إِلَى الْكَعْبِ وَمِنْ الْكَعْبِ إِلَى أَعْلَى الْقَدَمِ.^۱

(مرسل) ۳۰۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے احمد بن ادريس سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عیسیٰ سے، اس نے یونس سے اور اس نے کہا کہ جس آدمی نے حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظم) کو منیٰ میں دیکھا تھا اسی نے بتایا کہ آپ اپنے دونوں پاؤں کی پشت کو پاؤں کے اوپر والے حصے سے جوڑ تک اور جوڑے اوپر والے حصے تک مسح کرتے تھے۔

باب نمبر ۳۳۔ سر اور دو پاؤں کے مسح کے لئے پانی کے استعمال کی ممانعت

أَخْبَرَنِي أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ أَبِي جَبْرِ الْقُمِّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِيانَ عَنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ فَصَالَةَ عَنْ جَبْرِ عَنْ زُرَّارَةَ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: حَتَّى لَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَ وَ وَضُوًّا رَسُولِ
اللَّهِ صَ قَدْ عَا بِقَدَمَيْهِ مِنْ مَاءٍ فَأَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَأَخَذَ كَفًّا مِنْ مَاءٍ فَأَسَدَلَهَا عَنْ وَجْهِهِ مِنْ أَعْلَى التَّوَجُّهِ ثُمَّ

یعنی اپنا ہاتھ کہنیوں کو نہیں لگا یا اور ان ہاتھ نہیں پھیرا بلکہ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنی پر رکھتے تھے۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۱

المنہج ج ۳ ص ۱۳۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۱

مَسَحَ بِبِدْوَةِ الْيُنُسِيِّ الْعَبَّاسِيِّنَ جَمِيعاً ثُمَّ أَعَادَ الْيُنُسِيَّ فِي الْإِنَاءِ فَأَسَدَلَهَا عَلَى الْيُنُسِيِّ ثُمَّ مَسَحَ بِجَوَابِهَا ثُمَّ أَعَادَ
الْيُنُسِيَّ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا كَمَا صَنَعَتْ بِالْيُنُسِيِّ ثُمَّ مَسَحَ بِهَيْلَةٍ مَا بَقِيَ فِي يَدَيْهِ رَأْسَهُ وَرَجُلَيْهِ
لَمْ يُعْذِهُمَا فِي الْإِنَاءِ^١

(صحیح) ۱۔ ۱۷۱۔ مجھے خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی حیدر قمی نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے حسین بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر اور فضالہ سے، انہوں نے جمیل سے، اس نے زرارہ بن امین سے اور اس نے کہا کہ ہم سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کی حکایت بیان کرنے کے لئے پانی کا برتن منگوا یا پھر اپنے دائیں ہاتھ کو پانی میں ڈالا اور چلو بھر پانی لیا اور چہرے کے اوپر والے حصہ پر لے جا کر پانی چھوڑا پھر اپنے دائیں ہاتھ سے ہی چہرے کے دونوں اطراف کو مسح کیا پھر بائیں ہاتھ سے چلو بھر پانی لیا اور اسے دائیں بازو پر چھوڑ دیا پھر اس کے اطراف کو مسح کیا۔ پھر دوبارہ دائیں ہاتھ کو برتن والے پانی سے بھر اور اسے بائیں بازو پر ڈال کر ایسے کیا جیسے دائیں بازو کے ساتھ کیا تھا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں پر نیگی ہوئی تری سے اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کیا اور (مزید پانی لینے کیلئے) ہاتھوں کو پھر برتن میں نہیں ڈالا۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ صَفْوَانَ وَفَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ فَضِيلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ عَنِ النَّبِيِّ
قَالَ: وَطَأْتُ أَبَا جَعْفَرٍ بِبَجْنِيمٍ وَقَدْ بَالَ قَدْ أَوْثَقَهُ مَاءً فَاسْتَتَمْتُ ثُمَّ صَبَبْتُ عَلَيْهِ كَفًّا فَغَسَلْتُ بِهِ وَجْهَهُ وَكَفًّا لِقَلْبِهِ
بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْمَنِ وَكَفًّا لِقَلْبِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْسَرَ ثُمَّ مَسَحَ بِفَضْلِ الثَّدْيِ رَأْسَهُ وَرَجُلَيْهِ^٢

(صحیح) ۲۔ ۱۷۲۔ انہی مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان و فضالہ بن ایوب، از فضیل بن عثمان، از ابو سعید و الحداد، اور اس نے کہا میں نے جمع جمیل امام محمد باقر علیہ السلام کو وضو کرایا اور وہ یوں کہ پہلے آپ بول کر چکے تب میں نے انہیں پانی پہنچایا اور آپ نے استنجاء فرمایا پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر پانی ڈالا تو آپ نے اپنا چہرہ و صویا پھر ایک اور چلو سے اپنے دائیں بازو کو دھویا پھر ایک اور چلو سے اپنے بائیں بازو کو دھویا پھر اسی کی نیگی ہوئی تری سے اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح فرمایا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَيْسَى عَنْ مُعْتَبِرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَ أَيُّجُودَ لِلرُّجُلِ أَنْ يَسْمَعَ
قَدْ مَنِيَهُ بِفَضْلِ رَأْسِهِ فَقَالَ بِرَأْسِهِ لَا تَقْلُتُ أَبْنَاهُ جَدِيدٍ فَقَالَ بِرَأْسِهِ نَعَمْ^٣

(صحیح) ۳۔ ۱۷۳۔ لیکن جسے روایت کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے معمر بن خلاو سے کہ اس نے کہا میں نے حضرت ابو الحسن (امام کاظم) سے پوچھا: ”کیا آدمی کیلئے جائز ہے کہ اپنے سر کی اضافی تری سے اپنے دونوں پاؤں کا مسح کرے؟“ تو فرمایا: ”اپنے سر سے نہیں۔“ پھر میں نے پوچھا: ”کیا نئے پانی سے مسح کرے گا؟“ تو فرمایا: ”اپنے سر کا ہی ہاں۔“

^۱ کافی ج ۳ ص ۲۳، تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۸

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۲

^۳ جمع یعنی مشعر المرام اور یہ مکہ مکرمہ کے نزدیک ترین مقام ہے۔ نیز مصباح میں ہے کہ مزدلفہ کو جمع کہا گیا ہے۔

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَتَّابٍ وَعَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ مَسْحِ الرَّأْسِ قُلْتُ
أَمْسَحُ بِمَاءِ يَدِي مِنَ الشَّيْءِ وَأَسِي قُفَّانَ لِأَنَّ تَشْفِئَةَ يَدِكَ فِي الْمَاءِ تَمْسَحُ.¹

(صحیح) ۳-۱۷۴۔ نیز جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ہمارے اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر سے کہ اس نے کہا میں نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سر کے مسح کے بارے میں پوچھا: ”کیا اپنے ہاتھ میں لگی تری سے اپنے سر کا مسح
کروں؟“ تو فرمایا: ”نہیں بلکہ ہاتھ پانی میں ڈال کر پھر مسح کرو۔“

قَالُوهُ فِي هَذَيْنِ الْعَبْرَتَيْنِ أَنْ تَغْسِلَهُمَا عَلَى حَذَبٍ مِنَ الشَّقِيَّةِ لِأَنَّهَا مُوَافِقَانِ لِتَذَابِيبِ كَثِيرٍ مِنَ الْعَامَّةِ وَيَحْتَمِلُ
أَنْ يَكُونَ الْمِرَادُ بِهِمَا إِذَا جُعِلَتْ أَعْضَاءُ الظُّلْمَةِ بِتَطْرِيطٍ مِنْ جَهْتِهِ فَيَسْتَأْمَرُ أَنْ يُجَدَّ وَتَسْلَمُهَا فَيَأْخُذُ مَا جَدِيدًا
يَكُونُ الْأَخْذُ لَهَا أَخْذًا لِيَتَسَمَّحَ حَسَبَ مَا تَشَفَّئُهُ الْعَبْرَةُ الْأُولَى وَأَمَّا الْعَبْرَةُ الثَّانِيَةُ فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمِرَادُ بِقَوْلِهِ بَلَّ
تَشْفِئَةَ يَدِكَ فِي الْمَاءِ إِذَا أَرَادَ بِهِ الْمَاءَ الَّذِي يَجِي فِي لِحْيَتِهِ أَوْ حَاجِبِيَّتِهِ وَتَلَيَسَ فِيهِ أَنْ يَتَسَمَّحَ يَدًا فِي الْمَاءِ الَّذِي فِي
الْإِنْيَاءِ أَوْ غَيْرِهِ فَإِذَا اخْتَمِلَ ذَلِكَ لَمْ يُعَارِضْ مَا قَدَّمَ مَثَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ وَالَّذِي يَذُكُّ عَلَى الشَّوَابِلِ الَّذِي ذَكَرْنَا
مَّا.

تو ان دو حدیثوں کی صورت حال یہ ہے کہ دونوں کو ہم تفسیر پر محمول کریں گے۔ اس لیے کہ یہ حدیثیں اکثر عامہ (مطل سنت) کے
مذہب کے مطابق ہے۔ اور یہ پہلی حدیث کے مضمون کے لحاظ سے یہ احتمال بھی ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے مراد یہ ہو کہ جب مسح
کرنے میں کوتاہی کی وجہ سے اعضائے وضو خشک ہو جائیں تو پھر نئے سرے سے اعضا کو (وضو کی نیت سے) دھوئے تو ان کے لئے
نیا پانی استعمال کرے۔ گویا ان اعضا کیلئے پانی لینے کو مسح کیلئے پانی لینے کے مترادف سمجھا گیا ہے۔ البتہ دوسری حدیث میں یہ احتمال ہے
کہ ”بلکہ ہاتھ پانی میں ڈالو“ کے جملہ سے مراد وہ پانی لیا گیا ہو جو وضو کرنے والے کی داڑھی یا پردہ بچا ہوا ہو۔ کیونکہ اس حدیث میں
کہنئی ایسا نہیں آیا کہ وہ اپنا ہاتھ برتن وغیرہ میں موجود پانی میں ڈالے اور جب یہ احتمال پایا جاتا ہے تو یہ حدیث گزشتہ بیان کردہ
دیگر حدیثوں سے معارض اور مخالف نہیں رہے گی۔ اور ہماری اس مذکورہ تاویل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْوَشَّاءِ عَنْ خَلْفِ بْنِ حَتَّابٍ وَعَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْقَائِلِ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَتَسَمَّحُ رَأْسَهُ
وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ إِنْ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ بَلَّلٌ فَلْيَسْمَحْ بِهِ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ لِحْيَةٌ قَالَ يَسْمَحُ مِنْ حَاجِبِيَّتِهِ أَوْ مِنْ
أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ.²

(مرسل) ۵-۱۷۵۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے
موسى بن جعفر بن وهب سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے خلف بن حنظل سے اور اس نے حدیث بیان کرنے والے سے

¹ التمهيد للإمام بن أبي عمير ۶۲

² التمهيد للإمام بن أبي عمير ۶۲

اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی سر کا مسح کرنا بھول جاتا ہے اور اب وہ نماز کی حالت میں ہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اگر اس کی داڑھی میں تری باقی ہے تو اسی تری کے ذریعہ سے مسح کر لے۔“ تو میں نے پوچھا: ”اگر اس کی داڑھی ہی نہ ہو تو؟“ فرمایا: ”اپنے آبروؤں سے یا آنکھ کے پھولوں سے تری لے کر مسح کرے۔“

باب نمبر ۳۴: سر اور پاؤں کے مسح کی کیفیت

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَتِيرَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَسَحَ الرَّأْسَ عَلَى مَقْدَمِهِ.¹

(صحیح) ۱۷۶-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عمر بن ابی عمیر سے، اس نے ابوالیوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”سر کا مسح اس کے اگلے حصہ پر ہوتا ہے۔“

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ قَوْلُونِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ شَاذَانَ بْنِ الْغَلِيلِ اللَّيْثِيَّ بُوْرِي عَنْ مَعْمَرِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: يُجْزَى مِنْ مَسْحِ الرَّأْسِ مَنْوِعَةٌ ثَلَاثٌ أَصَابِعٌ وَكَذَلِكَ الرَّجُلُ.²

(مجموع) ۱۷۷-۲۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے اور کہا کہ مجھ سے بیان کیا ہے جعفر بن محمد بن قولویہ نے محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے چند بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے شاذان بن غلیل نیشابوری سے، اس نے معمر بن عمر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”سر کے مسح کیلئے تین انگلیوں جتنی جگہ ہی کافی ہے اور اسی طرح پاؤں کے مسح کیلئے بھی۔“

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَهْرَبَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَيْسَى عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَحَدِهِمَا عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ وَعَلَيْهِ الْعِمَامَةُ قَالَ يُؤَقِّمُ الْعِمَامَةَ بِقَدْرِ مَا يُؤَيِّدُ بِجِلِّ إِصْبَعَهُ فَيَنْسَحُ عَلَى مَقْدَمِ رَأْسِهِ.³

(مرسل) ۱۷۸-۳۔ اور مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے علی بن مہربان سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے

¹ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۵

² کافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۳

³ تہذیب الادب ج ۱ ص ۹۳

اپنے ایک بزرگ سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی وضو کر رہا ہو اور اس کے سر پر عمامہ ہو تو کیا کرے؟“۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اپنا عمامہ اتنی حد تک اوپر اٹھائے گا کہ اس میں انگلی جاسکے پھر اپنے سر کے اگلے حصے پر مسح کرے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعْتَدِ بْنِ إِسْتَيْبِ بْنِ بُزَيْعٍ عَنْ تَرْفِيفِ بْنِ نَاصِرٍ عَنْ
ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَسَحَّ
رَأْسَهُ مِنْ خَلْفِهِ وَتَلْبِئِهِ بِعِمَامَةٍ بِأُضْبُعِهِ أَيْخِرِهِ ذَلِكَ فَقَالَ نَعَمْ ۱

(مجمول) ۳-۱۷۹۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے، اس نے ترفیف بن ناصر سے، اس نے ثعلبہ بن ميمون سے، اس نے عبد اللہ بن یحییٰ سے، اس نے حسین بن عبد اللہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی کے سر پر عمامہ ہو اور وہ اپنی ایک انگلی سے سر کے پچھلے حصے سے مسح کرے تو کیا اس کا ایسا کرنا کافی ہے؟“۔ تو فرمایا: ”جی ہاں۔“

فَلَا يُنَالِي مَا قَدَّمَ مَنَاءُ مِنْ أَلْفٍ يُنْبِئِي أَنْ يَكُونَ السَّنْحُ بِمَقْدَرِ الرَّأْسِ لِأَنَّهُ لَيْسَ يَنْتَبِئُ أَنْ يُذْخِلَ الْإِنْسَانُ إِضْبُعَهُ
مِنْ خَلْفِهِ وَ مَدَّ ذَلِكَ فَيَتَسَحَّ بِهَا مَقْدَرُ الرَّأْسِ وَ يَخْتَبِلُ أَنْ يَكُونَ الْخَيْرُ خَيْرًا مِنْ مَخْرَجِ الشَّعْبَةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ
بَعْضِ الْعَامَّةِ.

تو یہ گزشتہ ان احادیث سے منافات اور اختلاف نہیں رکھتی جن میں کہا گیا ہے کہ سر کے اگلے حصے پر مسح کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس عمل میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے کہ انسان اپنے سر کے پچھلے حصے سے انگلی داخل کر کے بھی سر کے اگلے حصے پر مسح کرے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ حدیث تقیہ کی صورت میں بیان ہوئی ہو کیونکہ یہ عامہ (اہل سنت) کے بعض بچتیب کے نظریات کے مطابق ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَيْنِ بْنِ الْحَكِيمِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ
السَّنْحِ عَنِ الرَّأْسِ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عُنُقِي فِي قَفَا أَبِي يُبْرُ عَلَيْهِ يَدُهُ وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْوَضْوِ يُسَحُّ الرَّأْسُ مَقْدَرَهُ وَ
مُؤَخَّرَهُ فَقَالَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عُنُقِي فِي رُقْبَةِ أَبِي يَسَحُّ عَلَيْهِ ۲

(حسن) ۵-۱۸۰۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے علی بن حکم سے، اس نے حسین بن ابی العلاء سے اور اس نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سر پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”گویا میں اپنے والد محترم کی پشت (گردن) کی سلوٹ کو دیکھ رہا ہوں جس پر آپ اپنا ہاتھ پھیر رہے ہیں۔“ اور میں نے آپ سے وضو میں سر کے مسح کے اگلے

۱۔ تہذیب الادب ص ۹۳

۲۔ حسین بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن عباس بن عبد المطلب اور اس کا آدمی عبد اللہ بن یحییٰ کا بیٹا ہے۔

۳۔ تہذیب الادب ص ۹۳

اوپر پچھلے حصہ کے مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”گو یا میں اپنے والد محترم کے گردن کی سلوٹ اور جھری کو دیکھ رہا ہوں جس پر وہ مسح فرما رہے ہیں۔“

فَالْوُجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ مَا ذَكَرْنَا مِنْ أَحْيَا وَمِنْ حَنْدِهِ عَلَى الشَّقِيَّةِ لَا غَيْرُ

تو اس حدیث کی صورت حال وہی ہے جسے ہم نے ابھی ذکر کیا ہے کہ اسے صرف تقیہ پر ہی محمول کیا جاسکتا ہے۔

أَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَمْدٍ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فِي مَسْحِ الْقَدَمَيْنِ وَ مَسْحِ الرَّأْسِ فَقَالَ مَسْحُ الرَّأْسِ وَاحِدًا مِنْ مَقْدَمِ الرَّأْسِ وَ مُؤَخَّرًا وَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا^۱

(مرفوع) ۶-۱۸۱۔ بہر حال وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اور اس نے مرفوع طریقہ سے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پاؤں کے مسح اور سر کے مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”سر کے اگلے حصہ اور پچھلے حصہ کا مسح ایک ہی (بات) ہے اور پاؤں کے اوپری حصہ اور کموں کا مسح بھی۔“

فَالْوُجْهَ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَيْضًا الشَّقِيَّةُ لِأَنَّ فِي الْفَقْهَاءِ مَنْ يَقُولُ بِمَسْحِ الرَّجُلَيْنِ وَيَقُولُ مَسْحٌ ذَلِكَ بِاسْتِيعَابِ الْعُضْوِ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا وَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ ظَاهِرَهُمَا وَ بَاطِنَهُمَا أَعْنَى مُقْبِلًا وَ مُذْبِرًا عَلَى مَا بَيَّنَّا الْقَوْلَ فِيهِ

تو اس حدیث کی صورت حال بھی وہی تقیہ والی ہے اس لئے کہ بعض (اہل سنت) تقیہ اس بات کے قائل ہیں کہ پاؤں کا مسح تو کیا جائے لیکن وہ اس کے باوجود بھی پاؤں کے کھلے اوپری حصہ اور کموں کے مسح کے قائل ہیں۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ پاؤں کے ظاہری اور باطن سے مراد اپنی طرف یا باہر کی طرف مسح کرنا ہو جس طرح پہلے ہم نے اس بارے میں نظریہ بیان کیا ہے۔^۲

باب نمبر ۳۵: سر اور پاؤں کے مسح کی مقدار

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَمَةُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي حَمْدٍ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ فَقَالَ مَسْحُ الرَّأْسِ وَاحِدًا مِنْ مَقْدَمِ الرَّأْسِ وَ مُؤَخَّرًا وَ مَسْحُ الْقَدَمَيْنِ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا^۱

(صحیح) ۱-۱۸۲۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸۵

^۲ مطلب یہ ہے کہ انگلیوں سے بھری ہوئی جگہ تک یا پھر بھری ہوئی جگہ سے انگلیوں تک مسح کرنا ہو۔

^۳ کافی ج ۳ ص ۲۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن سعید اور اپنے والد محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زرارہ اور کبیر بن امین سے اور انہوں نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مسح کے بارے میں فرمایا: "جو توں پر مسح کر رہے ہو تو اپنا ہاتھ اس کے تسموں (بند) کے نیچے مت لے جاؤ اور اگر اپنے سر کے کچھ حصہ کا یا پاؤں کے کچھ حصہ کا بھری ہوئی جگہ سے اگلیوں کے سرے تک مسح کر دے تو بھی کافی ہے"۔^۱

عنه عن أبي القاسم جعفر بن محمد بن يعقوب عن محمد بن يعقوب عن أحمد بن محمد بن محمد بن شاذان بن العليل الثيسابوري عن يونس عن حماد عن الحسين قال: قلت لأبي عبد الله م رجل توطأ وهو مغمتم وتقل عليه نزع العمامة ليكأن اليتيم فقال يئذ من اضيعة.^۲

(مجمول) ۲- ۱۸۳- اس نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے شاذان بن ظہیل نیشابوری سے، اس نے یونس سے، اس نے حماد سے، اس نے حسین سے اور وہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی انسان اگر عمامہ پہنے ہوئے ہو اور سر کا مسح کرنا چاہتا ہو لیکن سخت ٹھنڈ کی وجہ سے عمامہ اتارنا اس کے لئے بھاری (اور مشکل) ہے تو کیا حکم ہے؟"۔ تو فرمایا: "اپنی انگلی داخل کر لے"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَاءِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ كَيْفَ هُوَ قَوْلَهُمْ كَفَهُ عَلَى الْأَصَابِعِ فَمَسَحَهَا إِلَى الْكُعْبَيْنِ إِلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا قَالَ بِمَا ضَبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِهِ أَلَا يَكْفِيهِ فَقَالَ لَا لَا يَكْفِيهِ.

(صحیح) ۳- ۱۸۳- البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے کہ اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "پاؤں کا مسح کیسے ہونا چاہیے؟"۔ تو آپ نے اپنی ہتھیلی کو پاؤں کی اگلیوں پر رکھا اور پاؤں کے اوپر بھری ہوئی جگہ تک مسح کیا۔ پھر میں نے پوچھا: "میں آپ کے قربان جاؤں تو کوئی اگر اس بات کا قائل ہو کہ دو اگلیوں سے بھی مسح ہو جاتا ہے تو کیا یہ کافی ہے؟"۔ تو آپ نے فرمایا: "یہ کافی نہیں ہے"۔

فَمَسَحُوا عَلَى الْفُضْلِ وَالْإِسْتِخْبَابِ دُونَ الْغَرَضِ وَالْإِيْجَابِ.

تو اسے فضیلت اور مستحب ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ واجب ہونے پر نہیں۔

^۱ یعنی مکمل سر اور مکمل پاؤں کا مسح نہیں ہے بلکہ مسح کا صرف نام صادق آئے کافی ہے۔ اور یہ قرآن مجید کی آیت میں لفظ "پرؤنکم" میں حرف ہا کی موجودگی کی وجہ سے ہے۔

^۲ کافی ج ۳ ص ۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

^۳ ظاہر ہے حسین بن علی کا قائل ہونے اور ثقہ ہے۔ اس کی ایک کتاب بھی ہے جس میں اس سے حماد بن عیسیٰ جینی روایت نقل کرتا ہے۔

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۵

^۵ سرور احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری

قَامَا مَا زَوَاةَ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ عَيْسَى عَنْ بَكْرِ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرَانَ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ
سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ فَاْمَسَحْتَ قَدَمَيْكَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَكَمَا أَقْوَمَ
يَدَاكَ عَلَى الْكَعْبِ وَضَرَبْتَ الْأُخْرَى عَلَى بَاطِنِ قَدَمَيْهِ ثُمَّ مَسَحْتَهُمَا إِلَى الْأَصَابِعِ.

(ضعیف) ۱۸۵-۳۔ لیکن وہ روایت جسے نقل کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے بکر بن صالح سے اس نے حسن بن محمد بن محمد
سے اس نے سماع مهران سے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”وضو میں جب پاؤں کا مسح کرنے لگو تو پاؤں کے
اوپر والے حصہ اور تلوے کا مسح کرو۔“ پھر فرمایا: ”اس طرح“۔ اور آپ نے اپنا ایک ہاتھ پاؤں کے ابھرے ہوئے حصہ پر رکھا
اور دوسرا ہاتھ تلوے پر مارتے ہوئے انگلیوں تک دونوں پاؤں کا ایسے مسح کیا۔

فَالْوَجْهَ فِي هَذَا الْمَذْهَبِ مَا ذَكَرْنَا فِي الْبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا مِنْ صَلَاتِهِ عَلَى الشَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِشَرْحِ بَعْضِ
الْعَامَّةِ مِنْ بَنِي الْمَسْخَرِ الَّذِينَ يَقُولُونَ بِاسْتِعَابِ الرَّجُلِ وَهُوَ خِلَافٌ لِلْحَقِّ عَلَى مَا يَتَّبِعُهُ وَالَّذِي يَتَّبِعُ
عَلَى مَا قَدَّمْنَا أَيْضًا.

تو اس روایت کی صورت حال وہی ہے کہ جسے ہم پچھلے باب میں بیان کر چکے ہیں کہ اسے تفسیر پر محمول کیا جائے گا کیونکہ یہ ہم
پاؤں کے مسح کے قائل بعض اہل سنت کے مذہب کے مطابق ہے۔ جبکہ یہ حق بات اور صحیح نظریہ کے برخلاف ہے جس کی ہم
وضاحت کر چکے ہیں نیز ہمارے بیانات پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے۔

مَا زَوَاةَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْقُضَلِيِّ بْنِ شَاذَانَ جَمِيعًا عَنْ
حَسَادِ بْنِ عَيْسَى عَنْ حَرِيْزِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ ع أَلَا تُخْبِرُنِي مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ وَ قُلْتَ إِنَّ الْمَسْحَ يَبْتَعْضُ
الرَّأْسَ وَ بَعْضُ الرَّجُلَيْنِ فَصَحَّحْتُ ثُمَّ قَالَ يَا زُرَّارَةَ قَالَهُ رَسُولُ اللَّهِ ص وَ نَزَلَ بِهِ الْكِتَابُ مِنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ يَقُولُ
فَاْمَسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ فَعَرَفْنَا أَنَّ الْوَجْهَ كَمَا يُنْبَغِي لَهُ أَنْ يَغْسِلَهُ ثُمَّ قَالَ وَ أَيْدِيكُمْ إِلَى التَّرَافِقِ ثُمَّ قَطَعَ بَيْنَ الْكَلَامَيْنِ
فَقَالَ وَ امْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ فَعَرَفْنَا حِينَ قَالَ بِرُءُوسِكُمْ أَنَّ الْمَسْحَ يَبْتَعْضُ الرَّأْسَ لِتَكُنِ الْيَدُ وَ وَصَلَ الرَّجُلَيْنِ
بِالرَّأْسِ كَمَا وَصَلَ الْيَدَيْنِ بِالْوَجْهِ فَقَالَ وَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ الْكَعْبَتَيْنِ فَعَرَفْنَا حِينَ وَصَلْتَهُمَا بِالرَّأْسِ أَنَّ الْمَسْحَ
يَبْتَعْضُهُمَا ثُمَّ سَمِعْتُ ذَلِكَ رَسُولِ اللَّهِ ص بِالْمَقَامِ فَضَيَعُوا ثُمَّ قَالَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَسَّبُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا
بِرُءُوسِكُمْ وَ أَيْدِيكُمْ مِنْهُ فَلَمَّا وَصَلَ الْوُضُوءُ عَنَّا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ أَثْبَتَ بَعْضُ الْعَشْرِ مَسْحًا بِأَيْدِيكُمْ ثُمَّ قَالَ بِرُءُوسِكُمْ وَ
أَيْدِيكُمْ مِنْهُ ثُمَّ وَصَلَ بِهَا وَ أَيْدِيكُمْ ثُمَّ قَالَ مِنْهُ أَمْنٌ مِنْ ذَلِكَ النَّيِّمِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ أَنَّ ذَلِكَ أَجْمَعٌ لَا يَخْتَرِي عَلَى الْوَجْهِ
لِأَنَّهُ يُغْلَقُ مِنْ ذَلِكَ الصَّعِيدِ بَعْضُ الْكَعْبِ وَ لَا يُغْلَقُ بِبَعْضِهَا ثُمَّ قَالَ مَا يَرِيدُ لِيَتَبَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الرَّجُلَيْنِ مِنْ حَرَّةٍ وَ
الْحَرَّاجِ الْقَيْسِيُّ.

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۵

^۲ کمال ج ۳ ص ۳۰۔ من الصحیح والفقیر ج ۱ ص ۲۱۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۳

(حسن کا صحیح) ۵-۱۸۶۔ جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے علی ابن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے اور محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے فضل بن شاذان سے، ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا: "میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ مجھے یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آپ کو کہاں سے معلوم ہوا اور آپ نے فرمایا کہ مسح سر کے کچھ حصہ پر اور پاؤں کے بھی کچھ حصہ پر کرنا چاہیے؟" پہلے تو آپ مسکرائے پھر فرمایا: "زرارہ! اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور اللہ کی طرف سے قرآن مجید بھی آپ پر ہی نازل ہوا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "فَأَسْبِغُوا وُجُوهَكُمْ" (اپنے چہرے کو دھوؤ) تو ہم سمجھ گئے کہ پورے چہرے کو دھونا ضروری ہے۔ پھر فرمایا: "وَأَيْدِيكُمْ إِلَى الْوَأَفِيقِ" (اور کھنٹیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھوؤ) پھر اپنے کلام کے دو حصوں میں فاصلہ ڈالتے ہوئے فرمایا: "وَأَمْسَحُوا بِرُؤْسِكُمْ" (اور اپنے سر کے کچھ حصہ کا مسح کرو) تو جب "بِرُؤْسِكُمْ" فرمایا تو ہم "باہ" کے وجود سے سمجھ گئے کہ مسح، سر کے کچھ حصہ کا کرنا ہے۔ پھر پاؤں کے تذکرہ کو سر کے مسح کے ساتھ ایسے ملا دیا جس طرح ہاتھوں کے ذکر کو چہرے کے ذکر سے ملا دیا تھا۔ تو فرمایا: "وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ" (اور اپنے پاؤں کے کچھ حصہ کا بھری ہوئی جگہ تک) پس جب اللہ نے دونوں پاؤں کے مسح کے ذکر کو سر کے مسح کے ساتھ ملا دیا تو ہم سمجھ گئے کہ پاؤں کے بھی کچھ حصہ کا مسح کرنا ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ نے بھی اسی طریقہ کار کو بطور سنت بیان فرمائے لیکن لوگوں نے اسے (چھوڑ کر) ضائع کر دیا۔ پھر اللہ نے فرمایا: "فَلَمَّ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَبُّوا صَبِيحًا فَامْسَحُوا بِرُؤْسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ" (پس اگر پانی تمہیں نہیں ملتا تو زمین کی پاک سطح سے تیمم کرتے ہوئے اپنے چہروں اور ہاتھوں کے کچھ حصہ کا مسح کرو)۔ پس جب اللہ نے پانی نہ رکھنے والے شخص کو وضو کی چھوٹ دی تو دھوئے جانے والے اعضاء کے بعض حصوں کے مسح کو لازمی قرار دیا۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا: "بِرُؤْسِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ" (اپنے چہروں اور ہاتھوں کے کچھ حصوں کو اس (زمین کی پاک سطح سے)، یعنی پھر اللہ نے چہرے کو ہاتھوں کے ساتھ ملا دیا پھر فرمایا: "مِنْهُ" یعنی اسی میں سے تیمم کرو کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ تیمم کا حکم سارا سارا چہرے پر جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ نئی ہتھیلی کے بعض حصوں پر تو چٹ جاتی ہے لیکن چہرے کے بعض حصوں پر نہیں چلتی۔ اسی لیے پھر فرمایا: "مَا يَرِيدُ لِيَتَّعَلَّ عَلَيْكُمْ فِي اللَّيْلِ مِنْ حَرِّهِ" (اللہ دین میں تمہارے اوپر کوئی حرج نہیں ڈالنا چاہتا) اور حرج سے مراد تنگی اور پریشانی ہے۔

۱ من المسخوف والغصير میں اس کے بعد یوں آیا ہے: "پس اللہ نے کھنٹیوں تک ہاتھوں کے ذکر کو چہرہ کو دھونے کے ساتھ ملا دیا ہے تو ہم سمجھ گئے کہ (چہرہ کو دھونے کی طرح) ہاتھوں کو بھی کھنٹیوں تک دھونا ضروری ہے۔ پھر اپنے کلام سے: "باقی اہل حق کی مہارت میں موجود ہے۔"

۲ مکمل آیت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُؤْسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ" (اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کھنٹیوں سمیت دھو لیا کرو نیز اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرو) ۶/۵

باب نمبر ۳۶: کیا سر کے ساتھ کانوں کا مسح بھی ضروری ہے؟ یا نہیں؟

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ ابْنِ فَضَالٍ عَنِ ابْنِ بَكَيْرٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مَ أَلْ أَنْسَأَ يَقُولُونَ إِنَّ بَطْنَ الْأَذُنَيْنِ مِنَ الْوَجْهِ وَفَهْرُهَا مِنَ الرَّأْسِ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِمَا غَسْلٌ وَلَا مَسْحٌ.^۱

(موتقن) ۱-۱۸۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ محمد بن اسماعیل نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن فضال سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زراره سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کان کا اندرونی حصہ چہرے کا حصہ ہے جبکہ بیرونی سر کا حصہ ہے؟“۔ تو آپ نے فرمایا ”کان کے دونوں حصوں کا دھونا اور مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔“

قَالَمَا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ مَ الْأَذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَإِذَا مَسَحْتَ رَأْسَ مَسَحْتَ أذُنَ قَالَ نَعَمْ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَبِي فِي عُنُقِهِ سُنَّتُهُ وَكَانَ يُخْفِي رَأْسَهُ إِذَا جَزَاهُ كَأَنِّي أَنْظُرُ وَالنَّهَاءُ يَنْتَحِدُ رُءُوسَ عُنُقِهِ.^۲

(صحیح) ۲-۱۸۸۔ البیت وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے یونس سے، اس نے علی بن ربیع سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا دونوں کان سر کا حصہ ہیں؟ فرمایا ”جی ہاں“۔ پھر پوچھا: ”تو جب میں اپنے سر کا مسح کروں تو ساتھ کانوں کا بھی مسح کروں؟“۔ تو فرمایا: ”بالکل! گویا میں اپنے والد کو دیکھ رہا ہوں ان کی گردن میں سلوت تھی اور جب وہ سر منڈواتے تھے تو سر کو ڈھانپ کر رکھتے تھے۔ اور (سر کے مسح کے وقت) میں دیکھتا تھا کہ پانی تیزی سے ان کی گردن پر نیچے کی طرف بہ نکلتا تھا۔“

فَتَحْمُولٌ عَلَى التَّحْقِيقِ لِأَنَّكَ مُوَافِقٌ لِمَذَاهِبِ الْعَامَّةِ وَ مُتَابِعٌ لِمَذَاهِبِ الْعَرَفَاءِ عَنِ مَا يَتَّبَعُونَ فِي كِتَابِ تَهْدِيبِ الْأَخْبَارِ.

تو یہ روایت تھیہ پر محمول ہوگی کیونکہ جس طرح ہم نے تہذیب الاحکام میں بھی بیان کیا ہے یہ اہل سنت کے مذہب کے موافق اور قرآن مجید کے ظواہر کے برخلاف ہے۔

^۱ کافی ج ۳ ص ۲۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۵۸

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۵

باب نمبر ۳: پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَبُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ وَ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَبِيعاً عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَصَّالَةَ عَنْ حَمَادِ بْنِ عُسْتَانَ عَنْ سَالِمٍ وَ غَالِبِ بْنِ هَدْبَلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ النَّسِجِ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فَقَالَ هُوَ الَّذِي تَوَكَّلَ بِهِ جَدِّي بَيْتِلَ م.^۱

(مجمول) ۱۔ ۱۸۹۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان اور محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، ان سب نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے سالم اور غالب بن ہذیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پاؤں پر مسح کرنے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہی حکم ہے جسے جبرائیل لے کر نازل ہوئے تھے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ النَّسِجِ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فَقَالَ لَا بَأْسَ.^۲

(صحیح) ۲۔ ۱۹۰۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان، از علاء، از محمد^۳ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پاؤں کے مسح کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَبُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ وَسْطِكِينَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع يَا أَيُّهَا الرَّجُلُ سِتْرٌ وَ سِتْرُونَ سِتَّةَ مَاقِبِلِ اللَّهِ مِنْهُ صَلَاةٌ قُلْتُ وَ كَيْفَ ذَلِكَ قَالَ إِذْ تَغْتَسِلُ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِسِنْجِهِ.^۴

(مجمول) ۳۔ ۱۹۱۔ مجھے بتایا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے حکم بن مسکین سے، اس نے محمد بن سہل^۵ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”کوئی ساٹھ، ستر سال کا ہو جاتا ہے مگر اللہ اس کی کوئی نماز قبول نہیں کرتا۔“ راوی کہتا ہے میں نے پوچھا: ”وہ کیسے؟“۔ فرمایا: ”اس لئے کہ جس چیز کا اللہ نے مسح کرنے کا حکم دیا ہے وہ اسے دھو تا رہا ہے۔“

وَأَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ أَحْمَدَ

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶۶

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶۷

^۳ محمد بن مسلم ثقفی

^۴ کوئی ج ۳ ص ۳۱۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶۸

^۵ کوئی اور تہذیب الادکام میں ”محمد بن مروان“ ہے۔

بن مَحْبُوبٍ عَنْ أَبِي هَتَامَةَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَنِ عِرْقِ بْنِ مَسْعُودٍ الْقُرَيْبِيِّ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ التَّمَسُّحُ وَ الْعَسَلُ فِي الْوُضُوءِ
بِلِثْمِ طَيْفٍ.¹

(صحیح) ۱۹۲-۳۔ اور مجھے حدیث نقل کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابو ہمام سے اور اس نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قرآن مجید میں بیان ہونے والے نماز کے وضو کے طریقہ کار کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ”وہ (پاؤں کا) مسح کرنا ہے۔ وضو میں (پاؤں کا) وضو صرف صفائی کیلئے ہوتا ہے۔“²

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَتَّابٍ عَنْ حَرَبِيٍّ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ قَالَ لِي لَوْ أَنَّكَ تَوَضَّأْتَ فَجَعَلْتَ مَسْحَ الرَّجُلِ غَسْلًا لَمْ أَطْمَئِنَّا أَمَّا ذَلِكَ مِنَ الْغُرُوضِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ بِوُضُوءٍ ثُمَّ قَالَ ابْتَدَأَ بِالتَّمَسُّحِ عَلَى الرَّجُلَيْنِ فَإِنَّ بَدَأَ الْكَفَّاءَ فَغَسَلَتْهُ فَأَمْسَحَ بَعْدَهَا لِيَكُونَ آخِرَ ذَلِكَ التَّمَسُّحُ وَضُ.³

(صحیح) ۱۹۳-۵۔ حسن بن سعید از حماد، از حرز، از زراره اور اس نے کہا کہ امام⁴ نے مجھ سے فرمایا: ”اگر تم نے وضو کیا اور پاؤں کے مسح کی جگہ تم نے اسے وضو یا اور دل میں یہ بات رکھی کہ یہ عمل فرض کیا گیا ہے تو یہ وضو نہیں ہوگا (بلکہ باطل ہو جائے گا۔ از ترجمہ) پھر فرمایا: ”دونوں پاؤں پر مسح سے ابتدا کیا کرو لیکن اگر دھونے کا خیال آگیا اور پاؤں کو دھو بھی دیا تو پاؤں کا مسح اس کے بعد کیا کرو تاکہ فرض کیے گئے امور میں سب سے آخری یہی ہو۔“⁵

فَأَمَّا صَارَ زُرَّارَةَ مُحْتَبُذًا بِنُحَيْبِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّمَسُّحِ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَتَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ عِرْقِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ الْوُضُوءَ كَلِمَةٌ إِلَّا رَجُلِيهِ ثُمَّ يَخْوُضُ التَّمَسُّحَ بِيَمَانِهِ خَوْضًا قَالَ أَجْزَأُ ذَلِكَ.⁶

(موثق) ۱۹۴-۶۔ لیکن وہ روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسین بن علی بن فضال سے، اس نے محمد بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عتار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی پاؤں کے مسح کے علاوہ باقی وضو مکمل کرتا ہے پھر اپنے دونوں پاؤں کو پانی میں ایک مرتبہ اچھی طرح ڈبو دیتا ہے

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۷

² یعنی مسح کرنے کے بعد اپنے پاؤں کو صفائی کیلئے دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس میں قصد قربت کی بھی شرط نہیں ہے۔

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۸

⁴ مراد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہیں۔

⁵ یعنی اگر کہیں تمہیں تہیہ کرنا ہی جائے تو پہلے پاؤں کا مسح کر لو تاکہ تمہارا وضو مکمل ہو جائے پھر اپنے پاؤں کو دھو لے اس لئے کہ اگر پہلے پاؤں کو دھو لے تو پھر مسح کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ لیکن اگر سخت تہیہ کی وجہ سے تمہیں پہلے پاؤں کو دھونے ہی جائیں اور تم مسح کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر پاؤں کو دھو لینے کے بعد مسح کا فرض انجام دونا کہ تم اپنے اس عمل کے آخر میں فریضہ کا آخری حصہ (مسح) انجام دینے والے ہو۔

⁶ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۶۹

فَهَذَا الْعَبْرُ مَحْمُولٌ عَلَى حَالِ التَّحْقِيقِ فَأَمَّا مَتَى الْإِخْتِيَارِ فَلَا يُجِبُ إِلَّا التَّمَسُّحُ عَلَيْهِمَا عَلَى مَا نَبَّأَهُ.
تو یہ روایت تفسیر کی حالت پر محمول ہوگی لیکن اختیاری صورت میں پاؤں پر صرف مسح ہی جائز ہے جس طرح ہم نے وضاحت کر دی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ أَيُّوبَ بْنِ نُجَيْمٍ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ عَ أَسْأَلُهُ عَنِ التَّمَسُّحِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ الْوُضُوءُ بِالتَّمَسُّحِ وَلَا يُجِبُ فِيهِ إِلَّا ذَلِكَ وَمَنْ غَسَلَ فَلَا يَأْسُ.
(صحیح) ۱۹۵-۷۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے ایوب بن نوح سے اور اس نے کہا: ”میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں پاؤں پر مسح کرنے کے متعلق سوال لکھا تو فرمایا: ”وضو مسح کے ساتھ ہی ہے اور اس میں (پاؤں کے) مسح کے علاوہ کچھ واجب نہیں ہے (صرف پاؤں کا مسح ہی واجب ہے)۔ البتہ جو شخص دھولے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔“

قَوْلُهُ مَ وَمَنْ غَسَلَ فَلَا يَأْسُ مَحْمُولٌ عَلَى التَّنْظِيفِ لِأَنَّهُ قَدْ ذَكَرَ قَبْلَ ذَلِكَ فَقَالَ الْوُضُوءُ بِالتَّمَسُّحِ وَلَا يُجِبُ فِيهِ إِلَّا ذَلِكَ فَذَلِكَ كَانَ الْغَسْلُ أَيْضاً مِنَ الْوُضُوءِ لَكَانَ وَاجِباً وَقَدْ فَضَّلَ ذَلِكَ فِي رِوَايَةِ أَبِي هَنَابَةَ الْبَقِي قَدْ مَنَّاهَا حَيْثُ قَالَ فِي وَضُوءِ الْقَرِيبَةِ فِي كِتَابِ اللَّهِ التَّمَسُّحُ وَالْغَسْلُ فِي الْوُضُوءِ لِلتَّنْظِيفِ.

تو اس میں آپ کا یہ فرمان: ”جو شخص دھولے تو بھی کوئی حرج نہیں“ صفائی سحرانی پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ آپ نے ہی اس سے پہلے ذکر فرمایا تھا کہ وضو مسح کے ساتھ ہی ہے اور اس میں (پاؤں کے) مسح کے علاوہ کچھ واجب نہیں۔ تو اگر (پاؤں کا) دھونا بھی وضو کا حصہ ہوتا تو وہ بھی واجب ہوتا۔ اور گزشتہ بیان کی گئی ابوہام والی حدیث میں امام نے اس کو تفصیل کے ساتھ علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا تھا جہاں آپ نے فرمایا تھا کہ: ”وضو کے بارے میں قرآن مجید میں اللہ کا حکم کر دہ فرضہ مسح ہی ہے اور وضو میں پاؤں کا دھونا صرف صفائی کیلئے ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الشَّافِعِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُثَنَّبِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ حَالِبٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ آبَائِهِ عَنْ عَلِيِّ ع قَالَ: جَلَسْتُ أَتَوَضَّأُ فَأَقْبَلَ رَسُولَ اللَّهِ ص جِئْتُ ابْتِدَأْتُ فِي الْوُضُوءِ فَقَالَ لِي تَمَسَّحْ وَاسْتَشْبِقْ وَاسْتَنْتِ ثُمَّ غَسَلْتُ ثَلَاثًا فَقَالَ قَدْ يُجِزِيكَ مِنْ ذَلِكَ التَّوَضُّؤُ وَرَأَعْتَ وَمَسَّحْتَ بِرَأْسَيْكَ مَرَّتَيْنِ فَقَالَ قَدْ يُجِزِيكَ مِنْ ذَلِكَ التَّوَضُّؤُ وَغَسَلْتُ قَدَمَيْكَ فَقَالَ لِي يَا عَلِيُّ حَيْلُ بَيْنَ الْأَصَابِعِ لَا تُغْلَلُ بِالسَّارِ.^۱

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶۵۷

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶۵۷

(موثق) ۸-۱۹۶۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن حسن الصفار نے عبید اللہ بن منبہ^۱ سے، اس نے حسین بن علوان سے، اس نے عمرو بن خالد سے، اس نے زید بن علی سے اور اس نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعہ سے حضرت امام علی علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”میں وضو کرنے کیلئے بیٹھا تو رسول کریم ﷺ تشریف لائے جبکہ میں وضو شروع کر رہا تھا۔ اور آپ نے مجھ سے فرمایا: ”کلی کرو، ناک میں پانی ڈالو اور مسواک کرو“ پھر جب میں نے تین مرتبہ (چہرہ) دھویا تو فرمایا: ”یہ دو مرتبہ ہی کافی ہے“ پھر میں نے دو مرتبہ اپنے بازوؤں کو دھویا اور دو مرتبہ سر کا مسح کیا تو فرمایا: ”یہ ایک مرتبہ ہی کافی ہے“۔ پھر جب میں نے اپنے دونوں پاؤں دھوئے تو فرمایا: ”علی! انگلیوں کے نیچے میں بھی پانی پہنچاؤ۔“ نیچے میں آگ مت رہنے دو۔“

فَهَذَا أَخْبَرَنَا مُوَافِقٌ لِلْعَامَّةِ وَقَدْ رُوِيَ عَنْهُ الشَّيْخُ الْأَبِي الْقَاسِمِ الْأَنْبَلِيُّ الَّذِي لَا يَتَّخِذُ فِيهِ الشُّكَّ مِنْ مَذَاهِبِ أَيْتِمَانِ
الْقَوْلِ بِالنَّسِخِ عَنِ الرَّجُلَيْنِ وَذَلِكَ أَشْهُرُ مِنْ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ شَكٌّ أَوْ اِرْتِبَابٌ بَيِّنٌ ذَلِكَ أَنَّ رُؤَاةَ هَذَا أَخْبَرَنَا كَلِمَةً
عَامَّةً وَرِجَالٌ زَوِيدَةٌ وَمَا يَخْتَصِمُونَ بِرُؤَايَتِهِ لَا يُغْتَمَلُ بِهِ عَلَى مَا بَيَّنَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ.

تو یہ حدیث مذہب اہل سنت کے موافق ہے اور تفسیر کے مقام پر بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام کا مذہب اور فرمان دونوں پاؤں پر مسح کرنے کا ہے۔ اور یہ بات اتنی زیادہ مشہور ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بات بھی واضح ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی اہل سنت اور زید یہ کے افراد ہیں اور دیگر کئی مقامات پر واضح کر دیا گیا ہے کہ جس حدیث میں یہ افراد مخصوص ہوں وہ ناقابل عمل ہے (اس حدیث پر عمل نہیں کیا جائے گا)۔

باب نمبر ۳۸: کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْهُمَا قَالَا هُمَا مِنَ الشُّكِّ فَإِنْ نَسِيتَهُمَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ إِعَادَةٌ^۲.

(موثق) ۱-۱۹۷۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ”یہ دونوں سنت ہیں پس اگر تم ان دونوں کو بھول جاؤ تو تم پر دو بارہ انجام دینا لازمی نہیں ہے۔“

^۱ بعض نسخوں میں عبید اللہ بن منبہ ہے جبکہ یہ دونوں غلط ہیں اور صحیح منبہ بن عبد اللہ ہے اور وہ ابو الجوزاء حمیمی ہے۔ اور اس سلسلہ سند کا تخریج منہ لایعجزہ والفقیر کے مشیرین ۵۳۵ میں ہوا ہے۔ وہاں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ منبہ بن عبد اللہ کی روایت کردہ احادیث اکثر اہل سنت کے موافق ہوتی ہیں مگر اس کے باوجود نجاشی نے اسے موثق قرار دیا ہے۔ جبکہ حسین بن علوان عامی المذہب ہے اس کی ایک کتاب بھی ہے اور منبہ بن عبد اللہ نے اسی سے روایت نقل کی ہے۔

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۸۱

^۳ مراد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

^۴ یعنی کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَعْيَنَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَمَّنْ تَوَضَّأَ
وَتَوَضَّأَ الْتَطَهُّرَةَ وَالْإِسْتِثْسَاءَ ثُمَّ ذَكَرَ بَعْدَ مَا دَخَلَ فِي صَلَاتِهِ قَالَ لَا يَأْسُ.¹

(مجموع) ۲-۱۹۸۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از عثمان بن عیسیٰ، از ابن مسکان، از مالک بن اعین اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی شخص وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھول جائے پھر نماز شروع کرنے بعد اسے یاد
آئے تو کیا حکم ہے؟“۔ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُنَيْبٍ عَنْ جَبْرِ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: التَّطَهُّرَةُ وَ
الْإِسْتِثْسَاءُ لَيْسَا مِنَ الْوُضُوءِ.²

(صحیح) ۳-۱۹۹۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید از ابن ابی عمیر، از جمیل، از زرارة، از حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور آپ نے
فرمایا: ”کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کا حصہ نہیں ہیں۔“

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ رَجِمَهُ اللَّهُ مَعْفَى قَوْلِهِمْ لَيْسَا مِنَ الْوُضُوءِ أَيْ لَيْسَا مِنَ فَرَائِضِ الْوُضُوءِ وَإِنْ كَانَا مِنَ
سُنَنِهِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ الْعَبْرَةُ الْأُولَى الَّتِي رَوَيْتُهَا عَنْ سَمَاعَةَ وَيُؤَكِّدُ ذَلِكَ أَيْضاً

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی نے کہا کہ امام کے فرمان ”وضو کا حصہ نہیں ہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ وہ وضو کے واجبات میں سے
نہیں ہے اگرچہ یہ وضو کے مستحبات میں ہے اور ہماری اس بات پر دلیل وہ پہلی روایت ہے جسے ہم نے سماع کے ذریعے سے روایت کی
ہے۔ اور اس کی تاکید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَجِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى عَنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَنَّادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَمَّنْ تَوَضَّأَ فَتَنَا
مِنَ الْوُضُوءِ فَإِنْ نَسِيتَهُمَا فَلَا تُعَدُّ.³

(صحیح) ۴-۲۰۰۔ جسے مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن ادريس سے، اس
نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حنادة سے، اس نے شعيب سے، اس نے ابو بصیر⁴ سے اور اس نے
کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان دونوں (کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا) کے اعمال کے بارے میں پوچھا
تو فرمایا: ”وہ وضو کا حصہ ہیں لیکن اگر تم بھول جاؤ تو دوبارہ مت کرو۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَزْرَةَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زُرَّارَةَ

¹ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۱

² تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۱

³ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۱

⁴ یعنی سلمہ بن یزید، ابو کاہنہ بن عیسیٰ سے، اس نے شعيب مرقوفی (ثقفی) سے، اس نے ابو بصیر عیسیٰ بن قاسم سے۔

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: لَيْسَ التَّضَيُّعُ وَالِاسْتِشْقَاقُ فَرِيضَةً وَلَا سُنَّةً إِثْنَا عَشَرَ أَنْ تَغْسِلَ مَا ظَهَرَ^١

(مجمول) ۵-۲۰۱۔ لیکن وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن معروف سے، اس نے قاسم بن عروہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارة سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”کلی کرنا اور ناک میں پانی چاھنا واجب ہے اور نہ ہی سنت ہے تمہارے اوپر صرف ان کے باہر والے حصہ کو دھونا واجب ہے۔“

فَالرَّجْعَةُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَتَاهُمَا لَيْسَا مِنَ السُّنَّةِ الَّتِي لَا يَجُوزُ تَرْكُهَا قَائِمًا أَنْ يَكُونَ فِعْلُهُمَا بِذَعَةِ فَلَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ یہ دو اعمال ایسے سنت نہیں ہیں کہ جن کا چھوڑنا جائز نہ ہو، لیکن ان کا انجام دینا بدعت ہی ہو تو ایسا نہیں ہے۔ اور اس بات پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الشَّيْخُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ

الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: التَّضَيُّعُ وَالِاسْتِشْقَاقُ مِمَّا سَنَّ رَسُولُ اللَّهِ

ص.

(مجمول) ۶-۲۰۲۔ جسے نقل کیا ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن عروہ سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”کلی کرنا اور ناک میں پانی چاھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔“

باب نمبر ۳۹: وضو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبَانِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ جَيْسَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ

عَلِيِّ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْعَيْصِيِّ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ ذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ تَعَالَى عَلَى وَجْهِهِ

فَكَأَنَّمَا فَتَسَّلَّ^٢

(موقوف کا صحیح) ۱-۲۰۳۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے عیسیٰ بن قاسم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جس نے وضو کے وقت اللہ کا نام لیا تو گویا اس نے غسل کر لیا۔“

وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ

^١ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۴

^٢ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۴

^٣ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۸۰

عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا سَتَيْتَ فِي الْوُضُوءِ طَهَّرَ جَسَدَكَ كَلِمَةً وَإِذَا لَمْ تَسْتَمِ لَمْ يَنْظُرْ مِنْ جَسَدِكَ إِلَّا مَا مَرَّ عَلَيْهِ الْمَاءُ.^۱

(صحیح) ۲-۲۰۳۔ اور مجھے حدیث بیان کی شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین ابن حسن بن ابان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "اگر تم وضو کی حالت میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو گے تو تمہارا پورا جسم پاک ہو جائے گا اور اگر تم بسم اللہ نہیں پڑھو گے تو تمہارا پورا جسم پاک نہیں ہوگا بلکہ وہی حصہ پاک ہوگا جس پر سے پانی گزرا ہوگا۔"

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُعْتَبِرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ دَاوُدَ الْعَيْنِيِّ مَوْلَى أَبِي النُّغْرَاءِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَنْ تَوَضَّأَ فَقَدْ كَرَّمَ اللَّهُ طَهْرًا جَبِيًّا جَسَدِهِ وَمَنْ لَمْ يُسْتَمِ لَمْ يَنْظُرْ مِنْ جَسَدِهِ إِلَّا مَا أَصَابَهُ الْمَاءُ.^۲

(بجول) ۳-۲۰۵۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن حسن بن ولید از احمد بن محمد، از علی بن حکم، از داؤد العینیی مولیٰ ابو المعز، از ابو بصیر اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اے ابو محمد! جو شخص وضو کرے اور اللہ کے نام لے تو اس کا پورا بدن پاک ہو جائے گا اور جو نام نہیں لے گا تو اس کے بدن کا صرف وہی حصہ پاک ہوگا جسے پانی لگا ہو۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ وَصَلَّى فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ع أَيْدِي صَلَاتِكَ وَوُضُوءُكَ فَقَعَلَ وَتَوَضَّأَ وَصَلَّى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ع أَيْدِي وَوُضُوءُكَ وَصَلَاتِكَ فَقَعَلَ وَتَوَضَّأَ وَصَلَّى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ع أَيْدِي وَوُضُوءُكَ وَصَلَاتِكَ فَآلَى أُمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ع فَشَكَاَ ذَلِكَ إِلَيْهِ فَقَالَ هَلْ سَتَيْتَ حِينَ تَوَضَّأْتَ قَالَ لَا قَالَ سَمِعْتُ عَلَى وَوُضُوءِكَ فَسَمَى وَصَلَّى فَآلَى النَّبِيُّ ع مِنْ قَلَمٍ يَأْمُرُ أَنْ يُعِيدَهُ.^۳

(صحیح) ۲-۲۰۶۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے اپنے کسی بزرگ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "ایک آدمی نے وضو کر کے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اپنی نماز دوبارہ پڑھو اور وضو دوبارہ کرو تو اس نے بھی تعمیل کرتے ہوئے دوبارہ وضو کیا اور دوبارہ نماز پڑھی پھر بھی نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ اپنے وضو اور نماز کو دوبارہ انجام دو، تب امیر المؤمنین علیہ السلام وہاں تشریف لائے اور اس آدمی نے اس بات کا شکوہ حضرت علی علیہ السلام سے کیا تو امام نے اس سے فرمایا: "کیا تم نے وضو کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی تھی؟" اس نے کہا: "نہیں۔" تو امام علیہ السلام فرمایا: "وضو کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھو" تو اس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا اور نماز پڑھی۔ تو پھر جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو اسے دوبارہ بجالانے کا حکم نہیں دیا۔"

^۱ تصنیف الاحکام ص ۳۷۷

^۲ تصنیف الاحکام ص ۳۸۱

^۳ تصنیف الاحکام ص ۳۸۰

قَالُوهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ تُغْبَلَ الشَّيْبَةُ فِيهِ عَلَى النَّبِيِّ الَّتِي ثَبَتَ وَجُوبُهَا قَامًا مَا عَدَاهَا مِنَ الْأَلْفَاظِ قَالُوا هِيَ
مُسْتَعْتَبَةٌ دُونَ أَنْ تَكُونَ وَاجِبَةً فَرَضًا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ قَوْلُهُ عَنِ الْعَرَبِيِّينَ الْأَوَّلِينَ إِنَّ مَنْ لَمْ يُسْتَمِ طَهْرًا مِنْ جَسَدِهِ
مَا مَرَّ عَلَيْهِ النَّبَاءُ فَلَوْ كَانَتْ فَرَضًا لَكَانَ مَنْ تَرَكَهَا لَمْ يَنْظُرْ شَوْهًا مِنْ جَسَدِهِ وَعَلَى حَالٍ لِأَنَّهُ لَا يَكُونُ قَدْ تَطَهَّرَ.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ اس میں بسم اللہ پڑھنے سے نیت کرنا مراد لیا جائے گا جس کا واجب ہونا ثابت ہے، لیکن اس نیت کے علاوہ باقی الفاظ صرف مستحب ہیں فرض اور واجب نہیں ہیں۔ اور اس وضاحت پر معصوم علیہ السلام کا گزشتہ دو حدیثوں میں یہ فرمان بھی دلالت کرتا ہے جس میں فرمایا کہ جس نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھی اس کے جسم اور بدن کا صرف وہی حصہ پاک ہوگا جس پر سے پانی گزرا ہے پس اگر یہ فرض ہوتا تو جو بھی اسے ترک کرتا اس کے جسم کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں پاک نہ ہوتا کیونکہ اس نے پاک کرنے والی شرط اور واجب کو انجام ہی نہیں دیا۔

باب نمبر ۴۰: چہرہ دھونے میں پانی کے استعمال کی کیفیت

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عُثَيْبٍ أَنَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُعَاوِيَةَ
بْنِ حَكِيمٍ عَنِ ابْنِ السُّعَيْتِرِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ فَلْيَتَضَعْهُ وَجْهَهُ بِالنَّاءِ فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ
شَاغِرًا فَرِيحًا وَاسْتَيْقَظَ وَإِنْ كَانَ بَرْدًا فَرِيحًا وَلَمْ يَجِدِ الْبَرْدَ.

(مرسل) ۱۔ ۲۰۷۔ مجھ سے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے معاویہ بن حکم سے، اس نے ابن مغیرہ سے، اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”آدمی جب وضو کر لے تو اپنے چہرے پر چلو بھر کر پانی مارے کیونکہ اگر اس پر غنودگی ہوگی تو وہ بڑبڑا کر جاگ اٹھے گا اور اگر وہ ٹھنڈک محسوس کر رہا ہوگا تب بھی اسے گھبراہٹ ہوگی اور پھر ٹھنڈک محسوس نہیں کرے گا۔“

قَامًا مَا زَادَ مُخْتَلِفًا مِنْ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ السُّعَيْتِرِ عَنِ الشُّكُونِيِّ عَنْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ص لَا تَطْرِبُوا وُجُوهَكُمْ بِالنَّاءِ إِذَا تَوَضَّأْتُمْ وَلَكِنْ شَاوُوا النَّاءَ شَاوًا.

(ضعیف) ۲۔ ۲۰۸۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے اپنے باپ سے، اس نے ابن مغیرہ سے، اس نے سکونی سے اور اس حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ وضو کرتے وقت اپنے چہرے پر پانی مت مارو بلکہ آہستہ آہستہ پانی چکاو۔“

قَالُوهُ فِي الْجَدِيمِ بَيْنَهُمَا أَنْ تُغْبَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى التَّدْبِ وَالِاسْتِغْسَاءِ وَالْإِسْتِغْسَاءُ عَلَى الْجَوَائِزِ وَالْإِنْسَانُ مُخْتَلِفٌ فِي

^۱ من الاستغناء والفقير ج ۱ ص ۱۰۶۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۷۹

^۲ کافی ج ۳ ص ۲۸۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۸۰

توان دو حدیثوں کو اس صورت میں یکجا کیا جاسکتا ہے کہ ان میں سے پہلی کو مستحب پر محمول کریں اور دوسری کو جائز ہونے پر محمول کریں اور انسان کو ان دونوں پر عمل کرنے میں اختیار حاصل ہو۔

باب نمبر ۴۱: افعال وضو کی تعداد

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي هَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ وَفَصَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنْ فَضِيلِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ الْخَدَّاءِ قَالَ: وَسَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع بَحْنِمٍ وَقَدْ بَالَ قَنَاوَلْتُهُ مَاءً فَأَسْتَنْجَى ثُمَّ أَخَذَ كَفًّا فَغَسَلَ بِهِ وَجْهَهُ. وَكَفًّا غَسَلَ بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْمَنَ وَكَفًّا غَسَلَ بِهِ ذِرَاعَهُ الْأَيْمَنَ ثُمَّ مَسَحَ بِفَضْلَةِ الشَّامِيِّ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ.

(صحیح) ۱-۲۰۹۔ مجھے حدیث بتائی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان اور فضالہ بن ایوب سے، انہوں نے فضیل بن عثمان سے، اس نے ابو عبیدہ خدواء سے اور اس نے کہا: ”میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو جمع کے مقام کے مکمل وضو کرایا وہ (اس طرح کہ) پہلے ریت اٹھاؤ گئے تھے تو میں نے ان تک پانی پہنچایا تھا جس سے انہوں نے طہارت فرمائی تھی، پھر ایک ہتھیلی میں پانی لیا اور اس نے اپنے چہرے کو دھویا پھر ایک چلو پانی لیا اور اس سے اپنے دائیں بازو کو دھویا پھر ایک چلو سے اپنے بائیں بازو کو دھویا پھر اسی ہتھیلی ہوئی تری سے اپنے سر اور اپنے دونوں پاؤں کا مسح کیا۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَصَالَةَ وَحَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي الْبَغِيَةِ عَنْ مَيْسَرَةَ قَالَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْوُضُوءُ وَاحِدَةٌ وَاحِدَةٌ وَوَصَفَ الْكَعْبَ فِي ظَهْرِ الْقَدَمِ.

(صحیح) ۲-۲۱۰۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از فضالہ، از حماد بن عثمان از علی بن ابو مضرہ، از ميسره، کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”وضو، ایک ایک مرتبہ (دھونا) ہوتا ہے۔“ اور آپ نے کعب سے پاؤں کے اوپر والی ابھری ہوئی جگہ مراد لی۔

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَغَيْرِهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ رَبَاطٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ عْتَابٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ

۱ تہذیب الاحکام ص ۱۴۲

۲ ميسره بن عبد العزيز قمی ثقہ ہے۔

۳ تہذیب الاحکام ص ۱۴۱

لِبَشَلَاةٍ فَقَالَ مَرَّةً مَرَّةً^۱.

(ضعیف) ۳-۲۱۱۔ اور مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن حسن وغیرہ سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے ابن رباط سے، اس نے یونس بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نماز کیلئے وضو کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”ایک ایک مرتبہ ہے۔“
وَبِهَذَا إِشْنَادٌ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعَاوِيَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهُ رَأْسُ اللَّهِ مِنَ الْأَمْرَةِ مَرَّةً^۲.

(ضعیف) ۳-۲۱۲۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از سہل بن زیاد، از احمد بن محمد، از عبد الکریم اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ بھی وضو کے افعال صرف ایک ایک مرتبہ انجام دیتے تھے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَبَّادٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ وَهَبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ مَشَقِي مَشَقِي.

(صحیح) ۵-۲۱۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حباد سے، اس نے معاویہ بن وہب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے بارے میں پوچھا تو آپ نے تو فرمایا: ”دو دو مرتبہ ہے۔“

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْوُضُوءُ مَشَقِي مَشَقِي^۳.

(صحیح) ۶-۲۱۴۔ نیز جسے روایت کی ہے احمد بن محمد نے صفوان سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”وضو دو دو مرتبہ (دو ہونہ۔ مترجم) ہے۔“

فَالْوُضُوءُ فِي هَذَيْنِ النَّهْيَيْنِ أَنْ تَحِيلَهُمَا عَلَى الشُّبُهَةِ لِأَنَّهَا لَا جِلَافَ بَيْنَ الشُّبُهَةِ مِنْ أَنْ الْوَاحِدَةَ هِيَ الْفَرِيضَةُ وَ مَا زَادَ عَلَيْهَا شَيْئًا وَ أَيْضًا فَقَدْ مَنَّاسَ مِنَ الْأَخْتِبَارِ مَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ وَيُرِيدُ بِإِيَّانَا.

تو ان دو حدیثوں کی صورت حال یہ ہوگی کہ ہم انہیں سنت پر محمول کریں۔ کیونکہ مسلمانوں میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ وضو کے افعال ایک ایک مرتبہ واجب ہیں اور جو ایک سے زائد مرتبہ ہے وہ سنت ہے۔ اور اس بارے میں ہم نے چند احادیث پیش کر دی ہیں جو اس بیان پر دلالت کرتی ہیں اور مزید تائیدی وضاحت مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَزْرَةَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زَيْنَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْوُضُوءُ مَشَقِي مَشَقِي فَمَنْ لَمْ يُجِزْ عَلَيْهِ وَ حَتَّى تَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ص فَغَسَلَ وَ جَهَهُ مَرَّةً وَ أَحَدًا وَ ذَرَأْتِهِ مَرَّةً وَ أَحَدًا وَ مَسَّحَ

^۱ بحاقی ج ۳ ص ۲۶، تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۳

^۲ کافی ج ۳ ص ۷۷، سنن البکھر، الفہر ج ۱ ص ۷۲، تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۳

^۳ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۳

فَرَضَ وَالثَّنَانِ لَا يُوجِزُ الشَّيْثَةَ بِذَعَةٍ^١

(مجمول) ۹-۲۱۷۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن اسماعیل بن زیاد اور عباس بن سندی سے، انہوں نے محمد بن بشیر سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے چند ایک بزرگان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”وضو (کے افعال انجام دینا) ایک مرتبہ تو فرض ہے دوسری مرتبہ کا ثواب نہیں ہے اور تیسری مرتبہ بدعت ہے۔“

قَالُوا فِي قَوْلِهِمُ وَالثَّنَانِ لَا يُوجِزُ أَنَّهُ إِذَا اغْتَسَدَ الْفَرَسُ إِذَا اغْتَسَدَ الْفَرَسُ إِذَا اغْتَسَدَ الْفَرَسُ إِذَا اغْتَسَدَ الْفَرَسُ إِذَا اغْتَسَدَ الْفَرَسُ
عَلَى ذَلِكَ وَذَلِكَ عَلَى مَا قُلْنَا مَا.

تو اس حدیث میں امام علیہ السلام کے اس فرمان ”دوسری مرتبہ کا ثواب نہیں ہے“ کی صورت حال یہ ہوگی کہ جب وضو کرنے کا یہ عقیدہ رکھ کر افعال انجام دے گا کہ یہ فرض ہے تو اس کو اجر نہیں ملے گا۔ البتہ اگر سنت کا عقیدہ رکھ کر انجام دے گا تو اس کو ثواب ضرور ملے گا۔ اور ہماری اس بات پر دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ زِيَادِ بْنِ مَرْزُوقَانَ الْقُمِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ لَمْ يَسْتَتِيعَنْ أَنْ وَاحِدًا مِنَ الْوُضُوءِ تَجْرِيهِ لَمْ يُوجِزْ عَلَى الثَّنَانِ.^٢

(موتق) ۱۰-۲۱۸۔ جسے مجھ سے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے زیاد بن مروان قندی سے، اس نے عبد اللہ بکیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”جسے اس بات کا یقین نہ ہو کہ افعال وضو کا ایک بار انجام دینا اس کے لئے کافی ہے تو اسے دوسری مرتبہ انجام دینے پر بھی اجر نہیں ملے گا۔“

قَالُوا مَا رَأَى الضَّحَّاكَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ زُرَيْبٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ لِي تَوَضَّأْ ثَلَاثًا ثَلَاثًا قَالَ ثُمَّ قَالَ أَلَيْسَ تَشْهَدُ بَعْدَ ذَلِكَ وَعَسَا كَرِهْتُمْ قُلْتُ بَلَى قَالَ كُنْتُ تَوَضَّأُ أَتَوْسَأُ فِي دَارِ النُّهَيْدِيِّ فَرَأَى بَعْضُهُمْ وَأَنَا لَا أَعْلَمُ بِهِ فَقَالَ كَذَبَ مَنْ رَوَى أَنَّكَ تَتَوَضَّأُ هَذَا الْوُضُوءَ قَالَ قُلْتُ لَهَذَا أَوْ اللَّهِ أَمْرِي.^٣

(صحیح) ۱۱-۲۱۹۔ لیکن وہ حدیث جسے نقل کیا ہے صفار نے یعقوب بن یزید سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے داؤد بن زریب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے متعلق پوچھا تو آپ نے مجھ سے فرمایا: ”وضو کے افعال

^١ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۳

^٢ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۳

^٣ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۸۳

تین تین بار انجام دو۔“ راوی نے کہا کہ پھر آپ نے فرمایا: ”کیا تم اہل بغداد اور اس کی فوج کو دیکھ رہے ہو؟“ میں نے کہا: ”جی ہاں۔“ فرمایا: ”ایک دن میں مہدی کے گھر میں وضو کر رہا تھا تو ان میں سے کسی نے میری لاطمی میں مجھے دیکھ لیا تو کہا کہ جو شخص سمجھتا ہے کہ آپ فلاں ہیں جبکہ آپ اس طرح کا وضو کر رہے ہیں تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔“ راوی نے کہا کہ پھر میں نے کہا: ”خدا کی قسم! مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا۔“

قَالَ صَرِيحٌ بِالتَّيَقُّنِ وَ إِنَّمَا أَمَرَهُ ابْتِغَاءَ عَلَيْهِ وَ خَوْفًا عَلَى نَفْسِهِ لِيُحْضِرَهُ مَوَاجِبَ الْخَوْفِ فَأَمْرُهُ أَنْ يَسْتَعِينَنَا
تَسَدُّ مَعَهُ نَفْسُهُ وَ أَهْلُهُ وَ مَنَالُهُ.

تو یہ حدیث واضح طور پر تقیہ کے مطابق ہے۔ اور امام علیہ السلام کا اس کو ایسا کرنے کا حکم دینا اس کو بچانے کیلئے اور اس کی جان جانے کے خوف سے تھا، کیونکہ وہ خطرناک مقام پر رہتا تھا تو امام علیہ السلام نے اسے ایسے امور کو بچالانے کا حکم دیا جس سے اس کی جان و مال اور خاندان محفوظ رہے۔

باب نمبر ۳۲: افعال وضو کو لگاتار انجام دینا واجب ہے۔

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ
سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا تَوَضَّأْتَ
بَعْضَ وَضُوءِكَ فَعَرَضَتْ لَكَ حَاجَةٌ حَتَّى يَبْسُ وَضُوءُكَ فَأَمِدْ وَضُوءَكَ فَإِنَّ الْوُضُوءَ لَا يَتَبَعُضُ.

(مشوئ) ۱۔ ۲۲۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے احمد بن اور یس سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم کچھ وضو کر لو اور تمہیں کوئی ضرورت پیش آجائے اور تم اس میں اتنے مصروف ہو جاؤ کہ تمہارے وضو کا پانی خشک ہو جائے تو پھر سے اپنا وضو شروع کرو، کیونکہ وضو کے حصے جزے نہیں ہوتے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرٍاءَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع رَبَّنَا تَوَضَّأْتَ فَتَقَعَدُ الْمَاءُ
فَدَعَوْتَ الْجَارِيَةَ فَأَبْتَلَتْ عَدْنُ بِالنَّاءِ فَيَجِفُّ وَضُوءِي قَالَ أَعِدْ.

(صحیح) ۲۔ ۲۲۱۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از معاویہ بن عمار اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ: ”بعض اوقات جب میں وضو کر رہا ہوں تو بیچ میں پانی ختم ہو جاتا ہے اور میں کنیز کو پانی لانے کیلئے بلاتا ہوں تو وہ

۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۰

۲۔ بحیث حسین بن سعید کا راہد است معاویہ بن عمار سے حدیث نقل کرنا بہت ہی بعید ہے۔

۳۔ کافی ج ۳ ص ۳۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۱

پانی لانے میں دیر کر دیتی ہے اور میرا وضو (کا پانی) سوکھ جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟“۔ تو فرمایا: ”دو بارہ کرو“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ حَرِيزِ بْنِ الْهَضْرِيِّ
يَجِيفُ قَالَ قُلْتُ فَإِنْ جِيفَ الْأَوَّلُ قَبْلَ أَنْ أُنْسِلَ الَّذِي بِيَدِهِ قَالَ جِيفَ أَوْ لَمْ يَجِيفْ أُنْسِلْ مَا بَيْنَ قُلْتُ وَكَذَلِكَ
أُنْسِلُ الْجَنَابَةَ قَالَ هُوَ بِبَيْتِكَ الْمُنْزِلَةِ وَابْتَدَأَ بِالرَّأْسِ ثُمَّ أَفْضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِكَ قُلْتُ وَإِنْ كَانَ بَعْضُ يَدَيْهِ قَالَ
نَعَمْ¹

(کا تصحیح) ۲۲۲۔ البیت وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے حریرہ سے وضو کے خشک ہونے کے بارے میں نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ میں نے (امام سے) پوچھا ”اگر جسم کا اگلا عضو صونے سے پہلے پچھلا عضو خشک ہو جائے تو؟“۔ فرمایا: ”چاہے خشک ہو یا نہ ہو باقی ماندہ اعضاء کو وضو“۔ میں نے پوچھا: ”کیا غسل جنابت بھی اسی طرح ہے؟“۔ فرمایا: ”وہ بھی اسی طرح ہے اور سر سے (دھونا) شروع کرو پھر اپنے جسم کے باقی حصہ پر پانی بہاؤ“۔ (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا: ”چاہے دن کا کچھ حصہ ہی لگ جائے؟“۔ فرمایا: ”جی ہاں“

فَالْوُجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَقْلَمِ الْمَسْوُوسُ وَضُوءًا وَإِنَّمَا تُجَفِّفُ الرِّيحَ الشَّدِيدَةَ أَوْ الْخَرَّ الْعَظِيمَ فَعِنْدَ ذَلِكَ لَا
يَجِبُ عَلَيْهِ إِعَادَتُهُ وَإِنَّمَا تَجِبُ الْإِعَادَةُ فِي تَفْرِيقِ الْوُضُوءِ مَعَ اغْتِدَالِ الْوَقْتِ وَالْهَوَاءِ وَتَغْسِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ وَرَدَ
مَرَّةً الشَّقِيَّةَ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ كَثِيرٍ مِنَ الْعَامَّةِ.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ یہاں وضو کرنے والے نے اپنا وضو روکا نہ ہو بلکہ اعضاء وضو کو تیز ہواؤں یا سخت گرمی نے خشک کر دیا ہو۔ تو اس صورت میں اس پر دوبارہ وضو کرنا واجب نہیں ہے۔ دوبارہ انجام دینا اس صورت میں واجب ہے جب موسم اور ہوا کے معتدل ہوتے ہوئے افعال وضو میں فاصلہ دیا جائے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ تھیہ کی صورت میں بیان کیا گیا ہو۔ کیونکہ اکثر اہل سنت کا یہی نظر یہ ہے۔

باب نمبر ۲۳: اعضاء وضو میں ترتیب واجب ہے۔

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ وَهَبِ بْنِ أَصْحَابِنَا مِنْهُمْ أَبُو نَعْبِطٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّازِيُّ وَأَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ
بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قَوْلُونٍ وَأَبُو مُحَمَّدٍ هَارُونَ بْنُ مُوسَى الشُّعْبَكِيُّ وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ أَبِي الرَّافِعِ الشَّيْبَانِيُّ
أَبُو الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْكَلْبِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ ابْنِ إِهْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَمُعْتَدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ
الْقُفْلِ بْنِ شَاذَانَ جَبَّعًا عَنْ حَسَّادِ بْنِ عَيْسَى عَنْ حَرِيزِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ تَابِعَ بَيْنَ الْوُضُوءِ كَمَا قَالَ

1 تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۱

2 معصوم علیہ السلام کا ذکر نہ ہونے کی وجہ سے یہ حدیث موقوف کہلائے گی البتہ حریرہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے صحابی تھے۔

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ابْتِدَاءً بِالتَّوَجُّهِ ثُمَّ بِالتَّيْدِئِينَ ثُمَّ امْسَحَ الرُّؤُوسَ وَ الرَّجُلَيْنِ وَلَا تُقَدِّمَنَّ شَيْئاً بَيْنَ يَدَيْ شَيْءٍ تَغَالُفٌ مَّا
أَمُرْتُ بِهِ فَإِنْ غَسَلْتَ الذِّرَاعَ قَبْلَ التَّوَجُّهِ فَبِابْتِدَاءٍ بِالتَّوَجُّهِ وَ أَعِدَّ عَلَى الذِّرَاعِ وَإِنْ مَسَحْتَ الرَّجُلَ قَبْلَ الرَّؤُوسِ
فَامْسَحْ عَلَى الرَّؤُوسِ قَبْلَ الرَّجُلِ ثُمَّ أَعِدَّ عَلَى الرَّجُلِ ابْتِدَاءً بِمَا بَدَأَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ^۱

(حسن کا صحیح) ۱-۲۲۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے ہمارے چند بزرگان سے جن میں سے ابو غالب احمد بن محمد زراری، ابو القاسم جعفر بن محمد بن قلوبیہ، ابو محمد ہارون بن موسیٰ تلکبری، ابو عبد اللہ حسین بن ابو رافع صمیری اور ابو الفضل شیبانی ہیں۔ ان سب نے محمد بن یعقوب کلبینی سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد اور محمد بن اسماعیل سے، انہوں نے فضل بن شاذان سے ان سب نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے، اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”وضو کے افعال ایسے ترتیب وار انجام دو جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے“ پہلے چہرے سے شروع کرو پھر ہاتھوں کو (دھو) پھر سر اور پھر پاؤں کا مسح کرو۔ اور کسی بھی چیز کو دوسری چیز پر مقدم مت کرو ورنہ حکم خداوندی کی مخالفت کرو گے۔ پس اگر چہرہ دھونے سے پہلے بازوؤں کو دھو بھی لیا ہے تو پھر چہرے سے وضو کو شروع کرو پھر دوبارہ بازوؤں کو دھوؤ۔ اور اگر سر کا مسح کرنے سے پہلے پاؤں کا مسح کر لیا ہے تو پھر پاؤں سے پہلے سر پر مسح کرو پھر دوبارہ پاؤں پر مسح کرو۔ اللہ نے (حکم میں) جس عضو سے شروع کیا ہے تم بھی (بجالاتے میں) اسی عضو سے شروع کرو۔“

وَأَخْبَنِي ابْنُ أَبِي جَبْدَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ التَّوَيْدِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي بَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ
سَعِيدٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَمْرِو بْنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ ذُرَّارَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ أَخَذَهُمَا عَنِ الرَّجُلِ ابْتِدَاءً بِتَيْدِئِهِ قَبْلَ وَجْهِهِ وَ
بِوَجْهِهِ قَبْلَ يَدَيْهِ قَالَ تَبَدَّأَ بِمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ وَ لِيُعَدَّ مَا كَانَ فَعَلَّ^۲

(صحیح) ۲-۲۲۳۔ اور مجھے خبر دی ہے ابن ابی جبدة قتی نے محمد بن حسن بن ولید سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے چہرہ دھونے سے پہلے بازوؤں کو دھونے سے وضو شروع کیا اور بازوؤں کو دھونے سے پہلے پاؤں پر مسح شروع کر دیا تو کیا حکم ہے؟ تو امام نے فرمایا: ”اسے ان اعضاء سے وضو شروع کرنا چاہیے جس سے اللہ تعالیٰ نے شروع کیا ہے اور جو افعال وہ انجام دے چکا ہے اسے پھر سے (ترتیب کے مطابق) انجام دینا چاہیے“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ صَفْوَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ فَيَبْدَأُ
بِالتَّيْمَالِ قَبْلَ التَّيْمِينِ قَالَ يَغْسِلُ التَّيْمِينَ وَيُعِيدُ التَّيْمَارَ^۳

(صحیح) ۳-۲۲۵۔ اور مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان، از منصور بن حازم از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

^۱ کافی ج ۳ ص ۳۳۳ من الصحیح والفقہ ج ۱ ص ۸۹، تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۰۱

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۰۱

^۳ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۰۱

اور آپ نے اس آدمی کے بارے میں جس نے پہلے بائیں بازو کا وضو کیا پھر دائیں بازو کو وضو کیا تھا فرمایا: ”پہلے دائیں بازو کو وضو سے اور بائیں بازو کو بھی پھر سے وضو سے“۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ وَ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ شَوَّطًا وَ نِسَاءً لَيْسَ يَسَارُهُ وَ فَقَالَ: يَغْسِلُ يَسَارَهُ وَ وَخَذَ حَاذَةَ لَا يُعِيدُ وَ ضَوْؤُهَا غَيْرُهَا¹

(صحیح) ۳-۲۲۶۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم اور ابو قتادہ سے، انہوں نے علی بن جعفر سے اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے وضو کیا مگر اپنے بائیں بازو کو وضو نہ بھول گیا“۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”وہ صرف اپنے بائیں بازو کو وضو سے اور اس کے علاوہ وضو کا کوئی بھی عمل دوبارہ انجام نہیں دے گا“۔

فَلَا يَسْأَلُ مَا قَدْ مَنَّا مِنْ التَّرْتِيبِ لِأَنَّ مَعْنَى قَوْلِهِ لَا يُعِيدُ شَيْئاً مِنْ وَضُوئِهِ أَنَّهُ لَا يُعِيدُ شَيْئاً مِمَّا تَقَدَّمَ مِنْ أَعْضَائِهِ قَبْلَ غَسْلِ يَسَارِهِ وَ إِشْرَاحِهِ عَلَيْهِ إِسْمَاءُ مَا يَلِي هَذَا الْغُضُوءَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو یہ گزشتہ بیان کی گئی ترتیب کے منافی نہیں ہے کیونکہ امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ: ”وہ وضو کا کوئی بھی عمل دوبارہ انجام نہیں دے گا“ کا مطلب یہ ہے کہ بائیں بازو کو وضو کرنے سے پہلے کے وضو کے گزشتہ افعال کو دوبارہ انجام نہیں دے گا۔ اس پر تو صرف اس عضو کے بعد والے افعال کو مکمل کرنا واجب ہو گا اور اس بیان پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ جَدِّهِ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنْ نَسِيتَ فَغَسَلْتَ وَ رَأَيْتَ قَبْلَ وَ وَجْهَكَ فَأَعِدْ غَسْلَ وَ وَجْهَكَ ثُمَّ اغْسِلْ وَ رَأَيْتَ بَعْدَ الْوَجْهِ قَبْلَ يَدَاكَ يَدَاكَ الْأَيْمَنُ فَأَعِدْ غَسْلَ الْأَيْمَنِ ثُمَّ اغْسِلْ الْيَسَارَ وَ إِنْ نَسِيتَ مَسْحَ رَأْسِكَ حَتَّى تَغْسِلَ رَجْلَيْكَ فَأَمْسَحْ رَأْسَكَ ثُمَّ اغْسِلْ رَجْلَيْكَ²

(موثق) ۵-۲۲۷۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”اگر (وضو میں) تم بھول کر چہرہ وضو کرنے سے پہلے اپنے دونوں بازو وضو نہ ہو تو پھر دوبارہ سے چہرہ وضو اور چہرہ وضو لینے کے بعد اپنے بازوؤں کو پھر سے وضو پس اگر تم نے پہلے بائیں بازو وضو کیا تو پہلے دائیں بازو کو وضو دوبارہ وضو پھر بائیں بازو کو (بھی دوبارہ) وضو۔ اور اگر تم سر کا مسح کرنا بھول کر پہلے پاؤں وضو بیٹھے ہو۔ تو پہلے سر پر مسح کر لو پھر پاؤں

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۲

² کافی ج ۳ ص ۳۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۳

وَعَثَهُ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حُشَاوٍ عَنِ الْعَلِيِّ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا تَوَضَّأَ الرَّجُلُ أَنْ يَغْسِلَ يَدَيْهِ فَعَسَلَ شِمَالَهُ وَ مَسَحَ رَأْسَهُ وَ رَجَلَيْهِ قَدْ كَرَّ بَعْدَ ذَلِكَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَ شِمَالَهُ وَ مَسَحَ رَأْسَهُ وَ رَجَلَيْهِ وَإِنْ كَانَ إِشَائِيًّا فَلْيَغْسِلِ الشِّمَالَ وَ لَا يُعْذَلْ مَا كَانَ تَوَضَّأَ وَ قَالَ أَتَيْتُهُمْ وَ ضُؤُونَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا^۱

(حسن) ۶-۲۳۸۔ اور اسی سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حشاوی سے، اس نے علی بن ابراہیم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "جب کوئی آدمی اپنے دہنہ ہاتھ کو دھونا بھول جائے اور بائیں ہاتھ کو دھو بیٹھے اور سر اور دونوں پاؤں کا مسح بھی کر بیٹھے اور پھر اس کے بعد اسے یاد آئے تو وہ اپنے دائیں بازو کو دھوئے پھر بائیں کو دھوئے پھر سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے اور اگر وہ صرف بائیں بازو کو دھونا بھول جائے تو اسے صرف بائیں بازو کو ہی دھونا چاہیے اور وضو کے پچھلے افعال کو دہرانا ضروری نہیں ہے۔" اور فرمایا: "اپنے وضو کے بعض افعال کو بعض کے پیچھے ترتیب وار انجام دو۔"

الْحُسَيْنُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زَيْنِ عَدَانَ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ تَوَضَّأَ رَأْسَهُ حَتَّى يَنْدَحِلَّ فِي السَّلَاةِ قَالَ: إِنْ كَانَ فِي لِحْيَتِهِ بَيْتٌ يَبْقَى يَقْدَرُ مَا يَسْتَسْمُ رَأْسَهُ وَ رَجَلَيْهِ فَلْيَفْعَلْ ذَلِكَ وَ لْيَصَلِّ قَالَ: وَإِنْ تَوَضَّأَ شَيْئًا مِنْ الْوَضُوءِ الْمَعْرُوفِ فَعَلَيْهِ أَنْ يَتَذَكَّرَ بِمَا تَبَيَّنَ لِتَتِمَّ الْوَضُوءُ^۲

(مجمول) ۷-۲۳۹۔ حسین نے قاسم بن عروہ سے حدیث نقل کی ہے، اس نے ابن بکر سے، اس نے زین ادعدان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں حدیث نقل کی ہے جو سر کا مسح کرنا بھول گیا ہو اور پھر نماز شروع کرنے کے بعد اسے یاد آئے کہ آپ نے فرمایا: "اگر اس کی داڑھی پر اتنی تری موجود ہو جس سے سر کا اور دونوں پاؤں کا مسح ہو سکتا ہو تو وہ ایسا کرے اور (پھر) نماز پڑھے۔" نیز فرمایا: "اور اگر وہ وضو کا کوئی فرقہ بھول جائے تو اسے چاہیے کہ جہاں سے بھولا تھا وہیں سے افعال وضو کو شروع کرے اور اس کے بعد کے تمام افعال کو پھر سے انجام دے کر وضو مکمل کرے۔"

عَثَهُ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ مَنصُورٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ مَنْ تَوَضَّأَ رَأْسَهُ حَتَّى قَامَ فِي السَّلَاةِ قَالَ: يَنْصَرِفُ وَ يَسْتَسْمُ رَأْسَهُ وَ رَجَلَيْهِ^۳

^۱ پاؤں دھونے کا حکم بطور تکیہ ہے۔

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۳

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۳

^۴ سرور مستحقین ص ۱۱۱

^۵ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۹۲

(صحیح) ۸۔ ۲۳۰۔ اسی سے ارصنواں سے، منصور سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی شخص اپنے سر کا مسح کرنا بھول گیا ہو یہاں تک کہ وہ نماز کیلئے کھڑا ہو چکا ہو (نماز شروع کرنے کے بعد اسے سر کا مسح کے چوک جانا یاد آئے) تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "نماز توڑ دے اور اپنے سر اور دونوں پاؤں کا مسح کرے (پھر دوبارہ نماز پڑھے)"۔

قَامَا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُونُ عَلَى وَضُوٍ قَيْصِيئُهُ الْمَطْرَ حَتَّى يَبْتَلَّ رَأْسَهُ وَ لِيَعِيْنَهُ وَ جَسَدَهُ فَيَكُونُ إِذْ يَرِي جَلَاءَهُ أَيْخِيئِهِ ذَلِكَ عَنِ الْوَضُوِ قَالَ إِنْ عَسَلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ.

(صحیح) ۹۔ ۲۳۱۔ البتہ وہ حدیث جسے محمد بن علی بن محبوب نے نقل کیا ہے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر سے، اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی وضو سے نہیں تھا مگر اس پر اتنی بارش برسی کہ اس کے سر اور واڑھی، جسم، بازو اور پاؤں کو گیلیا کر دیا تو کیا یہ وضو سے کفایت کرے گا؟" تو امام نے فرمایا: "اگر اس نے اعضائے وضو کو دھو لیا ہے (اچھی طرح ہاتھ پھیرا ہے) تو یہ اس کیلئے کافی ہو رہے گا۔"

فَلَا يُتَابِقِي مَا قَدَّمَ مِنْهُ إِذْ لَيْسَ فِيهَا التَّوَجُّهُ فِيهِ أَلَّا مَنْ يُصِيبُهُ الْمَطْرُ فَيَغْسِلُ أَعْضَاءَهُ عَلَى مَا يَتَّقِيهِ تَرْتِيبَ الْوَضُوِ جَلَاءَهُ أَنْ يَسْتَشِيخَ بِهِ الصَّلَاةَ وَإِذَا لَمْ يَغْسِلْ وَ اخْتَصَرَ عَلَى تَزْوُلِ الْمَطْرِ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مُجْرِباً: لِأَجْلِ ذَلِكَ قَالَ جَعْفَرُ سَأَلَ السَّائِلُ إِنْ عَسَلَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُجْزِيهِ.

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث اور بیانات کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی صورت یہ ہے کہ جس شخص پر بارش پڑے اور وہ اپنے اعضاء کو وضو کے تقاضوں کے مطابق ترتیب سے دھوئے تو اس کیلئے اس وضو سے نماز پڑھنا جائز ہو جائے گا۔ لیکن اگر وہ نہ دھوئے بلکہ صرف اپنے اوپر بارش کے پڑنے پر ہی اکتفا کر لے تو یہ اس کے لئے کافی نہیں ہوگا۔ اور اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے سوال پوچھنے والے کے جواب میں فرمایا: "اگر اس نے اعضائے وضو کو دھو لیا ہے تو یہ اس کے لئے کافی ہو رہے گا۔"

باب نمبر ۴۴: مہندی لگے سر پر مسح

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بِشِيرٍ عَنْ حَنَافِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَخْضِبُ رَأْسَهُ بِالْحِجَابِ ثُمَّ يَتْبَعُ لَمْ يَكُنْ فِي الْوَضُوِ قَالَ يَتَسَمَّ فَوْقَ الْحِجَابِ.

^۱ سر اسی حسین بن سعید ابو ازلی ہے۔

^۲ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۸۲

^۳ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۸۱

(صحیح) ۱۔ ۲۳۲۔ مجھے حدیث نقل کی ہے حسین بن سعید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن علی بن محبوب سے اس نے محمد بن حسین سے اس نے جعفر بن بشیر سے اس نے حماد بن عثمان سے اس نے عمر بن یزید سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے اپنے سر پر مہندی لگائی ہوئی تھی کہ پھر اسے وضو کرنا پڑ گیا (کیا کرے؟)“۔ فرمایا: ”مہندی پر مسح کر لے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ابْنِ أَبِي عُثَيْبٍ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَخْدِقُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَغْتَابُ بِالْحِثَاءِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ بِلِصْلَةٍ فَقَالَ لَا تَأْتِسْ بِأَنْ تَسْتَمِرَّ رَأْسُهُ وَالْحِثَاءُ عَلَيْهِ^۱

(صحیح) ۲۔ ۲۳۳۔ انہی استاد کے ساتھ از محمد بن علی بن محبوب، از احمد بن محمد، از حسین بن سعید، از ابن ابی عمیر، از حماد بن عثمان، از محمد بن مسلم اور اس نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا: ”ایک آدمی نے اپنا سر منڈوایا اور اس پر مہندی کی لپ لگا دی پھر وہ نماز کیلئے وضو کرنا چاہتا ہے (تو کیا حکم ہے؟)“۔ تو آپ نے فرمایا: ”مہندی لگے سر پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى رَفَعَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَخْضِبُ رَأْسَهُ بِالْحِثَاءِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَلَهُ فِي الْوَضْوِ قَالَ لَا يَجُوزُ حَتَّى يَصِيبَ بَشْرَهُ رَأْسِهِ الْمَاءُ^۲

(مرفوع) ۳۔ ۲۳۴۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن یحییٰ نے مرفوع طور پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنے سر پر مہندی لگائی ہوئی تھی پھر اسے وضو کرنا پڑا۔ فرمایا: ”جائز نہیں ہے یہاں تک کہ اس کے سر کی جلد تک پانی پہنچ جائے۔“

فَأُولُو مَا فِيهِ أَنَّهُ مُرْسَلٌ مَقْطُوعٌ الْإِسْنَادِ وَمَا هَذَا حُكْمُهُ لَا يَغَارِضُ بِهِ الْأَخْبَارُ الْمُسْتَدْرَكَةُ وَتَوَسَّلَتْ لَهَا مَكْنَ حَسَنَةٌ عَنِ أَنَّهُ إِذَا أُمُكِّنَ الْبَشْرَةَ إِلَى الْبَشْرَةِ فَلَا يَدُّ مِنْ إِيصَالِهِ وَإِذَا لَمْ يُكْنَ ذَلِكَ أَوْ لِحَقِّهِ مَشَقَّةٌ فِي إِيصَالِهِ لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ وَيُؤَكِّدُ ذَلِكَ

تو اس حدیث میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل اور مقطوع الاسناد ہے۔ اور ایسی حدیث مسند حدیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اگر اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو اسے اس صورت پر محمول کرنا ممکن کرنا ہے کہ اگر جلد تک پانی (تری) پہنچانا ممکن ہو تو اس کا پہنچانا واجب ہو اور اگر ایسا کرنا ناممکن ہو یا جلد تک تری پہنچانا بہت زیادہ مشقت کا باعث ہو تو واجب نہ ہو۔ اور اسی بات کی تاکید کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ النَّشَاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَسَنِ عَنِ الدَّوَابِّ

^۱ تہذیب الکلام ج ۱ ص ۳۸۱

^۲ تہذیب الکلام ج ۱ ص ۳۸۱

إِذَا كَانَ عَلَى يَدَيْ الرَّجُلِ أُيُجِزِيهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَى بِلَابِهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِ.¹

(صحیح) ۳-۲۳۵۔ وہ حدیث جسے سعد بن عبد اللہ نے روایت کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کسی آدمی کے ہاتھ پر دوائی کی لپ لگی ہوئی ہو کیا اس لپ پر مسح کرنا کافی ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں اس پر مسح کرنا کافی ہے۔“

باب نمبر ۳۵: بطور تقیہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي بَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَصَّالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الشُّعْبَانَ عَنْ أَبِي نُورٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَ أَلَا أَبَا عَبَّيْدَانَ حَدَّثَنِي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَ كَذَّبَ أَبُو عَبَّيْدَانَ أَمَا بَلَعْتَ قَوْلَ عَلِيٍّ فِيكُمْ سَبَقَ الْكِتَابُ الْخُفَّيْنِ فَقُلْتُ فَهَلْ فِيهَا رُخْصَةٌ فَقَالَ لَا إِلَّا مِنْ عَدْوٍ تَشْتَقِيهِ أَوْ تُلْجِمُ تَخَافُ عَلَى رَجُلَيْكَ.²

(حسن) ۱-۲۳۶۔ مجھے خبر نقل کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے محمد بن نعمان سے اس نے ابوالورود سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ”ابو ظبیان نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے خود حضرت امام علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے چمڑے کے موزوں پر پانی بہادیا پھر ان پر مسح کیا۔“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ابو ظبیان جھوٹ بولتا ہے کیا تم تک حضرت علی علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ موزوں کی ممانعت پہلے سے آہنی ہے؟“ پھر میں نے پوچھا: ”تو کیا موزوں کے بارے میں کوئی چھوٹ ہے؟“ تو فرمایا: ”نہیں مگر ایسے دشمن کی موجودگی میں جس سے تم ڈرتے ہو یا برف کی وجہ سے پاؤں (کے ٹھنڈے ہونے) کا خطرہ ہو۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَرِيْزٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ هَلْ فِي مَسْحِ الْخُفَّيْنِ تَقِيَةٌ فَقَالَ ثَلَاثَةٌ لَا أَتَمُّ فِيهِنَّ أَحَدُ أَثْنَابِ النَّسِيِّ وَ مَسْحُ الْخُفَّيْنِ وَ مُتَعَةُ الْحَبِّ.³

(صحیح) ۲-۲۳۷۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا موزوں پر مسح کے بارے میں تقیہ پایا جاتا ہے؟“ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”میں نہیں

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۷

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۳

³ کافی ج ۳ ص ۳۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۳

چیزوں کے بارے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا، شراب نوشی، موزوں پر مسح اور متوجہ کج۔“ ۱۔

فَلَا يَنْبَأِي الْعَبْرَةَ الْأُولَى لَوْ جُوعَ أَحَدًا هَا أَنَّهُ أَخْبَرَ عَنِ نَفْسِهِ أَنَّهُ لَا يَشْعُرُ فِيهِ أَحَدًا وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ إِذَا أَخْبَرَ بِذَلِكَ لِعَلَّيْهِ
بِأَنَّهُ لَا يَشْعُرُ بِإِلَى مَا يَشْعُرُ فِيهِ فِي ذَلِكَ وَنَمَّ يُقَالُ لَا تَشْكُرُوا أَنْتُمْ فِيهِ أَحَدًا وَهَذَا أَوْجُهُ ذَكَرَهُ دُرَّةُ بْنُ أَهْوَيْنَ

تو یہ حدیث کئی وجوہات کی بنا پر گزشتہ حدیث کے منافی نہیں ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ وہ اس بارے میں کسی سے تقیہ نہیں ڈرتے اور یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ خبر اس لئے دی ہو کہ آپ کو علم ہو کہ اس معاملے میں انہیں تقیہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ آپ نے یہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگ اس بارے میں کسی ایک سے بھی خوف مت کھاؤ۔ اور یہ وہی صورت ہے جسے رزارہ بن امین نے ذکر کی ہے۔

وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَ أَرَادَ لَا أَتَعْبَى فِيهِ أَحَدًا فِي الْفُتْيَا بِالنَّشِيعِ مِنْ جَوَازِ النِّسْحِ عَلَيْهِمَا دُونَ الْفِعْلِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَغْلُوبٌ
مِنْ مَذَاهِبِهِ فَلَا وَجْهَ لِاسْتِعْتِمَالِ الشَّقِيَّةِ فِيهِ

دوسری صورت: یہ ہو سکتی ہے کہ امام علیہ السلام کے اس فرمان ”میں اس بارے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا“ سے مراد موزوں پر مسح سے منع کرنے کا حکم دینے میں کسی سے خوف نہ کھانا ہو عمل کرنے میں نہیں کیونکہ آپ کا یہ نظریہ سب کو معلوم تھا تو اسے بتانے میں تقیہ کرنے کی کوئی وجہ ہی نہیں بنتی۔

وَالثَّالِثُ أَنْ يَكُونَ أَرَادَ لَا أَتَعْبَى فِيهِ أَحَدًا إِذَا لَمْ يَسْتَدِغِ الْعَوْفَ عَنِ النَّفْسِ أَوْ التَّالِي وَإِنْ لَحِقَهُ أَذَى مَشَقَّةٍ اخْتَنَنَهُ وَ
إِذَا يَجُوزُ الشَّقِيَّةُ فِي ذَلِكَ عِنْدَ الْعَوْفِ الشَّدِيدِ عَنِ النَّفْسِ أَوْ التَّالِي.

تیسری وجہ: یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کے فرمان ”میں اس بارے میں کسی سے تقیہ نہیں کرتا“ سے مراد یہ ہو کہ امام علیہ السلام کی ذات کو اتنا خوف لاحق نہیں ہو کہ اس سے آپ کی جان یا مال کے جانے کا اندیشہ ہو اور اگر کوئی تھوڑی سی تکلیف پہنچتی بھی ہے تو وہ قابل برداشت ہے، جبکہ اس معاملے میں تقیہ صرف اس صورت میں جائز ہے جب جان یا مال کے تلف ہونے کا شدید خطرہ لاحق ہو۔

اسی لایکھڑا فقیر میں مر قوم ہے کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت کا اظہار کرنے والے لوگ وہ لوگ ہوں گے جو اپنا وضو و سروں کے چھڑوں پر دیکھیں گے۔“ نیز مروی ہے کہ بی بی عائشہؓ نے کہا: ”مجھے موزوں پر مسح کرنے سے زیادہ بیابان میں گدھے کی پشت پر مسح کرنا زیادہ پسند ہے۔“ شیخ صدقؒ نے کہا کہ رسول کریم ﷺ سے منسوب صرف ایک ہی موزا تھا جسے نبی جاشی نے آنحضرت کو بطور تحفہ پیش کیا تھا۔ اور اس موزے کا بالائی حصہ کھلا ہوا تھا۔ پس رسول کریم موزے پہننے ہوئے بھی اپنے پاؤں پر مسح فرماتے تھے۔ مگر لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ آنحضرت نے موزوں پر مسح فرمایا ہے۔ نیز اس بارے میں بیان ہونے والی حدیث کی اسناد بھی صحیح نہیں ہیں۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”کسی شخص کے موزوں کا بالائی حصہ اگر پھینکا ہو تو کیا اسے اپنا تھم موزے میں داخل کر کے پاؤں کے اوپر مسح کرنا چاہیے کافی ہو گا؟“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جی ہاں۔“

باب نمبر ۳۶: جمیرہ مسح

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْعُسَافِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الْكَبِيرِ تَكُونُ عَلَيْهِ الْجَبَائِرُ أَوْ تَكُونُ بِهِ الْجَبَائِرُ كَيْفَ يُضْتَمُّ بِالْوُضُوءِ وَبِغَسْلِ الْجَبَائِرِ قَالَ يُغَسَّلُ مَا وَصَلَ إِلَيْهِ الْغُسْلُ مِمَّا ظَهَرَ وَمِمَّا نَيْسَ عَلَيْهِ الْجَبَائِرُ وَيَدْمُ مَا سِوَى ذَلِكَ وَمِمَّا لَا يَسْتَطِيعُ غَسْلَهُ وَلَا يَنْبَغِي الْجَبَائِرُ وَلَا يَغِيثُ بِجَبَائِرِهِ.

(صحیح) ۱-۲۳۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے عبد الرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کسی شخص کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس پر پٹیاں چڑھی ہوئی ہوں یا کوئی زخم ہو تو اسے وضو کرتے وقت یا غسل جنابت یا غسل جمعہ کرتے وقت کیا کرنا چاہیے؟“۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جہاں تک پٹیاں چڑھی ہوئی نہیں ہیں اور پانی سے دھویا جاسکتا ہے دھوئے۔ اور باقی جس حصہ کو وہ نہیں دھو سکتا اسے چھوڑ دے۔ اور اپنی پٹیاں نہ اتارے اور زخموں کو جچی مت چھیڑے۔“

عَنْهُ عَنْ عَيْنِ بْنِ إِتْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ حَمَّادٍ عَنِ الْحَكَمِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ تَكُونُ بِهِ الْقُرْحَةُ أَوْ ذَرَاعُهُ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ مِنْ مَوْضِعِ الْوُضُوءِ فَيَغْضِبُهَا بِالْخِرْقَةِ وَيَتَوَضَّأُ وَيَتَسَمَّ عَلَيْهَا إِذَا تَوَضَّأَ فَقَالَ: إِنْ كَانَ يُؤْذِيهِ السَّمُّ فَلْيَتَسَمَّ عَلَى الْخِرْقَةِ وَإِنْ كَانَ لَا يُؤْذِيهِ السَّمُّ فَلْيَتَوَضَّأْ ثُمَّ يَغْسِلْهَا قَالَ: وَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْجَبْرِ كَيْفَ يُضْتَمُّ بِهِ فِي غَسْلِهِ قَالَ اغْسِلْ مَا حَتَمَهُ.

(حسن) ۲-۲۳۹۔ اسی سے ۳، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ سے ایسے آدمی کے حکم کے بارے میں پوچھا گیا جس کے بازو یا دیگر اعضاء وضو پر چھوڑا تھا اور اس نے کپڑے کے ٹکڑے سے اسے باندھا ہوا تھا اور وضو کرتے وقت اسی ہر طرف ہاتھ پھیر دیا کرتا تھا آپ نے فرمایا: ”اگر اسے پانی تکلیف دیتا ہے تو اسی کپڑے پر ہاتھ پھیر دے اور اگر پانی اسے تکلیف نہیں دیتا تو وہ کپڑے (پستری، پٹی وغیرہ) کو اتار کر اسے دھوئے۔“ راوی نے کہا کہ پھر میں نے زخم کے بارے میں پوچھا کہ وضو میں اعضاء کو دھوتے وقت اس کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو فرمایا: ”اس کے اطراف کو دھولو۔“

۱ کافی ج ۳ ص ۳۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۵

۲ کافی ج ۳ ص ۳۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۵

۳ مراد محمد بن یعقوب کلبینی ہیں۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ رِبَاعٍ عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى مَوْلَى آلِ سَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا تَقُولُ فِي مَرْأَةٍ فَكَلِمَتُكَ أَسَدٌ بِالْوُضُوءِ قَالَ تَعْرِفُ هَذَا وَأَشْبَاهَهُ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مَنِ اسْتَعْمَعَ عَنِّيهِ¹

(حسن) ۳-۲۳۰۔ احمد بن محمد نے بیان کیا ہے ابن محبوب سے اس نے علی بن حسن بن رباط سے اس نے آل سہام کے آزاد کردہ غلام عبد الاہلی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”مجھے چوت گنتے سے میرا ناخن کھڑ گیا تو میں نے اپنی انگلی پر کپڑے کا ٹیڑھا باندھ دیا اب وضو کرنے کیلئے کیا کروں؟“ فرمایا: ”اس کا اور اس جیسی چیزوں کا پتہ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) سے پلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ“ (اللہ نے دین میں تم پر کوئی سختی نہیں رکھی) اس پر ہاتھ پھیر لو²۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَشَارِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَّقِي كُفْرًا كَهَلِّ يَجُوزُ لَهُ أَنْ يَجْعَلَ عَلَيْهِ جِلْدًا قَالَ لَا وَلَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ إِلَّا مَا يَتَّقِي رُحَى أَخِي وَعَشَّةُ الْوُضُوءِ وَلَا يَجْعَلُ عَلَيْهِ مَا لَا يَصِلُ إِلَيْهِ الْمَاءُ³

(موثق) ۳-۲۳۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن سے اس نے عمرو بن سعید سے اس نے مصدق بن صدیق سے اس نے عمار سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کا ناخن ٹوٹ گیا ہو تو کیا وہ اس پر مرہم لگا سکتا ہے؟“ فرمایا: ”نہیں مگر صرف اتنا لگا سکتا ہے کہ وضو کے وقت اسے ہاتھ لگے اور اس پر کوئی ایسی چیز بھی نہیں لگا سکتا جس تک پانی نہ پہنچ سکتا ہو۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْعَبْرَةُ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ ذَلِكَ مَعَ الْإِخْتِيَارِ فَأَمَّا مَعَ الضَّرُورَةِ فَلَا تَأْسُ بِهِ حَسَبَ مَا تَشْتَبُهُ الْعَبْرَةُ الْأُولَى. تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہوگی کہ اختیار کی صورت میں ایسا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ لیکن مجبوری کی حالت میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہی پہلی حدیث کا مضمون اور مفہوم بھی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَشَارِ بْنِ مَوْسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَّقِي سَاعِدًا أَوْ مَوْضِعًا مِنْ مَوَاضِعِ الْوُضُوءِ فَلَا يَتَّقِي أَنْ يَحُلَّهُ لِعَالِ الْجَبْرِ إِذَا أُجْبِرَ كَيْفَ يَشَاءُ قَالَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَّوَسَّأَ فَلْيَتَّوَسَّأْ إِنَّهُ فِيهِ مَاءٌ وَلَا يَتَّوَسَّأُ مَوْضِعَ الْجَبْرِ فِي الْمَاءِ حَتَّى

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۸۶

² اگر شہادت احادیث اور اس حدیث کو یکجا کرنے سے نتیجہ نکلیے گا کہ اگر اعضائے وضو پر کوئی زخم چھوڑا وغیرہ ہو تو اس کے اطراف کے حصوں کو جہاں پانی لگ سکتا ہے، صوبیا جائے گا اور اس زخم یا چھوڑے وغیرہ پر (مکنہ طور پر) گیلا) ہاتھ پھیرا جائے گا۔ مترجم

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۰

يَصِلُ الْمَاءُ إِلَى جِلْدِهِ وَقَدْ أُجْزَأَ ذَلِكَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَخْلَعَهُ^۱

(موثق) ۵-۲۳۲۔ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کا پانی یا حصّے و ضو میں سے کوئی عضو ٹوٹ گیا ہو اور پٹی بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اسے کھولنے سے بھی عاجز ہو گیا کرے؟“۔ تیسرا امام نے فرمایا: ”جب وہ وضو کرنا چاہے تو پانی سے بھر ابرتن لے اور پٹی بندھے ہوئے حصّے کو پانی میں اتنا ڈبوئے کہ پانی اس کی جلد تک پہنچ جائے تو یہ عمل اس کیلئے پٹی کھولنے سے کفایت کرے گا۔“

قَالَ نَجْدِي هَذَا الْعَبْرُ أَنْ نَحْبِلَهُ عَلَى ظَرْبٍ مِنَ الْإِسْتِخْبَابِ إِذَا أَمْسَكَ ذَلِكَ وَ لَا يُؤَدِّي إِلَى غَيْرِ فَأَمَّا إِذَا خَافَ مِنَ الظَّرِيرِ مِنْ ذَلِكَ فَلَا يَلْزَمُ أَكْثَرُ مِنَ السَّنْبِ عَلَى الْجَبَائِدِ عَلَى مَا بَيَّنَّاهُ.

تو اس کی صورت حال یہ ہے کہ اگر یہ عمل ممکن ہو اور تکلیف کا باعث نہ ہو تو اسے مستحب عمل پر محمول کیا جائے گا لیکن اگر یہ کرنے سے تکلیف کا اندیشہ ہو تو جس طرح ہم نے بیان کیا ہے اس پٹی پر ہاتھ پھیرنے سے زیادہ اور کچھ ضروری نہیں ہوگا۔

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۱

مبطلات اور غیر مبطلات و ضوکے ابواب

باب نمبر ۷: ۴: نیند

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَأَمَّرُ وَهُوَ سَاجِدٌ قَالَ يَنْصَرِفُ وَيَسْتَوِضِئُ^۱

(موثق) ۱- ۲۳۳۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”سجدے کی حالت میں کسی آدمی کو نیند آجائے تو کیا ہوگا؟“۔ فرمایا: ”نماز توڑ کر جائے اور وضو کرے“

وَيَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَذْيَنَةَ وَحَبِيزَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا مَا خَرَجَ مِنْ
طَرَفَيْكَ أَوْ النَّوْمُ^۲

(صحیح) ۲- ۲۳۳۔ انہی اسناد کے ساتھ از حماد، از عمر بن اذینہ، از زرارہ، از حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امام نے فرمایا: ”وضو نہیں ٹوٹتا مگر تمہارے دو طرف (اگلی شرمگاہ اور پچھلی شرمگاہ) سے کچھ نکلے (مطلب پیشاب، پاخانہ، رت یا مٹی وغیرہ) یا پھر نیند“

وَأَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ
عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَا سَأَلْنَا الرَّضَا ع عَنِ الرَّجُلِ يَتَأَمَّرُ عَلَى ذَاتَيْهِ فَقَالَ إِذَا
ذَهَبَ النَّوْمُ بِالْعَقْلِ فَلْيُعِدِ الْوُضُوءَ^۳

(صحیح) ۳- ۲۳۵۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے محمد بن عبد اللہ اور عبد اللہ بن مغیرہ سے اور ان دونوں نے کہا ہم نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کو اپنے سواری کے جانور پر نیند آجائے (تو وضو کا کیا بنے گا؟)“۔ فرمایا: ”اگر نیند عقل (اور ہوش) ساتھ لے گئی تو دوبارہ وضو کرے“۔

۱ تہذیب الاحکام ج ۵ ص ۵

۲ تہذیب الاحکام ج ۵ ص ۵

۳ تہذیب الاحکام ج ۵ ص ۵

۴ ص ۱۱ ابن قولیہ ہیں جو شیخ مفید کے استاذ ہیں۔

وَبَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سُوَيْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الشَّعْرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا حَدَثٌ وَ الشُّؤْمُ حَدَثٌ.^١

(صحیح ط ۳-۲۳۶-۲۳۷) انہی اسناد کے ساتھ از احمد بن محمد بن عیسیٰ، از محمد بن ابی عمیر، از اسحاق بن عبد اللہ اشعری، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ نے فرمایا: "وضو صرف حدث سے ہی ٹوٹ سکتا ہے اور نیند حدث ہے۔"

وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرَانَ بْنِ مُوسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الثُّعْمَانِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عَوَاضٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَبَعْتُهُ يَقُولُ مَنْ نَامَ وَهُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ أَوْ مَاشٍ عَلَى أَيْ الْعَالَمَاتِ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ.^٢

(صحیح ط ۵-۲۳۷-۲۳۸) اور مجھے خبر دی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن عیسیٰ سے، اس نے عمران بن موسیٰ سے، اس نے حسن بن علی بن نعمان سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبد الحمید بن عواض سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے۔ راوی نے کہا میں نے خود امام علیہ السلام سے سنا کہ فرما رہے تھے: "جو سو جائے پاپے دور کوغ میں ہو یا مسجد میں ہو یا چل رہا ہو جس حالت میں بھی اسے نیند آجائے اس پر وضو واجب ہے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرَانَ بْنِ حُمَيْرَانَ أَنَّهُ سَبَعَهُ عَبْدًا صَالِحًا يَقُولُ مَنْ نَامَ وَهُوَ جَالِسٌ لَا يَتَعَمَدُ الْقَوْمَ فَلَا وَضُوءَ عَلَيْهِ.^٣

(مجمول ۶-۲۳۸-۲۳۹) البتہ دور روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن عیسیٰ نے عباس سے، اس نے شعیب سے، اس نے عمران بن حمران سے اس نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم) سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: "جو شخص بیٹھے ہوئے سو جائے اور اس کا سونے کا ارادہ نہ ہو تو اس پر کوئی وضو واجب نہیں ہے۔"

مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيِّفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْعَضْرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع هَلْ يَنَامُ الرَّجُلُ وَهُوَ جَالِسٌ فَقَالَ كَانَ أَبِي يَقُولُ إِذَا نَامَ الرَّجُلُ وَهُوَ جَالِسٌ مُجْتَبِعًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ وَضُوءٌ وَإِذَا نَامَ مُصْطَجِعًا فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ.^٤

(مجمول ۷-۲۳۹-۲۴۰) اور وہ حدیث جسے بیان کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے بکر بن ابو بکر حضرمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "کیا آدمی بیٹھے ہوئے سو سکتا ہے؟" تو فرمایا: "میرے والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ جو آدمی سیدھا بیٹھے ہوئے سوتے تو اس پر پھر سے وضو نہیں

^١ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶

^٢ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۵

^٣ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶

^٤ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶

ہے، لیکن اگر لیت کر سوجائے تو اس پر دوبارہ وضو واجب ہو جاتا ہے۔^۱

وَمَا جَزَىٰ مَجْرَىٰ هَذَيْنِ النَّهْرَيْنِ مِثْلًا وَرَدَّ يَتَّقَسَّنُ تَقْنُ إِعَادَةِ الْوُضُوءِ مِنَ التَّوْمِرِ لِأَنَّهَا كَثِيرَةٌ لَمْ تَدَّ كَرَّهَا بِإِنِّ
الْكَلَامَ عَلَيْهَا وَاحِدًا وَهُوَ أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَى التَّوْمِرِ الَّذِي لَا يَغْلِبُ عَلَى الْعَقْلِ وَيَكُونُ الْإِنْسَانُ مَعَهُ مُتَّسِبًا صَاحِبًا
لِيَايَكُونَ مِنْهُ وَالَّذِي يَبْذُلُ عَلَى هَذَا الشَّوْبِيلِ مَا.

توان دو حدیثوں اور اس جیسی دیگر بہت سی احادیث جن کے مضمون میں سونے والے انسان سے دوبارہ وضو کی نفی کی گئی ہے۔ اور ہم نے انہیں کثرت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا کیونکہ ان سب کا مدعا ایک ہی ہے، ان کی صورتوں میں یہ ہوگی کہ ہم انہیں اس کی ایسی نیند پر محمول کریں جو عقل پر غالب نہیں آتی اور اس نیند کے باوجود انسان چوکنٹا اور اپنے آپ سے سرزد ہونے والے اعمال سے باخبر ہوتا ہے۔ اور اسی تاویل پر مندرجہ ذیل احادیث بھی دلالت کرتی ہیں۔

أَخْبَنِي بِهِ الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّقَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيْسَى وَ الْحُسَيْنِ
بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ جَمِيعًا عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضِيلِ عَنْ أَبِي الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ التَّوْمِرِ يَخْفَى وَ هُوَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ إِنْ كَانَ لَا يَحْفَظُ حَدَثًا مِنْهُ إِنْ كَانَ فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَإِذَا
الصَّلَاةُ وَإِنْ كَانَ يَسْتَتِيقُنُ أَنَّهُ لَمْ يَخْذُثْ فَلَيْسَ عَلَيْهِ وَضُوءٌ وَلَا إِعَادَةٌ.^۲

(مجمول) ۸-۲۵۰۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور حسین بن حسن بن ابان سے، ان سب نے حسین بن سعید سے، اس نے محمد بن فضیل سے، اس نے ابو الشیبانی الکلبانی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کی نماز کی حالت میں آنکھ لگ جائے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اگر تو اس کی یہ کیفیت ہے کہ اپنے آپ سے حدت سرزد ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو نہ بچا سکتا ہو تو اس پر وضو بھی واجب اور نماز دوبارہ پڑھنا بھی واجب ہے۔ لیکن اگر اسے یہ یقین ہو کہ وہ حدت کو قابو میں رکھ سکتا تھا تو اس پر دوبارہ وضو کرنا اور نماز کا اعادہ بھی واجب نہیں ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَدِيْنَةَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع
قَوْلُهُ تَعَالَى إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ قَالَ إِذَا قُمْتُمْ مِنَ التَّوْمِرِ قُلْتُ يَتَّقَسَّنُ التَّوْمِرُ
الْوُضُوءُ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَانَ يَغْلِبُ عَلَى السَّمْعِ وَلَا يَسْمَعُ السَّمْعَ.^۳

(موثق) ۹-۲۵۱۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از ابن ابی عمیر، از عمر بن ادینہ، از ابی بکر اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ) ”جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو“ تو ان الفاظ سے

^۱ ”میرے والد فرمایا کرتے تھے“ والے جملہ سے لگتا ہے یہی ہے کہ یہ حدیث بطور تفسیر بیان ہوئی ہے۔ یہ بات قابل غور ہے۔

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۶۷

^۳ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۷

کیا مراد ہے؟“ فرمایا: ”اس کا مطلب ہے جب تم نیند سے کھڑے ہو“۔ میں نے پوچھا: ”کیا نیند وضو کو توڑ دیتی ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں! جب وہ کالوں پر غالب آجائے اور آدمی کوئی آواز نہ سن سکے“۔

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَصَالَةَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ حَزْبِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ زَيْدِ الشَّخَامِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْخَفَقَةِ وَالْمُخْفَقَةِ وَالْمُخْفَقَاتِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ إِنْ كَانَ يَقُولُ مَنْ وَجَدَ طَعْمَ السُّؤْمِ فَلْيَأْأُوجِبْ عَلَيْهِ الْوُضُوءَ^۱

(صحیح) ۱۰-۲۵۲۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از فضالہ، از حسین بن عثمان، از عبد الرحمن بن حجاج، از زید شحام اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک نیند اور دو نیند کیا ہوتے ہیں؟“ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”ایک نیند یا دو نیند کے متعلق میں کیا بتا سکتا ہوں یہ تو خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَى نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ) بلکہ انسان اپنے آپ کو بہتر جانتا ہے“ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو نیند کو چمک لے (آنکھ لگ جائے) تو اس نے اپنے اوپر وضو واجب کر لیا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَدَّافٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ هَلْ يُنْقَضُ وَضُوءُهُ إِذَا قَامَ وَهُوَ جَالِسٌ قَالَ إِنْ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلَا وَضُوءَ عَلَيْهِ وَذَلِكَ أَنَّهُ فِي حَالِ صَوْرَةٍ^۲

(صحیح) ۱۱-۲۵۳۔ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے محمد بن عدا فی سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا چمکنے کی حالت میں آدمی کے سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ تو فرمایا: ”اگر جمعہ کا دن ہو تو اس پر کوئی وضو نہیں ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ ضرورت کی حالت میں ہے۔“

فَهَذَا الْعَبْرُ مَحْبُورٌ عَلَى أَنَّهُ لَا وَضُوءَ عَلَيْهِ وَ لَكِنَّ عَدِيَّةَ التَّيْمِ لِأَنَّ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ لَا يَخْتَصُّ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ دُونَ غَيْرِهِمَا فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنَّهُ يَتَيَّمُ وَيُصَلِّي قِيَادًا انْقِضَ الْجَمْعُ تَوَضُّؤًا وَأَعَادَ الصَّلَاةَ لِأَنَّهُ رُجِسًا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلَاةِ مِنْ الرَّحْمَةِ وَذَلِكَ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو یہ حدیث اس صورت پر محمول ہوگی کہ اس آدمی پر وضو واجب نہیں ہوگا بلکہ تیمم واجب ہوگا، کیونکہ مبطلات وضو باقی ایام کی بہ نسبت جمعہ کے دن کوئی خصوصیت نہیں رکھتے تو اس کی صورت حال یہ ہوگی کہ (جمع میں ہو تو) وہ تیمم کر کے نماز پڑھے پھر جب بھیڑ ختم ہو تو وہ دوبارہ وضو کر کے اسی نماز کو دوبارہ پڑھے، کیونکہ بسا اوقات وہ اس بھیڑ سے نکلنے پر قادر نہیں ہوتا (تو وہ یہ عمل انجام دے)۔

اور اس تشریح پر مندرجہ ذیل حدیث یہ بھی دلالت کرتی ہے جسے:

۱ کافی ج ۳ ص ۷۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۷
۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۸

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ الشُّكُونِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيهِ عَنْ رَجُلٍ يَكُونُ
فِي وَسْطِ الْبُرْجَانِ - يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ يَوْمَ عَرَفَةَ لَا يَسْتَطِيعُ الْخُزْنَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ كَثْرَةِ النَّاسِ يُخَدِّثُ قَالِ يَتَّبِعُهُمْ
يُصَلِّي مَعَهُمْ وَيُعِيدُهُمْ إِذَا انْصَرَفَ.¹

(ضعیف) ۱۲-۲۵۴۔ مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن
محبوب سے، اس نے عباس بن معروف سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ² سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ
السلام سے، آپ نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے حضرت امام علی (زین العابدین) علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے
پوچھا گیا کہ ایک آدمی جمعہ یا عرفہ کے دن بھیڑ کے درمیان میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے مسجد سے نہیں
سکتا تھا اور اس سے حدت سرزد ہو گیا اب وہ کیا کرے؟ فرمایا: ”وہ تیمم کر کے ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے اور جب وہ اچل پڑھے
پھر دوبارہ اعمال انجام دے۔“

باب نمبر ۳۸: پیٹ کے کیڑے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجْمَةُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النَّعْسَانِ الطَّغَارِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَبَّابٍ عَنْ حَرِيذِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ
يَسْقُطُ مِنْهُ الدَّوَابُّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ يَتَطَيَّرُ فِي صَلَاتِهِ وَلَا يَنْقُضُ ذَلِكَ وَصُؤًا.³

(مرسل) ۱-۲۵۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ⁴ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن حسن صفار سے، اس نے
احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حباب سے، اس نے حرید بن عمرو سے، اس نے کسی
حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی (کے پیٹ) سے نماز کی حالت میں
کیڑے نکل کر گرتے رہتے ہیں (کیا حکم ہے؟)۔“ فرمایا: ”وہ اپنی نماز کو جاری رکھے اور اس سے وضو بھی نہیں نولے گا۔“

عَنْهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ
بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ تَرْبِيفِ يَعْنِي ابْنِ تَابِصْرَةَ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْقَالَ:
لَيْسَ فِي حَبِّ الْقُرْمِ وَالذَّيْدَانِ الصَّغَارِ وَصُؤًا مَا هُوَ إِلَّا بِمَثَلِ الْقَتْلِ.⁴

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۵

² والد شیخ بہائی کے بقول یہ عبد اللہ بن مغیرہ ہے لیکن علامہ مجلسی نے فرمایا کہ بعض نسخوں میں ام نے دیکھا یہ عبد اللہ بن کبیر ہے۔

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱

⁴ کافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱

(جہول) ۲-۲۵۶-۱ سی سے، از ابو القاسم جعفر بن محمد، از محمد بن یعقوب، از چند بزرگان، از احمد بن محمد، از محمد بن اسماعیل، از طریق یعنی ابن ناصح، از ثعلبہ بن میمون، از عبد اللہ بن یزید، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ نے فرمایا: ”حب القرع اور چھونے کیڑوں سے وضو واجب نہیں ہوتا یہ تو صرف جوڑوں کی طرح ہیں۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي فَيْصَلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قَالَ ابْنُ الرَّجُلِ يَطْرُقُ
مِنْتَهُ وَمِثْلُ حَبِّ الْقَرْعِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ^۱

(جہول) ۳-۲۵۷-۲ البتہ وہ روایت جسے حسین بن سعید نے نقل کی ہے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن ابی فضیل سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے جس آدمی کے پیٹ سے کیڑے نکلتے تھے اس بارے میں فرمایا: ”اس پر وضو واجب ہے۔“

فَالْوَجْهُ فِيهِ أَنْ تَحْبِلَهُ عَلَى أَنَّهُ إِذَا كَانَ مُتَلَطِّخًا بِالْعَذِرَةِ رِقَّةً وَلَا يَكُونُ تَطْلِيفًا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ مَا
تو اس کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ وہ پاخانہ کے ساتھ تختے ہوئے نطفیں اور پاک صاف نہ ہوں۔ اور اس مذکورہ تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ
بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَتَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي
عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ فِي صَلَاتِهِ قَيْظُهُ وَمِنْتَهُ حَبُّ الْقَرْعِ كَيْفَ يَنْسَهُ قَالَ إِنْ كَانَ حَرْبًا تَطْلِيفًا مِنْ
الْعَذِرَةِ فَلْيَسْ عَلَيْهِ شَيْءٌ لَمْ يَنْقُضْ وَضُوءَهُ وَإِنْ حَرْبًا مُتَلَطِّخًا بِالْعَذِرَةِ رِقَّةً فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَإِنْ كَانَ فِي
صَلَاتِهِ قَطْعًا الصَّلَاةِ وَأَعَادَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ. ^۲

(موتقن) ۳-۲۵۸-۲ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”ایک آدمی نماز کی حالت میں ہوتا ہے اور اس کے شکم سے کیڑے نکلتے ہیں تو وہ کیا کرے؟“۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر وہ پاخانہ سے پاک صاف ہیں تو اس پر کچھ نہیں اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر پاخانہ سے تختے ہوئے ہوں تو اسے دوبارہ وضو کرنا چاہیے۔ اور اگر وہ نماز کی حالت میں ہے تو اسے نماز توڑ دینی چاہیے اور وضو اور نماز دونوں کو دوبارہ بحال کرنا چاہیے۔“

^۱ کوفی ج ۳ ص ۶۳۰ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰
^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱

باب نمبر ۳۹: قے کرنا

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ

ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُسَامَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ الْقَرْمِ هَلْ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ لَا^۱

(حسن) ۲۵۹-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن افرینہ سے، اس نے ابو اسامہ^۲ سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا قے کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟“۔ فرمایا: ”نہیں“۔

وَأَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَعْبُودٍ عَنِ

الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْكُوفِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زُورِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ: سَأَلْتُ

أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ الْقَرْمِ قَالَ لَيْسَ فِيهِ وَضُوءٌ وَإِنْ تَقَيَّأَ مُتَعَبِّدًا^۳

(موثق) ۲۶۰-۲۔ مجھے حدیث نقل کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے حسن بن علی کوفی سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے غالب بن عثمان سے، اس نے روح بن عبد الرحیم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ”اس میں وضو ضروری نہیں چاہے وہ جان بوجھ کر زبردستی بھی قے کرے۔“۔

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبَانِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ

عَلِيٍّ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: لَيْسَ فِي الْقَرْمِ وَضُوءٌ^۴

(ضعیف) ۲۶۱-۳۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے ابن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”قے کرنے کی صورت میں وضو واجب نہیں ہوتا۔“۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوَضُوءِ قَالَ الْوَضُوءُ

لَسْتُمْ صَوْتُهُ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَالْقَرْمُ فِي الْبَيْتِ الْأَيْشِ لَا تَضُرُّ عَلَيْهِ وَالصُّحُوفُ فِي الصَّلَاةِ وَالْقَرْمُ^۵

(موثق) ۲۶۲-۴۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے حسین بن سعید نے حسن سے، اس نے زرعة سے، اس نے ساعہ سے اور اس نے

۱ کافی ج ۳ ص ۳۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲

۲ ابو اسامہ زید بن یونس شحام ازوی کوفی ہیں محد ہیں۔

۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳

۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳

۵ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲

کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے مہلطات وضو کے بارے میں سوال کیا، آپ نے فرمایا: "ابھی ہوا جس کی آواز سن سکو یا سو گھ سکو، ریخت کی آواز گھر اس میں کوئی چیز ہو جس پر تم صبر کرو، ہنسا اور سقے کرنا"۔

مَا زَوَّافًا مُّحْتَدًا بَيْنَ عَيْنَيْنِ مَعْشُوبٍ عَنْ مُعْتَدٍ بِنِ عُبَيْدِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ شُعْبَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ النَّخْدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: الرُّعَافُ وَالْعُقُومُ وَالشُّغْبِيلُ يُبْسِلُ الدَّمَ إِذَا اسْتَلْزَمَتْ شَيْئًا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَإِنْ لَمْ تَسْتَلْزَمْ هَذَا لَمْ يَنْقُضِ الْوُضُوءَ^۱

(کا صحیح) ۵- ۲۶۳۔ نیز وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عبد الجبار سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے شعبان سے، اس نے منصور سے، اس نے ابو عبیدہ صدام سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "تکسیر، قے، اور دانتوں میں خحال جس سے خون آئے اگر اس سے کچھ بھی نخرت آئے تو وضو کو توڑ دیں گی اور اگر تم اسے ناپسند نہیں کرتے تو اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا"۔

فَهَذَا إِنْ الْعَبْرَانِ يَعْشَبِلَانِ وَجَهْتَيْنِ أَصْدَهُمَا أَنْ يَكُونَا وَرَدًا مَوْرِدًا الثَّقِيْبَةَ بِأَنَّ ذَلِكَ مِنْدَحَبٌ بَعْضُ الْعَامَّةِ وَالثَّانِي أَنْ يَكُونَا مَعْشُولَيْنِ عَلَى فَتْرٍ مِنْ الْإِسْتِحْبَابِ لِئَلَّا تَنْتَقِضَ الْأَعْيَابُ^۲

تو ان دو حدیثوں میں دو صورتوں کا احتمال پایا جاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ بطور تفسیر بیان کی گئی ہوں کیونکہ مذکورہ نظریہ بعض اہل سنت کا نظریہ ہے اور دوسری یہ کہ ہم احادیث کو تناقض سے بچانے کیلئے ان کو مستحب عمل پر محمول کریں۔

باب نمبر ۵۰: تکسیر

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قَوْلُوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ الْكَلْبِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ شَهْلِ بْنِ زَيْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَنَانَ بْنِ مِسْكَانَ عَنْ أَبِي بصيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرُّعَافِ وَ الْحِجَامَةِ وَ كَيْ دَمٍ سَائِلٍ فَقَالَ لَيْسَ فِي هَذَا وَضُوءٌ إِثْنَا الْوُضُوءُ مِنْ طَرَفَيْكَ اللَّذَيْنِ أَنْعَمَ اللَّهُ بِهِنَّ عَلَيْكَ^۳

(ضعیف) ۱- ۲۶۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ^۱ نے ابو القاسم جعفر بن محمد بن قولویہ سے، اس نے محمد بن یعقوب کلبی سے، اس نے محمد بن حسن^۲ سے، اس نے شہل بن زیناد سے، اس نے محمد بن سنان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام سے تکسیر پھونٹنے، پچھنا لگانے اور ہر پہنے والے خون کے

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۳

^۲ کوفی ج ۳ ص ۳۷، تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۶

^۳ محمد بن حسن مفار موالف بشار الدرجات۔

متعلق سوال کیا تو فرمایا: "ان میں سے کسی میں بھی وضو نہیں ہے، وضو صرف تمہارے ان دو اطراف کی وجہ سے ہو گا جن کے وجود سے اللہ نے تمہیں نوازا ہے۔" (یعنی اگلی اور پچھلی شرمگاہ سے خارج ہونے والی چیزوں کی وجہ سے وضو لازمی ہو گا)۔

وَ أَخْبَرَنِي الْعَسِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي عَمْرٍو بْنِ شَمْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ سَبْعُ عَشْرَةَ يَقُولُ لَوْ رَعَفْتُ دُونَ مَا رَزَقْتُ عَقْرًا أَنْ أَسْتَحَّ بِمِلِّي الدَّمَ وَأَصْنَفُ^۱

(ضعیف) ۲-۲۶۵۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن یحییٰ سے اس نے احمد بن یحییٰ سے اس نے احمد بن ابو عبد اللہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے احمد بن نصر سے اس نے عمرو بن شمر سے اس نے جابر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "میں چاہے نکسیر کا مٹکا بھی بہاؤں تو اس سے زیادہ نہیں ہو گا کہ اپنے جسم سے خون کو صاف کر کے نماز پڑھنا شروع کر دوں۔"

وَ بَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْلُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِسْرَائِيلَ بْنِ أَبِي مَخْلُوبٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرَّضَاءَ عَنِ الْقُرْبَةِ وَالرِّعَابِ وَالْبِدَّةِ أَنْ يَنْقُضَ الْوُضُوءَ أَمْ لَا قَالَ لَا يَنْقُضُ شَيْئًا^۲

(صحیح) ۳-۲۶۶۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن یحییٰ، از محمد بن علی بن محبوب، از احمد، از ابراہیم بن ابی محمود اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضاعیہ السلام سے پوچھا: "کیا قے، نکسیر اور بیپ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟" فرمایا: "کچھ بھی نہیں ہوتا۔" فَأَمَّا مَا رَزَقُوا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْخَدَّاءُ فِي الْعَبْرِ الَّذِي ذَكَرْنَا فِي النَّبَابِ الَّذِي قَبْلَ هَذَا مِنْ قَوْلِ إِذَا اسْتَكْرَبَ الدَّمَ نَقَضَ وَإِنْ لَمْ يُسْتَكْرَبْ فَلَمْ يَنْقُضْ

البتہ گزشتہ باب میں ذکر ہونے والی ابو عبیدہ عذراء سے مروی روایت جس میں یہ ارشاد تھا کہ اگر خون سے نقرت کرتے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر ناپسند نہیں کرتا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور۔۔۔

مَا رَزَقُوا الْيُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُهَيْرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ رَجُلٍ أَصَابَهُ دَمٌ سَائِلٌ قَانَ يَتَوَطَّأُ وَيَعْبُدُ قَالَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ سَائِلًا تَوَطَّأُ بَقِي قَالَ وَيَصْنَعُ ذَلِكَ بَيْنَ الشُّعَاةِ وَالنَّبْرَةِ^۳

(صحیح) ۳-۲۶۷۔ روایت جسے بیان کیا ہے ابو بکر بن محمد نے عبید بن زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کو اپنے والے خون لگا ہوا ہو تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے۔" فرمایا: "اگر نہ بہ رہا ہو تو وضو کرے مگر اسی کو جاری رکھے۔" پھر فرمایا: "صفا اور مروہ کے درمیان بھی یہی کرے۔"

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنِ الْعَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَسْرِ بْنِ أَبِي نَافِعٍ قَالَ قَالَ سَبْعُ عَشْرَةَ يَقُولُ لَوْ رَعَفْتُ دُونَ مَا رَزَقْتُ بَعْدَ مَا

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۷۲

(صحیح) ۵-۲۶۸- احمد بن محمد بن عیسیٰ از حسن بن علی بن ابی اسحاق اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا وہ فرما رہے تھے: ”میں نے اپنے والد حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ جب وضو کرنے کے بعد ان کی تکبیر پھوٹی اور خون بہا لگا تو پھر وضو فرمایا“
 فَيَغْتَسِلُ وَجُوهًا أُخْدَمَا أَنْ تُغْتَسَلَ عَنْهُ مِنْ الشَّيْءِ عَنِ النَّبِيِّ وَ الشَّيْءِ أَنْ تُغْتَسَلَ عَنْهُ
 إِلَّا شَيْئًا مِنْ دُونَ النَّبِيِّ وَ الشَّيْءِ أَنْ تُغْتَسَلَ عَنْهُ غَسْلَ النَّبِيِّ بِأَنَّ ذَلِكَ يُسْتَسَى وَضُوًّا عَنِ مَا بَيَّنَّا فِي كِتَابِ
 تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ وَ يَذُكُّ عَنْ هَذَا النَّبِيِّ مَا.

تو ان مذکورہ (تین) احادیث کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں: ایک تو یہ کہ جس طرح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں انہیں تہذیب پر محمول کیا جائے۔ دوسری یہ کہ ہم اس کو مستحب پر محمول کریں وجوب پر نہیں اور تیسری صورت یہ کہ ہم ان روایات کو اس بات پر محمول کریں کہ یہاں وضو سے مراد صرف اس جگہ کو دھونا ہو۔ کیونکہ جس طرح ہم نے اپنی کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں بھی بیان کر دیا ہے (وضو کے بعد) اعضائے وضو کے صرف دھونے کو بھی وضو کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی اور مطلب پر مندرجہ ذیل یہ احادیث بھی ولادت کرتی ہیں:

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَجِيحَةُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
 الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ أَبِي حَبِيبٍ الْأَسَدِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ فِي الرَّجُلِ
 يَتَوَضَّؤُ وَهُوَ عَنِ وَضُوِّ قَالَ يَغْسِلُ آثَارَ الذَّمِّ وَ يُصْنِئُ^۲

(مجمول) ۶-۲۶۹۔ جسے مجھے نقل کیا ہے شیخ حمزہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے محمد بن حسین بن ابوالخطاب سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے ابو حبیب اسدی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا کہ آپ نے وضو کی حالت میں تکبیر بہانے والے توی کے متعلق فرمایا: ”خون کے نشانے دھو کر نماز پڑھ لے۔“

وَ عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَنبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ
 سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ إِذَا فَاةَ الرَّجُلِ وَ هُوَ عَلَى طَهْرٍ فَلْيَتَمَسَّحْ إِذَا رَغَفَ وَ هُوَ عَلَى وَضُوِّ
 فَلْيَغْسِلْ أَنْفَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ يُغْوِيهِ وَ لَا يُعِيدُ وَضُوًّا^۳

(موتق) ۷-۲۷۰- اسی۔ اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن ابن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان سے، اس نے سماعہ سے، اس نے ابو بصیر سے نقل کیا ہے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے سنا کہ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵

^۳ کافی ج ۳ ص ۳۷۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵

آپ نے فرمایا: ”اگر کوئی شخص باطنہات ہوتے ہوئے قے کر دے تو وہ کھلی کر لے، اور اگر وضو کی حالت میں اس کی تکسیر پھولے تو وہ اپنی ناک کو دھو لے تو یہ اس کے لئے کافی ہے اور وہ بارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“

باب نمبر ۵۱: ہنسا اور قہقہہ لگانا

أَخْبَقَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَالِمِ أَبِي الْفَضْلِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: لَيْسَ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا مَا حَرَّمَ مِنْ طَرَفَيْكَ إِلَّا شَقَّتَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنْعَمَ اللَّهُ بِهِمَا عَلَيْكَ.^۱

(کا صحیح) ۱- ۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ^۱ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے سالم ابو الفضل^۲ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”وضو صرف تمہارے ان نچلے دو طرف (اگلی اور پچھلی شرمگاہ) سے نکلنے والی چیزوں سے ہی ٹوٹ سکتا ہے جسے اللہ نے تمہیں بطور نعمت عطا کیا ہے۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّقَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ عَنْ زَكْرِيَّا بْنِ آدَمَ قَالَ: سَأَلْتُ الرَّضَاءَ عَنِ الشَّامُورِ فَقَالَ إِشْمَائِيلُ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ ثَلَاثَةٌ الْبُيُوتُ وَالْعَائِطُ وَالرِّيحُ.^۳

(حسن) ۲- ۲۷۲۔ اسی سے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن سہل سے، اس نے زکریا بن آدم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضاعلیہ السلام سے ناسور کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”وضو کو صرف تین چیزیں ہی توڑ سکتی ہیں پیشاب، پاخانہ اور ہوا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ عَنْ زُرَيْعَةَ عَنْ سَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: الْعَدْتُ تَسْمَعُ صَوْتَهُ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَالْقَرْقَرُ فِي الْبَطْنِ إِلَّا شَيْئاً تَصُدُّ عَنْكَ وَالصُّحُكُ فِي الصَّلَاةِ وَالنَّعْمُ.^۴

(موثق) ۳- ۷۳۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعة سے، اس نے ساعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے مبطلات وضو کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”ایسی ہوا جس کی آواز سن سکو یا بوسگھ سکو اور پیٹ کی آواز گھر اس میں کوئی ایسی چیز ہو جسے تم برداشت کر سکتے ہو، ہنسا اور قے کرنا۔“

فَالْوُجْهَةُ فِي هَذَا الْعَبْرَ أَنْ تَحْسِبَهُ حَرْبَ مَنْ مِنَ الْأَشْيَاءِ الَّتِي لَا يَنْبَغُ لَكَ مَعَهُ نَفْسُهُ وَلَا يَأْمَنُ أَنْ

^۱ کافی ج ۳ ص ۳۵۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۰

^۲ مر الاسالم ص ۱۰۱ کوئی ہے اور ثقہ ہے۔ اس کی کتاب ہے جس سے صفوان نے حدیثیں نقل کی ہیں۔

^۳ کافی ج ۳ ص ۳۱۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۰

^۴ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۲

يَكُونُ قَدْ أَحَدَتْهُ النَّبِيُّ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہوگی کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ یا ایسی ہی کسی پر محمول کیا جائے گا جس کی وجہ سے وہ خود پر قابو نہ پاسکے اور حدیث سے محفوظ نہ رہ سکتا ہو۔ اور مندرجہ ذیل روایت بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

مَا زَوَّاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ سَبْعَةَ يَقُولُ إِنَّ التَّبَسُّمَ فِي الصَّلَاةِ لَا يَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِذَا يَنْقَضُ الصَّحْبُ الَّذِي فِيهِ الْقَهْقَهَةُ^۱

(صحیح) ۲-۳۷۳۔ جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ایک گروہ سے جنہوں نے امام علیہ السلام سے سنا کہ وہ فرما رہے تھے: ”نماز میں مسکراہٹ نماز اور وضو کو نہیں توڑتی بلکہ وہ ایسی نماز کو توڑتی ہے جس میں قہقہہ ہو۔“

قَوْلُهُ إِذَا يَنْقَضُ الصَّحْبُ الَّذِي فِيهِ الْقَهْقَهَةُ رَاجِعٌ إِلَى الصَّلَاةِ دُونَ الْوُضُوءِ لِأَنَّهَا قَالَتْ يَنْقَضُ الصَّحْبُ الَّذِي فِيهِ الْقَهْقَهَةُ وَالْقَهْقَهَةُ لَا يَقَالُ إِلَّا فِي الصَّلَاةِ لِأَنَّهَا لَمْ تَجْرِ الْعَادَةُ أَنْ يَقَالَ انْقَضَ الْوُضُوءُ وَإِنَّمَا يَقَالُ انْقَضَتِ الصَّلَاةُ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْعَبْرَانِ وَرَدًا مَوْرِدًا الشَّيْبَةَ لِأَنَّهَا مُوَافِقَانِ لِتَدَاوُبِ بَعْضِ الْعَامَّةِ.

اس میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ: ”نماز کو وہ ایسی توڑتی ہے جس میں قہقہہ ہو“ یہ حکم صرف نماز کے ساتھ خاص ہے وضو کے ساتھ نہیں اس لئے کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ حدیث میں لفظ ”يَنْقَضُ الصَّحْبُ“ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور قطعاً کا لفظ صرف نماز کیلئے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسلئے کہ عربوں کی یہ عادت نہیں رہی کہ وہ ”انْقَضَ الْوُضُوءُ“ کا لفظ استعمال کریں۔ مگر صرف ”انْقَضَتِ الصَّلَاةُ“ کہا جاتا ہے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ دونوں روایتیں بطور تفسیر بیان ہوئی ہوں اس لئے کہ یہ دونوں بعض اہل سنت کے مذہب کے مطابق ہیں۔

باب نمبر ۵۲: شعر گوئی

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ شُعْبَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَسَعٍ عَنِ

عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ انْشَاءِ الشُّعْرِ هَلْ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ لَا.

(مجمول) ۱-۲۷۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا شعر پڑھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟“ فرمایا: ”نہیں۔“

قَالَ مَا زَوَّاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ أَبِيهِ الْحَسَنِ عَنِ زُبَيْدَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ تَشْدِيدِ الشُّعْرِ هَلْ يَنْقُضُ

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۲

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۷

الْوَضُوءُ أَوْ قَلَمِ الرَّجُلِ صَاحِبِهِ أَوْ الْكُذِبِ فَقَالَ نَعَمْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ شِعْرًا يَصُدُّ فِيهِ أَوْ يَكُونَ يَسِيرًا مِنَ الشِّعْرِ
الْأَيْبَاتِ الشَّلَاةِ وَالْأَرْبَعَةَ فَأَمَّا أَنْ يُكْتَرَمِنْ الشِّعْرِ النَّاطِلِ فَهُوَ يَنْقُضُ الْوَضُوءَ.¹

(موثق) ۲-۲۷-۲۷۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعد بن ساعد سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”آیا شعر گوئی یا آدمی اپنے ساتھی پر ظلم کرے یا جھوٹ بولے تو کیا یہ وضو کو باطل کر دیتے ہیں؟“ تو فرمایا: ”جی ہاں! مگر کوئی ایسا شعر ہو جس میں وہ کچھ کہہ رہا ہو یا تھوڑے سے تین چار بیت شعر ہوں (تو کوئی حرج نہیں)، اگر نہ زیادہ باطل اشعار کہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔“

فَيَسْتَمِيلُ الْخَبِيرَ وَجَهَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ تَصَخَّفَ عَلَى الرَّاوي فَيَكُونُ قَدْ رُوِيَ بِالشَّادِ غَيْرِ الْمُعْجَبَةِ دُونَ الشَّادِ
الْمُتَقَطَّةِ لِأَنَّ ذَلِكَ وَمَا يَنْقُضُ ثَوَابَ الْوَضُوءِ الشَّانِ أَنْ يَكُونَ مَخْمُولًا عَلَى الْإِسْتِخْبَابِ.

تو اس حدیث میں دو احتمال پائے جاتے ہیں: ایک یہ کہ راوی سے عبارت میں غلطی سے تبدیلی ہو گئی ہو (اور بغیر نقطہ کے ”صاد“ کی جگہ اس نے نقطہ کے ساتھ ”ضاد“ لکھا گیا ہو) جبکہ درحقیقت وہ بغیر نقطہ کے ”صاد“ ہو نقطہ والی ”ضاد“ نہ ہو۔ (یعنی اصل میں ”يَنْقُضُ“ ہو ”يَنْقُضُ“ نہ ہو تو اس کا معنی نقص اور کمی کے ہیں) کیونکہ یہ شعر گوئی وضو کے ثواب میں کمی کا باعث ہے (وضو کے نوبتے کا باعث نہیں۔ مترجم) اور دوسرا یہ کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے (یعنی دوسرا وجوہ کرنا مستحب ہو)۔

باب نمبر ۵۳: بوسہ اور شرمگاہ کو مس کرنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجِيئَةُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ
سَعِيدٍ عَنْ فَصَّالَةَ بْنِ أَيُّوبَ وَ مُعْتَدِ بْنِ أَبِي عُثَيْرٍ عَنْ جَبِيلِ بْنِ دَرَّاجٍ وَ حَنَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ م
قَالَ: لَيْسَ فِي الْقَبِيلَةِ وَلَا فِي الْمُبَايَعَةِ وَلَا مَسِّ الْقَدَمِ وَضُوءٌ.²

(صحیح) ۲-۷۷-۲۷۔ مجھے حدیث نقل کی ہے شیخ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب اور محمد بن ابی عمیر سے، انہوں نے جمیل بن دراج اور حماد بن عثمان سے، انہوں نے زرعد سے، اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”بوسہ میں، ایک دوسرے کو چھونے میں اور شرمگاہ کو چھونے میں کوئی وضو نہیں ہے۔“ (ان کاموں سے وضو نہیں ٹوٹتا اور نیا وضو واجب نہیں ہوتا۔ مترجم)

وَيَهْدِي الْإِسْتِخْبَابَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مَرْزُومٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي
جَعْفَرٍ م مَا تَقُولُ فِي الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَذْعُ جَارِيَتَهُ فَتَأْخُذُ بِبَدَنِ وَحَشَى يَتَسْتَمِيهِ إِلَى الْمَسْجِدِ قَبْلَ أَنْ يَشُدَّ ثَوْبَهُ يَتَوَضَّأُ

¹ تہذیب الامام ج ۱ ص ۱۶

² کافی ج ۳ ص ۳۷۷۔ سن الاصحاح الفقیہ ج ۱ ص ۱۳۵۔ تہذیب الامام ج ۱ ص ۲۲

أَنَّهَا الْمَلَامَسَةُ فَقَالَ لَا وَاللَّهِ مَا يَذَلِّكَ بَأْسٌ وَرُبَّمَا فَعَلْتَهُ وَمَا يَعْينُ بِهَذَا أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ إِلَّا النِّوَاقِعَ فِي
الْفَرْجِ.¹

(موتقن) ۲-۲۷۸۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از احمد بن محمد، از ابان بن عثمان، از ابو مریم اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”آپ اس آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جس نے وضو کیا اور پھر اپنی کنیز کو بلا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اس نے اسے مسجد تک پہنچایا۔ ہمارے ہاں تو کچھ لوگ اسے ملاسہ (ایک دوسرے کو چھونا) سمجھتے ہیں؟“ فرمایا: ”نہیں۔ خدا کی قسم! اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور بسا اوقات میں نے بھی ایسا کیا ہے۔ اور آیت میں ”لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ“ سے مراد صرف شرمگاہ میں مباشرت ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْتِثْنَاءِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ الْحَلْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ
الْقُبْلَةِ تَنْقِضُ الْوُضُوءَ قَالَ لَا بَأْسَ.²

(صحیح) ۲۷۹۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از صفوان، از ابن مسکان، از علی اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا بوسہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے (وضو نہیں ٹوٹتا)۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ أَبِي بَصِيرٍ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا قَبِلَ
الرُّجُلُ الْمَرْأَةَ مِنْ شَهْوَةٍ أَوْ مَسَّ فَرْجَهَا أَعَادَ الْوُضُوءَ.³

(موتقن) ۳-۲۸۰۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے عثمان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جب مرد شہوت کے ساتھ عورت کا بوسہ لے یا اس کی شرمگاہ کو چھوے تو وہ بارہ وضو کرے۔“

فَالْوُجُوهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ نَحْبَهُ عَلَى خَرْبٍ مِنَ الْإِسْتِخْبَابِ أَوْ عَلَى أَنَّهُ يَغْسِلُ يَدَاؤَهُ وَذَلِكَ يُسْتَمْتَعُ وَضُوءًا عَلَى مَا
تَقَدَّمَ الْقَوْلُ فِيهِ وَالَّذِي يَذَلُّكَ عَلَى هَذَا الشَّوْبِ.

تو اس روایت کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے مستحب پر محمول کر سکتے ہیں یا یہ کہ وہ اپنے ہاتھ کو دھوئے گا اور یہ چیز جیسا کہ اس بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے وضو کہلاتی ہے۔ اور اس تاویل پر مندرجہ ذیل وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتَبَةَ عَنِ ابْنِ عَتَبَةَ عَنِ ابْنِ
عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ عَنْ رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَ امْرَأَتِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَإِنْ شَاءَ فَغَسَلَ يَدَاؤَهُ وَالْقُبْلَةَ لَا يَنْوِضُ

¹ تہذیب الاطعام ج ۱ ص ۲۲

² تہذیب الاطعام ج ۱ ص ۲۳

³ تہذیب الاطعام ج ۱ ص ۲۲

منها:

(ضعیف) ۵-۲۸۱۔ جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان بن عبد ارمن بن ابو عبد اللہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی نے اپنی عورت کی شرمگاہ کو چھوا ہو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اور اگر پاپ ہے تو ہاتھ دھو لے اور بوسہ لینے سے بھی وضو واجب نہیں ہوتا۔“

الْحَسَنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَغْتَبُ بَدَنَ كَرْمٍ فِي الصَّلَاةِ الْكُتُوبِيَّةِ فَقَالَ لَا يَأْتِي^۱

(صحیح) ۶-۲۸۲۔ حسین بن سعید، از فضالہ، از معاویہ بن عمار اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی فرنگہ نماز میں اپنے آلہ تناسل کے ساتھ چھیڑ خوائی کرتا رہتا ہے (تو کیا حکم ہے؟)“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

عَنْهُ عَنِ أَحِبِّهِ الْحَسَنِ بْنِ زُرَّعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَمْسُ ذَكَرَهُ أَوْ فَرْجَهُ أَوْ اسْتَلَّ مِنْ ذَلِكَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيُ أَلَيْعِيدُ وَضَوْءُ فَفَقَالَ لَا يَأْتِي بِذَلِكَ إِثْمًا هُوَ مِنْ جَسَدِهِ^۲

(موتق) ۷-۲۸۳۔ اسی سے، اس نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعد سے، اس نے سماح سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی نماز کے قیام کی حالت میں اپنے آلہ تناسل یا اپنی شرمگاہ کو یا اس سے نیچے کو چھو رہتا ہے تو کیا وہ رو بار وضو کرے گا؟“ تو فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے یہ بھی اس کے جسم کا حصہ ہے۔“

فَأَمَّا مَا زَوَّاهُ مُحْتَبًا بَيْنَ أَحْتَدَيْنِ يَخْبِي عَنْ أَحْتَدٍ بَيْنَ الْعَسَنِ بْنِ عَبْدِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَمْسُ بِنَاطِنِ ذُبْرِهِ قَالَ نَقَضَ وَضُوهُ وَإِنْ مَسَّ بِنَاطِنِ إِخْبِيلِهِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوَّ وَإِنْ كَانَ فِي الصَّلَاةِ قَطَعَ الصَّلَاةَ وَيَتَوَضَّأُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ وَإِنْ قَتَعَ إِخْبِيلَهُ أَفَادَ الْوُضُوَّ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ^۳

(موتق) ۸-۲۸۴۔ البیتہ دور روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی وضو کرنے بعد اپنی پچھلی شرمگاہ کے اندر ولی حصہ کو چھو رہا ہے۔ (تو کیا حکم ہے؟)۔ تو فرمایا: ”اس کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔“

^۱ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۳

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۶۸

^۳ یعنی نماز اس سے باطل نہیں ہوتی اگرچہ یہ ۸ گھڑت العزت کے حضور حاضر کی کے لاپ اور توجہ کے برخلاف ہے۔

^۴ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۶۸

^۵ تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۷۰

گا۔ اور اگر وہ اپنی پیشاب کی نالی کے اندرونی حصہ کو چھوتا ہے تو اسے دو بارہ وضو کرنا چاہیے اور اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو اسے نماز توڑ کر پھر سے وضو کر کے دو بارہ پڑھنی چاہیے۔ اور اگر پھر پیشاب کی نالی کا منہ کھولتا ہے تو اپنے وضو اور نماز کو پھر سے انجام دے۔“

قَالَ وَجَهِي فِي هَذَا الْغَيْبِ أَنَّ نَعْبَتَهُ عَلَى إِذَا صَادَفَ هُنَاكَ شَيْئاً مِنَ السَّبَابَةِ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ جِزْيَةٌ بِإِعَادَةِ الْوُضُوءِ وَالسَّلَاةِ وَمَتَى لَمْ يُصَادَفْ شَيْئاً مِنْ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ شَيْءٌ حَسَبَ مَا قَدْ مَنَّا.

اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں گے کہ جب اس کے ہاتھوں کو کوئی نجاست لگی ہوئی ہو۔ تو اس صورت میں وضو اور نماز دونوں کا دو بارہ بجا لانا ضروری ہو گا اور جب کوئی نجاست نہ لگی ہوئی ہو تو جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا ہے اس پر کچھ واجب نہیں ہو گا۔

باب نمبر ۵۴: کافر سے مصافحہ اور کتے کو چھونا

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الرَّازِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي حَمُوقَةَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَيْسَى بْنِ عَمْرٍو عَنْ مَوْلَى الْأَنْصَارِ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُصَافِحَ السُّجُوسَ فَقَالَ لَا قَسَالَهَ هَلْ يَتَوَضَّأُ إِذَا صَافَحَهُمْ فَقَالَ نَعَمْ إِنَّ مَصَافَحَتَهُ تَنْقُضُ الْوُضُوءَ.

(ضعیف) ۲۸۵۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے ابو عبد اللہ رازی سے، اس نے حسن بن علی بن ابو حمزہ سے، اس نے سیف بن عبد اللہ سے، اس نے عیسٰی بن عمرو کے آرا کر دو غلام عیسیٰ بن عمر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا کسی (مسلمان) آدمی کیلئے مجوسی سے ہاتھ ملانا جائز ہے؟“ تو فرمایا: ”نہیں“ پھر پوچھا: ”اگر ہاتھ ملالے تو کیا پھر وضو کرے؟“ تب فرمایا: ”جی ہاں! ان سے ہاتھ ملانا وضو کو باطل کر دیتا ہے“

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ الْوَجْهُ فِي هَذَا الْغَيْبِ أَنَّ نَعْبَتَهُ عَلَى حَسْبِ الْيَمِينِ ذَلِكَ يُسْتَمْرَ وَضُوءٌ عَلَى مَا نَبَّأْنَا وَإِنَّمَا يَجِبُ ذَلِكَ لِكُونِهِمْ أُنْبَاسًا وَإِنَّمَا قُلْنَا ذَلِكَ لِإِحْتِمَالِ الطَّائِفَةِ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ لَا يُوجِبُ نَقْضَ الْوُضُوءِ وَ أَيْضًا قَدْ قَدْ مَنَّا الْأَخْبَارَ الَّتِي تَقْتَضِي أَنَّهُ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ إِلَّا مَا حَرَّمَ مِنَ الشَّيْبَتَيْنِ أَوْ الثُّومِ وَ هِيَ مَشْكُوكَةٌ عَلَى عُمُومِهَا لَا يَتَوَضَّأُ تَغْيِيبُهَا لِأَجْلِ هَذَا الْغَيْبِ الشَّاذِ.

۱ تصنیف الامام ج ۱ ص ۳۶۹

۲ البرقی نے اپنی کتاب رجال میں اسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا صحابی شمار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا غلام تھا اور کئی سال تک آپ کے درس میں حاضر ہوتا رہا۔

اس حدیث کے بارے میں شیخ ابو جعفرؒ کا کہنا ہے کہ اس حدیث کو ہم اس بات پر محمول کر سکتے ہیں کہ اس وضو سے مراد ہاتھ کا دھونا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ہماری وضاحت کے مطابق وضو کہلاتا ہے۔ اور یہ ہاتھ دھونا اس لئے واجب ہے کہ وہ نجس ہیں۔ اور یہ (ہاتھ دھونے کی) بات ہم نے اس لیے کی ہے کہ ہمارے علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ ان سے ہاتھ ملانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور روایت بھی بیان کر دی ہیں جن میں ذکر ہوا ہے کہ وضو صرف اس صورت میں ٹوٹتا ہے جب کوئی چیز دو شرمگاہوں سے نکلے یا پھر نیند آجائے اور یہ احادیث عموم پر مشتمل ہیں اور اس شاذ حدیث کی وجہ سے ان پر تخصیص نہیں لگائی جاسکتی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: مَنْ مَسَّ كَلْبًا فَلَيْتَ وَطْأًا¹

(موثق) ۲-۲۸۶۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے عبد اللہ بن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جو بھی کتے کو چھوئے گا اسے دو بارہ وضو کرنا چاہیے“

قَالَ كَلْبًا مَرَّكَ كَالْغَلَا مَرَّكَ الْعَبْرُ الْأَوَّلِ مِنْ حَتْمِهِ عَلَى غَسْلِ الْيَدِ لِلْجَمَاعِ الَّذِي ذَكَرْنَاكَ وَالْأَخْبَارِ الَّتِي قَدْ مَنَّاهَا وَأَيْضًا فَقَدْ.

تو اس حدیث کے متعلق گفتگو بھی گزشتہ حدیث کی طرح ہے کہ اسے ہم ہاتھ کے دھونے پر محمول کریں گے کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس بات پر اجماع بھی ہے اور مبطلات وضو کے بارے میں حدیثیں بھی ہیں نیز درج ذیل حدیث بھی ہے جسے زَوَى الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَنَّادٍ عَنْ حَرِيْزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْكَلْبِ يُصِيبُ شَيْئًا مِنْ جَسَدِ الرَّجُلِ قَالَ يَغْسِلُ الْتَمَّكَانَ الَّذِي أَصَابَهُ²

(صحیح) ۳-۲۸۷۔ روایت کی ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کتا انسان کے جسم کے کسی حصہ کے ساتھ لگ جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔“ فرمایا: ”اے جگہ کو دھو لے جہاں کتا لگ گیا تھا“³۔

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

² کافی ج ۳ ص ۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۳

³ اس بات پر کہ ترہونے کی وجہ سے اس کی نجاست گننے والی ہو نیز حرارت نہ کرنے کی صورت میں ممکن ہے دھونا مستحب ہو۔ مقدس اردبیلی کا کہنا ہے: ”حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ کتے کے ساتھ گننے والی جگہ کو دھونا واجب ہے چاہے وہ خشک بھی ہو اور یہ کہ کتا بطور مطلق نجس ہے چاہے اس کے جسم کے وہ حصے بھی ہوں جن میں روح طلول نہیں کرتی۔“ مگر میری نگاہ میں (خشک ہونے کی وجہ سے) نجاست کے حرارت نہ کرنے کی صورت میں جگہ کے دھونے کا وجوب نہایت بعید ہے۔ علی اکبر غفاری ۱۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجِيهَ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَمَّا قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَجِدُ الرِّيحَ فِي بَطْنِي حَتَّى أَظُنُّ أَنَّهَا قَدْ حَرَّجَتْ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ وَضُوءٌ حَتَّى تَسْمَعَ الصَّوْتِ أَوْ تَجِدَ الرِّيحَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ إِبْلِيسَ يَبُوءُ فَيَجْلِسُ بَيْنَ أَلْيَتَيْ الرَّجُلِ فَيَفْسُو لِيَسْمِعَكَ^۱.

(ضعیف و صحیح) ۱-۲۸۸۔ مجھے خبر بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے قاسم بن جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے محمد بن ولید سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے عبد الرحمن بن ابی عبد اللہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”میں اپنے شکم میں ہوا محسوس کر رہتا ہوں حتیٰ کہ مجھے اس کے باہر نکلنے کا بھی گمان ہوتا ہے (تو کیا کروں؟)۔“ تو امام نے فرمایا: ”تمہارے اوپر کوئی وضو نہیں ہے جب تک کہ تم ہوائ نکلنے کی آواز نہ سیکر سکتے یا اس کی بدبو نہیں سونگھتے۔“ پھر فرمایا: ”ابلیس انسان کے دو سرینوں کے بیچ میں آکر بیٹھ جاتا ہے اور پھونک مارتا ہے تاکہ اسے شک میں ڈال دے۔“^۲

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَقَّارٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَمَّا قَالَ الشَّيْطَانُ يَنْفَعُنِي ذُبُّ الْإِنْسَانِ حَتَّى يُغَيَّبَ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ حَرَّجَتْ مِنْهُ رِيحٌ فَلَا يَنْقُضُ وَضُوءًا إِلَّا رِيحٌ يَسْمَعُهَا أَوْ يَجِدُ رِيحَهَا^۳.

(صحیح) ۲-۲۸۹۔ حسین بن سعید از فضالہ از معاویہ بن عمار اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”شیطان انسان کے پچھواڑے میں ایسی پھونک مارتا ہے کہ وہ یہ خیال کرنے لگ جاتا ہے کہ اس سے ہوا خارج ہو گئی تو (ایسی صورت حال میں) جب تک وہ ہوائ نکلنے کی آواز نہ سنے یا بدبو نہ سونگھے تب تک وہ اپنے وضو کو مت توڑے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَمَّا يَنْقُضُ الْوَضُوءَ قَالَ

الْحَدَّثَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ أَوْ تَجِدُ رِيحَهُ وَالْقَرْنُ فِي الْبَطْنِ إِلَّا شَيْئاً تَصْبِرُ عَلَيْهِ أَوْ الصَّحْبُ فِي السَّلَاةِ وَالنَّعْمُ^۴.

(مرفوع) ۳-۲۹۰۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کی ہے حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے، اس نے زرعد سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے مہلطات وضو کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”وہ ہوا جس کی تم آواز سنو یا اس کی بدبو سونگھو، پیٹ کی شدید گڑگڑ مگر شدید ہو جس پر تم صبر کر سکو یا نماز میں ہنستا اور قے کرو دینا۔“

^۱ سنن ابی یوسف، المصنف، ج ۱ ص ۱۳۹۔ تہذیب الامم، ج ۱ ص ۳۶۹

^۲ شیطان پھونک سے مراد وہ توہمات اور خیالات ہیں جو دوسری لوگوں کو درپیش ہوتے ہیں۔ (علامہ مجلسی)

^۳ سنن ابی یوسف، المصنف، ج ۱ ص ۱۳۹۔ تہذیب الامم، ج ۱ ص ۳۶۹

^۴ تہذیب الامم، ج ۱ ص ۱۲

فَقَدْ تَكَلَّمْنَا عَلَى هَذَا الْعَبْرِ فِيمَا تَقَدَّمَ وَقُلْنَا التَّوَجُّهُ فِيهِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى حَالٍ لَا يَبْلُغُ الْإِنْسَانَ فِيهَا نَفْسَهُ فَيُعْلَمَ
مَا يَكُونُ مِنْهُ وَيَجُودُ أَنْ نَحْمِلَهُ أَيْضًا عَلَى الْإِسْتِخْبَابِ.

تو اس بارے میں ہم پہلے بھی گفتگو کر چکے ہیں اور کہا ہے کہ ہم ایسی حالت پر اس کو محمول کریں جس میں انسان کو اپنی ذات
اختیار نہ ہو کہ اسے اس سے جو چیز خارج ہو رہی ہو اسے علم ہو سکے نیز اسے مستحب عمل پر بھی محمول کر سکتے ہیں۔

باب نمبر ۵۶: مذی اور وزی کا حکم

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى عَنْ
الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْبَكٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَذِيِّ فَقَالَ
مَا هُوَ عِنْدِي إِلَّا كَالشَّخَامَةِ^۱.

(موثق) ۱۔ ۲۹۱۔ مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس
احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عبد اللہ بن بکیر سے، اس نے عمر بن حنظلہ سے اور اس نے کہا
میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”میرے نزدیک وہ صرف لغو کی طرح
ہے (یعنی نجس نہیں ہے۔ مترجم)۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى وَ الْعُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ
جَبْرِ عَنْ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ السَّمْعَانِيِّ بْنِ عَمْرٍاءَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَذِيِّ فَقَالَ
إِنْ عَدَيْتَ م كَانَ رَجُلًا مَذْمُومًا فَاسْتَحْيَا أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ص لِيَسْأَلَ عَنْ قَامَتِهِ الْبَقْدَاذِ أَنْ يَسْأَلَهُ وَ هُوَ
جَالِسٌ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ الْبَيْتُ ص لَيْسَ بِشَيْءٍ^۲.

(موثق) ۲۔ ۲۹۲۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ اور حسین
بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے اسماعیل بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”حضرت علی علیہ السلام کو بھی اس کی بہت شکایت رہتی تھی
اور حضرت زہرا (س) کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے آنحضرت سے سوال پوچھنے سے شرماتے تھے تو انہوں نے مقدمہ سے فرمایا کہ میرا
موجودگی میں اس بارے میں آنحضرت سے سوال کرنا تو اس نے ایسا کرتے ہوئے پوچھا! تو آنحضرت نے فرمایا: ”یہ کچھ بھی نہیں
ہے۔“

^۱ کافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۷۱

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸

وَبَيَّنَّا الْإِنشَادَ عَنِ الصَّغَارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ عِيْسَى عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَذْيَنَةَ عَنْ زَيْنِ الشَّامِرِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع الْمَذْيُ الْوُضُوءُ فَقَالَ لَا وَلَا يُغْتَسَلُ مِنْهُ الشُّوْبُ وَلَا الْجَسَدُ وَإِن شَاءَ بِمَنْزِلَةِ الْمِزَاقِ وَالْمَخَاطِ.

(صحیح) ۲۹۳۔ انہی اسناد کے ساتھ از صفار، از احمد بن محمد بن عیسیٰ، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زید شحام سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مذی کے متعلق پوچھا: ”کیا اس سے وضو ٹوٹتا ہے؟“ تو فرمایا: ”نہیں اور اس کی وجہ سے کپڑے اور جسم کو دھونا بھی ضروری نہیں ہے اور یہ صرف تھوک یا بلغم کی طرح ہے۔“

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْوَشَاءِ عَنْ أَبَانَ عَنْ عُبَيْدَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ كَانَ عَلِيٌّ ع لَا يَبْرِي فِي الشَّذْيِ وَطُؤًا وَلَا يَغْتَسِلُ مَا أَصَابَ الشُّوْبُ مِنْهُ إِلَّا فِي النَّبَاهِ الزَّكْبَرِ.

(صحیح) ۲۹۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ حررہ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے حسین بن محمد سے، اس نے معلیٰ بن محمد سے، اس نے وشاء سے، اس نے ابان سے، اس نے عبیدہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ”حضرت علی علیہ السلام مذی کی وجہ سے کسی قسم کے وضو اور لباس دھونے کے قائل نہیں تھے مگر بے پانی (پیشاب) یا مٹی کیلئے قائل تھے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيْسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْتَيْعِيلَ بْنِ بَرِيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُ الْبَرْزَخِيَّ عَنِ الشَّذْيِ فَأَمْتَرَنِي بِالْوُضُوءِ مِنْهُ ثُمَّ أَعَدُّتْ عَلَيْهِ فِي سَنَةِ الْخُرَيْ فِي قَامَتِي بِالْوُضُوءِ فَقَالَ إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ع أَمَرَ الْبَغْدَادَةَ بِنِ الْإِسْنَادِ أَنْ يَسْأَلَ الْبَرْزَخِيَّ عَ وَاسْتَسْتَأْنِ أَنْ يَسْأَلَ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُوءُ.

(صحیح) ۲۹۵۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن اسماعیل بن بزیج سے اور اس نے کہا کہ میں نے

۱۸۔ کتاب الامام ج ۱۸
 ان میں آہ حدیث کے معلوم ہوتا ہے کہ مذی اور وہابی پاک نما۔ مذی اور زردی رقیق رطوبت ہے جو جملہ اعضاء کے وقت خارج ہوتی ہے۔ جبکہ وہابی وہ رطوبت ہے جو انزال سے کچھ دن پہلے خارج ہوتی ہے۔ اور وہابی دو گامی سفیدی گولی رطوبت ہے جو پیشاب کے بعد خارج ہوتی ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ان سے وضو باطل نہیں ہو جاتا۔ کتاب المختلف میں لکھا ہے کہ میرے علم میں ”ان سے وضو کے نہ اٹھنے کے حکم کا ہم (امام) میں سے کسی نے نہیں سنا۔“ اور کوئی قائل نہیں ہے۔ اس لئے کہ علامہ ابن حنیبلہ کا نظریہ ہے کہ اگر یہ رطوبت شہوت کے ساتھ خارج ہو تو اس سے وضو باطل ہے۔ جبکہ ان سنت کے تمام مفسرین نے اس سے وضو اور کپڑے دھونے کو واجب قرار دیا ہے۔

۱۹۔ کتاب الامام ج ۱۸
 من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۳۹
 ۱۸۔ کتاب الامام ج ۱۸

حضرت امام علی رضاعلیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا۔ پھر اگلے سال بھی یہی سوال دہرایا تب بھی انہوں نے مجھے وضو کا حکم دیا پھر فرمایا: ”حضرت علی علیہ السلام نے بھی مقداد بن اسود کو حکم دیا تھا کہ وہ آنحضرت سے اس بارے میں سوال کرے مگر خود یہ پوچھنے سے شرماتے تھے تو نبی کریم نے بھی فرمایا تھا کہ یہ وضو کا باعث ہے۔“

فَهَذَا الْخَبْرُ لَا يُعَارِضُ مَا قَدْ مَنَّا مِنْ الْأَخْبَارِ لِأَنَّهُ خَبْرٌ وَاحِدٌ وَقَدْ تَصَحَّحْنَا مِنْ قِصَّةِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ ع وَ أَمْرِهِ
الْبَعْدَ إِذْ بِمَسْأَلَةِ الثَّيْبِيِّ ص وَ جَوَابِهِ لَهُ مَا يَتَّبَعُ الْبَعْرُوفَ فِي هَذِهِ الْقِصَّةِ وَ هُوَ الَّذِي تَصَحَّحْتُهُ بِرَوَايَةِ إِسْحَاقَ بْنِ
عَمَّارٍ وَ أَنَّهُ حِينَ سَأَلَهُ قَالَ لَهُ لَيْسَ بِشَيْءٍ عَلَى أَنَّهُ يُخْتَلَمُ أَنْ يَكُونَ الرَّاوي قَدْ تَرَكَ بَعْضَ الْخَبَرِ لِأَنَّ
مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ رَأَى هَذَا الْخَبْرَ رَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ بِعَيْنِهَا قَائِلًا قَالَ: أَمَرَنِي بِإِعَادَةِ الْوُضُو قُلْتُ لَهُ فَإِن لَمْ
أَتَوْضَأُ قَالِ لَا يَأْسُ

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث سے تعارض کی کیفیت میں نہیں ہے کیونکہ یہ خبر واحد ہے اور اس میں امیر المؤمنین حضرت علی رضاعلیہ السلام کا مقداد کو نبی کریم سے سوال کرنے کا حکم دینے اور آنحضرت کے ایسے جواب دینے کا واقعہ مذکور ہے جو اس بارے میں معروف واقعہ سے متصادم ہے جبکہ مشہور وہی ہے جو اسحاق بن عمار والی حدیث میں مذکور ہے کہ جب مقداد نے آنحضرت سے مذی کے حلقہ سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ”کچھ بھی نہیں ہے“، نیز یہ احتمال بھی ہے کہ راوی سے روایت کا کچھ حصہ چوک گیا ہو۔ کیونکہ اس حدیث کے راوی محمد بن اسماعیل نے بالکل اسی واقعہ کو ایک اور (آنے والی) حدیث میں اس طرح نقل کیا ہے کہ (مقداد نے) کہا کہ آنحضرت نے مجھے دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا تو میں نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر میں وضو نہ کروں تو آپ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

رَوَى ذَلِكَ - الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ النَّذِيِّ فَأَمَرَنِي
بِالْوُضُو مِنْهُ ثُمَّ أَغْذَتْ عَلَيْهِ سِنَّةٌ أُخْرَى فَأَمَرَنِي بِالْوُضُو مِنْهُ وَقَالَ إِنَّ عَيْنِي أَمَرَ الْبَعْدَ إِذْ أَنْ يَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ص
وَاسْتَحْتَجْنَا أَنْ يَسْأَلَ فَقَالَ فِيهِ الْوُضُو قُلْتُ وَإِن لَمْ أَتَوْضَأُ قَالِ لَا يَأْسُ!

(صحیح) ۶-۲۹۶۔ اسی حدیث کو روایت کی ہے حسین بن سعید نے محمد بن اسماعیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام علی رضاعلیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے مجھے وضو کرنے کا حکم دیا پھر میں نے اگلے سال بھی وہی سوال دہرایا تب بھی آپ نے مجھے اس کیلئے وضو کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: ”حضرت علی علیہ السلام نے مقداد کو رسول کریم سے اس بارے میں پوچھنے کا حکم دیا کیونکہ خود آنحضرت سے پوچھنے سے شرم محسوس کرتے تھے تو آنحضرت نے اس سے فرمایا تھا کہ اس کے لئے وضو ہے۔“ پھر میں نے پوچھا: ”اور اگر میں وضو نہ کروں تو؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

فَعِبَاةٌ هَذَا الْخَبْرَ مُبَيَّنًا مَشْرُوحًا ذَالِ عَلَى أَنَّ الْأَمْرَ بِالْوُضُو مِنْهُ إِشْرَافًا كَانَ لِضَرْبٍ مِنَ الْإِسْتِصْصَابِ دُونَ الْإِجَابَةِ

يُنْكِرُ أَنْ يَكُونَ إِلَّا شَيْعَابًا فِي إِعَادَةِ الْوُضُوءِ مِنَ التَّذْيِ إِذَا يَتَوَضَّأُ إِلَى مَنْ يَغْلِبُ بِهِ مِنْهُ التَّذْيُ بِشَهْوَةِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو یہ حدیث واضح تشریح کے ساتھ اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ امام علیہ السلام کی طرف سے وضو کا حکم بطور مستحب تھا واجب نہیں تھا اور یہ بھی امکان ہے کہ دوبارہ وضو کرنا اس لیے مستحب ہو کہ وہ مذی شہوت کے ساتھ نکلے ہو۔ اور اس وضاحت پر مندرجہ ذیل حدیث دلالت کر رہی ہے:

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الشَّعْرَاءُ عَنْ مُوسَى بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الثُّغَيَانِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الشَّكْرِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ التَّذْيِ يَغْلِبُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ أَخَذْتُكَ فِيهِ حَذَا قَالَ قُلْتُ نَعَمْ جُعِلَتْ فِدَاكَ قَالَ فَقَالَ إِنْ حَرَبَ مِنْكَ عَلَى شَهْوَةٍ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ حَرَبَ مِنْكَ عَلَى غَيْرِ ذَلِكَ فَلَيْسَ عَلَيْكَ فِيهِ وَضُوءٌ.

(ضعیف) ۲۹۷-۷۔ مجھے بیان کیا ہے محمد بن حسن صفار نے موسیٰ بن عمر سے، اس نے علی بن نعمان سے، اس نے ابو سعید الشکری سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”انسان سے مذی نکلتی ہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس کی پوری وضاحت کر دوں؟“ راوی نے کہا کہ میں نے کہا: ”جی ہاں آپ کے قربان جاؤں۔“ بقول راوی پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر شہوت کے ساتھ تمہارے جسم سے نکلے تو پھر وضو کر لو اور اگر تمہارے جسم سے بغیر شہوت کے نکلے تو تمہارے اوپر وضو نہیں ہے۔“

الشَّعْرَاءُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِيهِ عَنِ عَلِيِّ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ التَّذْيِ أَيْنَقُضُ الْوُضُوءَ قَالَ إِنْ كَانَ مِنْ شَهْوَةٍ نَقُضَ.

(صحیح) ۲۹۸-۸۔ از صفار، از احمد بن محمد، از حسن بن علی بن یحییٰ بن یعقوب، اس نے اپنے بھائی حسین سے، اس نے اپنے باپ علی بن یحییٰ بن یعقوب سے اور اس نے کہا میں نے ابو الحسن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟“ فرمایا: ”اگر شہوت کے ساتھ ہو تو ٹوٹ جائے گا۔“

الشَّعْرَاءُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ رَبِيعِ بْنِ الْكَاهِلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ التَّذْيِ فَقَالَ مَا كَانَ مِنْهُ بِشَهْوَةٍ فَتَوَضَّأْ.

(کا صحیح) ۲۹۹-۹۔ از صفار، از معاویہ بن حکیم، از علی بن حسن بن ربیع، از کاہلی اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابو الحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مذی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ”جو شہوت کے ساتھ نکلے اس کے لئے وضو کر لو۔“ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّ هَذِهِ الْأَخْبَارَ مَشْهُوكَةً عَلَى الْإِسْتِغْبَابِ مَا.

التذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹
التذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰
التذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

اور جو احادیث و روایات کرتی ہیں کہ ان روایات میں وضو کا حکم مستحب پر محمول ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

أَخْبَرَنَا بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَيْسَى عَنِ الْعُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ غُرَيْرٍ وَاحِدٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَيْسَ فِي التَّوَدُّي مِنَ الشَّهْوَةِ وَلَا مِنَ الْإِنْتَعَاظِ وَلَا مِنَ التَّقِيلَةِ وَلَا مِنْ مَسِّ الْفَرْجِ وَلَا مِنَ الْمَسَاجِعَةِ وَطُؤًا وَلَا يُغَسَّلُ مِنْهُ الشُّوْبُ وَلَا الْجَسَدُ.

(صحیح) ۱۰-۳۰۰ جیسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سفارت سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”شہوت سے، انگوٹھ سے، بوسہ سے، اندام نہانی کو چھونے سے اور ایک ہاتھ میں سونے سے مذی لگنے پر کوئی وضو نہیں ہے اور اس کے لگنے پر کپڑے اور جسم کو دھونے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔“

وَبَهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنِ النَّبَيْثِيِّ بْنِ أَبِي مَسْرُوقٍ الشَّهْدِيِّ عَنِ عَيْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ الطَّلَاطِينِيِّ عَنِ ابْنِ رَبِيعَةَ عَنِ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يَخْرُجُ مِنَ الْإِحْتِيلِ النَّبِيُّ وَالتَّوَدُّي وَالتَّوَدُّي قَامَا النَّبِيُّ فَهَوَ الَّذِي يَسْتَرْخِي لَه الْعِظَامُ وَيَقْتَرُ مِنْهُ الْجَسَدُ وَفِيهِ الْغُسْلُ وَ أَمَّا التَّوَدُّي فَإِنَّهُ يَخْرُجُ مِنَ الشَّهْوَةِ وَلَا شَيْءَ فِيهِ وَأَمَّا التَّوَدُّي فَهَوَ الَّذِي يَخْرُجُ بَعْدَ النَّبُولِ وَأَمَّا التَّوَدُّي فَهَوَ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ الْأَذَى فَلَا شَيْءَ فِيهِ.

(مرسل) ۱۱-۳۰۱ نیز انہی اسناد کے ساتھ از سفار، از ابراہیم، از میثم بن ابی مسروق البندی، از علی بن حسین طاہری، از ابن ربیعہ، از ہمارے بزرگ، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ نے فرمایا: ”آلہ تناسل سے منی، مذی، ودی اور ودی لگتی ہے۔ ان میں سے منی تو وہ (رطوبت) ہے جس کی وجہ سے ہڈیاں نرم اور ست اور تپتا ہوا جسم ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ اور اس صورت میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔ مذی وہ تری ہے جو شہوت سے خارج ہوتی ہے۔ اور اس میں کچھ واجب نہیں ہوتا۔ ودی وہ رطوبت ہے جو عیثاب کے بعد لگتی ہے لیکن ودی وہ رطوبت ہے جو بیماری کی وجہ سے جسم سے خارج ہوتی ہے تو ان میں بھی کوئی چیز (وضو نہ غسل) واجب نہیں ہے۔“

فَأَمَّا مَا زَوَّاهُ الْحَسَنُ بْنُ مَحْبُوبٍ عَنِ ابْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: ثَلَاثٌ يَخْرُجُ مِنْهُنَّ مِنَ الْإِحْتِيلِ وَهِيَ النَّبِيُّ وَفِيهِ الْغُسْلُ وَ التَّوَدُّي فَمِنْهُ الْوُطُؤُ لِأَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ذَرِيَةِ النَّبُولِ قَالَ وَ التَّوَدُّي لَيْسَ فِيهِ وَطُؤٌ وَ إِشْهُؤُ بِمَثَلِهِ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْأَنْفِ.

(صحیح) ۱۲-۳۰۲ البہرہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسن بن محبوب نے ابن سنان^۱ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱

^۴ یہ عبد اللہ بن سنان ہیں محمد بن سنان نہیں ہیں۔ اس لئے سند صحیح ہے۔

السلام سے کہ آپؐ نے فرمایا: ”اگر تناسل سے تین قسم کی رطوبتیں خارج ہوتی ہیں اور وہ (ایک تو) منی ہے جس میں غسل واجب ہے اور (دوسری) اودی ہے جس میں وضو ضروری ہے کیونکہ وہ پیشاب کے تیز بہاؤ کی وجہ سے نکلتا ہے۔“ اور فرمایا: ”اور (تیسری) امدی ہے جس میں وضو بھی ضروری نہیں ہے اور وہ صرف ناک سے بہنے والے بغم کی طرح ہے۔“

قَوْلُهُمْ وَالْوَدْيُ قَبْلَهُ الْوَضُوءُ مَعْتَمَدٌ عَلَىٰ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَكُنْ قَدْ اسْتَبْرَأَ مِنَ الْبَوْلِ عَلَىٰ مَا ذَكَرْنَا وَحَرَمَهُ جَسَدًا بَعْدَ ذَلِكَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الْوَضُوءِ لِأَنَّهُ يَكُونُ مِنَ بَقِيَّةِ الْبَوْلِ وَقَدْ كَتَبْنَا عَلَىٰ ذَلِكَ بِقَوْلِهِ لِأَنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ذَرْبَةِ الْبَوْلِ إِشَارَةً إِلَىٰ أَنَّ ذَلِكَ إِشَابَةٌ أَوْ يُغَالِطُهُ بَوْلٌ وَالَّذِي يَكْتَسِفُ غَسَاةً كَثْرًا ذَاةً.

اس حدیث میں امام کے اس فرمان ”ودی ہے جس میں وضو ضروری ہے“ کو ہمارے بیان کی رو سے اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ اگر کسی شخص نے پیشاب کرتے وقت استبراء نہ کیا ہو اور اس کے بعد اس کی پیشاب کی نالی سے کوئی رطوبت خارج ہو تو اس صورت میں اس پر وضو واجب ہوگا۔ کیونکہ اس صورت میں یہ نالی میں پیشاب کا باقی ماندہ حصہ ہوگا۔ اور خود امام علیہ السلام نے بھی اسی بات کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: ”کیونکہ وہ پیشاب کے تیز بہاؤ کی وجہ سے نکلتا ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یا تو یہ پیشاب ہے یا اس کے ساتھ پیشاب ملا ہوا ہے“ اور ہماری مذکورہ باتوں کی تائید مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَىٰ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَبْرِئِلَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَبُولُ ثُمَّ يَسْتَتِجِي ثُمَّ يَجِدُ بَعْدَ ذَلِكَ بَدَلًا قَالَ إِذَا بَالَ فَحَرَمَةُ مَا بَيْنَ التَّعَدُّدِ وَالتَّكْتِيلِ ثَلَاثَ مَرَاتٍ وَغَمَزَ مَا بَيْنَهُمَا ثُمَّ اسْتَتَجَىٰ فَإِنْ سَالَ حَتَّىٰ يَسُدَّ السُّوقَ فَلَا يُبَالُ.

(سنن) ۳۰۳-۳۰۴ جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے یعقوب بن یزید سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جبیر بن صالح سے، اس نے عبد الملک بن عمرو سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ چھا: ”کوئی آدمی پیشاب کرنے کے بعد استبراء کرے اور اس کے بعد کوئی تری محسوس کرے (تو کیا حکم ہے؟)۔“ فرمایا: ”اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد مقعد اور خصیوں تک کے وہابی حصہ کو تین مرتبہ ہاتھ سے دبا کر کھینچا ہے اور نچوڑا ہے پھر استبراء کیا ہے تو اس کے بعد جتنی بھی تری بہ نکلے چاہے ہتذلی تک بھی نکل جائے تو اسے اس کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔“

وَيَزِيدُ ذَلِكَ بَيِّنَاتٍ مَا رَوَاهُ

اور اس بیان کی مزید تائید اس روایت سے ہوتی ہے:

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَخْبَرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْوَدْيُ لَا يَنْقُضُ الْوَضُوءَ إِشَابًا وَبَسْمَلَةً الشَّحَاطُ وَالْبُرْجَاقُ.

(مراجل) ۱۳-۳۰۳ جسے حسین بن سعید نے روایت کی ہے حماد سے، اس نے حریر سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے اور

تصنیف الاحکام ص ۲۱

تصنیف الاحکام ص ۲۱

اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”وڈی وضو کو باطل نہیں کرتی بلکہ وہ تو صرف تھوک یا ناک کی رطوبت کی طرح ہے۔“

عَنْهُ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ قَالٍ حَدَّثَنِي زَيْدُ الشَّعْبَانِيُّ وَزُرَّارَةُ وَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ سَائِلَ مِنْ ذَكَرَكَ شَوْءًا مِنْ مَذْيِ أَوْ وَذْيِ فَلَا تَغْسِلْهُ وَلَا تَقْطَعْ لَهُ الصَّلَاةَ وَلَا تَنْقُضْ لَهُ الْوُضُوءَ إِنَّمَا هُوَ بِمَثَلِ اللِّعَامَةِ كُلِّ شَيْءٍ خَرَبَهُ مِنْكَ بَعْدَ الْوُضُوءِ قَبْلَهُ مِنَ الْحَبَائِلِ.

(صحیح) ۱۵-۳۰۵۔ اسی سے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر تمہارے آگے تناسل سے کوئی مذی یا وڈی نکلے تو اسے دھونے اور اس کے لئے نماز کو توڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا بلکہ یہ تو صرف رشت کی بات ہے اور وضو (استیحاء) کے بعد جو رطوبت بھی تمہارے جسم سے خارج ہوگی وہ صرف رگوں کا پانی ہوگا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُبْذِي وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ مِنْ شَهْوَةٍ أَوْ مِنْ غَيْرِ شَهْوَةٍ قَالَ الْمَذْيُ مِنْهُ الْوُضُوءُ.

(صحیح) ۱۶-۳۰۶۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے اور اس نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن یحییٰ نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کو دوران نماز شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت کے مذی آجائے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”مذی سے وضو (واجب) ہو جاتا ہے۔“

قَوْلُهُ م الْمَذْيُ مِنْهُ الْوُضُوءُ لَيْسَ كَمَا حَمَلَهُ عَلَى الشَّعْبَانِيِّ مِنْهُ فَكَأَنَّهُ مِنْ شَهْوَتِهِ وَ طَهُورِهِ فِي تَرْكِ إِعَادَةِ الْوُضُوءِ مِنْهُ قَالَ فَذَا لَمْ يَبْتَوِشْ مِنْهُ وَيُسْكُنْ أَنْ تَحْبِلَهُ عَلَى غَيْرِ مِنَ الشَّقِيَّةِ لِأَنَّ ذَلِكَ مَذْهَبُ أَكْثَرِ الْعَامَّةِ.

تو اس میں امام علیہ السلام کے فرمان ”مذی سے وضو (واجب) ہو جاتا ہے“ کو تعجب کی کیفیت پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ تو گویا اس مسئلہ میں وضو کے دوبارہ انجام دینے کی ضرورت نہ ہونے کے مشہور اور واضح حکم ہونے کی وجہ سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ (کیا) اس چیز کی وجہ سے وضو کیا جائے گا؟ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث کو تھیہ پر محمول کیا جائے کیونکہ یہ اکثر اہل سنت کا نظریہ ہے۔

باب نمبر ۵۷: لوہے کے تیز دھار آلات کا استعمال

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَكْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَكُونُ

عَنْ طَهْرٍ يَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ أَوْ شَعْرِهِ أَيْعِيدُ الْوُضُوءَ فَقَالَ لَا وَلَكِنْ يَسْتَسْمُ رَأْسَهُ وَأَظْفَارَهُ بِالنَّاهِ قَالَ قُلْتُ قَبْلَهُمْ
يَزْعُمُونَ أَنَّ فِيهِ الْوُضُوءَ فَقَالَ إِنَّ خَاصُّكُمْ فَلَا تَخَاصُّوهُمْ وَقُولُوا هَكَذَا السُّنَّةُ¹.

(صحیح) ۳۰۷۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن
ابوہامیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے محمد طہمی سے اور اس نے کہا کہ میں
نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک ہاتھ بھارت (وضو وغیرہ کیا ہوا) شخص اپنے ناخن یا بال کا قتا ہے تو کیا وہ دوبارہ
وضو کرے؟“ فرمایا: ”نہیں! البتہ وہ اپنے سر اور ناخنوں پر پانی پھیر لے۔“ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ”لوگ یہ سمجھتے ہیں
کہ اس عمل سے بھی وضو لازمی ہو جاتا ہے۔“ تو فرمایا: ”چاہے وہ تم سے بحث کریں بھی تم ان سے مت ایجو بس ان سے کہو کہ
یہی سنت ہے۔“

الْحَسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَيْسَى عَنْ حَرِيْبٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مِمَّا رُوِيَ عَنْهُ أَنَّ أَظْفَارَهُ وَشَعْرَهُ
شَارِبَةٌ وَيَأْخُذُ مِنْ شَعْرٍ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ هَلْ يَنْقُضُ ذَلِكَ وَضُوءَهُ فَقَالَ يَا زُرَّارَةُ كُلُّ هَذَا سُنَّةٌ وَالْوُضُوءُ فَرِيضَةٌ وَ
لَيْسَ شَيْءٌ مِنَ السُّنَّةِ يَنْقُضُ الْفَرِيضَةَ وَإِنْ ذَلِكَ لَيَبِيدُكَ تَطْهِيراً².

(صحیح) ۳۰۸۰۔ حسین بن سعید از حماد بن عیسیٰ، از حریب، از زراره اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے
پوچھا: ”کوئی آدمی اپنے ناخن کاٹے، مونچھیں کتروائے اور اپنے سر اور داڑھی کے بال کٹوائے تو کیا اس سے وضو ٹوٹ جائے
گا؟“ تو امام نے فرمایا: ”زراره! یہ سب اعمال سنت ہیں جبکہ وضو فرض ہے اور سنت کا کوئی بھی عمل فرض کو باطل نہیں کر سکتا بلکہ یہ
سب چیزیں تو اس کی طہارت اور پاکیزگی میں اضافہ کا باعث ہیں۔“

سَعْدُ بْنُ أَبِي يُوْبَ بْنِ نُورٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَخَذَ مِنْ
أَظْفَارِي وَمِنْ شَارِبِي وَأَحْبَبْتُ رَأْسِي أَفَأَغْتَسِلُ قَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْكَ غُسْلٌ قُلْتُ فَاتَّوَضَّأُ قَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْكَ وَضُوءٌ
قُلْتُ فَامْتَسَمْتُ عَلَى أَظْفَارِي النَّهْأَةَ فَقَالَ هُوَ طَهْرٌ لَيْسَ عَلَيْكَ مَسْحٌ³.

(صحیح) ۳۰۹۰۔ سعد از ابوبن نوح، از صفوان بن یحییٰ، از سعید بن عبد اللہ الاعرج اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ناخن اور مونچھیں کاٹنا ہوں اور سر منڈواؤں تو کیا مجھے غسل کرنا ہوگا؟“ فرمایا: ”نہیں تم
بہ غسل واجب نہیں ہے۔“ عرض کیا: ”تو کیا وضو کرنا ہوگا؟“ فرمایا: ”نہیں تم پر وضو بھی واجب نہیں ہے۔“ عرض کیا: ”تو کیا اپنے

¹ صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۰۷ من الکفر والفقیر ج ۱ ص ۱۳۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۷

² صحیح بخاری ج ۳ ص ۳۰۷ من الکفر والفقیر ج ۱ ص ۱۳۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۷

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۸

⁴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۷

ناخنوں پر پانی ڈال سکتا ہوں؟“۔ تو فرمایا: ”وہ پاکیزگی تو ہے مگر تمہارے اوپر پانی بہانا بھی ضروری نہیں ہے۔“¹

قَالَ مَا زَوَّاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَمَّارِ الشَّابِزِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الرَّجُلُ يُغْرَسُ مِنْ شَعْرِهِ بِأَسْتَانِيهِ يَسْحَهُ بِالنَّاءِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ قَالَ لَا بِأَسْتَانِيهِ إِلَّا ذَلِكَ فِي الْعَدِيدِ.²

(موتقی) ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار سامانی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی اگر اپنے ناخنوں سے اپنے بال کترتا ہے تو کیا نماز پڑھنے سے پہلے اسے پانی سے دھونا ضروری ہے؟“۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اس میں کوئی حرج نہیں یہ صرف لوہے سے کاٹنے کی صورت میں ہے۔“

قَوْلُهُ إِذَا ذَلِكَ فِي الْعَدِيدِ مَعْنَى هَذِهِ مِنَ الْإِسْتِثْنَاءِ دُونَ الْإِيجَابِ.

تو اس میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ ”یہ (پانی سے دھونا) صرف لوہے سے کاٹنے کی صورت میں ہے“ یہ مستحب پر عمل کیا جائے گا واجب عمل پر نہیں۔

وَأَمَّا مَا زَوَّاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ التَّمِيمِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ إِذَا قَصَّ أَظْفَارَهُ بِالْعَدِيدِ أَوْ جَرَّ مِنْ شَعْرِهِ أَوْ حَلَقَ قَفَاةً قَبْلَ صَلَاتِهِ أَنْ يَسْحَهُ بِالنَّاءِ قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ سُبُلَ فَإِنْ صَلَّى وَلَمْ يَسْحَهُ مِنْ ذَلِكَ بِالنَّاءِ قَالَ يُعِيدُ الصَّلَاةَ لِأَنَّ الْعَدِيدَ نَجَسٌ وَقَالَ لِأَنَّ الْعَدِيدَ لِنَاسِ أَهْلِ الشَّارِ وَالنَّاءُ لِنَاسِ أَهْلِ الْحَبَّةِ.³

(موتقی) ۵۔ ۱۱۱۔ لیکن وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید مدائنی سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس مسئلے کے بارے میں نقل کیا کہ: ”کسی آدمی نے لوہے کے اوزار سے اپنے ناخن یا بال کاٹنے یا سر کا پچھلا حصہ منڈوا لیا تو اس پر ضروری ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے دھو لے۔“ پوچھا گیا کہ اگر کوئی شخص ان اعمال کے بعد ان مقامات کو پانی سے دھوئے بغیر نماز پڑھ لے تو کیا عم ہے؟ فرمایا: ”نماز کا اعادہ کرے کیونکہ لوہا نجس ہے۔“ نیز فرمایا: ”اس لیے کہ لوہا چہنیموں کا لباس ہے اور سونا چہنیموں کی پوشاک ہے۔“⁴

¹ ان الفاظ سے لوہے کا نجس نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

² کافی ج ۳ ص ۳۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۷

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۰

⁴ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوہے سے بنے برتنوں کے استعمال سے اجتناب کیا جائے کیونکہ اس پر میل کھیل جڑھتے اور بوسیدگی کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور لوہے کی نجاست سے مراد اس کا رنگ آلود ہونا ہے جو نمی کی وجہ سے اسے لگتا ہے۔

قَالَ وَجَدْتُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ تَحْمِيلَهُ عَلَى ظَرْبٍ مِنْ الْأَسْتِخْبَابِ دُونَ الْإِيجَابِ لِأَنَّهُ خَبَرٌ شَاذٌ مُخَالِفٌ لِلْأَخْبَارِ الْكَثِيرَةِ
وَمَا يَجْرِي هَذَا النَّجْوَى لَا يُغْتَلُ عَلَيْهِ عَلَى مَا بَيَّنَّا.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے گا واجب پر نہیں کیونکہ یہ ایک شاذ روایت ہے جو بہت سی دیگر احادیث کے برخلاف ہے۔ اور جس روایت کی یہ حالت ہو تو ہماری بیان کردہ وضاحت کے مطابق اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا یعنی وہ قابل عمل نہیں ہے۔

باب نمبر ۵۸: گائے اور اونٹنی وغیرہ کا دودھ پینا

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجَبُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي بَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنِ الثَّغْبَرِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ هَلْ يُتَوَضَّأُ مِنَ الطَّعَامِ أَوْ شَرِبَ
اللَّبَنَ أَلْبَانِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَأَبْوَالِهَا وَحُومَهَا قَالَ لَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ.

(صحیح) ۳۱۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ہشام بن سالم سے، اس نے سلیمان بن خالد سے، اس نے سلیمان بن خالد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا کھانا کھانے یا اونٹنی، گائے اور بھینر وغیرہ کے دودھ یا میٹھا پینے یا ان کے گوشت کھانے پر وضو ضروری ہے؟“ فرمایا: ”نہیں، ان سے وضو ضروری نہیں ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ
صَدِّقَةَ عَنْ عَقَّارِ بْنِ مُوسَى الشَّابَّاطِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ رَجُلٌ تَوَضَّأَتْهُ أَوْ أَكَلَ لَحْمًا أَوْ شَرِبَ لَبَنًا أَوْ سَمَّنًا هَلْ لَهُ أَنْ
يُضَلَّ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَغْسِلَ يَدَهُ قَالَ نَعَمْ وَإِنْ كَانَ لَبَنًا لَمْ يُضَلَّ حَتَّى يَغْسِلَ يَدَهُ وَيَتَمَضَّضَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص
يُضَلُّ وَقَدْ أَكَلَ اللَّحْمَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَغْسِلَ يَدَهُ وَإِنْ كَانَ لَبَنًا لَمْ يُضَلَّ حَتَّى يَغْسِلَ يَدَهُ وَيَتَمَضَّضَ.

(موتلق) ۲-۳۱۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن حسن بن علی سے اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار بن موسیٰ ساباطی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی شخص نے وضو کرنے کے بعد پھر گوشت یا گھی کھایا تو کیا ہاتھوں کو دھوئے بغیر اس کیلئے نماز پڑھنا جائز ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں! لیکن اگر دودھ ہو تو جب تک ہاتھ نہ دھوئے اور کھلی نہ کرے نماز مت پڑھے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی گوشت کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر نماز پڑھ لیا کرتے تھے لیکن اگر دودھ پی لیتے تو جب تک ہاتھ نہ دھوتے اور کھلی نہ کرتے

نماز نہیں پڑھتے تھے۔“

مَا يَتَّقُونَ فَذَا الْغَيْبُ مِنَ الْأَمْرِ بِغَسَلِ الْيَدَيْنِ وَ التَّصْفِيقِ وَ الإِسْتِشْقَاقِ لِيَنْ شَرِبَ اللَّيْلَ مَنْخُولًا عَنْ
الإِسْتِخْبَابِ دُونَ الْقَرْضِ وَ الإِيجَابِ بِدَلَالَةِ الْغَيْبِ الْأَوَّلِ.

تو اس حدیث میں دو دھو پینے والے کو، ہاتھ دھونے، کلی کرنے اور ناک میں سے پانی چڑھانے کا جو حکم دیا گیا ہے اسے پھینچ لی حدیث کی دلالت کی وجہ سے مستحب پر محمول کیا جاسکتا ہے واجب اور فرض پر نہیں۔

واجب اور مستحب غسل کے ابواب

باب نمبر ۵۹: غسل جنابت، حیض، استحاضہ، نفاس اور مس میت واجب ہے۔

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَمِيْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرٍِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَ كَيْفَ أَصْنَعُ إِذَا أَجْنَبْتُ قَالَ اغْسِلْ كَفَيْكَ وَفَرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وَضُوءَ الصَّلَاةِ ثُمَّ اغْتَسِلْ.

(حسن) ۱-۳۱۳ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر^۲ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر میں جنب ہو جاؤں تو کیا کروں؟“ تو فرمایا: ”اپنے ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھو کر پھر نماز کیلئے کیا جانے والے وضو کی طرح وضو کر پھر غسل کرو“^۳۔

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقِبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَبِيبِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيْسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ عَ سُئِلَ الْجَنَابَةِ وَاجِبٌ وَغُسْلُ الْخَائِضِ إِذَا طَهَّرَتْ وَاجِبٌ وَغُسْلُ الْمُسْتَحَاضَةِ وَاجِبٌ إِذَا احْتَشَتْ بِالْكَرْسُفِ فَجَبَّازَ الدَّمُ الْكَرْسُفَ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَلِلْقَبْرِ غُسْلٌ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ الدَّمُ الْكَرْسُفَ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ لِكُلِّ يَوْمٍ مَرَّةً وَ الْوَضُوءُ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَغُسْلُ النِّسَاءِ وَاجِبٌ وَغُسْلُ النِّبْتِ وَاجِبٌ وَغُسْلُ مَنْ مَسَّ مَيْتًا وَاجِبٌ.

(موثق) ۲-۳۱۵۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”غسل جنابت واجب ہے، حیض سے پاک ہونے پر غسل واجب ہے۔ مستحاضہ کا غسل اس وقت

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۸

صحیح اللہ بن محمد ابو بکر حضرمی، کہا گیا ہے وہ محمد بن شریح ہے مگر پہلا نام صحیح ہے۔

^۳ غسل جنابت کے ساتھ وضو، ہمارے اور قرآن مجید کے حکم کے مخالف ہے، اس لئے اس حدیث کو اقلیہ پر محمول کیا جائے گا کیونکہ اہل سنت میں غسل جنابت سے پہلے وضو کا مستحب ہونا مشہور ہے۔

^۴ کافی ج ۳ ص ۴۰۔ من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۷۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۸

واجب ہے، جب روئی خون سے بھر جائے پس اگر خون روئی کی پٹی سے نکل پڑے تو ہر دو نمازوں (ظہرین، مغربین) کیلئے ایک ایک غسل اور فجر کی نماز کیلئے بھی ایک غسل واجب ہے اور اگر روئی والی پٹی سے خون نہ نکلے تو ہر دن کیلئے ایک غسل اور (ہر حال میں) ہر نماز کیلئے وضو کرنا واجب ہے، غسل نفاس واجب ہے، غسل میت واجب ہے اور میت کو ہاتھ لگانے والے پر بھی غسل واجب ہے۔“

وَبَهَذَا الْإِسْتِثْنَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ يُونُسَ عَنْ بَعْضِ رِجَالِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْغُسْلُ فِي سَبْعَةِ عَشَرَ مَوْطِنًا مِنْهَا الْغُرْضُ ثَلَاثٌ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ مَا الْغُرْضُ مِنْهَا قَالَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ وَغُسْلُ مَنْ غَسَلَ مَيْتًا وَالْغُسْلُ لِلْإِحْرَامِ^۱

(مرسل) ۳۱۶۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن یحییٰ، از محمد بن احمد بن یحییٰ، از محمد بن عیسیٰ، از یونس، اس نے اپنے بعض افراد سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”غسل سترہ مقامات پر ہوتا ہے جن میں سے تین مقامات پر فرض (واجب) ہے“ راوی نے کہا کہ میں نے عرض کیا: ”آپ کے قربان جاؤں ان میں سے فرض کون سے ہیں؟“ فرمایا: ”غسل جنابت، میت کو چھونے والے کا غسل اور احرام کیلئے غسل۔“

قَوْلُهُمُ الْغُسْلُ لِلْإِحْرَامِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَكَ فَرَضٌ فَغُسْلُ الْغُرْضِ وَفَضْلُهُ

البتہ چونکہ ہمارے نزدیک احرام کا غسل فرض نہیں ہے تو امام علیہ السلام کے اس فرمان ”احرام کیلئے غسل (فرض ہے)“ کا معنی یہ ہو گا کہ اس غسل کا ثواب بھی فرض غسل جتنا ہے اور اس کی فضیلت بھی فرض جتنی ہے۔

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدُونَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُهَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْهَلَبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: غُسْلُ الْجَنَابَةِ وَالْحَيْضِ وَاحِدٌ قَالَ وَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْخَائِضِ عَنِهَا غُسْلٌ مِثْلُ غُسْلِ الْجُنُبِ قَالَ نَعَمْ^۲

(موتق) ۳۱۷۔ اس مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن فضال سے، اس نے محمد بن عبد اللہ بن زہرہ سے، اس نے محمد بن علی الحلبي سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جنابت اور حیض کا غسل ایک جیسا ہے“۔^۴ راوی نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا عالجہ عورت پر بھی واجب آوی

یعنی کاٹنی

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۰۹

۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۰

۲۔ من لکنہ والفقیر ج ۱ ص ۱۱۰۔ اور یہ حدیث نماز کیلئے غسل کے ہوتے ہوئے وضو کے واجب نہ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ جیسا کہ بعض لوگوں نے ایسا گمان کیا ہے اور حدیث کے ان الفاظ ”کو نسا وضو غسل سے زیادہ پاک کرنے والا ہے“ سے یہ استدلال کیا ہے کہ غسل کرنے پر وضو واجب نہیں رہتا۔ (یہ گمان اور استدلال صحیح نہیں ہے)۔ اس لئے کہ وضو غسل عمل سے باہر ہے۔ جبکہ فرمان الہی ”فَإِنْ كُنْتُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ“

کی طرح غسل واجب ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں!“

وَبِهَذَا إِسْنَادٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَسَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَبْدِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمِ الْأَخْمَرِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ: سَأَلْتُهُ أَعَلَيْهَا غُسْلٌ وَمِثْلُ غُسْلِ الْجُنُبِ قَالَ نَعَمْ يَعْني الْحَائِضُ.

(موثق) ۵-۳۱۸۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از علی بن فضال، اس نے علی بن اسباط سے۔ اس نے اپنے چچا یعقوب بن سالم الاحمر سے اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے میں نے پوچھا: ”کیا اس عورت (یعنی حائضہ عورت) پر غسل واجب ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں!“

وَقَدْ اسْتَوْفَيْتَنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِوُجُوبِ هَذِهِ الْأَغْسَالِ فِي كِتَابِ تَهْدِيَةِ الْأَحْكَامِ وَتَكَلَّمْنَا عَلَى مَا يَخَالِفُ ذَلِكَ عَلَى غَايَةِ الشَّرْحِ غَيْرَ أَنَا ذَكَرْنَا هَاهُنَا جُمْلَةً مِنَ الْأَخْبَارِ فِي ذَلِكَ فِيهَا كِفَايَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں ان اغسال کے واجب ہونے کے متعلق کافی احادیث ذکر کی ہیں اور مخالفت میں ذکر ہونے والی احادیث کے متعلق بھی سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ البتہ ہم نے یہاں اس بارے میں چند احادیث ذکر کی ہیں جو ان شاء اللہ کافی ہوں گی۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ اللَّوْلُؤِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي خَلْفٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ الْغُسْلُ فِي أَرْبَعَةِ عَشَرَ مَوْطِنًا وَاحِدًا فَرِيضَةٌ وَالْبَاقِي سُنَّةٌ.

(صحیح) ۶-۳۱۹۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسین بن حسن لؤلؤی سے، اس نے احمد بن محمد سے اس نے سعد بن ابی خلف سے اور اس نے کہا میں نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ”غسل چودہ قسم کے ہیں جن میں سے ایک فرض ہے باقی سنت ہیں۔“

فَالْتَعَنَى فِيهِ أَنْ يَأْتِيَ بِظَاهِرِ النَّظَرِ أَنْ وَإِنْ كَانَتْ هُنَاكَ أَسْئَالٌ أُخْرَى يُعَلِّمُ فَرَضَهَا بِالسُّنَّةِ.

تو اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ایک غسل فرض ہے قرآن مجید کے ظواہر (آیات اور ان کی تشریح) کی بنا پر جبکہ باقی غسل فرض ہیں سنت (احادیث) کی بنا پر۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ حَفَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

”جس اگر تم حالت چہانت میں ہو تو (غسل کر کے) پاک ہو جاؤ اس بات میں حرج اور واضح ہے کہ غسل چہانت وضو سے کلیت کرتا ہے۔ لیکن یہ فرمان الہی ”وَلَا تَقْرَبُوا عَنَاقِبَ الَّذِينَ يَطْرُقُونَ“ (یعنی پیچوں کے قریب مت جاؤ جب تک کہ وہ پاک نہ ہو جائیں) صرف غسل کے واجب ہونے کو سمجھاتا ہے اور جس جگہ اس غسل کے وضو سے کافی ہونے کو بیان نہیں کر رہا۔ اور عام چیزوں میں آپس میں دو چیزوں کی تحمل مماثلت کے لئے واضح نص کی ضرورت ہوتی ہے جو یہاں نہیں ہے بلکہ بطور مثال غسل استنواف جیسی صورت حال میں واضح نص موجود ہے کہ اس غسل کے بعد وضو واجب ہے۔ علی اکبر نقاری۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۱

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۵

عَمَّارٌ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَيْسَ عَلَى التَّقْسَاءِ غُسْلٌ فِي الشُّغْرِ.

(حسن) ۳۲۰۔ مکرور روایت جسے نقل کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے علی بن خالد سے، اس نے محمد بن ولید سے، اس نے حماد بن عثمان سے اور اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”تقاس والی عورت پر سفر میں غسل واجب نہیں ہے۔“

قَالَتْ وَفِيهِ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ إِذَا لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنَ اسْتِحْتِمَالِ الْمَاءِ إِذَا لَيْتَعَدُّ رُؤُوسَهُ لِعَاجِزَتِهَا إِلَيْهِ أَوْ مَخَالَفَةَ الْبَرْدِ وَ لَيْسَ الْمَرَادُ أَنَّهُ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

تو اس کی صورت حال یہ ہے کہ اس عورت پر اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوگا جب سفر میں پانی کی فراہمی میں مشکلات کی وجہ سے، یا دیگر اہم ضروریات میں اس کے طلب کی وجہ سے یا پھر ٹھنڈ لگنے کے خوف سے وہ پانی کو غسل کیلئے استعمال کرنے پر قادر نہ ہو۔ پس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس عورت پر کسی بھی صورت میں غسل واجب نہیں ہے۔

باب نمبر ۶۰: غسل میت اور غسل مس میت واجب ہے۔

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ غَسَلَ مَيِّتًا فَلْيَغْتَسِلْ قُلْتُ فَإِنْ مَسَّهُ مَا دَامَ حَاذَا قَالَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ وَإِذَا بَرَدَتْ مَسَّهُ فَلْيَغْتَسِلْ قُلْتُ عَلَى مَنْ أَدْخَلَهُ الْقَبْرَ قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ إِلَّا بِغُسْلِ الْقِيَابِ.

(حسن) ۳۲۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جو میت کو غسل دے تو اسے بھی غسل کرنا چاہیے۔“ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا: ”اگر میت کو گرم ہونے کی صورت میں چھوئے تب بھی؟“ فرمایا: ”نہیں، مگر جب ٹھنڈی ہو جانے کے بعد اسے چھوئے تو اسے غسل کرنا چاہیے۔“ راوی کا کہنا ہے کہ میں نے پوچھا: ”اور جو اسے قبر میں اتارے تو کیا اس پر بھی غسل واجب ہے؟“ فرمایا: ”اس پر غسل واجب نہیں ہے، وہ تو صرف (کفن کے) لباس کو چھوتتا ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَدَاةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَيِّدَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يَغْتَسِلُ الَّذِي غَسَلَ الْمَيِّتَ وَإِنْ قَبِلَ الْمَيِّتَ إِذَا سَأَلَ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ هُوَ حَالٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ وَ لَكِنْ إِذَا مَسَّهُ وَ قَبَّلَهُ وَ قَدْ بَرَدَ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ لَا يَأْسُ أَنْ يَسَّهُ بَعْدَ الْغُسْلِ وَ

یَقْبَلُهُ.

(ضعیف) ۲-۳۲۲۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، اس نے سہل بن زیاد سے، اس سے احمد بن محمد بن ابوالنضر سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "میت پر غسل دینے والے کو بھی غسل کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی انسان میت کے گرم ہونے کی حالت میں میت کا پورے تو اس پر غسل نہیں ہے، لیکن میت کے ٹھنڈا ہونے کے بعد اسے چھوئے اور چوئے تو اس پر غسل واجب ہو گا۔ اور اگر میت کو غسل مل جائے تو اسے چھوئے اور چوئے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔"

أَعْبَدَ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبَانِيِّ عَنْ مُعْتَدِ بْنِ عَيْسَى عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَلِيِّ قَالَ: كَتَبْتُ إِلَيْهِ جُعِلَتْ فِدَاكَ هَلِ اغْتَسَلَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَ حِينَ غَسَلَ رَسُولَ اللهِ صَ عِنْدَ مَوْتِهِ فَأَجَابَهُ الشَّيْخُ صَ عَاهِرٌ مَهْجُورٌ لَكِنْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَ فَعَلَ وَجَرَّ بِهِنَّ الشُّكَّةُ.

(مجمول) ۳-۳۲۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے قاسم شبلی سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام کو خط لکھ کر پوچھا: "میں آپ کے قریب جاؤں کیا امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے بھی رسول کریم ﷺ کو غسل دینے کے بعد خود غسل کیا فرمایا تھا؟"۔ تو امام علیہ السلام نے جواب میں فرمایا: "نبی کریم ﷺ تو پاک و پاکیزہ ہیں مگر امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے اس کے باوجود ایسا ہی فرمایا اور اسی عمل ہی سنت جاری ہے۔"

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الثَّغْرِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ عَنِ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَيْتِ إِذَا مَسَّهُ الْإِنْسَانُ أَيْبِهِ غُسْلًا قَالَ إِذَا مَسَّهَا جَسَدٌ لَا حَيْنَ يَبْرُدُ فَأَغْتَسِلُ.

(صحیح) ۳-۳۲۳۔ حسین بن سعید، از نظر بن سويد، از عاصم بن حميد اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی انسان اگر میت کو چھوئے تو کیا اس پر غسل واجب ہو گا؟"۔ راوی نے کہا کہ تب امام علیہ السلام نے فرمایا: "جب تم اس میت کو ٹھنڈا ہونے کے بعد مس کرو تو پھر غسل کرو۔"

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُورٍ عَنِ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَ قَالَ: إِذَا قُطِعَ مِنَ الرَّجُلِ قِطْعَةٌ قَبْلَ مَيْتَتِهِ فَإِذَا مَسَّهُ الْإِنْسَانُ فَكُلُّ مَا كَانَ فِيهِ عَظْمٌ فَلَقَدْ وَجِبَ عَلَى مَنْ يَسَّهُ الْغُسْلُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ عَظْمٌ فَلَا غُسْلَ.

کافی ج ۳ ص ۱۶۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۳

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۲

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۳

عاصم بن حمید متاثر کوئی۔ ثقہ از اصحاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام۔

(مرسل) ۵-۳۲۵۔ سعد بن عبد اللہ، از ایوب بن نوح، از بعض بزرگان، از حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور آپ نے فرمایا: ”جب انسان کے جسم کا کوئی حصہ کٹ کر الگ ہو جائے تو وہ مردار کی طرح ہوتا ہے، پس جب کوئی انسان اسے چھوئے گا تو جس حصہ میں ہڈی ہوگی اس کو چھونے والے پر غسل واجب ہو جائے گا اور اگر اس میں ہڈی نہیں ہوگی تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا“۔
 قَالَ: مَشَّ النَّبِيَّتِ عِنْدَ مَوْتِهِ وَبَعْدَ مُسَلِّهِ وَالثَّقِيلَةَ لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ.

(صحیح) ۶-۳۲۱۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے جمیل بن ورج سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”موت کے وقت غسل دینے کے بعد میت کو چھونے اور بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

عَنْهُ عَنِ قِصَالَةَ عَنِ السُّكُونِ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص قَبِلَ عَثْمَانَ بْنَ مَطْعُونٍ بَعْدَ مَوْتِهِ.
 (ضعیف) ۷-۳۲۷۔ اسی سے، اس نے فضالہ سے، اس نے سکونی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”رسول کریم نے حضرت عثمان بن مظعون کو مرنے کے بعد چومنا تھا“۔

فَأَلْفَجُهُ فِي هَذَيْنِ الْعَبْرَيْنِ أَنْ نَحْمِلَهُمَا عَلَى أَنَّ التَّحْقِيلَ إِذَا كَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ قَبْلَ أَنْ يَبْرُؤَ أَوْ بَعْدَ الْغُسْلِ لَمْ يَجِبْ فِيهِ الْغُسْلُ عَلَى مَا يَبَيِّنُنَا فِي حَبْرٍ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِتَّانٍ وَذَلِكَ مَفْضَلٌ وَهَذَانِ الْعَبْرَانِ مُجْتَلَانِ وَالْحَاكِمُ بِالنَّقْلِ أَوْلَى مِنْهُ بِالْمُجْتَلِ وَلَا يَنَالُنِي ذَلِكَ

توان دو حدیثوں کی صورت حال یہ ہے کہ ہم انہیں اس صورت پر محمول کریں گے کہ میت کو بوسہ اس کے مرنے کے بعد لیکن

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۵

تورنہ انسان سے الگ ہونے والے اعضاء مراد ہیں۔

۴۔ عثمان بن مظعون، الفقیر ج ۱ ص ۱۳۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۵

یعنی میت کا جسم ٹھنڈا ہونے سے پہلے۔

۵۔ کافی ج ۱ ص ۱۶۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۵۵

عثمان بن مظعون ایک پیریزگار اور عبادت گزار شخصیت تھے۔ ان کی زوجہ کے مطابق قائم الملیل اور صالح التیاری تھے۔ ان کی وفات ذی الحجہ ۲ ہجری میں ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی قبر کے سربانہ ایک پتھر بطور علامت رکھا۔ ایک روایت کے مطابق جب حضرت عثمان بن مظعون کی رحلت ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے رخ سے کفن کا کپڑا بنایا اور دو آنکھوں کے درمیان پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر کافی دیر گریہ فرمایا اور جب ان کا تابوت اٹھایا گیا تو آنحضرت نے فرمایا: ”عثمان! تمہیں خوشخبری ہو کہ تم دنیا سے الگ رہے اور دنیا بھی تم سے الگ رہی۔“ اور جب آنحضرت ﷺ کے فرزند ابراہیم کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے نیک پیشرو عثمان بن مظعون سے ملحق ہو جاؤ۔“ اسی طرح جناب رقیہ کی وفات پر فرمایا: ”ہمارے نیک پیشرو (بزرگ) عثمان بن مظعون کے ساتھ ملحق ہو جاؤ۔“

لاش کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے یا پھر غسل دینے کے بعد دیا جائے تو اس وقت غسل واجب نہیں ہوگا، جس کی وضاحت عبد اللہ بن مسعود والی حدیث میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ جبکہ وہ تفصیلی حدیث تھی اور یہ مجمل اور مختصر احادیث ہیں اور مفصل حدیث کے مطابق حکم کا مجمل کے مطابق حکم لگانے سے زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ اور درج ذیل وہ حدیث بھی ہمارے اس بیان کے مخالف نہیں ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَقَابِ السَّابِغِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: يَغْتَسِلُ الَّذِي غَسَلَ النِّتِثَ وَ كُلُّ مَنْ مَسَّ مَيْتًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَإِنْ كَانَ النِّتِثُ قَدْ غُسِلَ.¹

(موثق) ۳۲۸-۸ جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار سابغی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”میت کو غسل دینے والا بھی غسل کرے گا اور ہر وہ شخص بھی غسل کرے گا جو میت کو مس کرے گا چاہے میت کو غسل دیا بھی جا چکا ہو۔“

لَأَنَّ مَا يَتَّصِفُ هَذَا النَّجَسَ مِنْ قَوْلِهِ وَإِنْ كَانَ النِّتِثُ قَدْ غُسِلَ مَحْمُولٌ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الْإِسْتِئْذَانِ دُونَ الْفَرْضِ وَالْإِجَابِ وَقَدْ اسْتَوْفَيْتُمَا مَا يَتَّعَلَقُ بِذَلِكَ فِي كِتَابِ تَهْذِيبِ الْأَحْكَامِ وَ فِيهِ كِفَايَةٌ هُنَاكَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

تو اس حدیث میں یہ فرمان ”چاہے میت کو غسل دیا بھی جا چکا ہو۔“ تو اس صورت میں (غسل دیئے جانے کے بعد میت کو مس کرنے والے پر) غسل کو مستحب پر محمول کیا جائے گا۔ فرض یا واجب پر نہیں اور اس بارے میں ہم نے اپنی کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں مکمل گفتگو کی ہے اور یہاں کیلئے اتنا ہی کافی ہو رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الشَّعْرَانِيُّ عَنْ عَيْسَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَقَابِ السَّابِغِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنْ ثَلَاثَةِ نَجَسٍ كَانُوا فِي سَفَرٍ أَحَدُهُمْ جُنُبٌ وَ الثَّانِي مَيْتٌ وَ الثَّلَاثُ عَلَى غَيْرِ وَضُوٍّ وَ حَضْرَتِ الصَّلَاةِ وَ مَعَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَا يَكْفِي أَحَدَهُمْ مِنْ تَأْخُذِ النِّسَاءِ وَ يَغْتَسِلُ بِهِ وَ كَيْفَ يَضْتَعُونَ قَالَ يَغْتَسِلُ الْجُنُبُ وَ يُذْفَنُ النِّتِثُ وَ يَتَيْمُّمُ الَّذِي عَلَيْهِ وَ ضُوٌّ لِأَنَّ الْغُسْلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَرِيضَةٌ وَ غُسْلُ النِّتِثِ سُنَّةٌ وَ التَّيْمُمُ لِلْآخِرِ جَائِزٌ.²

(مرسل) ۳۲۹-۹ لیکن جو حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن صفار نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے ایک آدمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”تین آدمی سفر میں تھے، ایک جنب ہو گیا، دوسرا مر گیا اور تیسرا بغیر وضو کے تھا جبکہ نماز کا وقت بھی ہو گیا تھا لیکن ان کے پاس پانی صرف اتنا تھا کہ صرف ایک غسل کی ضرورت ہی پوری ہو سکتی تھی تو وہ کیا کریں گے؟“ فرمایا: ”جنابت والا آدمی غسل کرے گا، میت کو ایسے ہی (غسل کے بغیر) دفن دیا جائے گا اور جس پر وضو فرض تھا وہ تیمم کرے گا۔ کیونکہ غسل جنابت فرض ہے، غسل میت سنت ہے

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۵۶

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۳

فَمَا تَمَّعْنَا هَذَا الْعَبْرَةَ مِنْ أَنْ نَغْسِلَ الْمَيِّتَ سَلْتَةً لَا يَبْعَثُهَا مِنْ وَجْهِهَا أَنْ هَذَا الْعَبْرَةَ مُرْسَلٌ بِرَأْسِ
ابْنِ أَبِي عَجْرَانَ قَالَ عَنْ رَجُلٍ وَ لَمْ يَذْكُرْ مَنْ هُوَ وَلَا يَتَّبِعُهُمْ أَنْ يَكُونَ غَيْرَ مَوْثُوقٍ بِهِ وَ لَوْ سَلِمَتْ لَكَانَ الْمَوَازِي فِي إِسْقَافِهِ
هَذَا الْغُسْلِ إِلَى السَّلْتَةِ أَنْ فَرَضَهُ عَرَفَ مِنْ جِهَةِ السَّلْتَةِ لِأَنَّ الْعَرَانَ لَا يَذْكُرُ ذَلِكَ وَ إِشَاعَةُ عِلْمِنَا بِالسَّلْتَةِ وَ عَذَا
قَدْ مَنَّا فِي النَّبَابِ الْأَوَّلِ بِرِوَايَةِ أَنَّ فِي الْأَغْسَالِ ثَلَاثَةٌ فَرَضَ وَ هِيَ مِنْهَا غُسْلُ الْمَيِّتِ.

تو اس حدیث میں جو یہ جملہ آیا ہے کہ ”غسل میت سنت ہے“ یہ کئی لحاظ سے ہمارے بیان سے متصادم نہیں ہے۔ ایک یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ ابن ابی بجران نے کسی (نامعلوم) آدمی سے روایت نقل کی ہے اور یہ بھی نہیں بتایا کہ وہ کون ہے اس لیے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ غیر موثق آدمی ہو۔ دو: بقرض تسلیم، اس نے حدیث میں غسل کو سنت کی طرف منسوب کرنے میں سنت سے مراد یہ ہو گی کہ اس غسل کے وجوب کا علم کتاب (یعنی قرآن مجید) سے نہیں بلکہ سنت (یعنی احادیث) کے ذریعہ سے ہوا ہے۔ اس لیے کہ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ نہیں پایا جاتا بلکہ ہم نے اسے سنت کے ذریعہ سے ہی جانا ہے۔ کیونکہ ہم نے غسل کے پہلے باب میں ہی اس بارے میں حدیث پیش کر دی تھی کہ غسل تین فرض ہیں جن میں سے ایک غسل میت بھی تھا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ بِنِ مُحَمَّدٍ بِنِ عَيْسَى عَنِ النَّعْسَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَسَنِ الثَّقَلِيِّ قَالَ:
سَأَلْتُ أَبَا الْعَسَنِ عَنِ مَيِّتٍ وَ جُنُبٍ اجْتَمَعَا وَ مَعَهُمَا مِنَ الْمَاءِ مَا يَكْفِي أَحَدَهُمَا أَيُّهُمَا يَغْتَسِلُ قَالَ إِذَا اجْتَمَعَتْ
سَلْتَةٌ وَ قَرِيضَةٌ بَدِيَ بِالْفَرْضِ.^۲

(بہاول) ۱۰۔ ۳۳۰۔ جبکہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن ثقفی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی جگہ میت اور جب آدمی اکٹھے ہو گئے لیکن ان کے پاس پانی صرف ایک کی ضروریات کیلئے ہی تھا تو ان میں سے کس کو غسل کرنا چاہیے؟“ فرمایا: ”جب سنت اور فرض ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو فرض سے شروع کیا جائے۔“

یہ مسئلہ انتہائی ہے۔ پانی پر سب کا برابر حق ہے مگر صحیح نظریہ یہ ہے کہ اسے جب والے آدمی سے مخصوص کیا جائے اس لئے کہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہونے اور اس میں بیٹھنے کے لئے، قرآن مجید کی تحریر کو پھونکنے کے لئے، واجب سجدوں والی سورتیں پڑھنے کے لئے، مسجدوں میں کوئی چیز رکھنے کے لئے، قرآن مجید کی سز آیتوں سے زیادہ کی تلاوت کی کراہت اور بعض کے نزدیک حرمت کو دور کرنے کرنے کے لئے، مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کے لئے اور دیگر امور کے لئے اس پر غسل کرنا واجب ہے جبکہ باقی بلا وضو افراد کے لئے قرآن مجید کی تحریر کو پھونکنے کے علاوہ اور کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ نیز غسل میت بھی واجب تو ہے مگر از روئے سنت ہے قرآن مجید میں مانع کر دو فریضہ نہیں ہے۔ البتہ اسی باب کی بارہویں حدیث کو اس صورت پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ پانی مردہ اور زندہ افراد کے درمیان مشترک ہو تو جب آدمی اپنے حصہ کا پانی غسل میت کے لئے دے جبکہ شیخ رحمہ اللہ علیہ نے نہایت ہی محسن کے لئے جب کو اولیت دی ہے۔ جبکہ اختلف میں فرمایا: ”اگر پانی کسی ایک کی ملکیت ہے تو وہی اس کا زیادہ حق دار ہے لیکن اگر کسی کی خاص ملکیت نہیں ہے تو پھر انہیں اختیار ہے جس کے ساتھ خاص کریں البتہ زیادہ بہتر یہی ہے کہ جب آدمی کے ساتھ خاص کریں۔“

عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الشَّطْرِ الْأَزْمَعِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَاعَ عَنِ الْقَوْرِ يَكُونُونَ فِي السَّطْرِ فَيَمُوتُ مِنْهُمْ مَيْتٌ وَمَعَهُمْ جُنُبٌ وَمَعَهُمْ مَاءٌ قَلِيلٌ قَدَّرَ مَا يَكْفِي أَحَدَهُمَا أَيُّهُمَا يُبْدَأُ بِهِ قَالَ يَغْتَسِلُ الْجُنُبُ وَيَتْرَكُ الْمَيْتَ لِأَنَّ هَذَا قَرِيبَةٌ وَهَذَا سَلْتُهُ.

(مجمول) ۱۱-۳۳۱۔ نیز اسی سے اس نے حسن بن نصر آرمینی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا: "ایک گروہ سفر پر تھا، ان میں سے ایک آدمی مر گیا، ایک ساتھی جنب تھا مگر ان کے پاس اتنا تھوڑا پانی تھا جو کسی ایک کیلئے کھت کر رہا تھا تو ان میں سے کون غسل شروع کرے گا؟"۔ فرمایا: "جنابت والا غسل کرے گا اور میت کو چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ وہ فرط غم سے اور یہ سنت ہے۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ مَا قَدْ مُتَّفَقٌ فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ سَوَاءً عَلَى أَنَّهُ رُوِيَ أَنَّهُ إِذَا اجْتَمَعَ الْمَيْتُ وَالْجُنُبُ غُسِلَ الْمَيْتُ وَيَتْرَكُ الْجُنُبُ.

تو ان دونوں حدیثوں کی وہی پہلے والی صورت حال ہے بلکہ ان میں تو یہ مروی تھا کہ اگر میت اور جنب آدمی اکٹھے ہو جائیں تو میت کو غسل دیا جائے گا اور جنب آدمی تیمم کرے گا۔

رَوَى ذَلِكَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاسِمِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الْجُنُبُ وَالْمَيْتُ يَتَّفِقَانِ فِي مَكَانٍ لَا يَكُونُ الْمَاءُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَا يَكْفِي بِهِ أَحَدُهُمَا أَيُّهُمَا أَوْلَى أَنْ يُجْعَلَ الْمَاءُ لَهُ قَالَ يَتِيمَةُ الْجُنُبِ وَيُغْتَسَلُ الْمَيْتُ بِالنَّارِ.

(مرسل) ۱۲-۳۳۲۔ اس روایت کو بیان کیا ہے علی بن محمد قاسمی نے محمد بن علی سے، اس نے ہمارے بعض بزرگان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "جنابت والا آدمی اور میت کسی ایسی جگہ اکٹھے ہو جائیں جہاں پانی صرف اتنا ہو کہ کسی ایک کیلئے ہی پورا ہو سکتا ہو تو پانی کو کس کیلئے مخصوص کرنا بہتر رہے گا؟"۔ فرمایا: "جنابت والا تیمم کرے گا اور میت کو پانی سے غسل دیا جائے گا۔"

وَالْوَجْهُ فِي الْجَنِيمِ يَنْتَهِيهَا أَنْ يَكُونَ عَلَى الشَّغِيرِ لِأَنَّهَا جَمِيعٌ وَأَجْبَانِ فَكَيْفَ نَغْتَسِلُ بِهَا مَعَهُ مِنَ الْمَاءِ كَانَ ذَلِكَ جَائِزًا.

تو ان احادیث کو جمع کرنے کی یہ کیفیت ہوگی کہ ان کو اختیاری صورت دے دی جائے، کیونکہ یہ دونوں ہی واجب ہیں پس جس کو بھی اپنے پاس موجود پانی سے غسل دے گا جائز ہوگا۔

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۵

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۵

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْنٍ عَنِ
الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ عَنْ أَبِيهِ الْعَسْتَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَقْطِينٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الْغُسْلِ فِي
الْجُمُعَةِ وَالْأَضْحَى وَالْفِطْرِ قَالَ سُنَّةٌ لَيْسَ بِفَرِيضَةٍ^۱

(صحیح) ۱۔ ۳۳۳۔ مجھے خبر دی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے
احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن علی بن یقطین سے، اس نے اپنے بھائی حسین سے، اس نے علی بن یقطین سے اور اس نے
کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے جمعہ، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن غسل کے بارے میں پوچھا تو امام نے
فرمایا: ”وہ سنت ہیں فرض نہیں ہیں۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُخَيْمَةَ عَنْ زُهَيْرِ بْنِ
أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ غُسْلِ الْجُمُعَةِ قَالَ سُنَّةٌ فِي الشَّرِّ وَالْعَقْرِ إِلَّا أَنْ تَخَافَ الْمَسَافَةَ عَلَى نَفْسِكَ الْفَرْجِ^۲

(صحیح) ۲۔ ۳۳۴۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از سعد بن عبد اللہ، از یعقوب بن یزید، از محمد بن ابی عمیر، از عمر بن الزینہ، از زہرہ اور اس نے
کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جمعہ کی بابت سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ”سفر اور حضر دونوں صورتوں میں
سنت ہے مگر یہ کہ مسافر کو شدید ٹھنڈ لگنے کا خطرہ ہو (تو پھر رخصت ہے)۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ عَلِيِّ بْنِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ
غُسْلِ الْعِيدَيْنِ أَوْ اجِبَ هُوَ قَالَ هُوَ سُنَّةٌ قُلْتُ فَالْجُمُعَةُ فَقَالَ هُوَ سُنَّةٌ^۳

(ضعیف) ۳۔ ۳۳۵۔ انہی اسناد کے ساتھ از سعد بن عبد اللہ، از احمد بن محمد، از قاسم، از علی اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق
علیہ السلام سے پوچھا: ”پھر جمعہ (کا غسل)؟“ تو فرمایا: ”وہ بھی مستحب ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَى مِنْ أَنَّ غُسْلَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ وَأَطْلَقَ عَلَيْهِ لَفْظَ الْوُجُوبِ فَالْمَنْعُ فِيهِ تَأْكِيدُ الشَّقِيَّةِ وَشِدَّةُ
الِاسْتِحْبَابِ فِيهِ وَذَلِكَ يُعْبَرُ عَنْهُ بِلَفْظِ الْوُجُوبِ فَمِنْ ذَلِكَ

البتہ جن احادیث میں آیا ہے کہ غسل جمعہ واجب ہے اور اس کیلئے وجوب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو ان میں وجوب سے مراد سنت

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۷

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۷

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۷

^۴ احمد بن محمد بن عیسیٰ اشعری۔ یہ راوی قاسم بن محمد سے براہ راست روایت نہیں کرتا بلکہ ایک واسطے سے نقل کرتا ہے بظاہر یہ واسطہ یہاں ساقط ہے۔
^۵ ثمان بن ابو حمزہ مراد ہے۔

مؤکدہ اور سخت مستحب ہے اسی وجہ سے اس کیلئے وجوب کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہے:

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَالِي بْنِ اِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَيْرِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا قَالَ: سَأَلْتُ عَنْ الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَأَنْتُمْ مِنْ عِبَادِي وَحَيٍّ.

(حسن) ۳۳۶-۳۔ وہ روایت ہے جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبد اللہ بن مبرہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے غسل جمعہ کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ہر مرد، عورت، آزاد اور غلام پر واجب ہے۔^۱

وَبِهَذَا إِسْنَادًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَالِي بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: سَأَلْتُ الرِّضَا عَنْ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ ذَكَرٍ وَأَنْتُمْ مِنْ عِبَادِي.

(مجمول) ۵-۳۳۔ انہی اسناد کے ساتھ از محمد بن یعقوب، از علی بن محمد، از سہیل بن زیاد، از احمد بن محمد بن ابونصر، از محمد بن عبد اللہ اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے غسل جمعہ کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر مرد و عورت اور آزاد و غلام پر واجب ہے۔^۲

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَالِي بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَتَابِ بْنِ الشَّاهِبِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَتَسَوَّى الْغُسْلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حَتَّى صَلَّى قَالَ: إِنْ كَانَ فِي وَقْتِ فَعَلَيْهِ أَنْ يُغْتَسِلَ وَيُعِيدَ الصَّلَاةَ وَإِنْ مَضَى الْوَقْتُ فَقَدْ جَارَتْ صَلَاتُهُ.

(موثق) ۳۳۸-۶۔ گروہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن حسن بن علی سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار ساہلی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کوئی آدمی جمعہ کے دن کا غسل بھول جائے حتیٰ کہ نماز بھی پڑھ لے (تو کیا حکم ہے؟)۔“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر وقت باقی ہے تو اسے غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھنا چاہیے لیکن اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی نماز جائز اور صحیح ہوگی۔“

فَالْوُجُوهُ فِي هَذَا النَّعْبَرِ أَنْ تُغْتَسَلَ عَلَى صَرْبٍ مِنَ الْإِسْتِحْبَابِ دُونَ الْقَرْضِ وَالْإِجَابِ وَكَذَلِكَ مَا رُوِيَ فِي قَضَاءِ غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنَ الْقِدَاةِ تَقْدِيمًا يَوْمَ الْخَبِيسِ إِذَا حِيفَ الْقَوْتُ الْوُجُوهُ فِيهِ الْإِسْتِحْبَابُ.

تو اس حدیث کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اس عمل کو مستحب ہونے پر محمول کریں گے۔ فرض اور واجب ہونے پر نہیں۔ اور اسی طرح اس روایت کو بھی جس میں ذکر ہوا ہے کہ روز جمعہ کے غسل کی قضاء دوسرے دن بھی ہو سکتی ہے یا اگر جمعہ کے دن غسل کے

^۱ کافی ج ۳ ص ۱۱۶ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۶

^۲ کافی ج ۳ ص ۱۱۶ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۶

^۳ واضح رہے کہ احادیث میں واجب کا معنی اصطلاحی واجب سے ہٹ کر ہے۔

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۸

چھوٹ جانے کا خطرہ ہو تو جمعرات کے دن پیشگی غسل بھی کیا جاسکتا ہے، تو اس کی کیفیت بھی مستحب والی ہی ہوگی۔

رَوَى مَا ذَكَرْنَا مِنْ أَحْسَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الرَّجُلِ يَدُمُ الْغُسْلَ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ نَاسِيًا أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ فَقَالَ إِنْ كَانَ نَاسِيًا فَقَدْ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَإِنْ كَانَ مُتَعَبِّدًا فَاغْتَسَلَ أَحْسَبُ إِنْ قَبْلَ أَنْ
تُغْتَسَلَ فَلْيَسْتَتِغْفِرِ اللَّهُ وَلَا يَتَعُودُ^۱

(حسن) ۷۔ ۳۳۹۔ ہمارے گورہ بیان اس روایت کے مطابق ہے جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے محمد بن سہل سے، اس نے اپنے باپ سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی جمعہ کے دن کا غسل جانے یا نہ جانے میں چھوڑتا ہے (تو کیا حکم ہے؟)“ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر وہ بھول گیا تھا تو اس کی نماز کامل ہوگی اور اگر جان بوجھ کر چھوڑ دیا تو غسل کرنا مجھے بہت پسند ہے^۲ پس اگر ایسا کیا ہے تو اللہ سے معافی مانگے اور پھر ایسا نہ کرے۔“

مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الطَّهْرَانِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ شَائِقَةَ بِنْتِ مِهْدَانَ عَنْ
أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي أَوَّلِ النَّهَارِ قَالَ يَقْضِيهِ مِنْ آخِرِ النَّهَارِ قَبْلَ أَنْ يَجِدَ قَلْبَهُ يَتَقَبَّهِ
يَوْمَ الشَّبِثِ^۳

(عمول) ۸۔ ۳۴۰۔ محمد بن حسن صفار، از یعقوب بن یزید، از ابن ابی عمیر، از جعفر بن عثمان، از سائدہ بنت مهران اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کوئی آدمی جمعہ کے دن پہلے پہر غسل نہ کرے تو (کیا ہوگا؟)“ فرمایا: ”پچھلے پہر اس کی قضا بخالے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر ہفتہ والے دن اس کی قضا بخالائے۔“

وَقَدْ اسْتَشْفَيْنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْبَابِ فِي كِتَابِنَا تَهْدِيْبِ الْأَحْكَامِ.

اور اس باب سے متعلق ہم نے اپنی کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں تمام احادیث ذکر کر دی ہیں۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۸

۱۔ یعنی جس غسل کو اس نے چھوڑ دیا ہے اس کی قضا بخالائے مجھے زیادہ محبوب ہے۔ لیکن اگر اس نے چھوڑ بھی دیا ہے تو اس کا تدارک استغفار سے کرے اور جمعہ کے دن غسل کو ترک کرنے کی عادت نہ بنالے یا یہ کہ جمعہ کے دن اگر اس سے غسل چھوٹ بھی گیا ہے تو ہفتہ کے دن اس کی قضا بخالائے ترک نہ کرے۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۱۸

جنابت اور اس کے احکام

باب نمبر ۶۲: منی نکلنے سے ہر حال میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔

أَخْبَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُمَرَ عَنْ الْحَلْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ الْمُبْتَغِزِ عَلَيْهِ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ إِذَا أَنْزَلَ^۱.

(حسن) ۱۔ ۳۱۔ ۳۔ مجھے خبر بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے حلبی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا رانوں میں صحبت کرنے والے پر بھی غسل واجب ہے؟“ فرمایا: ”اگر انزال ہو جائے تو جی ہاں۔“

قَالُوا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَخِيهِ مُوسَى ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَلْعَبُ مَعَ الْمَرْأَةِ وَيَقْبَلُهَا فَيَخْرُجُ مِنْهَا مَنِيٌّ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهَا فَهِيَ تَلْعَبُ بِهِ وَتَقْبَلُ مَنِيَّهُ إِذَا جَاءَتْ السَّهْوَةُ وَدَقَّعَ وَفَتَّرَ لِحُرُوجِهِ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَإِنْ كَانَ إِثْنًا هُوَ شَيْءٌ لَمْ يَجِدْ لَهُ فَمَتْرَقَةٌ وَلَا شَهْوَةٌ فَلَا بَأْسَ^۲.

(صحیح) ۲۔ ۳۲۲۔ البیتہ دور روایت جسے علی بن جعفر نے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی اپنی بیوی سے کھیلتا ہے اور اسے بوسہ دیتا ہے جس سے اس کی منی نکل آتی ہے تو اس کا فرائض کیا ہے؟“ فرمایا: ”اگر شہوت آئے اور منی اچھل کر نکلے اور اس کے نکلنے سے اس کا جسم ڈھیلا پڑ جائے تو اس پر غسل واجب ہے، اور اگر ایسی صورت حال ہو کہ اس میں کوئی چیز تو خارج ہو مگر شہوت اور تناؤ کے بعد ڈھیلا پین نہ آئے تو کچھ بھی نہیں۔“^۳

فَلَا يُبَاقِي مَا قَدَّمَ مِنْهَا مِنْ أَنْ خُرُوجِ الْمَنِيِّ يُوجِبُ الْغُسْلَ عَلَى كُلِّ حَالٍ لِأَنَّ قَوْلَهُ عَرَانٌ كَانَ هُوَ شَيْءٌ لَمْ يَجِدْ لَهُ فَمَتْرَقَةٌ وَلَا شَهْوَةٌ فَلَا بَأْسَ مَعْنَاهَا إِذَا لَمْ يَكُنِ الْخَارِجُ مِنْهَا مَنِيًّا لِأَنَّ الْمُسْتَبْعِدَ فِي الْعَادَةِ وَالطَّبَائِعِ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَنِيِّ مِنَ الْإِنْسَانِ وَ

^۱ کافی ج ۳ ص ۷۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۳

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۶

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۶ ہے کہ اگر یقین ہو جائے کہ خارج ہونے والی رطوبت منی ہے تو غسل واجب ہے چاہے حدیث میں بیان ہونے والی صفات مثلاً شہوت کے ساتھ آنا اور ڈھیلا پین آنا وغیرہ

لَا يَجِدُ لَهُ شَهْوَةً وَلَا لَذَّةً وَإِنَّمَا أَرَادَ بِهَذَا إِشْتِبَاهَ عَلَى الْإِنْسَانِ فَأَعْتَقَهُ أَنَّهُ مَعْنَى وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الْحَقِيقَةِ مَعْنِيًّا

يَعْتَبِرُ كَمَا يُؤْمَرُ الشَّهْوَةَ مِنْ نَفْسِهِ فَإِذَا وَجَدَ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ فَإِذَا لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِ أَنَّ الْعَارِجَ مِنْهُ لَيْسَ بِمَعْنِيٍّ

تو یہ حدیث اس گزشتہ روایت کے مخالف نہیں ہے کہ ہر صورت معنی کا خارج ہونا غسل کا باعث بنتا ہے، کیونکہ امام علیہ السلام کا فرمان ہے کہ "اگر ایسی صورت حال ہو کہ اس میں کوئی چیز خارج تو ہو مگر شہوت اور جسم کا تناؤ کے بعد ڈھیلا پن نہ ہو تو کوئی چیز خارج نہیں ہے۔" تو اس جملہ کا معنی یہ ہو گا کہ اگر خارج ہونے والی رطوبت معنی نہ ہو کیونکہ انسانی عادت اور طبیعت کے لحاظ سے یہ بھی ہے کہ انسان سے معنی تو خارج ہو لیکن اسے شہوت اور لذت حاصل نہ ہو۔ پس امام علیہ السلام کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جب انسان ہوس مشتبہ ہو جائے کہ کسی رطوبت ہے اور وہ اسے معنی سمجھے جبکہ وہ درحقیقت معنی نہ ہو تو اس کی تحقیق شہوت کے پائے جانے کی صورت میں کرے گا پس اگر شہوت حاصل ہوگی تو اس پر غسل واجب ہو گا اور اگر شہوت حاصل نہیں ہوگی تو اسے یقین ہونا چاہیے کہ غارج ہونے والی رطوبت معنی نہیں ہے۔

باب نمبر ۶۳: عورت پر بھی انزال ہونے کی صورت میں ہر حال میں غسل واجب ہے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَجْزُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَسْرَى أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي الْمَنَامِ فَرَجَحَ حَتَّى تَنْزِلَ قَالَ تَغْتَسِلُ^۱

(صحیح) ۱- ۳۲۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت نے خواب میں دیکھا کہ اس کا مرد اس کے فرج میں اس کے ساتھ ہمبستری کر رہا ہے حتیٰ کہ اسے انزال ہو جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "وہ غسل کرے۔"

وَعَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَقَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُدَيْمِ بْنِ الْحَرِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَسْرَى فِي مَنَامِهَا مَا تَسْرَى الرَّجُلُ أَعْلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ وَلَا تَحْدِثُ شَوْهًا فَيَشْخَذُ نَدْمُ عِلَّةٍ^۲

(صحیح) ۲- ۳۲۴۔ انہی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حقاہد بن عثمان سے، اس نے ادیم بن الحر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر کوئی عورت مردوں

^۱ کافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۲۹

^۲ کافی ج ۳ ص ۳۹۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۲۶

نے احمد بن حسین بن عبدالمالک الاودی (یا زدی) سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ”جب بھی کسی عورت یا لونڈی سے منی خارج ہو چاہے مرد اس سے بھیڑتی کرے یا نہ کرے چاہے نیند میں نکلے یا بیداری میں اس پر غسل واجب ہوگا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَصَالَةَ عَنْ حَسَّادِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: قُلْتُ لِأبي عَبْدِ اللَّهِ ع الرَّجُلُ يَصْنَعُ ذَكَرَهُ عَلَى فَرْجِهِ الْمَرْأَةَ فَيَمْنِي أَعْلَيْهَا فَنَسَلَتْ فَقَالَ إِنَّ أَصَابَهَا مِنَ الْمَاءِ شَيْءٌ فَلْتَغْسِلْهُ وَ لَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ إِلَّا أَنْ يُدْخِلَهُ قُلْتُ فَإِنْ أَمْنَتْ هِيَ وَ لَمْ يُدْخِلْهُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غَسْلٌ¹.

(صحیح) ۶-۳۳۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے عمر بن یزید سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی اگر اپنے آل تناسل کو عورت کی اندام نہانی پر رکھے پھر اس سے منی نکل آئے تو کیا عورت پر بھی غسل واجب ہوگا؟“ فرمایا: ”اگر مرد (کے منی) کا پانی عورت کو لگ گیا ہو تو اسے دھو لینا چاہیے اس کے علاوہ اس پر کچھ بھی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس میں دخول کرے۔“ (راوی کہتا ہے) میں نے پھر پوچھا: ”اور اگر عورت سے منی نکل آئے لیکن مرد نے دخول نہ کیا ہو پھر؟“ فرمایا: ”اس پر غسل نہیں ہوگا۔“

و رَوَى هَذَا الْحَدِيثَ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ فِي كِتَابِ الْمَشِيخَةِ بِلَفْظٍ آخَرَ عَنْ عُمَرَ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: اِسْتَسَلْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْمَدِينَةِ وَ لَيْسَتْ مِيَابِ وَ تَكَلَيْتُ قَمْرًا وَ صِبْغَةً فَفَعَدْتُ لَهَا قَامِدِيَّتٌ أَنَا وَ أَمْنَتْ هِيَ فَذَعَفَتِي مِنْ ذَلِكَ صِبْغِي فَسَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ وَطُؤٌ وَ لَا عَلَيْهَا غَسْلٌ².

(مرسل) ۷-۳۳۹۔ اسی حدیث کو نقل کیا ہے حسن بن محبوب نے اپنی کتاب ”المشوخہ“ میں مختلف الفاظ کے ساتھ اور وہ بھی عمر بن یزید سے کہ اس نے کہا: ”میں نے جمعہ کے مدینہ میں غسل کیا کپڑے پہنے اور خوشبو لگائی اور میرے پاس سے میری لونڈی گزری تو میں نے اسے دبوچ لیا جس سے میری مڈی اور اس کی منی نکل آئی جس کی وجہ سے میں کبیدہ خاطر ہوا پھر میں نے اس بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”تو فرمایا: ”نہ تمہارے اوپر وضو ہے اور نہ اس پر غسل ہے۔“

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۷

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۴۷

تبصرہ لگتا ہے کہ یہاں کچھ الفاظ میں غلطی ہو گئی ہے اور صحیح جملہ یوں ہونا چاہئے ”اس جیسی حدیث کو نقل کیا ہے“ اور غسل کا لفظ کتاب سے رو کیا ہے۔ اگر نہ دونوں حدیثوں میں واضح فرق ہے۔ پہلی حدیث میں کلی مسئلہ بیان ہوا ہے کہ اگر مرد لہذا تناسل عورت کی اندام نہانی پر رکھے اور اس کی منی نکل آئے تو کیا عورت پر بھی کوئی غسل وغیر وہ واجب ہے؟ تو امام نے جواب میں فرمایا کہ اگر اسے مرد کی منی لگی ہو تو اس پر اس جگہ کو دھونا واجب ہوگا اور دخول کے بغیر عورت پر غسل واجب نہیں ہے۔ اس لئے دونوں حدیثوں میں واضح طور پر فرق ہے۔ علی اکبر نقاری۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ يُجُودُ أَنْ يَكُونَ الشَّامِعُ قَدْ وَهَرَ فِي سَمَاعِهِ وَأَنَّ إِثْنَا قَالِ أُمَّتٌ قَدْ قَدِمَتْ لَهَا أُمَّتٌ ذَرِيَّةٌ عَلَى مَا ظَنَنْتُ وَتَحْتَسِبُ أَنْ يَكُونَ إِثْنَا أَجَابَهُمْ عَلَى حَسَبِ مَا ظَهَرَ لَهُ فِي الْعَالِ مِنْهُ وَعَدِمَتْ أَنَّهُ اسْتَفْهَمَ فِي جَارِيَتِهِ أَنَّهَا أُمَّتٌ وَتَمَّ يَكُنْ كَذَلِكَ فَأَجَابَهُمْ عَلَى مَا يَنْتَضِيهِ الْحُكْمُ لَا عَلَى اسْتِفْهَامِهِ.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ سننے والے کو حدیث سننے میں وہم اور غلطی ہوئی ہوگی اور پوچھنے والے نے یہ کہا ہوگا کہ اس عورت یا لڑکی سے مذی خارج ہوئی جبکہ اس نے سمجھا ہوگا کہ اس نے کہا ہے کہ منی خارج ہوئی تو اس نے اپنے گمان اور سوچ کے مطابق حدیث روایت کر دی ہوگی۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ امام علیہ السلام نے مسائل کی حالت اور کیفیت کے مطابق جواب دیا ہو اور امام علیہ السلام کو معلوم ہو کہ وہ اپنی لونڈی کے بارے میں یہ سمجھ رہا ہے کہ اس سے منی خارج ہوئی ہے جبکہ ایسا ہوا نہیں۔ تو امام نے اسے اصلی حکم کے تقاضوں کے مطابق جواب دیا ہو اس کی سوچ کے مطابق نہیں۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَنٍّ مَخْبُوبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: كَيْفَ جُعِلَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا رَأَتْ فِي الثَّوْبِ أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا الْغُسْلُ وَتَمَّ يُجْعَلُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا جَامَعَهَا دُونَ الْقَرْبِ فِي الْيَقْلَةِ فَأَمَّتْ قَالَ: لِأَنَّهَا رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا فَوَجِبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَالْأَخْرَجْنَا جَامِعَهَا دُونَ الْقَرْبِ قَدْ يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ لِأَنَّهَا كُنَتْ يَدُ جِلْمَةٍ لَوْ كَانَ أَدْخَلَتْ فِي الْيَقْلَةِ لَوَجِبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمْتَتْ أَوْ تَمَّ تَمَّ.

(صحیح) ۸۰۔ ۵۰ لیکن دور روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علاء بن زید سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا وجہ ہے کہ جب کوئی عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل واجب کیا گیا لیکن جب بیداری کی حالت میں مرد اس کی اندام نہانی کے علاوہ ہمبستری کرتا ہے جس سے اس کی منی نکل آتی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں کیا گیا؟“۔ فرمایا: ”اس لئے کہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل واجب ہو گیا جبکہ دوسری صورت میں اس کی اندام نہانی میں جماع نہیں کیا تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے دخول انجام نہیں دیا۔ اور اگر وہ مرد بیداری کی حالت میں دخول کرتا تو اس عورت پر غسل واجب ہو جاتا چاہے اس سے منی باہر نکلتی یا نہ نکلتی۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ وَمَا ذَكَرْنَا فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ سَوَاءٌ.

تو اس کی کیفیت اور پچھلی حدیث میں مذکورہ صورت حال ایک جیسی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّبَاةِ تَحْتَسِبُ أَنَّهَا أُمَّتٌ قَالَ: كَيْسَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ.

تہذیب الاحکام ص ۱۳۸

تہذیب الاحکام ص ۱۳۹

(صحیح) ۱۹-۵۱۳۔ مگر وہ حدیث جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذین سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "عورت کو اگر خواب میں احتلام ہو جائے اور اس سے بہت ساری رطوبت نکلتی ہو تو؟" فرمایا: "اس پر غسل نہیں ہے۔"

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْعَبْرَاتُهَا إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ الْأَعْظَمَ فِي حَالٍ مَثَابِهَا فَإِذَا انْتَبَهَتْ لَمْ تَرِ شَيْئًا فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ عَلَيْهَا الْغُسْلُ
يَذُكُّ عَلَى ذَلِكَ۔

تو اس حدیث کی کیفیت یہ ہوگی کہ یہ حکم اس صورت میں ہوگا کہ جب وہ نیند کی حالت میں بہت سارا پانی (رطوبت) دیکھے اور جب وہ بیدار ہو تو کچھ بھی نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اس وضاحت پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا ذُوَاكَ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ قَيْسِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَمِيرَةَ عَنْ حَتَّابِ بْنِ الْعَلْبِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي الْمَنَامِ مَا يَرَى الرَّجُلُ قَالَ: إِنْ أَنْزَلَتْ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ وَإِنْ لَمْ تَنْزِلْ فَلَيْسَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ۔

(صحیح) ۱۰-۳۵۲۔ جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے طلحہ سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "اگر عورت نیند میں مردوں جیسے (ہمبستری والے) خواب دیکھے (تو کیا حکم ہے)؟" فرمایا: "اگر اسے انزال ہو تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر اس سے متنی خارج نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔"

فَأَمَّا مَا ذُوَاكَ الشَّعْرَاءُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ نُوحِ بْنِ شَعْبَانَ عَنْ ذُوَاكَ عَنْ عَبْدِ بْنِ ذُرَّارَةَ قَالَ: قُلْتُ لَهُ قَالَ: عَلَى الْمَرْأَةِ الْغُسْلُ مِنْ جَنَابَتِهَا إِذَا لَمْ يَأْتِهَا الرَّجُلُ قَالَ: لَا أَلَيْسَ بِغُسْلٍ أَنْ يَرَى أَوْ يَضُرُّ عَلَى ذَلِكَ أَنْ يَرَى ابْنَتَهُ أَوْ أُخْتَهُ أَوْ أُمَّهُ أَوْ زَوْجَتَهُ أَوْ وَاحِدَةً مِنْ قَرَابَتِهِ قَائِمَةً تَغْتَسِلُ فَيَقُولُ مَا لَكَ فَتَقُولُ احْتَمَمْتُ وَ لَيْسَ لَهَا بَعْلٌ ثُمَّ قَالَ: لَا يَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ ذَلِكَ وَقَدْ وَصَّ اللَّهُ ذَلِكَ عَلَيْكُمْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ لَكُمْ۔

(مرسل) ۱۱-۳۵۳۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کی ہے صفار نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے نوح بن شعیب سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے، اس نے عبید بن زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: "کیا مرد سے ہمبستری کے بغیر عورت پر بھی غسل جنابت واجب ہوتا ہے؟" فرمایا: "نہیں! تم میں سے کوئی ہے ایسا جو اپنی بیٹی، بہن، ماں یا بیوی یا اپنی کسی رشتہ دار عورت کو کھڑے غسل کرتا ہو اور کچھ کر راضی ہو یا صبر کرے اور اس سے پوچھے کہ ہو کیا ہے اور وہ بولے کہ مجھے احتلام ہوا ہے حالانکہ اس کا شوہر بھی (اس کے پاس) نہ ہو؟" پھر فرمایا: "نہیں عورتوں پر اس سے کوئی غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔"

کافی ج ۳ ص ۸۹ من المسائل والفقرات ج ۱ ص ۱۹۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰
تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۰

تو صرف اللہ نے تمہارے لیے لذت قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَأَطْفِئُوا" (اور اگر تم جنب ہو جاؤ تو غسل کے ساتھ پاک ہو جاؤ) جبکہ اللہ نے عورتوں کیلئے یہ حکم نہیں فرمایا۔^۱

فَهَذَا عِبْرَةٌ مُؤْتَلِّقَةٌ لَا يُعَارَاضُ بِهَا مَا قَدْ مَنَعْنَا مِنَ الْأَخْتَارِ وَيُعْتَمَدُ أَنْ يَكُونَ التَّوَجُّهُ فِيهِ مَا قَلْنَا فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ سَوَاءً وَبَيِّنَاتٌ ذَلِكَ بَيِّنَاتٌ.

تو یہ حدیث مرسل ہے اور اس میں گزشتہ احادیث سے اختلاف کی صلاحیت نہیں ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس میں بھی وہی کیفیت پائی جاتی ہو جیسی ہم نے اس باب کی پہلی حدیث میں بیان کیا تھا۔ اور ہمارے بیان کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَعْدِ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ الرَّضَاءَ عَنِ الرَّجُلِ يَلْبَسُ فَرْجَهُ جَارِيَةً حَتَّى تَنْزِلَ السَّائِلَةُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُبَايَسَ بِهَا يَبِيدُ وَحَتَّى تَنْزِلَ قَالَ إِذَا أَنْزَلَتْ مِنْ شَهْوَةٍ فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ.^۲

(صحیح) ۱۲-۳۵۴۔ جسے روایت کی ہے احمد بن محمد نے اسماعیل بن سعد اشعری سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی اپنی لونڈی کی اندام نہانی کو ہاتھ لگاتا ہے اور اس سے اتنا کھلتا رہتا ہے کہ اس سے مباشرت کے بغیر ہی اس لونڈی سے منی خارج ہو جاتی ہے (تو کیا حکم ہے)؟" فرمایا: "اگر اس لونڈی کو شہوت کے ساتھ انزال ہوا ہے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔"

وَعَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيمٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرَّضَاءَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَابِرُ الْمَرْأَةَ فِيهَا دُونَ الْفَرْجِ فَتَنْزِلُ الْمَرْأَةُ حَتَّى عَلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ.^۳

(صحیح) ۱۳-۳۵۵۔ اس سے اس نے محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ اندام نہانی کے علاوہ (مثلاً رانوں میں) مصابحت کرتا ہے اور عورت کو انزال ہو جاتا ہے تو کیا اس سے عورت پر غسل واجب ہوگا؟" فرمایا: "جی ہاں!"

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَلْبَسُ فِي مَنْأَمِهَا فَتَنْزِلُ عَلَيْهَا غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ.^۴

(صحیح) ۱۳-۳۵۶۔ حسین بن سعید از محمد بن اسماعیل بن بزیع اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "اگر عورت کوئی خواب دیکھے اور انزال ہو جائے تو کیا اس پر غسل ہوگا؟" فرمایا: "جی ہاں!"

۱۔ حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آیت میں لفظ "كُنْتُمْ" آیا ہے جو جمع مذکر کیلئے استعمال ہوتا ہے مطلب مردوں کیلئے یہ حکم ہے۔ اور اگر "كُنْتُمْ" ہوتی ہے تو اس کا لفظ جمع مؤنث کیلئے استعمال ہوتا ہے تو حکم عورتوں کیلئے ہوتا۔

۲۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۲۹

۳۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۲۹

۴۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۳۰

أَخَذَ بِنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَيَابٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَتْرَى لِنِ الرَّجُلِ
يُجَامِعُهَا فِي الشَّامِ فِي ذِي حِجَا حَتَّى تُتَوَلَّى قَالَ تَغْتَسِلُ^١

(صحیح) ۱۵-۳۵۷۔ احمد بن محمد از ابن محبوب، از عبد اللہ بن سنان اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
سوال کیا کہ کوئی عورت اگر خواب میں دیکھے کہ مرد اس کے ساتھ اندام نہانی میں مباشرت کر رہا ہے پھر اسے بھلا
ہو جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔ فرمایا: "وہ غسل کرے۔"

باب نمبر ۶۳: دو وقتہ گاہوں کے ملاپ سے غسل واجب ہوتا ہے۔

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ
بِ بْنِ الْعُسَيْرِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ مَتَى
يُجِبُ الْغُسْلُ لِحَقِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فَقَالَ إِذَا أَذْخَلَهُ قَعْدًا وَجِبَّ الْغُسْلُ وَالْمَهْوُ وَالرَّجْمُ^٢

(صحیح) ۱-۳۵۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے اس نے
محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے علاء بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے
اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے
پوچھا: "مرد اور عورت پر غسل کب واجب ہوتا ہے؟"۔ تو فرمایا: "جب دخول کرے گا تو غسل بھی واجب ہو جائے گا، حق ہر ایک
اور سنگساری (جیسی سزا) بھی"^۳۔

وَبَعْدَ الْإِنشَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحَدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيْسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
إِسْتَابِيلٍ قَالَ: سَأَلْتُ الرَّضَاءَ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ الْمَرْأَةَ قَرِيبًا مِنَ الْقَبْرِ فَهَلَا يُتَوَلَّى قَالَ إِذَا
التَّمَلَّحَ الْخَشَائِنَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ فَلْتِ الْبِتَّامَاءِ^٤ بِشَاكِلَتَيْنِ هُوَ عَيْنُ بَيْتَةِ الْعَشَقَةِ قَالَ نَعَمْ^٥

(صحیح) ۲-۳۵۹۔ انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ
سے اس نے محمد بن اسحاق سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: "مرد عورت کے ساتھ اندام
نہانی کے نزدیک صحبت کرتا ہے مگر دونوں کو انزال نہیں ہوتا تو غسل کب واجب ہو گا؟"۔ فرمایا: "جب دو وقتہ گاہ آپس میں ملے"

^۱ کافی ج ۳ ص ۹۹ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۳۰

^۲ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۲۳

امام علیہ السلام کا فرمان بہ دخول کرے مطلق ہے۔ یعنی چاہے نہ قول بہ انسان ہو یا حیوان ہو یا مرد ہو یا عورت ہو۔ علی اکبر نقاری
صحیح ج ۳ ص ۶۵ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۲۳

^۳ دو وقتہ گاہوں سے مراد جہاں سے نعتہ کرنے کا مکان موجود ہے۔ لڑکوں کو تو معروف ہے کہ آگہ تامل پر بڑھی ہوئی جلد کو حشفہ کی ابتدا تک
کاٹا جاتا ہے۔ جہاں سے کھمبے کے سرے کی طرح مرد کا آگہ تامل لکل لکل ہوتا ہے اسی کو وقتہ گاہ کہتے ہیں۔ لیکن لڑکیوں کیلئے بعض اقوام میں رواج ہے کہ ان کی اندام
نہانی سے گوشت کا ایک ٹکڑا بھرا ہوتا ہے جسے کاٹ دیا جاتا ہے۔

جاگیں تو غسل واجب ہو جائے گا۔" (راوی کہتا ہے) میں نے پھر پوچھا: "دوختہ گاہوں کے ملاپ سے مراد سپاری کا اندام نہانی میں غائب ہو جانا ہے؟" فرمایا: "جی ہاں!"

وَبَعْدَ الْإِنْشَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَقِطِيبٍ عَنْ أَبِيهِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ الرَّجُلِ يُعْسِبُ الْعَبَارِيَةَ الْبَيْكُرَ لَا يُغْتَسِلُ عَلَيْهَا غَسْلًا قَالَ إِذَا وَضَعَهُ الْغِثَانَ عَلَى
الْغِثَانِ قَعَّدَ وَجِبَ الْغُسْلُ الْبَيْكُرَ وَغَيْرَ الْبَيْكُرِ.

(صحیح) ۳-۳۶۰۔ نیز مذکورہ استاد کے ساتھ احمد بن محمد سے اس نے حسن بن علی بن یقطین سے اس نے اپنے بھائی حسین بن علی سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی اپنی کنواری لونڈی سے ہم بستر ہوا لیکن بکارت کے پردہ کو کچھ نہیں کیا تو اس لونڈی پر غسل واجب ہوگا؟" فرمایا: "جب تختہ گاہ کو تختہ گاہ پر رکھے گا تو غسل واجب ہو جائے گا چاہے باکرہ ہو یا باکرہ نہ ہو۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي بَانٍ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ مُصْعَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ:
كَانَ عَلِيٌّ ع لَا يَبْرِي فِي شَعْرَةِ الْغُسْلِ إِلَّا فِي الْمَاءِ الْأَكْبَرِ.

(ضعیف) ۳-۳۶۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے اس نے ابان بن عثمان سے اس نے منہبہ بن مصعب سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: "حضرت علی علیہ السلام ان چیزوں میں غسل کا حکم نہیں دیتے تھے اور آپ غسل کو صرف منی نکلنے کی صورت میں ہی واجب جانتے تھے۔"

قَالُوا جُعِلَ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّهُ إِذَا لَمْ يَلْتَسِقِ الْغِثَانَانِ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا فِي الْمَاءِ الْأَكْبَرِ لِأَنَّهُ رُئِيَ رَأَى الرَّجُلَ فِي الشَّوْبِ أَنَّهُ
جَامِعٌ فَلَا يَبْرِي إِذَا انْتَبَهَ شَيْئًا فَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِلَّا إِذَا انْتَبَهَ وَرَأَى الْمَاءَ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مِنْ أَنَّهُ مَنْفُصٌ
بِهَذَا الْعَالِ.

تو اس روایت کی کیفیت یہ ہے کہ جب دوختہ گاہ آپس میں نہ ملیں تو غسل واجب نہیں ہوگا مگر یہ کہ منی خارج ہو۔ کیونکہ بسا اوقات آدمی مباشرت کرنے کا خواب دیکھتا ہے لیکن بیدار ہونے پر (منی وغیرہ) کچھ بھی نہیں دیکھتا تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا مگر اس صورت میں غسل واجب ہوگا جب بیدار ہونے پر وہ منی دیکھے۔ اور یہ حکم صرف اسی حالت کے ساتھ خاص ہے اس پر مہندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي
الْعَلَاءِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَبْرِي فِي الْمَتَامِ حَتَّى يَجِدَ الشَّهْوَةَ وَهُوَ يَبْرِي أَنَّهُ قَدْ احْتَلَمَ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ
لَمْ يَبْرِي شَيْئًا وَلَا فِي جَسَدِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَقَالَ كَانَ عَلِيٌّ ع يَقُولُ إِنَّمَا الْغُسْلُ مِنَ الْمَاءِ الْأَكْبَرِ فَإِذَا

رَأَى فِي مَنَامِهِ وَلَمْ يَزِ الْبَاءَ الْأَكْبَرَ فَتَنَسَّ عَلَيْهِ غُسْلٌ^١

(حسن) ۵-۳۶۲۔ جسے نقل کیا ہے محمد بن یعقوب نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے حسین بن ابی عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی شہوت ناک خواب دیکھتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اسے احتلام ہو گیا ہے مگر جب بیدار ہوتا ہے تو اپنے کپڑوں اور جسم پر پانی (منی) کے کوئی اثرات نہیں دیکھتا (تو کیا حکم ہے)؟“ فرمایا: ”اس پر غسل واجب نہیں ہے۔“ نیز فرمایا: ”حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ غسل صرف بڑے پانی (منی) کے آنے کے ساتھ خاص ہے، پس اگر کوئی خواب دیکھے لیکن پانی نہ دیکھے تو اس پر غسل نہیں ہے۔“
فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَسَاةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ اخْتَلَمَ فَلَمَّا انْتَبَهَ وَجَدَ بَدَلًا قَلِيلًا قَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَرِيضًا فَإِنَّهُ يُضَعَّفُ فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ^١

(صحیح) ۶-۳۶۳۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کو احتلام ہوتا ہے اور جب وہ جاگتا ہے تو تھوڑی سی تری دیکھتا ہے (تو کیا کرے؟)“ فرمایا: ”کچھ بھی نہیں۔ مگر یہ کہ وہ مریض ہو تو اس صورت میں اسے کمزوری ہوتی ہے تب اس پر غسل واجب ہے۔“

فَلَا يُنَابِي الْعَبْرَ الْأَوَّلَ أَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ مِنَ الْمَاءِ الْأَكْبَرَ لِأَنَّهُ لَا يَمْتَنِعُ أَنْ يَكُونَ هَذَا الْمَاءُ هُوَ الْمَاءُ الْأَكْبَرَ إِلَّا أَنَّهُ يَطْرُقُ مِنَ الْغَيْبِ قَلِيلًا قَلِيلًا لِضَعْفِهِ وَقَلَّةِ حَرَكَتِهِ وَالْأَجْلُ ذَلِكَ فَغُسْلٌ حَرَفِي الْعَبْرَيْنِ الْغَيْبِ وَالصَّحِيحُ وَيَبِيدُ ذَلِكَ بَيَانًا.

تو یہ حدیث بھی اس گزشتہ حدیث کے منافی نہیں ہے جس میں بیان ہوا کہ غسل منی کے آنے سے واجب ہوتا ہے۔ کیونکہ میں ممکن ہے کہ یہ پانی بھی وہی بڑا پانی (منی) ہو۔ البتہ وہ بیمار آدمی سے اس کی کمزوری اور حرکت کے کم ہونے کی وجہ سے تھوڑا تھوڑا کر کے لگا ہوا کی وجہ سے امام نے اس حدیث میں بیمار اور صحت مند کے درمیان فرق بیان فرما دیا۔ اور اس کی مزید وضاحت اس مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

عَنْ رُوَاةِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَصَالَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ عُسْتَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ عَثْبَةَ بْنِ مُضْعَبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ رَجُلٌ اخْتَلَمَ فَلَمَّا أَصْبَحَ نَظَرَ إِلَى شَيْبِهِ فَلَمْ يَرِهِ شَيْئًا قَالَ يُصَنُّ فِيهِ قُلْتُ فَرَجُلٌ رَأَى فِي الْمَنَامِ أَنَّهُ اخْتَلَمَ فَلَمَّا قَامَ وَجَدَ بَدَلًا قَلِيلًا عَلَى طَرَفِ ذَكَرِهِ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ إِنْ عَدِيْنَا مَا كَانَ يَقُولُ إِنَّمَا الْغُسْلُ مِنَ

۱ کافی ج ۳ ص ۳۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۲۵

۲ کافی ج ۳ ص ۳۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۹۱

۳ تھوڑی سی شہوت سے مراد اور طوبت ہے جو کم ہونے کی وجہ سے یکبارگی اچھل کر نہ نکلے اور عام طور پر اتنی منی بھی نہ نکلتی ہو بلکہ اس سے زیادہ نکلتی ہو۔

(ضعیف) ۳۶۳۔ جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے قتالہ سے، اس نے حسین بن عثمان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے عبد بن مصعب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ارات میں (کسی آدمی کو احتلام ہو گیا مگر جب صبح کو اس نے اپنے کپڑے دیکھے تو وہاں کچھ بھی نہیں پایا (تو کیا حکم ہے؟)" فرمایا: "انہی کپڑوں میں تازہ پڑھ سکتا ہے۔" (راوی کا کہنا ہے کہ) میں نے پوچھا: "آدمی نے رات کو خواب میں دیکھا کہ اسے احتلام ہو گیا ہے پھر جب وہ اٹتا ہے تو اسے غسل کے ایک حصہ پر تھوڑی سے رطوبت^۲ دیکھی (پھر؟)" فرمایا: "اس پر غسل واجب نہیں ہوگا کیونکہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے غسل صرف بڑے پانی (زیادہ مٹی) کی صورت میں واجب ہوتا ہے۔"

وَيَسْتَلُّ عَنْكَ حَيْثُ الْغَيْبِ مُقَارَفِي بَعْثِكُمْ الصَّحِيحِ أَيْضًا.

بیزیر آدمی کے حکم کے صحت مند آدمی کے حکم سے مختلف ہونے پر مندرجہ ذیل یہ حدیثیں بھی دلالت کرتی ہیں۔

مَارُؤَةُ مَعْشَرٌ بِنِ عَيْنِ بْنِ مَعْشُورٍ عَنِ الْعِيَّاسِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّهِيدِ عَنِ حَرِيْبِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ الرَّجُلُ يَرَى فِي الْمَنَامِ وَ يَجِدُ الشَّهْوَةَ فَيَسْتَبْقِظُ وَيَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا ثُمَّ يَبْكُ الْهَيْبَتِ بَعْدَ قُبْحِهِ قَالَ إِنْ كَانَ مَرِيضًا فَلْيَغْتَسِلْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مَرِيضًا فَلَا تَوَقُّفَ عَلَيْهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ فَمَا ذَرَفِي يَنْتَهِي قَالَ يَرَى الرَّجُلُ إِذَا كَانَ صَاحِبًا جَاءَ النَّاسُ بِذُقْقَةٍ قَوِيَّةٍ وَإِنْ كَانَ مَرِيضًا كَمْ يَجِيءُ إِلَّا بَعْدُ.

(صحیح) ۳۶۵۔ جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے حرز سے، اس نے عبد اللہ بن ابی یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی شہوتِ غیرِ خواب دیکھتا ہے پھر جاگ اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے تو اسے کچھ بھی نظر نہیں آتا مگر تھوڑی ہی دیر وقفہ کے بعد رطوبت خارج ہوتی ہے (تو کیا حکم ہے؟)" فرمایا: "اگر وہ مریض تھا تو اسے غسل کرنا ہوگا اور اگر مریض نہیں تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔" (راوی نے کہا) میں نے پوچھا: "ان دونوں میں کیا فرق ہے؟" فرمایا: "کیونکہ آدمی جب صحت مند ہوتا ہے تو وہ پانی زور دے دیکھنے سے بچتا ہے لیکن اگر مریض ہو تو آہستہ سے نکلتا ہے۔"

سَمْعَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ مَهْرَبَانَ عَنْ عَبْدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ حَرِيْبِ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَ الرَّجُلِ رَأَى فِي مَنَامِهِ فَوَجَدَ الدُّنَا وَالشَّهْوَةَ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا قَالَ فَقَالَ إِنْ كَانَ

تہذیب الاحکام ص ۳۹۱

تھوڑی ہی رطوبت نکلی ہوئی پائے جو مٹی لگنے سے پہلے خارج ہوتی ہے۔ اور اس کا حکم تنویر اور غم کی طرح ہے (جو قابلِ نغرت تو ہے مگر) اس کی وجہ سے نہ کپڑے کو صحت کی ضرورت ہوتی ہے نہ جسم کے کسی حصہ کی اور نہ ہی اس سے غسل واجب ہوتا ہے۔

تہذیب الاحکام ص ۳۹۲

صورت میں لفظ صومرا آیا ہے جو صومرا کی تصغیر ہے جس کا معنی سکون اور وقار ہے یا قلیل اور حقیر ہے اور یہاں محض وقار سے کنایہ ہے۔

مَرِيضًا فَعَلَيْهِ الْغُسْلُ وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ^١.

(مجمول) ۹-۳۶۶۔ اسی سے، اس نے موسیٰ بن جعفر بن وہب سے، اس نے داؤد بن صویار سے، اس نے علی بن اسماعیل سے، اس نے حرز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی نے خواب دیکھا اور اسے لذت اور شہوت آنے لگی۔ پھر جب بیدار ہوا تو اسے کپڑوں پر کوئی نشان نہیں ملا۔ (کیا حکم ہے؟)" فرمایا: "اگر مریض تھا تو اس پر غسل واجب ہے اور اگر صحت مند تھا تو اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔"

باب نمبر ۶۵: کوئی آدمی اپنے کپڑوں پر منی دیکھے مگر احتکام یا دنہ ہو

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى فِي ثِيَابِهِ النَّسَاءَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ وَ لَمْ يَكُنْ رَأَى فِي مَنَامِهِ أَنَّهُ قَدِ اخْتَلَمَ قَالَ فَلْيَغْتَسِلْ وَ لْيَغْسِلْ ثَوْبَهُ وَ لْيُعِيدْ صَلَاتَهُ^٢

(موثق) ۱-۳۶۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ^۳ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حسن^۴ سے، اس نے زرعة سے، اس نے سماعة سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی صبح کے وقت اپنے کپڑوں پر منی دیکھتا ہے لیکن اس نے خواب میں احتکام ہوتے ہوئے نہیں دیکھا (کیا حکم ہے؟)" فرمایا: "اسے غسل بھی کرنا چاہیے، کپڑے بھی دھو لینے چاہئیں اور نماز بھی دوبارہ پڑھنی چاہیے۔"

وَ رَوَى أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَنَامُ وَ لَمْ يَرَى نَوْمِهِ أَنَّهُ اخْتَلَمَ فَوَجَدَ فِي ثَوْبِهِ وَ عَنَى فَخَذًا أَوْ النَّسَاءَ هَلْ عَلَيْهِ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ^٥.

(موثق) ۲-۳۶۸۔ نیز روایت کی ہے احمد بن محبوب نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعة سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "ایک آدمی سویا ہے لیکن اس نے احتکام والا کوئی خواب نہیں دیکھا اس کے باوجود اپنے کپڑوں اور ران پر رطوبت دیکھتا ہے تو کیا اس پر غسل واجب ہوگا؟" فرمایا: "جی ہاں۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ حَسَّادِ بْنِ عِيسَى عَنِ

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۹۲

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۹۱

^۳ یہاں لگتا ہے کہ درمیان میں مفار (راوی) ساقط ہو گیا ہے۔

^۴ حسین بن سعید کا بھائی حسن بن سعید ہے۔

^۵ کافی ج ۳ ص ۲۹۳۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۹۱

شُعَيْبُ بْنُ أَبِي بَسِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ بِشَوْبِهِ مَتِينًا وَ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّهُ اشْتَقَّ قَالَ لِيُغَسِّلْ مَا وَجَدَ بِشَوْبِهِ وَ لِيَتَوَضَّأَ!

(اصحح ۳/۲۶۹-۲۷۰) البتہ جس روایت کو نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے علی بن محبوب سے، اس نے علی بن سندی سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کے کپڑوں پر مٹی لگی ہوئی تھی مگر اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اسے احلام ہوا ہے۔" فرمایا: "کپڑے پر مٹی چر کر اچھے اور وضو کر لے۔"

فَلَا يَتَّيَلَّى هَذَا الْخَبْرَيْنِ الْأَوْلَيْنِ لِأَنَّ التَّوَجُّهَ فِي الْحَبْسِ بَيْنَهُمَا أَنَّ الشُّبَّ الَّذِي لَا يُشَارُ كَمَا فِي اسْتِغْنَابِهِ فَوَيْزَةُ مَنَى وَجَدَ عَلَيْهِ مَتِينًا وَ جَبَّ عَلَيْهِ الْغُسْلُ وَ إِسَادَةُ الصَّلَاةِ إِنْ كَانَ قَدْ صَلَّى لِحَوَائِجِ أَنْ يَكُونَ قَدْ تَوَسَّعَ الْإِحْتِلَامُ فَأَمَّا مَا يُشَارُ كَمَا فِيهِ فَوَيْزَةُ فَلَا يُجِبُّ عَلَيْهِ الْغُسْلُ إِلَّا إِذَا تَبَيَّنَ الْإِحْتِلَامُ.

یہ حدیث کرشتہ دو حدیثوں کے مٹانی نہیں ہے کیونکہ یہاں انہیں الٹھا کرنے کی کیفیت یہ ہوگی کہ دو کپڑے جو دوسروں کے ساتھ مشترک استعمال میں نہیں اگر ان میں مٹی پائی جائے تو اس پر غسل بھی واجب ہوگا اور اگر پہلے نماز پڑھ چکا ہو تو نماز کو بھی دوبارہ پڑھنے کا کیونکہ ہو سکتا ہے وہ احلام کو بھول گیا ہو۔ لیکن اگر کپڑے دوسروں کے ساتھ مشترک استعمال میں ہوں تو اس صورت میں اس وقت تک غسل واجب نہیں ہوگا جب تک احلام ہونے کا یقین نہ ہو۔

باب نمبر ۶۶: مرد اگر عورت کی اندام نہانی کے علاوہ میں مصاحبت کرے اور صرف اسے انزال ہو۔

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ حَنَافٍ وَ عَنِ الْعَدْبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ الْمَرْأَةَ فِيمَا دُونَ الْقَرْبِ أَعْلَىهَا غُسْلٌ إِنْ هُوَ لَقَدْ لَمْ تَنْزَلْ هِيَ قَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ وَإِنْ لَمْ يَنْزَلْ هُوَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ.

(اصحح ۱۱/۳۷۰) مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حماد سے، اس نے حلبی سے اور اس نے کہا: "حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی اگر عورت کی اندام نہانی سے ہٹ کر اس سے مباشرت کرے اور اسے انزال ہو جائے لیکن عورت کو انزال نہ ہو تو کیا عورت پر بھی غسل واجب ہوگا؟" فرمایا: "عورت پر غسل نہیں ہوگا اور اگر مرد کو بھی انزال نہ

تہذیب ۱۱/۳۷۰

تہذیب ۱۱/۳۷۰

اور فرج سے مراد اگلی اور پچھلی دونوں شرمگاہیں۔

ہو تو مرد پر بھی غسل واجب نہیں ہوگا۔

أَخْبَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ الْبَرِيِّ رَفَعَهُ قَالَ: إِذَا أَلَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فِي دُبُرِهَا فَلَمْ يُنْزِلْ فَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا وَإِنْ أَلَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فِي الْغُسْلِ وَلَا غُسْلَ عَلَيْهَا.

(مرفوع) ۳-۷۱۔ احمد بن محمد نے برقی سے مرفوع طریقہ سے نقل کیا ہے کہ امام نے فرمایا: "اگر مرد عورت کی پشت پر جماعت کرے اور اسے انزال نہ ہو تو دونوں پر غسل نہیں ہوگا۔ اور اگر مرد کو انزال ہو جائے تو صرف اسی پر غسل واجب اور عورت پر واجب نہیں ہوگا"۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ مَخْبُوبِ بْنِ مُسَيْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ كَيْفَ جُعِلَ عَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا رَأَتْ فِي الشُّؤْمِ أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا الْغُسْلُ وَلَمْ يُجْعَلْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ إِذَا جَامَعَهَا دُونَ الْفَرْجِ فِي الْبَيْتِ فَقَامَتْ قَالَ لِأَنَّهَا رَأَتْ فِي مَنَامِهَا أَنَّ الرَّجُلَ يُجَامِعُهَا فِي فَرْجِهَا فَوَجِبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَالْآخِرُ لِأَنَّهَا جَامَعَهَا دُونَ الْفَرْجِ فَلَمْ يَجِبْ عَلَيْهَا الْغُسْلُ لِأَنَّهَا لَمْ يَدْخُلْهَا وَلَوْ كَانَ أَدْخَلَ فِي الْبَيْتِ وَجِبَ عَلَيْهَا الْغُسْلُ أَمْ نَتَّ أَوْ لَمْ نَتَّ.

(صحیح) ۳-۷۲۔ محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے اس نے حسن بن محبوب سے اس نے علاء بن زید بن مہدی سے اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: "کیا واجب ہے کہ جب کوئی عورت خواب میں دیکھتی ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے تو اس پر غسل واجب کیا گیا ہے لیکن جب بیداری کی حالت میں مرد اس کی اندام نہانی کے علاوہ میں جماع کرتا ہے جس سے اس کی منی خارج ہو جاتی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں کیا گیا؟" فرمایا: "کیونکہ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ مرد اس کی اندام نہانی میں جماع کر رہا ہے" اس لئے اس پر غسل واجب ہو گیا جبکہ دوسری صورت میں مرد نے اس کی اندام نہانی میں جماع نہیں کیا تو اس پر غسل نہیں ہوگا کیونکہ اس نے دخول انجام نہیں دیا۔

کافی ج ۳ ص ۷۱ سے حدیث تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۱

مخبر عن کتاب کے حاشیہ میں ہے کہ اسے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا۔

یہ حدیث مرفوع ہے اور برقی نے ضعیف راویوں سے بہت زیادہ حدیثیں نقل کی ہیں اس لئے اس سے مروی مسئلہ اور مرفوع روایتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ علی اکبر غفاری۔ نیز یہ ہمارے مسلمات کے بھی مخالف ہے۔ مترجم

تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۲۸

لکن یہی ہے کہ حدیث میں یہاں "اس کی منی خارج ہو جاتی ہے" کا جملہ موجود تھا مگر کتاب سے ساقط ہو گیا تو اس نے سطر کے نیچے لکھ دیا مگر بعد والے نسخے نے اسے نیچے سطر کا حصہ سمجھ لیا اور اسے "بیداری کی حالت" والے جملے کے بعد تحریر کر دیا جس سے حدیث کا مفہوم تبدیل ہو گیا۔ علی اکبر غفاری۔ ایسا دو مقامات پر ہوا ہے ایک راوی کے سوال کی جگہ پر اور دوسرے امام علیہ السلام کے جواب کے موقع پر ممکن ہے کہ کتاب کے ساتھ دونوں مقامات پر ایسی صورت حال پیش آئی ہو۔ بہر حال خواب میں جتنا بھی جنسی عمل دیکھا جائے جب تک منی خارج نہ ہو غسل واجب نہیں ہوتا۔ اور بیداری میں جب تک منی و نزال کا عمل انجام پائے گا غسل واجب ہو جائے گا چاہے منی خارج ہو یا نہ ہو۔

زیادہ اور اگر مرد و بیداری کی حالت میں دخول کرے تو اس عورت پر غسل واجب ہو جاتا ہے اس سے منی باہر نکلتی یا نہ نکلتی۔
 فَأَمَّا مَا زَوَّجَ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ سُوْقَةَ عَنْ ثَعْلَبِ بْنِ أَخْبَرَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ
 زَجَلِ بَيْتِي أَهْلَهُ مِنْ عَلْفِهَا قَالَ هُوَ أَخَذَ الْمَتَكِبِينَ فِيهِ الْغُسْلُ.

(مرسل) ۳۳- ۳۴- ۳۵- البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے حفص بن سوقة سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "مرد اگر اپنی زوجہ کی پشت سے جماع کرے؟" فرمایا: "جماع کے دوران اسٹوں میں سے ایک یہ بھی ہے اس میں بھی غسل ہے۔"

فَلَا يَتَلَى الْأَخْيَارَ الْأَوْثَانَ إِلَّا بِرَأْيِ هَذَا الْخَبَرِ مَرْسَلٌ مَقْطُوعٌ مَعَهُ أَنَّهُ عِبْرَةٌ وَاحِدَةٌ وَمَا هَذَا حُكْمُهُ لَا يُعَارِضُ بِهِ الْأَخْيَارَ
 الْمُسْتَدْرَأَ عَلَى أَنَّهُ يُمَكِّنُ أَنْ يَكُونَ وَرَدًا مَوْرَدَ الشَّعْبِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِلذَّاهِبِ بِبَعْضِ الْعَامَّةِ وَإِلَى الْبَهْمَةِ بِرِوَايَةِ
 وَجُوبِ الْغُسْلِ فَلَا يُعَلَّقُ عَلَيْهَا وَجُوبُ الْغُسْلِ إِلَّا بِدَلِيلٍ يُوجِبُ الْعِلْمَ وَهَذَا الْخَبَرُ مِنَ الْأَخْيَارِ الْأَحَادِثِ لَا
 يُوْجِبُ الْعِلْمَ وَلَا الْعِلْمُ فَلَا يَجِبُ الْعَيْلُ بِهِ.

توپہ کر شہ احادیث کے متناقض نہیں ہے کیونکہ یہ خبر واحد ہونے کے ساتھ مرسل اور مقطوع بھی ہے اور جس کی یہ مورتحال ہو وہ مستند احادیث کا مقابلہ نہیں کر سکتی نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ حدیث بطور تفسیر بیان ہوئی ہو کیونکہ یہ بعض اہل سنت کے نظریہ کے مطابق ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ غسل کے وجوب سے ان کا ذمہ بری تھا۔ (مجملے سے ان پر غسل واجب نہیں تھا) تو ان کے ذمہ صرف اس دلیل اور ثبوت کے ساتھ غسل کے وجوب کا حکم لگایا جا سکتا ہے جو علم اور یقین کا باعث ہو جبکہ یہ حدیث خبر واحد ہے جو نہ علم و یقین کا باعث ہے اور نہ عمل کا موجب ہے، پس اس پر عمل کرنا واجب نہیں ہوگا۔

باب نمبر ۶۷: جب آدمی اللہ کے نام والے سکوں کو مت چھوئے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى وَ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ جَمِيعاً عَنْ مُحَمَّدِ
 بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عمرو بن سَعِيدٍ الصَّدَائِقِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ
 عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: لَا يَسُئُ الْجَنْبُ وَرَهْمًا وَلَا دِينَارًا عَلَيْهِ اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى.

(موثق) ۱- ۲- ۳- مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن یحییٰ اور احمد بن محمد سے، ان سب نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید صدائقی سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے

موسوی سے کہ نہ اگلی شریکوں میں دخول انجام پایا ہے اور نہ ہی پچھلی شریکوں میں۔

۳۷۷

۱۳۲

فرمایا: ”جب آدمی ایسے درہم اور دینار کو مت چھوئے جس پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک نقش ہو۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ وَ عَلِيِّ بْنِ السِّنْدِيِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْجَنْبِ وَالْقَامِثِ يَمْسُانِ بِأَيْدِيهِمَا الدَّرَاهِمَ الْبَيْضَ قَالَ لَا بَأْسَ.

(موثق) ۲۔ ۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن حسین اور علی بن سندی سے، انہوں نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے اسحاق بن عمار سے اور اس نے حضرت ابو ابراہیم (امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا جب آدمی اور حائلہ عورت سفید درہموں کو چھو سکتے ہیں؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں۔“

فَلَا يَأْتِي الْمَذْبُورَ الْأَوَّلُ لِأَنَّهُ لَا يَمْسُهُمْ أَنْ يَكُونَ إِتْمًا أَجَازَ لَهُ ذَلِكَ إِذَا نَمَّ يَكُنْ عَلَيْهَا اسْمُ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنْ كَانَتْ بَيْضًا وَفِي الْأَوَّلِ نَفْسٌ عَنْ مَسِّهَا إِذَا كَانَ عَلَيْهَا شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ.

تو یہ حدیث گزشتہ حدیث سے منافات نہیں رکھتی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ امام علیہ السلام نے اس صورت میں چھونے کی اجازت دی ہو جب ان پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک نقش نہ ہو چاہے وہ خالص سفید درہم ہی ہوں جبکہ پہلی حدیث میں اس لیے ان درہموں کو چھونے سے منع کیا گیا تھا کہ ان پر کوئی اسم الہی نقش ہو۔

باب نمبر ۶۸: جب کا قرآن کو چھونا حرام ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَبِيبِ عَمْرِو بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: كَانَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع عَشَدًا فَقَالَ يَا بُنَيَّ الْفَرَا الْمُنْصَحَفَ فَقَالَ إِنَّ لَسْتُ عَمَّ وَطُيُوقًا لَا تَمَسُّ الْكِتَابَةَ وَمَسَّ الْوَرَقَ.

(مرسل) ۱۔ ۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ محمد بن احمد نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عماد سے، اس نے حریر سے، اس نے حدیث بیان کرنے والے سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرزند اسماعیل امام کے ساتھ بیٹھے تھے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”بیٹے! قرآن مجید پڑھو!“ اسماعیل نے کہا: ”میں وضو سے نہیں ہوں۔“ تب امام نے فرمایا: ”تحریر کو مت چھونا بلکہ صرف صفحہ کو ہاتھ لگانا۔“

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۲

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

^۳ تہذیب الاحکام میں اس سے آگے ہے ”اور قرآن پڑھنا“۔ واضح رہے کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور بزرگان نے حدیث اکبر والے آدمی کے لئے قرآن مجید کی تحریر کو چھونے کے حرام ہونے کے حعلق اختلاف کیا ہے۔ پس صحیح الطوسی یہاں اور کتاب الخلاف میں نیز ابو صلاح، حقیق اور علامہ حرام ہونے کے

عَنْهُ عَنْ حَفَاذِ بْنِ عَيْسَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَمَّنْ قَرَأَ فِي الشُّحْفِ وَهُوَ عَفِيفٌ وَصُومٌ قَانَ لَا بَأْسَ وَلَا يَشِيءُ الْيَكْتَابَةَ.

(موتقن) ۲۔ ۳۷۷۔ اس سے اس نے حماد بن عیسیٰ سے اس نے حسین بن مختار سے اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی شخص اگر بغیر وضو قرآن مجید پڑھے تو؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں لیکن تجریر کو مت چھوئے“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الشَّيْبَانِ جَبِيعًا عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: الشُّحْفُ لَا تَشْتَهُ عَلَى غَيْرِ طَهْرٍ وَلَا جُنْبٍ وَلَا تَمَسُّ عَقْلَهُ وَلَا تُعَلِّقُهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ: لَا يَشْتَهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ.

(مجمول) ۳۔ ۷۸۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے علی بن حسن بن فضال نے جعفر بن محمد بن حکیم اور جعفر بن محمد بن ابو الصباح سے اور انہوں نے ابراہیم بن عبد الحمید سے اور اس نے حضرت امام ابو الحسن موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”قرآن مجید کو طہارت کے بغیر اور جنابت کی حالت میں مت چھوؤ اور اس کی لکیروں کو اور حاشیہ کو بھی مت چھوؤ اور اسے (جسم پر) مت لگاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لَا يَشْتَهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ“ (اسے صرف پاکیزہ افراد ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں)۔

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ شَيْئَهُ عَلَى خُرُوبٍ مِنَ الْكِرَاهِيَّةِ دُونَ الْحَطِّ.

تو اس حدیث کی کیفیت یہ ہوگی کہ ہم اسے حرام ہونے پر نہیں بلکہ مکروہ ہونے پر محمول کریں گے۔

باب نمبر ۶۹: جنب اور حائضہ کا قرآن پڑھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ مَنِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْنِ فَضَالٍ عَنِ ابْنِ بَكِيْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْجُنُبِ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ: نَعَمْ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَذْكُرُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَا شَاءَ.

(موتقن) ۱۔ ۳۷۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے اس نے محمد بن یعقوب سے اس نے احمد بن محمد بن عین فضل سے اس نے ابن بکیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام سے چند بزرگان سے انہوں نے احمد بن محمد سے اس نے ابن فضل سے اس نے ابن ابی بکیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت

فائل ہونے ہیں اور من الامم والفقہاء میں بھی شیخ صدوق کا یہی نظریہ معلوم ہوتا ہے جبکہ موالف کتاب المیسوطہ ابن اور ابن سراج اور ابن براجم السنن میں اس کے کمرہ ہونے کے قائل ہوتے ہیں۔

لکھنؤی ج ۳ ص ۵۰۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۳

تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۲۳

کوئی ج ۳ ص ۵۰۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۳

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”جب آدمی کیا کچھ کھاپی سکتا ہے اور قرآن مجید پڑھ سکتا ہے؟“۔ فرمایا: ”تم ہاں کھا سکتے ہو سکتا ہے اور قرآن پڑھ سکتا ہے اور جتنا چاہے اللہ کا ذکر کر سکتا ہے۔“

عنه عن أحمد بن محمد عن أبيه عن الحسين بن الحسن بن أبان عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن أبان بن عثمان بن الفضيل بن يسار عن أبي جعفر م قال: لا بأس أن تشتموا الخائض و الجنب القرآن.

(موثق) ۲-۳۸۰۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ بن ایوب سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے فضیل بن یسار سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”خائض اور جنب کے قرآن پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله م قال: سألته أتقرأ الخائض و الجنب و الرجل يتغوط القرآن فقال يقرأه من شاءوا.

(صحیح) ۳-۳۸۱۔ احمد بن محمد از ابن ابی عمیر از حماد بن عثمان از عبید اللہ بن علی الحلبی اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا ناس والی، خائض، جنب اور بیت الخلاء سے ہو کر آنے والے لوگ قرآن پڑھ سکتے ہیں؟“۔ فرمایا: ”جتنا چاہتا پڑھ سکتے ہیں۔“

سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن النضر بن شعيب عن عبد الغفار الحارثي عن أبي عبد الله م قال قال: الخائض تقرأ ما شاءت من القرآن.

(صحیح) ۲-۳۸۲۔ سعد بن عبد اللہ، از محمد بن حسین بن ابو الخطاب، از نضر بن شعیب، از عبد الغفار الحارثی، اور اس نے کہا کہ حضرت محمد جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”خائض جتنا چاہے قرآن پڑھ سکتی ہے۔“

فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال: سألت عن الجنب هل يقرأ القرآن فقال ما بينه وبين سبع آيات. وفي رواية زرعة عن سماعة قال: سئعت آية.

(موثق) ۵-۳۸۳۔ لیکن وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ تم نے امام علیہ السلام سے جب آدمی کے متعلق پوچھا: ”کیا وہ قرآن پڑھ سکتا ہے؟“۔ تو فرمایا: ”ایک آیت سے سات آیتوں تک۔“ جب زرعہ کی بذریعہ سماعہ (موثق) روایت میں ہے کہ فرمایا: ”ستر آیتیں۔“

فلا يتانى هذا الخبر الأول من وجهين أحدهما أن نخص الخبر الأول بهذا الخبر نقول إن قولهم

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۴

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۴

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۴

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

مَنْ يَتْلُوهُنَّ بِأَنْ يَقْرَأَ مَا شَاءَ مِنْ أُمَّيْ مَنْوَعِهِمْ شَاءَ مَا يَتْلُوهُنَّ وَبَيْنَ سِتْمِ آيَاتِ أَوْ سِتْمِ آيَةٍ.

تو یہ حدیث گزشتہ پچھلے احادیث سے دو وجوہات کی بنا پر منافی نہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس حدیث کے ذریعہ گزشتہ احادیث کو تفصیل دیا جاسکتا ہے۔ اور دوسرا اس طرح کہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ معصومین علیہم السلام کا یہ فرمان کہ جتنا مرخصی پڑے لے کوئی حرج نہیں ہے سے مراد ہو جس جگہ سے چاہے پڑے لے اس آیت سے لے کر سات آیتوں تک یا ستر آیتوں تک۔

وَالشَّابِيُّ أَنَّ تَعْمِيلَ هَذَا الطَّرِيقِ عَلَى مَذْهَبِ مِنَ الْأَشْتِخَابِ دُونَ الْعَظِيمَةِ وَالْإِنْجَابِ وَالْإِنْجَابِ الْأَوَّلَةَ تَعْمِيلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ قَائِلًا الْعَرَاةَ الَّتِي فِيهَا الشُّجْرَةُ فَلَا يَجُوزُ لَهَا أَنْ يَقْرَأَ مَا عَلَى حَالِ يَدُكَ عَلَى وَدَيْكَ مَا.

دوسری زبان احادیث کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے واجب ہونے پر نہیں جبکہ پچھلی احادیث کو جائز ہونے پر محمول کیا جائے۔ لیکن البتہ واجب سجدہ والی سورتوں کی تلاوت مذکورہ حالتوں میں جائز نہیں ہوگی۔ اور اس حکم پر مندرجہ ذیل حدیث دلائل کرتی ہے۔

أَخْبَرَنَا بِهٖ أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مُعْتَبِرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمْرٍو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ حَسَّانِ بْنِ عَيْسَى عَنْ حَرِيْزِ بْنِ زُرَّارَةَ وَ مُعْتَبِرِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْعَلَائِقُ وَالْحَبِيبُ يَقْرَأُ مَا شَاءَ قَالَتْ لَهَا إِلَّا الشُّجْرَةَ وَ يَدُكَ كَمَا أَنْتَ عَلَى كُلِّ حَالٍ.

(موتقی ۶-۳۸۳ جسے ہمیں بتایا ہے احمد بن عبدو بن علی بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے، اس نے حسان بن عیسیٰ سے، اس نے حریز بن زرارہ اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”جب اور حاضر کچھ قرآن پڑھ سکتے ہیں؟“۔ فرمایا: ”جی ہاں! جو چاہیں سوائے سجدہ والی سورتوں کے اور یہ حال میں ذکر الہی کریں۔“

قَائِلًا مَا زَوَّادُ عَنِ ابْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبَاعٍ عَنْ أَبِي حَبِيبَةَ الْعَدَنِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع عَنِ الطَّائِمَةِ تَسْمِيَةِ الشُّجْرَةِ قَالَ إِنْ كَانَتْ مِنَ الْعَرَاةِ تَسْجُدُ إِذَا سَبَعَتْهَا.

(موتقی ۷-۳۸۵۔ البتہ وہ حدیث جسے علی ابن حسن نے روایت کی ہے عمرو بن عثمان سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے علی بن رباع سے، اس نے ابو عبیدہ حذاء سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کوئی حاضر سجدہ والی آیت سے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اگر وہ واجب سجدوں میں سے ہے تو سننے پر سجدہ کرے۔“

فَلَا يُنَادِي هَذَا الْخَبْرَ الْأَوَّلَ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ أَنَّهُ يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَقْرَأَ الْعَرَاةَ وَإِذَا سَبَعَتْهَا إِذَا سَبَعَتْ الْعَرَاةَ تَسْجُدُ وَ ذَلِكَ أَيْضًا مَحْذُورٌ عَلَى الْأَشْتِخَابِ لِأَنَّهَا عَلَى حَالٍ لَا يَجُوزُ لَهَا مَعَهَا الشُّجْرَةُ.

تفسیر الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

تفسیر الاحکام ج ۱ ص ۱۰۶۔ تفسیر الاحکام ج ۱ ص ۱۳۶

تفصیل نسوئل میں ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس میں ایسی کوئی بات ذکر نہیں ہوئی کہ اس عورت کیلئے واجب ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کا پڑھنا جائز ہے بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جب واجب سجدے والی آیت سے تو سجدہ کرے۔ اور (اس کا) یہ سجدہ کرنا بھی سجدہ ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ کیونکہ اس کی حالت ایسی ہے کہ جس میں سجدہ کرنا جائز نہیں ہوتا۔

باب نمبر ۷۰: جنب اور حائضہ کا تیل اور خضاب لگانا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ زَيْدُ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ مُعْتَبِرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَنَانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُعْتَبِرٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي إِبْرَاهِيمَ ۖ أَيُخْتَصَبُ الرَّجُلُ وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ لَا قُلْتُ فَلْيُجَنَّبْ وَهُوَ مُخْتَصَبٌ قَالَ لَا ثُمَّ قُلْتُ قُلْتُ قَالَ يَا أَبَا سَعِيدٍ أَفَلَا أُدْلِكَ عَلَى شَيْءٍ تَفْعَلُهُ قُلْتُ بَلَى قَالَ إِذَا اخْتَلَسَتْ بِالْحِثَاءِ وَأَخَذَ الْحِثَاءُ مَا خَذَ كَأَنَّهُ يَدَلُّ فَيُحِيثُهُ فَيَجَامِعُ^۱.

(ضعیف) ۱- ۳۸۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ زید بن محمد نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن محمد بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابو سعید سے اور اس نے کہا کہ میں نے ابو ابراہیم (حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام) سے سوال کیا: ”کیا جنابت کی حالت میں مرد خضاب لگا سکتا ہے؟“ فرمایا: ”نہیں“۔ کہا: ”خضاب کی حالت میں جنب ہو سکتا ہے؟“ فرمایا: ”نہیں“۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہر کے فرمایا: ”ابو سعید! کیا تمہیں ایسا عمل بتاؤں جسے تم انجام دے سکو؟“ کہا: ”جی بالکل“۔ فرمایا: ”جب تم مہندی کے ساتھ خضاب کر لو اور مہندی اپنا رنگ جمالے تو اس وقت تم جماع کر سکتے ہو۔“

وَيَقْدِرُ الْإِسْتِصْصَاةُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَخْرِ عَنْ كُرَيْبِ بْنِ الْمُسْتَعِينِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ۖ يَقُولُ لَا يُخْتَصَبُ الرَّجُلُ وَهُوَ جُنُبٌ وَلَا يُغْتَسَلُ وَهُوَ مُخْتَصَبٌ^۲.

(کا صحیح) ۲- ۳۸۷۔ انہی اسناد کے ساتھ از حسین بن سعید، از عبد اللہ بن بخر، از کرین المسمعی اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”اوی کو جنابت کی حالت میں خضاب اور خضاب لگانے کی حالت میں غسل نہیں کرنا چاہیے“^۳۔

وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَرَقَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَشْبَاهٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ جَدِّ امَّةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ۖ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ لَا تُخْتَصَبُ الْعَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ وَلَا

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۹۰

^۲ اظہار اس سے مراد ابو سعید مکاری ہے۔ اور اس کا نام ہشام بن حیان ہے۔

^۳ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۹۱

^۴ یہاں مراد یہ ہے کہ ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے غسل کرنا پڑے۔

تُجَنَّبُ وَعَلَيْهَا الْخِطَابُ وَلَا يُجَنَّبُ هُوَ وَعَلَيْهِ خِطَابٌ وَلَا يُغْتَضَبُ وَهُوَ جُنُبٌ^۱

(مجمول) ۳-۳۸۸ اور مجھے خبر دی ہے احمد بن عبدون نے علی بن احمد بن زبیر سے اس نے علی بن حسن بن فضال سے اس نے علی بن اسباط سے اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے اس نے عامر بن جذامہ سے اس نے کہا کہ میں نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرما رہے تھے: ”جنابت اور حیض والی عورت خضاب مت لگائیں اور خضاب لگی ہوئی حالت میں نہ مرد کو جنب ہونا چاہیے اور نہ ہی عورت کو اور جنابت والا مرد بھی خضاب نہ لگائے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ قَسَالَةَ عَنْ أَبِي الْبَغْوِيِّ عَنْ سَمَاعَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ: سَأَلْتُ الْعَبِيدَ الصَّالِحَ عَنِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَيُّغْتَضَبَانِ قَالَ لَا يَأْتَسُ^۲

(موتق) ۳-۳۸۹ البیہ و وحدیث جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے اس نے ابو المعز سے اس نے امام سے (اس نے علی سے) اور اس نے کہا کہ میں نے عبد صالح (حضرت امام موسیٰ کاظم) سے پوچھا: ”جنابت اور حیض والے افراد کو خضاب لگا سکتے ہیں؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

عَنْ قَسَالَةَ عَنْ أَبِي الْبَغْوِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَتَادَةَ: سَأَلْتُ الْعَبِيدَ الصَّالِحَ عَنِ الْجُنُبِ وَالْحَائِضِ أَيُّغْتَضَبَانِ قَالَ لَا يَأْتَسُ^۳

(ضعیف) ۵-۳۹۰ اسی سے اس نے فضالہ سے اس نے ابو المعز سے (اس نے علی سے) اور اس نے کہا کہ میں نے عبد صالح علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا جنابت والا آدمی خضاب لگا سکتا ہے؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“ پھر پوچھا: ”کیا حیض کی حالت میں عورت خضاب لگا سکتی ہے؟“ فرمایا: ”اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔“

عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَنِ أَبِيهِ عَنِ الثَّقَفِيِّ عَنِ الشَّكُونِيِّ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَمَّا قَالَ: لَا يَأْتَسُ بِأَنْ يُغْتَضَبَ الرَّجُلُ وَيُجَنَّبَ وَهُوَ مُغْتَضَبٌ وَلَا يَأْتَسُ بِأَنْ يَتَكَوَّرَ الْجُنُبُ وَيُغْتَضَبَ وَيَذَبَحَ وَلَا يَذُوقُ شَيْئاً حَتَّى يَغْسِلَ يَدَيْهِ وَيَسْتَنْظِفَ قِبَلَهُ يُعَافِ مِنْهُ النَّوَظِيُّ^۴

(ضعیف) ۲-۳۹۱ علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہے اپنے والد سے اس نے نوفلی سے اس نے سکونی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپ نے فرمایا: ”اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ انسان خضاب لگا کر خضاب کی حالت میں جنب

^۱ تہذیب الادب ص ۱۹۱

^۲ تہذیب الادب ص ۱۹۲

^۳ اسی کے نسخہ میں یہ اضافی آیا ہے۔

^۴ تہذیب الادب ص ۱۹۲

^۵ تہذیب الادب ص ۱۹۲

^۶ تہذیب الادب ص ۱۹۲

ہو۔ اور اس بات میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ جنابت والا آدمی نوروہ لگائے، حجامت (Cupping) کرائے اور کوئی ہانور ڈنکا سے البتہ جب تک ہاتھ نہ دھو لے اور کھلی نہ کر لے تب تک تیل نہ لگائے اور کوئی چیز نہ چکھے ورنہ اس سے برص کا خطرہ ہوتا ہے۔
 قالوا جہ فی الجنیم بین ہذہ الأختیار أن تعیل الأؤلقا علی شوب ومن الکراہیۃ دون الخطر لئلا یتکافض الأختیار
 الذی یدل علی ذلک

تو ان احادیث کو اکٹھا کرنے کی کیفیت کچھ اس طرح ہوگی کہ گزشتہ احادیث میں منع کرنے کو مکروہ ہونے پر محمول کیا جائے تو ہونے پر نہیں تاکہ احادیث میں تناقض پیدا نہ ہو۔ اور اس صورت حال پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

مأزرة أو سفد بن عبد اللہ عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ عن محمد بن الحسن بن علی بن یونس بن
 أبان کتب إلى أبي الحسن م عن الجنب یغتصب أو یجنب وهو مختصب فکتب لا أحب له!

(مجمول) ۷۔ ۳۹۲۔ جسے بیان کیا ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے اس نے محمد بن حسن بن ابان سے اس نے جعفر بن یونس سے اس نے کہا کہ اس کے والد نے حضرت ابوالحسن (امام موسیٰ کاظم) کو خط میں لکھا: ”کیا جنب توہمی خطبہ لگا سکتا ہے؟“ یا غصاب لگا کر جنب ہو سکتا ہے؟۔ تو امام نے جواب میں لکھا: ”مجھے یہ پسند نہیں ہے۔“

فجاء هذا الخبر صریحاً بالکراہیۃ دون الخطر.

تو یہ حدیث واضح طور پر بیان کر رہی ہے کہ یہ عمل مکروہ ہے حرام نہیں ہے۔

الحسن بن سعید عن سعید بن عبد اللہ بن یحییٰ عن حریز قال: قلت لأبي عبد اللہ م الجنب یدہن ثم یغتسل قال لا.

(ضعیف) ۸۔ ۳۹۳۔ حسین بن سعید، از عبد اللہ بن بحر، از حریر اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا جنب توہمی تیل لگا کر غسل کر سکتا ہے؟“۔ فرمایا: ”نہیں۔“

قالوا جہ فی هذا الخبر صریحاً بالکراہیۃ حسب ما ذکرنا فی رد الیه السکون.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ اسے بھی مکروہ قرار دیا جائے گا جس طرح کہ ہم نے سکونی کے ذریعہ مروی حدیث کے پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

باب نمبر ۷: جنابت والے کا کھلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا

أحمد بن الشیخ رحمۃ اللہ عن أحمد بن محمد بن عیسیٰ عن محمد بن یحییٰ عن محمد بن الحسن بن موسیٰ بن

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۹۱

^۲ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۶

سَعْدَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدَانَ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا يُجَنَّبُ الْأَنْفُ وَالنَّعْمُ الرَّكْبَتَانِ سَائِلَانِ^۱

(ضعیف) ۱-۳۹۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے موسیٰ بن سعدان سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”ناک اور منہ کا پانی جنب نہیں ہوتے کیونکہ یہ پہنے والے ہوتے ہیں۔“^۲

عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَبْدِ رَبِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الْخَضْرَاءِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: لَيْسَ عَلَيْكَ مَضْمَنَةٌ وَلَا اسْتِثْنَاءٌ مِنَ الْجَوْفِ^۳

(حسن) ۲-۳۹۵۔ اسی سے^۴، اس نے علی بن حکم سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے ابو بکر الخضرئی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”آپ پر کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ رطوبتیں حکم سے آتی ہیں۔“

عَنْهُ عَنْ أَبِي يَحْيَى النَّوَاسِطِيِّ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِهِ قَالَ: قُلْتُ لِأبي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْجَنْبُ يَسْتَنْظَفُ وَيَسْتَشْتَقُ قَالَ لَا لَا يَجُنَّبُ الظَّاهِرُ^۵

(مرسل) ۳-۳۹۶۔ اسی سے^۶، اس نے ابو یحییٰ واسطی سے، اس نے اپنے بعض بزرگان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا جنب آدمی کلی کرے اور ناک میں بھی پانی چڑھائے؟“ فرمایا: ”نہیں انسان کا صرف ظاہری جنب ہوتا ہے۔“

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ الْحَسَنِ بْنِ رَاشِدٍ قَالَ قَالَ الْفَقِيهُ الْعَسْكَرِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْغُسْلِ وَاللَّيْلِ وَالْوَضُوءِ مَضْمَنَةٌ وَلَا اسْتِثْنَاءٌ^۷

(صحیح) ۴-۳۹۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے حسن بن راشد سے اور اس نے کہا کہ فقیہ عسکری حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: ”غسل اور وضو میں کلی بھی واجب نہیں ہے اور ناک میں پانی چڑھانا بھی۔“

تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۷
مترجم ہے کہ ناک اور منہ کو کلی کر کے یا پانی چڑھا کے دھونا واجب نہیں ہے۔ اور یہ علت اس لئے بیان کی گئی ہے کہ ان دونوں کا اندرونی حصہ جلد میں شمار نہیں ہوتا۔

فتاویٰ ج ۳ ص ۲۴۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۸
تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۸ میں ہے ”احمد بن محمد از علی بن حکم اور یحییٰ صحیح ہے۔“

تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۸
تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۸

تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۳۸

قَامَا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ: تَصُبُّ عَلَى يَدَيْكَ الْمَاءَ فَتَغْسِلُ كَفَيْكَ ثُمَّ تُدْعِلُ يَدَكَ فِي الْمَاءِ فَتَغْسِلُ فَرَجَكَ ثُمَّ تَتَغَمَّضُ وَتَسْتَشْفِقُ وَتَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَتَغْسِلُ وَجْهَكَ وَتَقِيضُ عَلَى جَسَدِكَ الْمَاءَ.¹

(صحیح) ۳۹۸-۵ البتہ دو حدیث جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس سے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت کا طریقہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”پہلے اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر ہتھیلیوں کو دھوؤ، پھر پانی میں ہاتھ ڈالو اور اپنے شر مگاہ کو دھوؤ پھر کلی کرو اور ناک میں پانی چڑھاؤ اور پھر تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈال کر اپنے چہرے کو بھی دھوؤ اور جسم پر بھی پانی بہاؤ۔“

فَالْوُجْهُ فِيهِ أَنْ نَحْسِلَهُ عَلَى الْإِسْتِغْبَاةِ دُونَ الْوُجُوبِ لِثَلَاثَ تَتَنَاقُضُ الْأَخْبَارُ.

تو اس کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے مستحب ہونے پر محمول کریں گے واجب پر نہیں تاکہ احادیث میں تناقض پیدا نہ ہو۔

باب نمبر ۷۲: جنابت میں غسل سے پہلے پیشاب کے ذریعہ استبراء واجب ہے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبَانِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَجْتَبَ فَاغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ فَخَرَّ بِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَقَالَ: يُعِيدُ الْغُسْلَ قُلْتُ: فَالْمَرْءُ أَذَى يَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ الْغُسْلِ قَالَ: لَا يُعِيدُ قُلْتُ: فَالْعَرُوفِيُّ يَبْتَلِئُهَا قَالَ: لِأَنَّ مَا يَخْرُجُ مِنَ الْمَرْءِ إِذَا شَاهَهُ مَاءُ الرَّجُلِ.²

(موثق) ۳۹۹-۱ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عبد اللہ بن مسکان سے، اس نے سلیمان بن خالد سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی جنب ہو اور اس نے پیشاب کرنے سے پہلے غسل کر لیا ہو پھر اس سے کوئی (رطوبت) خارج ہو جائے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”غسل دوبارہ کرے۔“ (راوی نے کہا کہ) پھر میں نے پوچھا: ”اگر غسل کے بعد عورت سے کوئی رطوبت خارج ہو تو؟“ فرمایا: ”دو دو بارہ غسل نہیں کرے گی۔“ (راوی نے کہا کہ) میں نے پوچھا: ”تو ان دونوں میں فرقی کیا ہے؟“ فرمایا: ”کیونکہ جو عورت سے رطوبت نکلتی ہے وہ مرد کا پانی ہوتا ہے۔“³

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۰

³ یہ اس صورت میں ہے جب اسے معلوم نہ ہو کہ یہ عورت کی رطوبت ہے یا اس کے شوہر کی رطوبت سے ملی ہوئی ہے۔ لیکن اگر اسے یہ معلوم ہو کہ یہ ایسی ہی رطوبت ہے یا ایسی کی رطوبت سے ملی ہوئی رطوبت ہے تو اس کا حکم غسل کرتا ہے۔ تو یہ حدیث اس عورت کے اس صورت میں طہارت کے باقی رہنے پر دلالت نہیں کرتی۔

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْإِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ
ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ النُّكَيْبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَجِدُ بَدَلًا وَقَدْ كَانَ بَالَ
قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَ إِنْ كَانَ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلَا يُعِيدُ الْغُسْلَ^١

(حسن) ۲-۳۰۰۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے اس نے محمد بن یعقوب سے اس نے علی بن
ابراہیم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے ابن ابی عمیر سے اس نے حماد سے اس نے علی بن ابی اس نے کہا کہ حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی جب ہو جائے اور غسل کر لے پھر بعد میں کوئی تری اسے نظر آجائے حالانکہ اس نے
غسل کرنے سے پہلے پیشاب بھی کیا ہو (تو کیا حکم ہے؟)۔ فرمایا: ”اگر وہ غسل سے پہلے پیشاب کر چکا تھا تو اسے دوبارہ غسل کرنے
کی ضرورت نہیں ہے۔“^۳

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ الْحَسَنِ عَنْ ذُرَّعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ عَنِ الرَّجُلِ يَغْتَسِلُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ
يَبُولَ فَيَجِدُ بَدَلًا بَعْدَ مَا يَغْتَسِلُ قَالَ يُعِيدُ الْغُسْلَ فَإِنْ كَانَ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَلَا يُعِيدُ غُسْلَهُ وَكَانَ يَتَوَسَّلُ
وَيَسْتَتِيحُ^٤

(مؤثق) ۳-۳۰۱۔ حسین بن سعید نے نقل کیا ہے اپنے بھائی حسن سے اس نے ذرعه سے اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں
نے امام سے پوچھا: ”کوئی آدمی جب ہو پھر وہ پیشاب کے بغیر غسل کر لے تب غسل کر لینے کے بعد اسے کوئی رطوبت دکھائی دے
تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”غسل کو لوٹا لے۔ اور اگر اس نے غسل سے پہلے پیشاب کر لیا ہو تو دوبارہ غسل نہ کرے لیکن وضو اور استنجاء
کر لے۔“

عَنْهُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يَخْرُجُ مِنَ الْغُسْلِ بَعْدَ مَا انْقَضَتْ
قَالَ يَغْتَسِلُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ بَالَ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ فَإِنَّهُ لَا يُعِيدُ غُسْلَهُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ
ع مِنْ اغْتَسَلَ وَهُوَ جُنُبٌ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ ثُمَّ يَجِدُ بَدَلًا فَقَدْ انْتَقَضَ غُسْلُهُ وَإِنْ كَانَ بَالَ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ وَجَدَ بَدَلًا
فَلَيْسَ يَنْقُضُ غُسْلَهُ وَكَانَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ^٥

(صحیح) ۳-۳۰۲۔ اسی سے اس نے حماد سے اس نے حریر سے اس نے محمد سے اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ

۱۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۸۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۵۰

۲۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۵۰

۳۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۵۰

۴۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۵۰

۵۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۵۱

۶۔ من لا یحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۱۵۱

السلام سے پوچھا: "کسی آدمی کے غسل کر لینے کے بعد پیشاب کی نالی سے کوئی چیز نکلے تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "وہ (دوبارہ غسل کرے گا اور نماز بھی دوبارہ پڑھے مگر یہ کہ اس نے غسل کرنے سے پہلے پیشاب کر لیا ہو تو اسے دوبارہ غسل نہیں کرنا ہوگا"۔ محمد نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: "جو شخص پیشاب کرنے سے پہلے جنابت کا غسل کرے پھر اسے کوئی رطوبت نظر آئے تو اس کا غسل ٹوٹ گیا اور اگر پہلے پیشاب کر چکا تھا پھر غسل کیا اور پھر اسے کوئی تری نظر آئی تو اس کا غسل ٹوٹا لیکن اس پر وضو واجب ہوگا"

عَنْهُ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ فِي رَجُلٍ رَأَى بَعْدَ الْغُسْلِ شَيْئًا قَالَتْ إِنْ كَانَ بَالٌ بَعْدَ جَمَاعِهِ قَبْلَ الْغُسْلِ فَلْيَتَوَضَّأْ وَإِنْ كَانَ لَمْ يَتَوَضَّأْ حَتَّى اغْتَسَلَ ثُمَّ وَجَدَ التَّنَكُّلَ فَلْيَعِدْ الْغُسْلَ.

(مجمول) ۵-۳۰۳۔ اسی سے اس نے فضالہ سے، اس نے معاویہ بن میسرہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے سنا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اس آدمی کے بارے میں جو غسل کرنے کے بعد کوئی رطوبت دیکھے فرما رہے تھے: "اگر اس نے جماع کرنے کے بعد غسل سے پہلے پیشاب کر لیا تھا تو وہ صرف وضو کر لے اور اگر اس نے پیشاب کیے بغیر غسل کر لیا تھا پھر اسے تری دکھائی دی تو دوبارہ غسل کرے۔"

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَجَّاجِ عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ وَيُخْرِجَ مِنْهُ شَيْئًا بَعْدَ الْغُسْلِ فَقَالَ لَا شَيْءَ عَلَيْكَ إِذْ ذَلِكَ وَمَا وَضَعَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ.

(مجمول) ۶-۳۰۳۔ البتہ وہ حدیث جسے سعد بن عبد اللہ نے روایت کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے عبد اللہ بن محمد الحججج سے اس نے ثعلبہ بن میمون سے، اس نے عبد اللہ بن ہلال اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کوئی آدمی اپنا بیوی کے ساتھ مصاحبت کرتا ہے پھر پیشاب کیے بغیر غسل کر لیتا ہے اور پھر غسل کر لینے کے بعد اس سے کوئی تری باہر نکلے تو کیا حکم ہے؟" تو فرمایا: "اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے یہ ان چیزوں میں سے ہے جس کا بوجھ اللہ نے اس سے اٹھایا ہے۔"

عَنْهُ عَنْ هُوَيْسِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي جَبِيئَةَ النَّظَّاسِيِّ بْنِ صَالِحٍ عَنْ زَيْنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ أَبِي

اگر معلوم ہو کہ خارج ہونے والی رطوبت مٹی ہے تو اس کا حکم واضح ہے اس بارے میں سوال کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پس اس حدیث میں سوال کا محلوک رطوبت کے متعلق ہے جو غسل کرنے کے بعد نکلے ہو۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غسل کرنے سے پہلے پیشاب کیا تھا تو یہ رطوبت مٹی نہیں ہے۔ اسی طرح کا مسئلہ پیشاب آتا ہے پھر اس کے مسئلہ میں بھی۔ کیونکہ اگر اس نے پیشاب کے بعد استبراء کیا تھا تو بعد میں نکلنے والی محلوک تری پیشاب نہیں ہوگی۔ لیکن اگر استبراء نہ کیا ہو اور وضو کرنے کے بعد کوئی تری نظر آئے تو اسے دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔

مشتمل ص ۱۵۱
مشتمل ص ۱۵۲

محمد بن ہلال بن جابر نے کہا کہ اس سے اور تمام عرض کے وقت اس کی امانت پر اختیار نہیں کرنا چاہئے۔

عَبْدُ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَجْتَبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ ثُمَّ رَأَى شَيْئًا قَالَ لَا يُعِيدُ الْغُسْلَ لَيْسَ ذَلِكَ
الَّذِي رَأَى شَيْئًا

(ضعیف) ۷۰۵۔ اسی سے، اس نے موسیٰ بن حسن سے، اس نے محمد بن عبد الحمید سے، اس نے ابو جمیل مفضل بن صالح سے، اس نے زید شحام سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی شخص جب ہو اور پھر پیشاب کے بغیر اس نے غسل کر لیا ہو پھر بعد میں کوئی تری دیکھے تو کیا ہو گا؟“ فرمایا: ”غسل دو بارہ نہیں کرے گا۔ جو چیز نظر آئی ہے وہ کچھ بھی نہیں ہے۔“

فَأَنزَلَهُ فِي هَذَيْنِ الْخَبَرَيْنِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ يَكُونَ الْعَابِلُ قَدِ اجْتَهَدَ فِي التَّبَوُّلِ فَلَمْ يَتَأْتْ لَهُ فَيُعِيدِهِ لَمْ يَلْزَمَهُ بَعْدَ ذَلِكَ الْغُسْلُ وَالشَّيْءُ الْآخَرُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ مُتَّخِظًا بِمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ نَاسِيًا وَالَّذِي يَذُكُّ عَنْ ذَلِكَ مَا

توان دونوں حدیثوں کی صورت حال دو میں سے ایک ہے یا تو غسل کرنے والے نے پیشاب کرنے کی کوشش کی مگر اسے پیشاب نہ آیا ہو۔ تو اس صورت میں بھی اس پر دو بارہ غسل لازم نہیں ہوگا۔ اور دوسری یہ کہ یہ صورت اس شخص کے ساتھ خاص ہو جو پیشاب کرنا بھول گیا ہو۔ اور اس بات پر مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے:-

أَخْبَرَنَا بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ عَفِي
بْنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَبِيلِ بْنِ ذَرَّاجٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ عَنِ الرَّجُلِ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ فَيَنْتَسِي
أَنْ يَبُولَ حَتَّى يَغْتَسِلَ ثُمَّ يَبُولُ بَعْدَ الْغُسْلِ شَيْئًا أَيْغْتَسِلُ أَيْضًا قَالَ لَا قَدْ تَعَصَّرَتْ وَنَزَلَ مِنَ الْعِتَابِ.

(کا صحت) ۳۰۶۔ جسے ہمیں بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے علی بن سندی سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جہیل بن ذریج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی شخص جب ہو جائے اور پیشاب کرنا بھول کر غسل کرنا شروع کر دے اور پھر غسل کرنے کے بعد کوئی تری دیکھے تو کیا وہ بھی غسل کرے گا؟“ فرمایا: ”نہیں کیونکہ وہ خود بخود نچوڑ گیا ہے اور یہ تری تو پیشاب کی نالی کے راستوں سے نکلی ہے۔“

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ أَبِيهِ عَنِ الشَّقَّارِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ جَدَّالٍ
قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ اغْتَسَلَ قَبْلَ أَنْ يَبُولَ فَكَتَبَ أَنْ الْغُسْلَ بَعْدَ التَّبَوُّلِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَاسِيًا فَلَا يُعِيدُ مِنْهُ
الْغُسْلَ.

(ضعیف) ۹۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے

التحقیق الاکرام ص ۱۵۲

التحقیق الاکرام ص ۱۵۱

التحقیق الاکرام ص ۱۵۰

محمد بن عیسیٰ سے، اس نے احمد بن ہلال^۱ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام سے پوچھا: ”کوئی آدمی پیشاب کیے بغیر غسل کر لے تو کیا پھیر ہے؟“ تو آپ نے جواب میں لکھا: ”غسل پیشاب کے بعد کیا جاتا ہے مگر یہ کہ وہ بھول جائے تو اس صورت میں وہ دوبارہ غسل نہیں کرے گا۔“

فَبَاءَ هَذَا النَّعْبَرُ مُقْتَبِرًا لِلْأَحَادِيثِ كُلِّهَا بِالْوَجْهِ الَّذِي ذَكَرْنَا مِنْ أَنَّهُ يَخْتَلِصُ ذَلِكَ بِسَبْطِ تَرْكِهِ نَاسِبًا فَأَمَّا مَا يَتَقَدَّرُ مِنْهُ سَمَاعَةٌ وَمُحْتَدٍ بِنِ مُسْلِمٍ مِنْ ذِكْرِ إِعَادَةِ الْوُضُوءِ فَمَحْمُولٌ عَلَى إِسْتِخْبَابِ وَيَجُودُ أَنْ يَكُونَ الْبِرَاءُ بِمَا عَرَفَ بَعْدَ النَّهْوِ وَالْغُسْلِ مَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ فَحَيْثُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَالْجَلِيلُ ذَلِكَ قَالَ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ وَالْإِسْتِئْصَارُ فِي حَدِيثِ سَمَاعَةَ وَذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا فِيمَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ.

تو یہ حدیث تمام گزشتہ حدیثوں کی تفسیر بالکل اسی طرح کر رہی ہے جس طرح ہم نے پہلے بیان کیا تھا کہ پیشاب نہ کرنے کے باوجود دوبارہ غسل کا لازمی نہ ہونا صرف اس صورت کے ساتھ خاص ہے جب وہ پیشاب کرنا بھول گیا ہو۔ اور سماعہ نیز محمد بن مسلم والی حدیثوں میں جو اس بات کا ذکر ہے کہ وضو کو دوبارہ بجالائے گا تو یہ مستحب ہونے پر محمول ہو گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ پیشاب اور غسل کرنے کے بعد کوئی ایسی چیز خارج ہو جو وضو کو توڑنے والی ہو تو اس صورت میں اس پر وضو واجب ہو گا۔ اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے سماعہ سے مروی حدیث میں فرمایا: ”اس پر وضو اور استنجاء (واجب) ہے۔“ اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب کوئی وضو توڑنے والی چیز نکلی ہو۔

باب نمبر ۷۳: غسل جنابت اور وضو کیلئے پانی کی مقدار

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجَمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ سِتَّانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَتَوَضَّأُ بِمِدَّةِ يَغْتَسِلُ بِمِصْرٍ

(ضعیف) ۱-۳۰۸۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے ابن ستان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے وضو کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ تین پاؤ پانی سے وضو اور تین کلو پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔“

وَبَعْدَ الْإِسْتِئْصَارِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ رَزَاةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص

^۱ احمد بن ہلال ثمالی اور مشکوٰۃ کے مقلد کا عامل ہے۔

يَتَوَضَّأُ بِسِدَّةٍ وَيَغْتَسِلُ بِصَاعٍ وَالْبُدُّ رَطْلٌ وَنِصْفٌ وَالصَّاءُ سِتَّةٌ أَرْطَالٌ^۱

(صحیح) ۳۰۹-۲۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ، از حسین بن سعید، اس نے حماد سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”رسول کریم ﷺ ایک ہند پانی سے وضو اور ایک صاع پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے اور مدثر بڑھ رطل ہوتا ہے جبکہ صاع چھ رطل ہوتے ہیں۔“

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصِ الْمَزْرُوقِيِّ وَ أَحْمَدَ بْنِ الشَّيْخِ رَجَعَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ مُوسَى بْنِ عَمْرٍو عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصِ الْمَزْرُوقِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو الْحَسَنِ ع الْغَسْلُ بِصَاعٍ مِنْ مَاءٍ وَالْوَضُوءُ بِسِدَّةٍ مِنْ مَاءٍ وَالصَّاءُ الْبَيْتِيُّ مِنْ خَمْسَةِ أَمْدَادٍ وَالْبُدُّ مِائَتَانِ وَتِسَاوُونَ وَرَهْمًا وَالدَّائِقُ وَالدَّائِقُ وَرُزْنُ سِتَّةِ حَتَابٍ وَالْحَبَّةُ وَرُزْنُ حَبَّتَيْ شَعِيرٍ مِنْ أَوْسَاطِ الْحَبِّ لَا مِنْ صَغَارِهِ وَلَا مِنْ كِبَارِهِ^۲

(مجمول) ۳۱۰-۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے علی بن محمد سے، اس نے سلیمان بن حفص المزورقی سے، نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے موسیٰ بن عمر سے، اس نے سلیمان بن حفص المزورقی سے اور اس نے کہا کہ حضرت ابوالحسن (امام کاظم) نے فرمایا: ”غسل پانی کے ایک صاع کے ساتھ ہوتا ہے اور وضو پانی کے ایک ہند کے ساتھ، جبکہ رسول اکرم ﷺ کا صاع پانچ ہند کے برابر تھا اور ایک ہند دو سو اسی درہم کے برابر ہے اور درہم چھ دانق کے برابر اور دانق چھ حبة کے برابر اور حبة جو کے دو متوسطہ دانے کے برابر ہے جو نہ بڑے ہوں اور نہ چھوٹے ہوں۔“

وَبَعْدَ الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْبَيْتِيِّ يُغْتَرَى مِنْ الْمَاءِ لِيُغْتَسَلَ فَقَالَ اغْتَسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ص بِصَاعٍ وَتَوَضَّأَ بِسِدَّةٍ وَكَانَ الصَّاءُ عَلَى عَهْدِهِ وَخَمْسَةَ أَمْدَادٍ وَكَانَ الْمُدُّ قَدْرَ رَطْلٍ وَثَلَاثِ أَوْاقٍ^۳

(موتقی) ۳۱۱-۴۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ از محمد بن احمد بن یحییٰ، اس نے ابو جعفر سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے زرارہ سے، اس نے سماح سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”غسل کیلئے پانی کی کتنی مقدار کافی

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۹۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

^۳ معجمی اوزان کی موجودہ اوزان کے ساتھ برابری کا پیمانہ ملاحظہ ہو۔ جو کا وزن 42.522 ملی گرام، ایک حبة 85.05 ملی گرام، ایک دانق 510 ملی گرام، ایک درہم 30.060 گرام، ایک مد 856.8 گرام، رسول کریم ﷺ کا ایک صاع 4284 گرام۔

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

ہے؟۔ تو فرمایا: ”رسول رحمت ﷺ نے ایک صاع پانی سے غسل فرمایا اور ایک ہند سے وضو کیا جبکہ آنحضرت کے زمانے میں صاع پانچ ہند کے برابر تھا جبکہ ہند ایک رطل اور تین اوقیہ کے برابر تھا۔“

قَوْلُهُ مِنْ هَذَا الْخَبَرِ الشَّامُ خَمْسَةُ أَمْدَادٍ وَ تَفْسِيرُ الْمُدِّ بِرُطْلٍ وَ ثَلَاثُ أَوْاقٍ مُطَابِقٌ لِلْخَبَرِ الَّذِي رَوَاهُ زَيْنُ الْعَدْنِ وَ كُنْهٌ قَوْلُهُ بِرُطْلٍ وَ يَنْصِفُ فَالْصَّامُ يَكُونُ سِتَّةَ أَزْطَالٍ وَ ذَلِكَ مُطَابِقٌ لِهَذَا الْقَدْرِ قَالِمَا تَفْسِيرُ سَلْتِمَاتِ السَّرْوَزِيِّ الْمُدُّ بِسَالْتَيْنِ وَ ثَمَانِينَ دُرْهَمًا فَطَابِقٌ لِلْخَبَرَيْنِ لِأَنَّهُ يَكُونُ مَقْدَارُهُ سِتَّةَ أَزْطَالٍ بِالسُّدِّيِّ وَ يَكُونُ قَوْلُهُ خَمْسَةُ أَمْدَادٍ وَ هُنَّ مِنَ الزَّأْوِي لِأَنَّ الْمَشْهُورَ مِنْ هَذِهِ الرِّوَايَةِ أَنْ بَعْدَهُ أَمْدَادٌ وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ إِخْبَارًا عَمَّا كَانَ يَفْعَلُهُ النَّبِيُّ ص إِذَا شَارَكَ فِي الْإِغْتِسَالِ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تفسیر: اس حدیث میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ ایک صاع پانچ ہند کے برابر تھا اور ہند کی یہ تشریح کرنا کہ وہ ایک رطل اور تین اوقیہ وزن کے برابر تھا یہ اس حدیث کے مطابق ہے جسے زرارہ نے روایت کی ہے کیونکہ اس میں ہند کی یہ تشریح کی گئی تھی کہ وہ ہند رطل کے برابر ہے۔ پس صاع چھ رطل کے برابر ہو گا۔ اور یہ اس مقدار کے برابر ہو جاتی ہے۔ لیکن سلیمان المزوری والی حدیث میں ہند کی دو سو اسی درہم کے ساتھ تشریح تو یہ دو روایتوں کے مطابق ہے۔ کیونکہ اس کی مقدار چھ مدنی رطل بنتی ہے۔ جبکہ اس میں امام علیہ السلام سے منسوب صاع کے پانچ ہند یہ خود راوی کا وہم ہے کیونکہ اس روایت سے مشہور چار ہند بنتے ہیں۔ البتہ یہ بھی ہو سکتا ہے انی مقدار کا بتانا اس صورت کے متعلق ہو کہ جس میں نبی کریم ﷺ غسل کرتے ہوئے اپنی بعض ازواج کو بھی شریک فرمایا کرتے تھے اور اس بات پر مندرجہ ذیل یہ روایت بھی دلیل ہے:-

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ وَقْتِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ كَمْ يُجْزِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَغْتَسِلُ بِخَمْسَةِ أَمْدَادٍ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ صَاحِبَتَيْهِ وَ يَغْتَسِلَانِ جَمِيعًا مِنْ إِبْرَائِيلَ وَ أَحِبِّهِ.

(صحیح) ۵-۳۱۲۔ جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”غسل جنابت کے وقت پانی کی کتنی مقدار کافی ہے؟“۔ فرمایا: ”رسول اللہ ﷺ اپنی زوجہ کے ساتھ مل کر پانچ ہند کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے اور دونوں مل کر ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے۔“

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الثُّمَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَبِيبَةَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ إِذَا كَانَ مَعَهُ بَعْضُ نِسَائِهِ يَغْتَسِلُ بِصَاعٍ وَ مَدِي.

۱ کافی ج ۳ ص ۴۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

(صحیح) ۶-۳۱۳۔ حسین بن سعید نے نضر سے، اس نے محمد بن ابو حمزہ سے، اس نے معاویہ بن عمار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی کے ساتھ غسل فرمایا کرتے تھے اور جب کبھی آپ کے ساتھ آپ کی کوئی زوجہ ہو تیں تو پھر ایک صاع اور ایک تمہ کے ساتھ غسل فرماتے۔“

قَامَا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخُشَابِ عَنْ عِيَاثِ بْنِ كَلْبٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيهِ أَنَّ عَلَيْهِ سَلَامٌ كَانَ يَقُولُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَالْوَضُوءُ يُجْزِي مِنْهُ مَا أُجْزَى مِنَ الدُّهْنِ الَّذِي يَنْتُجِ الْجَسَدَ.^۱

(موثق) ۷-۳۱۴۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، اس نے عیاش بن کلوب سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے جعفر سے اور اس نے اپنے والد سے نقل کیا کہ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: ”غسل جنابت اور وضو کیلئے اتنا پانی کافی ہے جتنا تیل کی جسم پر مالش ہو سکتی ہے۔“

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ وَ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخُشَابِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ حَمَّادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: يُجْزِيكَ مِنَ الْغُسْلِ وَالْإِسْتِحْجَاءِ مَا بَدَلْت يَدَكَ.^۲

(کا صحیح) ۸-۳۱۵۔ اسی سے، اس نے محمد بن حسین بن ابو الخطاب اور حسن بن موسیٰ خشاب سے، انہوں نے یزید بن اسحاق سے، اس نے اسحاق بن ہارون بن حمزہ غنوی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”تمہارے غسل اور استحباب کیلئے اتنا پانی کافی ہے جس سے ہاتھ تر ہو جائیں۔“

وَمَا يَجْزِي مَجْرَاهُ مِنَ الْأَخْبَارِ قَائِلًا مَحْمُولَةً عَلَى الْإِجْزَاءِ وَالْأَوَّلَةَ عَلَى الْفَضْلِ إِلَّا أَنَّ مَعَكُمْ ذَلِكَ قَلِيلًا مِنْ أَنْ يَجْزِيَ الْمَاءُ عَلَى الْأَعْضَاءِ لِيَكُونَ قَاسِمًا وَإِنْ كَانَ قَلِيلًا مِثْلَ الدُّهْنِ فَإِنَّهُ مَتَى لَمْ يَجْزِ لَمْ يُسَمَّ قَاسِمًا وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ مُجْزِيًا وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

اور جو ان جیسی احادیث ہیں تو یہ بقدر کفایت پر محمول ہوں گے جبکہ پچھلی احادیث فضیلت پر محمول ہوں گی۔ مگر اس کے باوجود یہ ضروری ہے کہ اعضائے بدن پر پانی بہایا جائے تاکہ (اس پر غسل کا نام صادق ہو اور) وہ غسل کرنے والا کہلائے چاہے تیل جتنا کم پانی ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جب تک پانی نہیں بہائے گا وہ غسل کرنے والا نہیں کہلائے گا اور یہ کافی بھی نہیں ہوگا۔ اور مندرجہ نقل حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے۔

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ جَبْرِ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ: الْغُسْلُ مَا جَزَى عَلَيْكَ الْمَاءُ مِنْ جَسَدٍ قَلِيلًا وَكَثِيرًا فَقَدْ أُجْزَاهُ.^۳

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۳

(حسن) ۹-۳۱۶۔ جسے روایت کی ہے علی بن ابراہیم نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے جمیل سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”جنابت والا آدمی اپنے جسم پر جتنا پانی بہائے گا چاہے دو کم ہو یا زیادہ، اس کیلئے کافی ہوگا۔“

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَصَّالَةَ بِنْتِ أَيُّوبَ عَنْ جَمِيلٍ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّوَصِيِّ قَالَ إِذَا غَسَّ جِلْدَكَ الْمَاءَ فَغَسَّكَ.

(صحیح) ۱۰-۳۱۷۔ حسین بن سعید نے فصالہ بنت ایوب سے، اس نے جمیل سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے وضو کے بارے میں فرمایا: ”جب تمہاری جلد کو پانی لگ جائے تو وہ تمہارے لئے کافی ہے۔“

عَنْهُ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَسْكَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: أَشْبِطُ النَّوَصِيُّ إِنْ وَجَدَكَ مَاءً وَإِلَّا فَهَائِلُهُ يَكْفِيكَ الْيَسِيرُ.

(صحیح) ۱۱-۳۱۸۔ اسی سے، اس نے صفوان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے محمد علی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”اگر پانی (کافی حد تک) موجود ہے تو اچھی طرح وضو کر لو وگرنہ تھوڑی سی مقدار بھی تمہارے لئے کافی ہے۔“

باب نمبر ۷۴: غسل جنابت میں ترتیب واجب ہے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ زَيْدُ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُعْتَدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَنَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُعْتَدٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْعَسَنِ الرَّضَاعَ عَنْ غُسْلِ الْعَنْتَابَةِ فَقَالَ تَغْسِلُ يَدَكَ الْيُسْرَى مِنَ الْيُسْرَى إِلَى أَسَاطِعِكَ وَتَلْبَسُ إِذَا قَدَّرْتَ عَلَى التَّوَلُّوتِ ثُمَّ تُدْخِلُ يَدَكَ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَغْسِلُ مَا أَصَابَكَ مِنْهُ ثُمَّ أَفْضُ عَنِ رَأْسِكَ وَجَسَدِكَ وَلَا وَضُوَّ فِيهِ.

(صحیح) ۱۱-۳۱۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ زید اللہ علیہ نے محمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے احمد بن محمد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا: ”اپنے دائیں ہاتھ کو کبھی سے الٹیوں تک وصول کرو اور اگر پیشاب کر سکو تو پیشاب کر لو پھر پانی کے برتن میں ہاتھ ڈال کر اپنے جسم سے جو کچھ لگا ہے وصول پھر اپنے سر اور جسم پر پانی بہاؤ اور اس میں وضو نہیں ہے۔“

۱ تصنیف الاحکام ج ۱ ص ۱۳۴

۲ تصنیف الاحکام ج ۱ ص ۱۳۵

۳ تصنیف الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ وَفَصَالَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ:
سَأَلْتُهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ تَبْدَأُ بِكَفَيْتِكَ ثُمَّ تَغْسِلُ فَرْجَكَ ثُمَّ تُغْسِلُ عَنِّي رَأْسَكَ ثُمَّ تَغْسِلُ عَنِّي سَائِرَ
جَسَدِكَ مَرَّتَيْنِ فَمَا جَرَى عَلَيْهِ الْمَاءُ فَقَدْ طَهَّرَ.

(صحیح) ۲۰-۳۲۰۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے اس نے صفوان اور فضالہ سے انہوں نے علاء سے اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو امام نے فرمایا: ”اپنے ہاتھوں سے ابتدا کرو، پھر اپنی شرمگاہ کو دھوؤ، پھر اپنے سر پر تین مرتبہ پانی ڈالو پھر اپنے باقی جسم پر دو مرتبہ پانی ڈالو، پس جسم کے جس حصہ پر پانی پڑتا جائے گا وہ پاک ہوتا جائے گا۔“

أَخْبَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقِبَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقِبَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ
إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيْزِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَنِ اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَتِهِ وَلَمْ يَغْسِلْ رَأْسَهُ ثُمَّ تَبَدَّلَ
لَهُ أَنْ يَغْسِلَ رَأْسَهُ لَمْ يَجِدْ بُدْأً مِنْ إِعَادَةِ الْغُسْلِ.

(کا صحیح) ۳۲۱-۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن سعید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے اس نے علی بن اسماعیل سے اس نے حماد بن عیسیٰ سے اس نے حریز سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جو غسل جنابت کر رہا ہو اور اس نے اپنا سر نہ دھویا ہو پھر بعد میں اس کا سر کو دھونے کا ارادہ ہو تو اس کے پاس غسل کو دو بار شروع کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے (نئے سرے سے اسے غسل کرنا ہوگا)۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: كَانَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَ فِيهَا يَتَيْنِ مَسْكَةً وَ
التَّيْبَةَ وَمَعَهُ أَهْرُ إِسْمَاعِيلَ فَأَصَابَ مِنْ جَارِيَةٍ لَهُ فَأَمْرَهَا فَعَسَلَتْ جَسَدَهَا وَتَرَكَتْ رَأْسَهَا قَالَ لَهَا إِذَا أَرَدْتَ أَنْ
تُرْكَبِي فَأَغْسِلِي رَأْسَكَ فَفَعَلَتْ ذَلِكَ فَعَلِمَتْ بِذَلِكَ أَهْرُ إِسْمَاعِيلَ فَحَلَقَتْ رَأْسَهَا فَلَمَّا كَانَ مِنْ قَابِلِ التَّهَيُّ أَيْ
عَبْدِ اللَّهِ إِلَى ذَلِكَ الْمَكَانِ فَقَالَتْ لَهُ أَهْرُ إِسْمَاعِيلَ أَيُّ مَوْضِعٍ هَذَا فَقَالَ لَهَا الْمَوْضِعُ الَّذِي أَحْبَبْتَ اللَّهُ فِيهِ حَلَقْتَ
عَاقِلًا أَوَّلًا.

(صحیح) ۳۲۲-۳۔ البتہ وہ حدیث جسے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے روایت کی ہے اس نے ہشام بن سالم سے اور اس نے کہا: ”حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مکہ اور مدینہ کے درمیان سفر میں تھے اور آپ کے ساتھ اسماعیل کی والدہ بھی تھیں تو (دوران سفر آپ نے اپنی ایک لونڈی کے ساتھ صحبت کی پھر اسے غسل کرنے کا حکم دیا تو اس نے اپنے جسم کو تو دھویا لیکن سر کو چھوڑ دیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اگر ابھی سوار (ہو کر روانہ) ہوتا پتا ہوتی ہو تو اپنا سر بھی دھو لو تب اس نے ایسا کیا جس سے اسماعیل کی والدہ

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

کو پتہ چل گیا تو اس نے اس کا سر منڈوا دیا۔ پھر جب اگلے سال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اسی جگہ پر پہنچے تو اسامیل کی والدہ نے آپ سے کہا کہ یہ کونسی جگہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ”یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے پچھلے سال تمہارا حج ضائع کر دیا تھا۔“

فَهَذَا الْخَبْرُ يُؤْشِكُ أَنْ يَكُونَ قَدْ وَهَمَ الرَّاَوِي فِيهِ وَ لَمْ يَضِطُّهُ قَاشْتَبَهُ عَلَيْهِ الْأَمْرُ لِأَنَّهُ لَا يَسْتَتِيهِمْ أَنْ يَكُونَ سَبِيحَ أَنْ يَقُولَ لَهَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَ الْغَسِيلِي رَأْسِكَ قَبَاذًا أَرَدْتَ الرُّكُوبَ فَالْغَسِيلِي جَسَدِكَ فَرَوَاكَ بِالْعَكْسِ مِنْ ذَلِكَ وَ الَّذِي يَذُكُ عَنْكَ ذَلِكَ أَلِي رَاوِي هَذَا الْخَبْرَ هُوَ هِشَامُ بْنُ سَالِمٍ رَوَى هَذَا الْخَبْرَ بِعَيْنِهِ عَلَى مَا قُلْنَا.

تو قرین قیاس یہ ہے کہ اس حدیث میں راوی کو وہم ہوا ہے اور اس نے اچھے طریقے سے یاد نہیں رکھا اور اس پر معاملہ منہمک ہو گیا۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ اس نے یہ سنا ہو کہ امام علیہ السلام نے اس کنیز سے کہا ہو کہ اپنا سر دھو لو پھر جب سوار ہونے کا ارادہ تو اپنے جسم کو بھی دھو لینا مگر اس کے برعکس روایت نقل کی ہو۔ اور اس تحلیل اور تاویل پر دلیل یہ ہے کہ اس حدیث کے راوی ہشام بن سالم نے بعینہ اسی حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے جس طرح ہم نے بیان کیا ہے اور وہ یوں ہے:

رَوَى ذَلِكَ - الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ عَنِ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ فَنُظَّطَهُ وَ هُوَ يُكَيِّمُ امْرَأَةً قَابَطَاتُ عَلَيْهِ فَقَالَ اذْنُهُ هَذِهِ وَأَمْرٌ اسْتَاعِيلَ جَاءَتْ وَأَنَا أَرَعُمُ أَنْ هَذَا الْمَكَانَ الَّذِي أُخِيطَ اللَّهُ فِيهِ حَجَّتْهَا عَامَ أَوَّلِ كُنْتُ أَرَدْتُ الْإِحْرَامَ فَقُلْتُ صَعُورِ النَّاءِ فِي الْخَبَاءِ فَدَخَلْتُ الْجَارِيَةَ بِالنَّاءِ فَوَضَعَتْهَا فَاسْتَخَفَّتْهَا فَأَصْبَتْ مِنْهَا قُلْتُ الْغَسِيلِي رَأْسِكَ وَ امْسِجِيهِ مَسْحًا شَدِيدًا لَا تَعْلَمُ بِهِ مَوْلَاتُكَ فَإِذَا أَرَدْتَ الْإِحْرَامَ فَالْغَسِيلِي جَسَدِكَ وَ لَا تَغْسِيلِي رَأْسِكَ فَتَسْتَتِيهِبِ مَوْلَاتُكَ فَدَخَلْتُ فَسَطَّحْتُ مَوْلَاتِهَا فَدَخَلْتُ تَتَنَاوَلُ شَيْنًا فَتَسَّتْ مَوْلَاتِهَا رَأْسَهَا فَإِذَا لُزِجَةُ النَّاءِ فَخَلَقَتْ رَأْسَهَا وَ صَرَبَتْهَا فَقُلْتُ لَهَا هَذَا الْمَكَانَ الَّذِي أُخِيطَ اللَّهُ فِيهِ حَجَّتْكَ

(سنن) ۵-۴۲۳۔ اسی حدیث کو روایت کی ہے حسین بن سعید نے نصر سے، اس نے ہشام بن سالم سے اس نے محمد بن مسلم سے اور ال نے کہا: ”میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے خیمہ میں داخل ہوا تو آپ کسی خاتون سے باتوں میں مصروف تھے جس پر میں ٹھٹھک کر چیخے بننے لگا تو آپ نے فرمایا کہ قریب آ جاؤ یہ اسامیل کی ماں آئی ہوئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں پچھلے سال اللہ نے اس کے حج کو ضائع کر دیا تھا جب میں احرام باندھنا چاہتا تھا تو میں نے کہا کہ میرے لیے خیمہ میں پانی رکھ دو تو لونڈی پانی لے آئی اور پانی رکھا تو میں نے اس کے ساتھ خوش مزاجی کرتے ہوئے اس سے صحبت کرنی پھر اس سے کہا کہ اپنے سر کو دھو کر پاؤں کو اچھی طرح نہوڑ لو تاکہ تمہاری ماں کو معلوم نہ ہو پھر جب احرام باندھنے لگو تو اپنا باقی جسم بھی دھو لینا اور اپنے سر کو مت دھو نا اور نہ تمہاری ماں کو معلوم ہو جائے گی۔ پھر وہ لونڈی اپنی ماں کو لے کر خیمہ میں جا کر کچھ دھونڈنے لگی تو ماں کو لے کر اس کے سر کو پٹھو تو اس میں پانی کی چیچپاہٹ محسوس ہوئی تو اس نے اس کا سر بھی منڈوا دیا اور اسے مارا بھی اسی لئے میں نے اسے کہا ہے کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے

قَالَ مَا زَوَّاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ ابْنِ أَبِي نَجْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَقَّابِ بْنِ الْحَلْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ
أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا ارْتَسَسَ الْجَنْبُ فِي الْمَاءِ ارْتَسَسَتْ وَاحِدَةً أُجْزَأُ ذَلِكَ مِنْ غُسْلِهِ.

(حسن) ۶-۳۴۳۔ البیتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن یعقوب نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے طلحی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا وہ فرما رہے تھے: ”جب جنب آدمی پانی میں یکبارگی غوطہ لگائے تو یہ اس کے غسل کیلئے کافی ہے۔“

فَلَا يَتَانِي مَا قَدْ مَنَاهُ مِنْ وَجُوبِ التَّرْتِيبِ لِأَنَّ الْمُتَرْتِبَ حُكْمًا وَإِنْ لَمْ يَتَرْتَبْ فَعَلًا لِأَنَّهُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْمَاءِ
حُكْمًا لَمْ أَوْ لَا يَطْهَرُ رَأْسُهُ ثُمَّ جَانِبَيْهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ جَانِبَيْهِ الْأَيْسَرِ فَيَكُونُ عَلَى هَذَا التَّفْهِيمِ مَرْتَبًا وَيَجُوزُ أَنْ يَكُونَ حَيْثُ
الِارْتِسَاسِ يَنْقُطُ مُرَاعَاةَ التَّرْتِيبِ كَمَا يَنْقُطُ عِنْدَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فِي هَذَا الْوَضْعِ.

تو یہ گزشتہ حدیثوں کے منافی نہیں ہے کیونکہ غوطہ لگانے والا اگرچہ فعل کے لحاظ سے ترتیب پر عمل نہیں کر رہا ہو مگر حکم کے لحاظ سے وہ ترتیب پر عمل پیرا ہوا ہے۔ کیونکہ جب وہ پانی سے نکلتا ہے تو سب سے پہلے اس کے سر کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا پھر اس کے دائیں جانب کی طہارت کا پھر اس کی بائیں طرف کی طہارت کا حکم لگایا جائے گا۔ تو اس لحاظ سے وہ ترتیب پر عمل پیرا ہوا جاتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ غوطہ کے وقت ترتیب کی شرط ختم ہو جائے جس طرح کہ غسل جنابت کے وقت وضو کا فرقہ ساقط ہو جاتا ہے۔

قَالَ مَا زَوَّاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أُخْيَبِ
مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ هَلْ يُجْزِئُهُ مِنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ أَنْ يَقُومَ فِي النُّطْرِ حَتَّى يَغْتَسِلَ
رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ وَهُوَ يَتَعَدَّرُ عَلَى مَا سَوَى ذَلِكَ قَالَ إِنْ كَانَ يَغْتَسِلُهُ افْتِسَالَهُ بِالنَّاءِ أُجْزَأُ ذَلِكَ.

(صحیح) ۷-۳۲۵۔ لیکن وہ حدیث جسے محمد بن علی بن محبوب نے بیان کیا ہے احمد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن قاسم سے، اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک شخص جنب ہو گیا تو کیا غسل جنابت کی بجائے اگر وہ بارش میں کھڑا ہو جائے تاکہ اس کا سر اور بدن اچھی طرح دھل جائے حالانکہ وہ اس کے علاوہ (غسل) کرنے پر بھی قادر تھا تو کیا یہ اس کے غسل جنابت سے کفایت کرے گا؟“ فرمایا: ”اگر بارش اسے ایسے دھوتی ہے جیسے پانی سے غسل کیا جاتا ہے تو یہ اس کیلئے کافی ہے۔“

فَهَذَا الْخَبَرُ أَيْضًا يَحْتَسِلُ أَنْ يَكُونَ إِثْنَا أَجْزَأَ لَهُ إِذَا غَسَلَ هُوَ الْأَعْضَاءَ عِنْدَ نُزُولِ النُّطْرِ عَلَيْهِ عَلَى مَا يَجِبُ تَرْتِيبُهَا وَ
يَحْتَسِلُ أَنْ يَكُونَ الْقَوْلُ فِيهِ مَا قُلْنَا فِي الْخَبَرِ الْأَوَّلِ مِنْ أَنَّهُ مُتَرْتِبٌ حُكْمًا لَا فَعَلًا أَوْ يَكُونُ هَذَا حُكْمًا يَخْتَصُّ دُونَ

مَنْ يُرِيدُ الْغُسْلَ يَوْضِعُ الْمَاءَ عَلَى جَسَدِهِ.

تو اس حدیث میں بھی یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ ہر سستی بارش میں اس کو اس طریقہ سے غسل کرنے کی اجازت دی گئی ہو جس طرح تریب واجب ہے، اور یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے کہ اس میں بھی وہی صورت حال ہو جس طرح گزشتہ حدیث میں بیان کی گئی ہے کہ وہ غسل کے لحاظ سے تریب وار ہو فعل کے لحاظ سے نہیں۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صرف اس کے ساتھ خاص ہو بدن پر پانی ڈال کر غسل کرنے والے کے لئے نہ ہو۔

باب نمبر ۷۵: غسل جنابت کی وجہ سے وضو ساقط ہے

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الضُّفَّارِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ خُرَيْبِ بْنِ أَوْعَيْنَ رَوَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَنِ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَزُودُونَ عَنْ عَلِيٍّ ع أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِالْوُضُوِّ قَبْلَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ كَذَّبُوا عَلَّ عَلِيٍّ ع مَا وَجَدُوا ذَلِكَ فِي كِتَابِ عَلِيٍّ ع قَالَ اللهُ تَعَالَى وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا^۱.

(مرسل) ۱۔ ۳۲۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے یعقوب بن شعیب سے، اس نے حریز سے، یا جس سے روایت کی ہے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ”کوفہ والے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ غسل جنابت سے پہلے وضو کا حکم دیا کرتے تھے۔“ فرمایا: ”وہ حضرت علی علیہ السلام پر جھوٹ باندھتے ہیں انہوں نے حضرت علیہ السلام کی کتاب میں ایسا کچھ نہیں دیکھا جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا) اگر تم جنب ہو تو (غسل کر کے) پاکیزگی اختیار کرو۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ عَوَاضٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْغُسْلُ يُجْزِي عَنِ الْوُضُوِّ وَأَمَّا الْوُضُوُّ فَطَهْرٌ مِنَ الْغُسْلِ.

(صحیح) ۲۔ ۳۲۷۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے عبد الحمید بن عواض سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”غسل وضو سے کفایت کرتا ہے اور غسل سے زیادہ کونسا وضو پاکیزہ ہو سکتا ہے۔“

عَنْهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ عَنْ يَعْقُوبَ

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۳۶

^۲ کافی ج ۳ ص ۵۵۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۳۶

بْنِ بَيْدَةَ عَنْ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: كُلُّ غُسْلٍ قَبْلَهُ وَضُوءٌ إِلَّا الْغُسْلَ الْجَنَابِيَّةَ (صحیح) ۳۲۸-۳۱ سے اس نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے اس نے محمد بن یعقوب سے اس نے محمد بن یحییٰ سے اس نے محمد بن احمد سے اس نے یعقوب بن یزید سے اس نے ابن ابی عمیر سے اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”ہر غسل سے پہلے وضو ہوتا ہے سوائے غسل جنابت کے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَصَالَةَ عَنْ سَيْفِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي بَكْرِ الْعَظِيمِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ قُلْتُ كَيْفَ أَصْبَحُ إِذَا أَجْتَمَيْتُ قَالَ اغْسِلْ كَعْفَكَ وَفَرْجَكَ وَتَوَضَّأْ وَضُوءَ السَّلَامَةِ وَغَسَّغِ الْغُسْلَ (حسن) ۳۲۹-۳۱ البتہ وہ روایت جسے حسین بن سعید نے نقل کیا ہے فضالہ سے اس نے سیف بن عمیر سے اس نے ابو بکر حضرت

اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”جب میں جنب ہو جاؤں تو کیا کروں؟“ فرمایا: ”اپنے ہاتھوں اور شرمگاہ کو دھو اور نماز کیلئے وضو جیسا وضو کرو پھر غسل کرو۔“

قَالَ جَبِيئِي هَذَا الْعَبْرُ أَنْ نَحْبِذَهُ عَنْ فَضْلِ بْنِ ابْنِ أَبِي ذَرٍّ

تو اس کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے ایک قسم کے مستحب ہونے پر محمول کریں گے۔ اور ذیل میں ذکر ہونے والی یہ حدیث اس حدیث کے منافی نہیں ہے۔

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى مَوْسَى بِأَنَّ الْوُضُوءَ قَبْلَ الْغُسْلِ وَبَعْدَهُ

(موقوف) ۵-۳۳۰۔ جسے بیان کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے مرسل طور پر کہ غسل سے پہلے اور بعد میں وضو کرنا بدعت ہے۔

إِنَّ هَذَا الْحَبْرُ مَوْسَى لَمْ يُسْنِدْهُ إِلَى إِمَامِهِ وَ لَوْ سَلِمَ لَكَانَ مَعْنَاهُ أَنَّهُ إِذَا اغْتَسَلَ إِذَا اغْتَسَلَ قَبْلَ الْغُسْلِ فَهِيَ قَائِمَةٌ بِتَكْوِينِ

مُتْبِعًا فَأَمَّا إِذَا تَوَضَّأَ تَبَاؤًا وَاسْتَحَبَّابًا فَلَيْسَ بِمُتْبِعٍ فَأَمَّا مَا عَدَا غُسْلَ الْجَنَابِيَّةِ مِنَ الْغُسَالِ فَلَا يَدْخُلُ فِيهِ مِنَ

الْوُضُوءِ قَبْلَ الْغُسْلِ وَتَبْدَأُ عَنْ ذَلِكَ

قَوْلُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع رَوَى ابْنُ أَبِي عُمَيْرٍ كُلُّ غُسْلٍ قَبْلَهُ وَضُوءٌ إِلَّا الْغُسْلَ الْجَنَابِيَّةَ

کیونکہ یہ ایک مرسل روایت ہے اور یہ کسی بھی امام سے منسوب نہیں ہے اور اگر اسے تسلیم بھی کیا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ

اگر وہ غسل سے پہلے وضو کے فرض ہونے کا عقیدہ رکھے تو وہ بدعتی ہوگا۔ لیکن اگر وہ بطور مستحب وضو کرے تو پھر بدعتی نہیں

ہوگا۔ مگر غسل جنابت کے علاوہ باقی غسل سے پہلے وضو کرنا ضروری ہے۔ اور ابن ابی عمیر سے مروی حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام کی یہ حدیث بھی اس بیان پر دلیل ہے جس میں آیا ہے ”ہر غسل سے پہلے وضو ضروری ہے سوائے غسل جنابت کے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى مَوْسَى بِأَنَّ الْوُضُوءَ قَبْلَ الْغُسْلِ وَبَعْدَهُ

الغسل قبل الاغتسال ص ۱۳۶

الغسل قبل الاغتسال ص ۱۳۷

الغسل قبل الاغتسال ص ۱۳۷

بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْهَمْدَانِيِّ كَتَبَ إِلَى أَبِي الْحَسَنِ الثَّالِثِ مَسْأَلَةً عَنِ الْوُضُوءِ لِلصَّلَاةِ فِي غُسْلِ الْجُمُعَةِ فَكَتَبَ لَا وَضُوءَ لِلصَّلَاةِ فِي غُسْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَا غَيْرِهِ¹.

(مجموع) ۶-۳۳۱۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبید اللہ نے حسن بن علی بن ابراہیم بن محمد سے، اس نے اپنے جہاد پر بن محمد سے نقل کیا کہ محمد بن بد الرحمن ہمدانی نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھ کر غسل جمعہ کے ساتھ نماز کے وضو کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ غسل جمعہ وغیر غسل کے ساتھ کوئی وضو نہیں ہے۔

وَعَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ قَطَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَشَارِ السَّابِغِيِّ قَالَ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةِ أَوْ يَوْمِ جُمُعَةٍ أَوْ يَوْمِ عِيدٍ هَلْ عَلَيْهِ الْوُضُوءُ قَبْلَ ذَلِكَ أَوْ بَعْدَهُ فَقَالَ لَا لَيْسَ عَلَيْهِ قَبْلُ وَلَا بَعْدَهُ قَدْ أَجْزَأَهُ الْغُسْلُ وَالْمَزَاةُ مِثْلُ ذَلِكَ إِذَا اغْتَسَلْتَ مِنْ حَيْضٍ أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ لَا لَيْسَ عَلَيْهَا الْوُضُوءُ قَبْلُ وَلَا بَعْدَهُ قَدْ أَجْزَأَهَا الْغُسْلُ².

(موثق) ۷-۳۳۲۔ اسی سے، اس نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار ساہمی سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی آدمی اگر جنابت کا یاد روز جمعہ یا روز عید کا غسل کرے تو کیا اس غسل سے پہلے یا بعد میں اس پر وضو کرنا واجب ہے؟۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”نہیں، اس پر اس کا غسل سے پہلے نہ بعد میں کوئی وضو واجب نہیں ہے بلکہ غسل ہی کافی ہے اور عورت بھی اسی طرح ہے جب وہ حیض وغیرہ کا غسل کرے تو اس پر اس سے پہلے نہ اس کے بعد کوئی وضو واجب نہیں ہے بلکہ اس کیلئے بھی غسل ہی کافی ہے۔“

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحُسَيْنِ اللَّؤْلُؤِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ قَطَالٍ عَنْ حَمَادِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَغْتَسِلُ الْجُمُعَةَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ أَيْ جَوَابِهِ عَنِ الْوُضُوءِ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع وَهُوَ أَطْفَرُ مِنَ الْغُسْلِ³.

(مرسل) ۸-۳۳۳۔ سعد بن عبد اللہ نے موسیٰ بن جعفر بن وہب سے، اس نے حسین بن حسن لؤلؤی سے، اس نے حسن بن علی بن فضال سے، اس نے حماد بن عثمان سے، اس نے کسی آدمی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی نے جمعہ وغیرہ کا غسل کیا ہو تو کیا وہ وضو سے کفایت کرے گا؟“۔ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”کوئی وضو غسل سے زیادہ پاکیزہ ہے؟“۔ (یعنی پھر وضو کی ضرورت نہیں ہے)۔

فَالْوُجْدِيُّ هَذَا الْأَخْبَارِ أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَيَّ إِذَا اجْتَمَعَتْ هَذِهِ أَوْ شِئْنٌ مِمَّا مَعَهَا غَسَلَ الْجَنَابَةَ فَإِنَّهُ يَسْتَقْبَلُ فِي الْوُضُوءِ وَإِذَا انْفَرَدَتْ هَذِهِ الْأَفْسَالُ أَوْ شِئْنٌ مِمَّا مَعَهَا عَنْ غَسْلِ الْجَنَابَةِ فَإِنَّ الْوُضُوءَ وَاجِبٌ قَبْلَهَا حَسَبَ مَا تَقَدَّمَ

¹ تنہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸
² تنہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۳۸
³ تنہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۶۳

تو ان احادیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم انہیں اس صورت پر محمول کریں کہ جب یہ غسل یا ان میں سے کوئی غسل، جنابت کے غسل کے ساتھ اکٹھے ہو جائیں تو اس صورت میں وضو کا فرضہ ساقط ہو جاتا ہے لیکن جب یہ یا ان میں سے کوئی غسل، جنابت کے غسل سے الگ ہو جائے تو جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اس غسل سے پہلے وضو کرنا واجب ہو گا۔ اور اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل اس حدیث سے ہوتی ہے۔

مَا رَوَاهُ الشَّارِعَانِيُّ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ قَالَ: إِذَا

(مجمول) ۹-۳۳۳۔ جسے صفار نے یعقوب بن یزید سے روایت کی ہے، اس نے سلیمان بن حسن سے، اس نے علی بن عقیل سے اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جب جمعہ کے دم غسل کرنا چاہو تو پہلے وضو کرو پھر غسل کرو۔“

باب نمبر ۷۶: مجنب آدمی کا کنویں یا تالاب سے پانی بھرنا

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ

الْفَضْلِ بْنِ شاذَانَ عَنْ صفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ منصورِ بْنِ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْقُوبَ وَعَنْ عَيْسَةَ بِنْتِ مَعْصَبٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا أَتَيْتَ الْبَيْتَ وَأَنْتَ جُنُبٌ وَلَمْ تَجِدْ دَلْوًا وَلَا شَيْئًا تَعْرِفُ بِهِ فَتَيْتَمُّ بِالضَّعِيفِ فَإِنَّ رَبَّكَ الضَّعِيفَ وَاحِدٌ وَلَا تَتَّقِرْ فِي الْبَيْتِ وَلَا تُفْسِدَ عَلَى الْقَوْمِ مَاءَهُمْ.^۲

(کا صبح) ۱-۳۳۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے ابن ابی یعقوب اور عیسیٰ بن معصب سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جب تم جنابت کی حالت میں کنویں تک پہنچو اور تمہیں ڈول یا کوئی ایسی چیز نہ ملے جس سے پانی بھر سکو تو پاک مٹی سے تیمم کر لو کیونکہ پانی کا رب اور پاک مٹی کا رب ایک ہی ہے اس لیے کنویں کے اندر مت کودو پڑو اور لوگوں کیلئے ان کا پانی خراب مت کرو۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الضَّعِيفَةِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ الْجُنُبِ يَتَّهِى إِلَى الْمَاءِ الْقَلِيلِ فِي الطَّرِيقِ وَيُزِيدُ أَنْ يَغْتَسِلَ مِنْهُ وَ لَيْسَ

مَعَهُ اِنَّا لَنَعْرِفُ بِهِ وَيَدَاةُ قَدِرَتَانِ قَالَ يَصْعُقُ يَدَاةُ وَيَتَوَضَّأُ وَيَغْتَسِلُ هَذَا مِمَّا قَالَهُ اللهُ تَعَالَى - مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

الذِّينِ مِنْ حَرَجٍ

(کا صحیح) ۲-۳۳۶۔ البتہ وہ حدیث جسے علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے روایت کی ہے، اس نے عبد اللہ مغیرہ سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عیسیٰ نے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی جنب آدمی راستے میں موجود قلیل پانی تک پہنچا اور وہ اس سے غسل کرنا چاہتا ہے جبکہ اس کے پاس کوئی ایسا برتن بھی نہیں ہے جس سے وہ پانی بھر سکے اور اس کے ہاتھ بھی گندے ہیں تو کیا کرے؟“۔ تو فرمایا: ”اپنا ہاتھ اس میں ڈالے اور وضو کر کے غسل کرے کیونکہ یہ ان صورتوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ”مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الذِّينِ مِنْ حَرَجٍ“ (اللہ نے دین میں تمہارے لیے کوئی سختی نہیں رکھی)۔“

قَالَ مُحَمَّدٌ فِي هَذَا الْخَبَرِ هُوَ اَنْ يَأْخُذَ الْمَاءَ مِنَ الْمُسْتَنْقِطِ بِيَدَيْهِ وَلَا يَتَوَضَّأُ بِنَفْسِهِ وَيَغْتَسِلُ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَى الْبَدَنِ وَ
يَكُونُ قَوْلُهُمْ وَيَدَاةُ قَدِرَتَانِ اِشَارَةً اِلَى مَا عَلَيْهِمَا مِنَ التَّوَسُّخِ دُونَ النَّجَاسَةِ لِأَنَّ النَّجَاسَةَ تُفْسِدُ الْمَاءَ عَلَى
الْبَدَنِ اِذَا كَانَ قَلِيلًا عَلَى مَا قَدَّمَ مِنَ الْقَوْلِ فِيهِ .

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ پانی کو اپنے صاف سترے ہاتھ سے لے گا لیکن خود اس کے اندر نہیں اترے گا اور بدن پر پانی ڈال کر غسل کرے گا۔ اور حدیث میں موجود یہ الفاظ کہ اس کے ہاتھ گندے ہیں اس بات کی طرف اشارہ ہیں کہ ان پر نجاست نہیں بلکہ ان پر کوئی سیل پھیل گئی ہوئی ہے کیونکہ اس کے بارے میں ہم پہلے بھی بتا چکے ہیں کہ اگر پانی قلیل ہو تو ہاتھوں پر لگی نجاست بدن پر نہ ڈالے پانی کو بھی نجس کر دے گی۔

حیض، استحااضہ اور نفاس کے باب

باب نمبر ۷۷: عورت حائضہ ہو تو مرد کیا کرے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأَخْبَرَنَا الْبَيْهَقِيُّ
الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فَلْيَأْتِهَا
رُؤُوسُهَا حَيْثُ شَاءَ مَا تَقَى مَوَاضِعَ الدَّمِ.¹

(مرسل) ۱۔ ۴۳۷۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے
حسن کے بیٹوں محمد اور احمد سے، انہوں نے اپنے باپ (حسن) سے، اس نے عبد اللہ بن بکر سے، اس نے ہمارے کسی بزرگ سے اور اس
نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”جب عورت حائضہ ہو تو اس کا شوہر خون آنے کے مقام تک
بچاؤ کرتے ہوئے باقی جہاں چاہے رسائی حاصل کر سکتا ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ
إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْكَبِيرِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الْمَرْأَةِ الْحَائِضِ مِنْهَا قَالَ كُلُّ
شَيْءٍ مَعَ عَدَاةِ الْقُبُلِ بِعَيْنِهِ.²

(موثق یا حسن) ۲۔ ۴۳۸۔ علی بن حسن سے مذکورہ اسناد کے ساتھ، اس نے محمد بن علی سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے
منصور بن یوسف بن زینج سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے عبد الکریم بن عمرو سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”حائضہ عورت کے شوہر کیلئے کیا حکم ہے؟“۔ فرمایا: ”اندرام نہانی کے علاوہ باقی بالکل اسی طریقاً
(جائز) ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عِيسَى بْنِ سَالِمٍ
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فَلْيَأْتِهَا حَيْثُ شَاءَ مَا تَقَى مَوَاضِعَ الدَّمِ.³

۳۔ ۴۳۹۔ علی بن حسن سے مذکورہ اسناد کے ساتھ اس نے محمد بن عبد اللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عیسا بن
سالم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آدمی کے بارے میں کہ جس نے اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ اندام نہانی

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

² کافی ج ۳ ص ۵۳۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۱

کے علاوہ صحبت کی تحسی، نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”اگر مذکورہ مقام سے اس نے اجتناب کیا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔“
 وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّافِعِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ
 إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع مَا لِلرُّجُلِ مِنَ الْعَائِضِ قَالَ مَا بَيْنَ الْقَعْدَتَيْنِ.¹
 (صحیح) ۳۴۰-۳۴۱۔ شیخ رحمہ اللہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد برقی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سفار سے، اس نے
 احمد بن محمد سے، اس نے برقی سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے عمر بن حنظلہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق
 علیہ السلام سے عرض کیا: ”حائضہ عورت کا مرد کیا کرے؟“² فرمایا: ”دورانوں کے درمیان“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْبَيْهَقِيِّ عَنْ عَمْرٍو بْنِ حَنْظَلَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع مَا لِلرُّجُلِ مِنَ الْعَائِضِ
 قَالَ مَا بَيْنَ أَلْيَتَيْهَا وَلَا يُوقَبُ.³

(صحیح) ۵-۳۴۱۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ از احمد بن محمد، از برقی، از عمر بن یزید اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ
 السلام سے پوچھا: ”حائضہ عورت کا مرد کیا کرے؟“ فرمایا: ”دو کولہوں کے درمیان مگر دخول مت کرے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَفَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ
 عَبْدِ اللَّهِ الْخَلِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْعَائِضِ مَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ مِنْهَا قَالَ تَشْتَرُ بِرَبِّهِ. وَإِلَى التُّكَيْتَيْنِ وَتُحْرِمُ مَا بَيْنَهُمَا
 ثُمَّ لَهُ مَا فَوْقَ الْإِزَارِ.⁴

(موثق) ۶-۳۴۲۔ البتہ وہ حدیث جسے علی بن حسن نے نقل کی ہے محمد بن عبد اللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے
 حماد بن عثمان سے، اس نے عبید اللہ حلی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”حائضہ عورت کے مرد کیلئے اپنی
 زوجہ سے کونسی لذت اٹھانا حلال ہے؟“ فرمایا: ”وہ عورت گھنٹوں تک کپڑا باندھ لے گی اور اس کی ناف بھی ظاہر ہوگی پھر اس
 کا مرد اس کپڑے کے اوپر سے لذت اٹھا سکتا ہے۔“⁵

عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَاطٍ عَنْ عَتَبَةَ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمِ بْنِ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سُهْلٌ مِنَ الْعَائِضِ

¹ التمهيد للاحكام ج ۱ ص ۱۶۲

² مراد یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے کتنا حد تک استفادہ کر سکتا ہے۔ اور دورانوں کے درمیان سے مراد یہ ہے کہ حجام کے علاوہ باقی استفادہ کر سکتا ہے۔

³ التمهيد للاحكام ج ۱ ص ۱۶۲

⁴ التمهيد للاحكام ج ۱ ص ۱۶۱

⁵ کپڑوں کے اوپر سے لذت اٹھا سکتا ہے کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ عورت کے جسم کے بالائی حصہ سے لذت اٹھا سکتا ہے البتہ ہو سکتا ہے یہ مراد ہو کہ جسم کے
 اس حصہ سے لذت اٹھا سکتا ہے جو کپڑوں سے باہر ہے (علامہ مراد آفرشی کا نظریہ)۔ علامہ مجلسی کا فرمان ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور اس بات پر دلیل ہے کہ
 نطفہ سے گھنٹوں تک عورت سے لذت اٹھانا مکروہ ہے۔ اور اکثر بزرگان کا نظریہ یہی ہے تاکہ اس بارے میں تمام احادیث کو یکجا کیا جاسکے۔ لیکن اسی حدیث
 اور بعض دیگر احادیث کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے بعض بزرگان کا نظریہ یہ ہے کہ یہ لذت حرام ہے۔

مَا يَجْعَلُ لِيَزَّوَجَهَا مِنْهَا قَالًا تَشْوِيرًا يَلِيزًا إِلَى الْمُؤَكَّدِينَ وَ تَحْرِيبًا سَائِقِيهَا وَ لَمْ يَصِفْ فِي الْإِزَارِ ۱

(موتقن) ۷۔ ۳۳۳۔ اسی سے اس نے علی بن اسباط سے اس نے اپنے چچا یعقوب بن سالم احمر سے اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حاضرہ عورت کے شوہر کیلئے اس سے کونسی لذت اٹھانا حلال ہے؟ تو فرمایا: ”وہ عورت گھنوں تک کپڑا باندھ لے گی اپنی پنڈلیاں ظاہر کرے گی اور اس کا مرد اس کپڑے کے اوپر سے لذت اٹھا سکتا ہے۔“

عَنْهُ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَجَّابِ بْنِ الْخَشَّابِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْخَائِضِ وَالْفُقْصَاءِ مَا يَجْعَلُ لِيَزَّوَجَهَا مِنْهَا فَقَالَ تَنْفُجِعُ مَعَهُ ۲

(موتقن) ۸۔ ۳۳۳۔ اسی سے اس نے عباس بن عامر سے اس نے حجاج خشاب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”حاضرہ اور نفاس والی عورت کے شوہر کیلئے اس سے کیا چیز حلال ہے؟“ تو فرمایا: ”وہ ایک لمبا کپڑا اپنے جسم کے ساتھ مصاحبت کر سکتی ہے۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا وَالْإِخْتِبَارِ أَحَدُ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَى فَزْرٍ مِنْ إِلاْسِيخْتَابِ وَ الْآوَلَةُ عَلَى الْجَوَازِ وَ رَفْعِ الْخُطْرَةِ الشَّانِ أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَى فَزْرٍ مِنْ التَّقِيَّةِ لِأَنَّهَا مُوَافِقَةٌ لِتَذَاهِبِ تَحْيِيرَةٍ مِنَ الْعَامَّةِ ۳

تو ان تین احادیث میں دو صورتوں میں سے ایک صورت موجود ہوگی۔ ایک تو یہ کہ ہم ان کو ایک قسم کے مستحب عمل پر محمول کریں اور گزشتہ احادیث کو جائز اور غیر ممنوع عمل پر محمول کریں۔ اور دوسری یہ کہ ہم ان کو تقیہ پر محمول کریں کیونکہ یہ اکثر اہل سنت کے نظریہ کے مطابق ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ وَ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَكِيمٍ عَنِ أَبِيانِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ مَا يَجْعَلُ لَهُ مِنَ الظَّامِثِ فَقَالَ لَا يَمْنَعُ حَتَّى تَطْفُرَ ۴

(موتقن) ۹۔ ۳۳۵۔ مگر وہ حدیث جسے روایت کی ہے علی بن حسن نے عباس بن عامر اور جعفر بن محمد بن حکیم سے اس نے ابان بن عثمان سے اس نے عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”حاضرہ کے مرد کیلئے اس سے کیا چیز حلال ہے؟“ تو فرمایا: ”کچھ بھی نہیں جب تک کہ پاک نہ ہو جائے۔“

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ لَا يَمْنَعُ أَنْ يَكُونَ مَسْمُومًا عَلَى أَنَّهُ لَا يَمْنَعُ لَهُ مِنَ النُّوَطِيِّ فَإِنْ كَانَ لَهُ مَا ذُوْنَ ذَلِكَ وَ الْوَجْهُانِ الْآوَلَانِ اللَّذَانِ ذَكَرْنَا هُنَا فِي الْإِخْتِبَارِ الْمُتَقَدِّمَةِ مُبَكِّتَانِ أَيْضًا فِي هَذَا النَّخْبَرِ ۵

تو اس کی کیفیت یہ ہوگی کہ اس حدیث میں امام کافر مان کہ ”کچھ بھی نہیں“ سے مراد یہ لیا جائے گا کہ اسے اندام نہانی سے

۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲

۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲

۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۲

بہتری کرنے کی کوئی اجازت نہیں ہے۔ اگرچہ کہ اس کے علاوہ اسے باقی سب کی اجازت ہے۔ اور ایہ کی حدیثوں میں ذکر ہونے والی دو صورتوں کا یہاں اس حدیث میں بھی امکان پایا جاتا ہے۔

باب نمبر ۷۸: حیض کی سب سے کم اور سب سے زیادہ مدت

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجْمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ مَنِ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى عَنْ عَيْنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَشِيمَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي نَصْرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَنِ مَدَّةِ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ فَقَالَ: أَذْنًا وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَآخِرُهُ عَشْرَةٌ ۱.

(مجمول) ۱-۳۳۶۔ شیخ رحمہ اللہ علیہ نے مجھے خبر بیان کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے علی بن احمد بن آشیم سے، اس نے احمد بن محمد بن ابوالنضر سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”حیض کی کم ترین مدت کتنی ہے؟“۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”کم ترین مدت تین دن اور انتہائی مدت دس دن ہیں

وَيَهَذَا الْإِسْنَادُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَاءَ عَنْ أَذْنِ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ فَقَالَ: أَذْنًا وَثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَآخِرُهُ عَشْرَةٌ ۲.

(کا صحیح) ۲-۳۳۷۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ، محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے فضل بن شاذان سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت ابوالحسن امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: ”حیض کی کم ترین مدت کیا ہوتی ہے؟“۔

فرمایا: ”کم ترین مدت تین دن ہیں اور آخری مدت دس دن ہیں۔“

وَأَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجْمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّقَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ النَّحْسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّظْرِ عَنِ يَعْقُوبَ بْنِ يَظْطِينَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ: أَذْنُ الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَقْصَا عَشْرَةٌ ۳.

(کا صحیح) ۳-۳۳۸۔ نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے مزار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نضر سے، اس نے یعقوب بن یظین سے اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”حیض کی کم ترین مدت تین دن ہے اور انتہائی مدت دس دن ہے۔“

۱ کافی ج ۳ ص ۷۵۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

۲ کافی ج ۳ ص ۷۶۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

وَأَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَدَّعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ قُصَّالٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ عَنْ جَبِيلِ بْنِ مُعْتَدٍ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: أَقَلُّ مَا يَكُونُ الْخَيْضُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَإِذَا رَأَتْ الدَّمَ قَبْلَ الْعَشْرِ أَيَّامٍ فَهِيَ مِنَ الْخَيْضِ الْأَوَّلِيِّ وَإِذَا رَأَتْهُ بَعْدَ عَشْرِ أَيَّامٍ فَهُوَ مِنْ خَيْضِ أُخْرَى مُسْتَقْبَلَةٍ.

(موتقی) ۳-۳۴۹۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن سے، اس نے یعقوب بن زبیر سے، اس نے ابن ابی شیبہ سے، اس نے جلیل بن معتد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”حیض کی جو کم ترین مدت ہو سکتی ہے وہ تین دن ہیں پھر اگر دس دن کے گزارنے کے بعد پھر خون دیکھتی ہے تو یہ دوسرا اور الگ مستقل حیض ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زِيَادِ الْخَوَّازِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ كَيْفَ تَضَعُ إِذَا رَأَتْ الدَّمَ وَإِذَا رَأَتْ الضُّفْرَةَ وَكَمْ تَدْعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ أَقَلُّ الْخَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَكْثَرُهُ سِتَّةٌ وَتَجَنَّبُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ.

(موتقی) ۵-۳۵۰۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ از علی بن حسن، از حسن بن علی، از زیاد الخزاز اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام ہمام کا علم علیہ السلام سے پوچھا: ”مستحاضہ عورت اگر خون دیکھے اور اگر بیلاہٹ دیکھے تو کیا کرے اور کتنی نمازیں چھوڑے“ فرمایا: ”حیض کی کم ترین مدت تین دن ہے اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن اور دو نمازوں کو جمع کرے گی۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّ أَكْثَرَ مَا يَكُونُ الْخَيْضُ ثَلَاثًا وَأَدْنَى مَا يَكُونُ ثَلَاثَةً.

(صحیح) ۶-۳۵۱۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن محمد سے، اس نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے، اس نے عبد اللہ بن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا کہ حیض کی سب سے آخری مدت آٹھ دن ہے اور سب سے کم تین دن ہے۔

فَقَدْ اَلْتَمَزْتُ لِي فِي مَا قَدْ مَنَّا مِنْ الْاِخْتِارِ لِاجْتِمَاعِ الطَّائِفَةِ عَلَيَّ عِلَافِهِ وَ اَنْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِنَا لَمْ يَعْثُرْ بِنِي اَقْصَى مَدَّةِ اَيَّامِ الْخَيْضِ اَقْلً مِنْ عَشْرَةِ اَيَّامٍ وَ كَوْنِ سِتِّمْ لِحَاثِ اَنْ تُشْبَهَ عَلَى امْرَاةٍ كَانَتْ عَادَتُهَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ ثُمَّ اِنْشَجِحَتْ فَاِنْ اَكْثَرَ مَا يَجِبُ عَلَيْهَا اَنْ تَتَزَنَّ الصَّلَاةَ اَيَّامَ عَادَتِهَا وَ هِيَ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ عَلَى مَا بَيَّنَّا فِي كِتَابِ تَهْدِيَةِ الْاَخْتِارِ.

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳

تو یہ روایت ہماری گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ علماء کا اس کے خلاف بات پر اجماع ہے اور ہمارے کسی ایک بزرگ نے بھی ایام حیض کی آخری مدت دس دن سے کم نہیں بتائی اور پھر بھی اسے تسلیم کر لینے کی صورت میں جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں تفصیل سے بیان کیا ہے ممکن ہے اسے اس عورت کی صورت حال پر محمول کیا جائے جس کی حیض کی عادت آٹھ دن ہو پھر جب اسے حیض آجائے تو زیادہ سے زیادہ اس کی عادت کے دنوں میں اس کیلئے نماز چھوڑنا واجب ہو گا اور وہ آٹھ دن ہیں۔

باب نمبر ۷۹: طہر کی کم ترین مدت

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجِيهٌ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: لَا يَكُونُ الْقُرْبُ أَقْلًا مِنْ عَشْرَةِ قَبَاذٍ أَقْلًا مَا يَكُونُ عَشْرَةً مِنْ حِينَ تَطْهَرُ إِلَى أَنْ تَتْرَى الذَّمَّ.^۱

(صحیح) ۱۔ ۲۵۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے صفوان سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا: ”قرم ۳۰ دن سے کم نہیں ہوتا زیادہ ہوتا ہے۔ عورت کے حیض سے پاک ہونے سے دوبارہ خون دیکھنے کے درمیان وقفہ کی کم ترین مدت دس دن ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع السَّائِغَةُ تَتْرَى الذَّمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ قَالَ تَدْمُ الصَّلَاةَ قُلْتُ فَإِنَّهَا تَتْرَى الظُّهْرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تَصْنِي قُلْتُ فَإِنَّهَا تَتْرَى الذَّمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تَدْمُ الصَّلَاةَ قُلْتُ فَإِنَّهَا تَتْرَى الظُّهْرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تَصْنِي قُلْتُ فَإِنَّهَا تَتْرَى الذَّمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ قَالَ تَدْمُ الصَّلَاةَ تَصْنِي مَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ شَهْرٍ فَإِنْ انْقَطَعَ عَنْهَا إِلَّا فَمِنْ بِمَنْزِلَةِ الشُّبْحِ حَاصَّةً.^۲

(موقوف) ۲۔ ۲۵۳۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت اگر تین یا چار دن خون دیکھے تو کیا کرے؟“۔ فرمایا: ”نماز

۱۔ بعض نسخوں میں ہے کہ یہ روایت گزشتہ احادیث کے منافی ہے۔ عبارت کے لحاظ سے تو منافی ہے مگر مولف کی تخریج سے یہی لگتا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے اندر اختلاف کی طاقت اور صلاحیت نہیں ہے۔

۲۔ کافی ج ۳ ص ۱۶۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳۔ متن حدیث اعتراض سے خالی نہیں ہے۔ اس بارے میں ملاحظہ ہو تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳۔
۳۔ کافی ج ۳ ص ۱۶۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۶۳۔

چھوڑے۔ پوچھا: ”پھر وہ تین یا چار دن پاکی کے دیکھتی ہے تو؟“ فرمایا: ”نماز پڑھے۔“ پھر پوچھا: ”پھر وہ تین یا چار دن خون دیکھتی ہے؟“ فرمایا: ”نماز چھوڑے۔“ پھر پوچھا: ”پھر وہ تین یا چار دن پاک رہتی ہے تو؟“ فرمایا: ”نماز پڑھے۔“ پھر پوچھا: ”پھر اگر وہ تین یا چار دن خون دیکھتی ہے تو؟“ فرمایا: ”وہ نماز چھوڑے وہ ایک مہینہ تک ایسا کرتی رہے گی پھر اگر یہ سلسلہ رک گیا تو ٹھیک و گرنہ وہ مستحاضہ کی طرح ہوگی۔“

مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ السَّنْدِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَسْرَى الدَّمَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ وَالطُّهُرَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ وَتَسْرَى الدَّمَ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَالطُّهُرَ سِتَّةَ أَيَّامٍ فَقَالَ إِنَّ زَوَاتِ الدَّمَ لَمْ تُصَلِّ وَإِنَّ زَوَاتِ الطُّهُرِ صَلَّتْ مَا بَيْنَهُمَا وَبَيْنَ ثَلَاثِينَ يَوْمًا فَإِذَا تَمَّتْ ثَلَاثُونَ يَوْمًا فَزَوَاتِ الدَّمَ دَمًا صَبِيحًا فَتَسَلَّتْ وَاسْتَشْفَرَتْ وَاسْتَشْفَتْ بِالنَّكْرِ سِيفِي وَفَتِي كُنْ صَلَاةً فَإِذَا رَأَتْ صُفْرًا فَتَوَضَّأَتْ.¹

(موثق) ۳۵۳-۳۔ نیز جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے سند بن محمد بن اسحاق بن یونس بن یعقوب سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی عورت اگر پانچ دن خون دیکھے پھر پانچ دن پاک رہے پھر چار دن خون دیکھے اور چھ دن پاک رہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”تیس دن تک اگر خون دیکھے تو نماز چھوڑے اور اگر خون سے پاک ہو تو نماز شروع کر دے۔ پھر جب تیس دن گزر جائیں اور وہ سرخ رنگ کا خون دیکھے تو غسل کرے۔ لگوت چپے اور ہر نماز کے وقت اس میں روئی بھرے اور اگر اس میں کسی زردی کا مشاہدہ کرے تو وضو کرے۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَيْنِ الْعَبْرَتَيْنِ أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَى امْرَأَةٍ اِخْتَلَطَتْ عَادَتُهَا فِي الْحَيْضِ وَتَغَيَّرَتْ عَنْ أَوْقَاتِهَا وَكَذَلِكَ أَيَّامُ أَقْرَابِهَا وَاسْتِحْبَابُ عَلَيْهَا صَفَةِ الدَّمِ وَلَا يَتَّبِعُهَا دَمُ الْغَيْضِ مِنْ غَيْرِهِ فَإِنَّهُ إِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَفَرَّضْنَا إِذَا رَأَتْ الدَّمَ أَنْ تَتْرَكَ الصَّلَاةَ إِذَا رَأَتْ الطُّهُرَ صَلَّتْ إِلَى أَنْ تَعْرِفَ عَادَتَهَا وَتَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ هَذَا حُكْمَ امْرَأَةٍ مُسْتَحَاضَةٍ اِخْتَلَطَتْ نَتِيجَتُهَا أَيَّامُ الْحَيْضِ وَتَغَيَّرَتْ عَادَتُهَا وَاسْتَحْبَابُهَا الدَّمِ وَتَسْتَبِيهِ صَفَةِ الدَّمِ فَتَسْرَى مَا يُشْبِهُ دَمَ الْحَيْضِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ وَتَسْرَى مَا يُشْبِهُ دَمَ اِلْتِحَاضِهَا مِثْلَ ذَلِكَ وَ لَمْ يَسْتَعِظْ لَهَا الْعِلْمُ بِوَأَحِدٍ مِنْهُمَا فَإِنْ فَرَسَهَا أَنْ تَتْرَكَ الصَّلَاةَ كَمَا رَأَتْ مَا يُشْبِهُ دَمَ الْحَيْضِ وَ تَصَلَّى كَمَا رَأَتْ مَا يُشْبِهُ دَمَ اِلْتِحَاضِهَا إِلَى شَهْرَةٍ تَعْتَمِلُ بَعْدَ ذَلِكَ مَا تَعْتَمِلُهُ اِلْتِحَاضِهَا وَ يَكُونُ قَوْلُهُ رَأَتْ الطُّهُرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ مِثَارًا وَعَقَائِبُهُ دَمَ اِلْتِحَاضِهَا إِلَى اِلْتِحَاضِهَا بِحُكْمِ الطُّهُرِ وَ لِأَجْلِ ذَلِكَ قَالَ فِي الْعَبْرَتَيْنِ تَعْتَمِلُ مَا تَعْتَمِلُهُ اِلْتِحَاضِهَا وَ ذَلِكَ لَا يَكُونُ إِلَّا مَعَ اِسْتِئْضَاءِ الدَّمِ وَقَدْ قَالَ ذَلِكَ الْعَلِيمُ الَّذِي أَوْزَعَنَا فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ سَأَلُوا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَيْضِ وَ الشَّلْبَةِ قَبْلَهُ۔

تو ان دونوں روایتوں کی کیفیت یہ ہے کہ ہم اسے اس عورت کے بارے میں معمول کریں گے جس کی حیض کی اور پاکی کی عادت

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۰۳
آج کی اصطلاح میں اندرونی (UNDERWEAR) مراد ہے

میں گزربڑھ گئی ہو اور اپنے وقت سے آگے پیچھے ہو گئی ہو اور خون کی صفات بھی اس پر مشتبہ ہوں اور اس کیلئے خون حیض اور دیگر خون میں پہچان مشکل ہو رہی ہو۔ پس جس عورت کی یہ صورت حال ہو تو اس کا فریضہ یہ بنتا ہے کہ جو نہی خون دیکھے نماز کو چھوڑ دے اور جب پاکی حاصل ہو تو نماز پڑھے یہاں تک کہ اسے اپنی عادت کا علم ہو جائے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حکم اس مستحاضہ عورت کا ہو جس کے حیض کے ایام بھی ساتھ مل گئے ہوں اور اس کی عادت بدل گئی ہو، خون مستقل آ رہا ہو اور خون کی صفات بھی مشتبہ ہو جائیں بسا اوقات تین یا چار دن حیض کے مشابہ خون آتا ہے اور اسی طرح کچھ دن خون استحاضہ جیسا خون لگتا ہے اس لیے اسے کسی ایک کے بارے میں یقین حاصل نہیں ہوتا۔ تو اس عورت کا فریضہ یہ بنتا ہے کہ ایک ماہ تک جب بھی حیض کے مشابہ خون دیکھے تو نماز ترک کر دے اور جب استحاضہ کے مشابہ خون دیکھے تو نماز پڑھنا شروع کر دے۔ مگر ایک ماہ کے بعد مستحاضہ عورت والے احکام پر عمل کرے گی۔ اور اس صورت میں روایت میں یہ الفاظ کہ ”تین یا چار دن کی پاکی دیکھتی ہے“ تو اس پاکی سے مراد استحاضہ کے مشابہ خون ہو گا کیونکہ استحاضہ بھی پاکی کے حکم میں ہے، اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے حدیث میں فرمایا کہ: پھر وہ مستحاضہ عورت والے اعمال پر عمل کرے گی۔ اور یہ صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے جب خون مسلسل جاری رہے۔ اور ہم نے اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں اس مذکورہ حدیث کے مضمون پر دلالت کرنے والی حدیث بھی کئی اسناد کے ساتھ ذکر کی ہے جن میں راویوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حیض اور اس میں مسنون چیزوں کے بارے میں سوال کیا تھا۔

باب نمبر ۸۰: حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کا کفارہ

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَّاءِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حَقِيقِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ أَمْرَاتِهِ وَهِيَ طَائِفَةٌ قَالَتْ يَتَصَدَّقُ بِدِينَارٍ وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهُ تَعَالَى.^۱

(صحیح) ۵۵۵: شیخ رحمہ اللہ علیہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے سعد بن عبد اللہ سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے حسن بن علی اوشاہ سے اس نے عبد اللہ بن سنان سے اس نے حقیق سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”مگر کوئی شخص اپنی حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کرے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا ”ایک دینار صدقہ دے اور اللہ سے مغفرت طلب کرے۔“

وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ بَرٍّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرُّبَيْعِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَطَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ الْقَطْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عِمْرَانَ الْحَلَبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْكَانَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: مَنْ

أَنَّ حَائِضًا فَعَلَيْهِ نِصْفٌ وَيُنَارٌ يَتَصَدَّقُ بِهِ.¹

(موثق) ۳۵۱۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے اس نے علی بن حسن بن فضل سے اس نے محمد بن عیسیٰ سے اس نے نصر بن سوید سے اس نے یحییٰ بن عمران حلبی سے اس نے عبد اللہ بن مسکان سے اس نے ابو بصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جو شخص حائضہ کے ساتھ ہمبستری کرے گا تو اس کا پاداش دیندہ صدقہ بنتا ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْتِصْرَافِ عَنْ عَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُرَّارَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ حَنَّادِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْعَلِيِّ عَنِ الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ مَا عَلَيْهِ قَالَ يَتَصَدَّقُ عَلَى صَنِيعِ بْنِ بَقْدَرٍ شَيْعَةٍ.²

(موثق) ۳۵۱۳۔ انہی اسنو کے ساتھ از علی بن حسن بن فضل از محمد بن عبد اللہ بن زرارہ از محمد بن ابی عمیر از حماد بن عثمان از عبد اللہ بن علی حلبی اور اس نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”مرد نے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر لی جبکہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”مسکین کے پیٹ بھرنے کی مقدار تک صدقہ دے۔“³

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ أَبِيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَبْدِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ أَلَى جَارِيَّتِهِ وَهِيَ حَائِضَةٌ قَالَ يَسْتَغْفِرُ اللَّهُ قَالَ عَبْدُ الْكَرِيمِ فَإِنَّ الشَّائِسَ يَقُولُونَ عَلَيْهِ نِصْفٌ وَيُنَارٌ أَوْ وَيُنَارٌ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع قَلِيلٌ يَتَصَدَّقُ عَلَى شَهْرَةٍ مَسَاكِينٍ.⁴

(موثق) ۳۵۱۴۔ شیخ رحمہ اللہ علیہ نے مجھے خبر بیان کی ہے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے سعد بن عبد اللہ سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے صفوان سے اس نے ابان سے اس نے عبد الکریم بن عمرو سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”توئی اگر اپنی کینیز سے ہمبستری کرے حالانکہ اسے حیض آیا ہو تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اللہ سے استغفار کرے۔“ عبد الکریم نے کہا: ”لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر ایک یا دو دینار کفارہ بنتا ہے۔“ تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”تو پھر اسے دس مسکینوں کو صدقہ دینا چاہیے۔“

قَالَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ رَجَاهُ اللَّهُ قَالَ لَوْجُهُ فِي الْعَبْدِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ تُخْبِلَ الْوَطْءَ إِذَا كَانَ فِي أَوَّلِ الْعَيْشِ يَلْزَمُهُ وَيُنَارٌ إِذَا كَانَ فِي وَسْطِهِ نِصْفٌ وَيُنَارٌ إِذَا كَانَ فِي آخِرِهِ رُبْعٌ وَيُنَارٌ وَرُبُّهَا كَانَ قِيمَتُهُ بِمَقْدَارِ

۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۰

۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۱

۳۔ اس صورت پر معمول کیا جاسکتا ہے جب کسی کے پاس کفارہ اور کرنے کے لئے کچھ نہ ہو۔

۴۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۱

الصَّدَقَةُ عَلَى عَشْرَةٍ مَسَاكِينٍ وَ مَتَى عَجَزَ عَنْ ذَلِكَ أَجْزَأُهَا الصَّدَقَةَ عَلَى مَسْكِينٍ وَ أَحَدٍ بِقَدْرِ شِعْبِهِ لِيَتَلَاَمَ الْأَعْيَارُ
 وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ مَا .

شیخ ابو جعفر محمد بن حسن کہتے ہیں کہ ان احادیث میں اجتماع کی یہ صورت ہوگی کہ ہم اس بات پر محمول کریں کہ اگر تو دل
 حیض کے ابتدائی دنوں میں ہو تو اس پر ایک پورا لایند لازم ہو، اگر حیض کے درمیانی ایام میں ہوں تو تو عا دینار ضروری ہو اور
 اگر آخری ایام میں ہو تو چوتھائی دینار واجب ہو اور بسا اوقات اس کی قیمت دس مسکینوں کو صدقہ دینے کے برابر بن جاتی
 ہے۔ اور اگر اس سے عاجز ہو تو ایک ہی مسکین کو حکم پیر کرنے کی مقدار تک صدقہ دینا کافی ہو جائے گا تاکہ روایات کو آپس میں
 ملایا جاسکے۔ اور اس تفصیل کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنْ أَصْحَابِنَا
 عَنِ النَّبِيِّ عَنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَزَّادٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ كَثَارَةَ الطَّنْثِ أَنَّهُ يَتَصَدَّقُ إِذَا كَانَ فِي
 أُولِهِ بِدِينَارٍ وَ فِي أَوْ سِطِهِ نِصْفَ دِينَارٍ وَ فِي آخِرِهِ وَ دُبْعٌ وَ دِينَارٍ قُلْتُ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَا يَكْفِي قَالَ فَلْيَتَصَدَّقْ عَلَى
 مَسْكِينٍ وَ أَحَدٍ وَ إِلَّا اسْتَغْفَرَ اللَّهُ وَ لَا يَعُودُ فَإِنَّ الْإِسْتِغْفَارَ تَوْبَةٌ وَ كَثَارَةُ لَمْ يَكُنْ مِنْ لَمْ يَجِدِ السَّبِيلَ إِلَى شَيْءٍ مِنْ
 الْكُفَّارَةِ¹

(مرسل) ۳۵۹-۳۵۸ جسے مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے محمد بن
 احمد بن یحییٰ سے اس نے ہمارے بزرگ سے اس نے طیا لسی سے اس نے احمد بن محمد سے اس نے داؤد بن فرقد سے اور اس
 نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ حیض (میں) جملہ کا کفارہ یہ ہے کہ اگر شروع میں ہے تو ایک دینار
 صدقہ دے اور میان میں ہو تو چار دینار صدقہ دے اور آخر میں ہو تو چوتھائی دینار دے۔ (راوی کہتا ہے کہ) میں نے پوچھا ۳۵۸ اس
 کے پاس کفارہ دینے کو کچھ نہ ہو تو؟ فرمایا: "تو وہ ایک ہی مسکین کو صدقہ دے اور اگر یہ بھی نہ ہو تو اللہ سے بخشش طلب
 کرے کیونکہ استغفار پر اس شخص کی توبہ اور کفارہ ہے جس کے پاس کفارہ لا کرنے کو کچھ نہ ہو۔"

قَالُوا مَا زَاةَ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عِيْسَى عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عِيْسَى بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ
 ذَاتِ عَمْرٍاءَ وَ هُنَّ طَائِفٌ قَالَ لَا يَلْتَمِسُ فَعَلٌ ذَلِكَ فَقَدْ نَهَى اللَّهُ أَنْ يُقْرَبَهَا قُلْتُ فَإِنْ فَعَلَ أَعْلَبَهُ كُفَّارَةٌ قَالَ لَا
 أَعْلَبَهُ فِيهِ شَيْءٌ اسْتَغْفِرُ اللَّهَ²

(صحیح) ۳۶۰-۳۶۱ ابوتہ دو روایت جسے نقل کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے صفوان سے اس نے عیسیٰ بن قاسم سے اور اس نے
 کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "کسی آدمی نے اپنی جائیداد بیوی کے ساتھ جملہ کیا ہے تو کیا حکم
 ہے؟" فرمایا: "ایسا کرنے پر اصرار نہ کیا جائے کیونکہ اللہ نے (اس حالت میں) عورت کے قریب جانے سے منع کیا ہے۔" (راوی

¹ تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۷۱
² تہذیب الامم ج ۱ ص ۱۷۲

کہتا ہے) میں نے پوچھا: ”اگر وہ ایسا کر لیتا ہے تو کیا اس پر کوئی کفارہ ہے؟“ فرمایا: ”میں اس میں کوئی کفارہ نہیں سمجھتا اس لئے بخشش طلب کرے۔“

مَا رَدَّ الْأَعْلَى بِنُ الْحَسَنِ بْنِ فَصَالٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَبِيلَةَ عَنِ لَيْثِ بْنِ الْمُرَادِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ
أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ وَقُوعِ الرَّجُلِ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ طَائِمَةٌ حَطَّأً قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَدْ عَصَى رَبَّهُ¹.

(ضعیف) ۳۶۱ھ۔ نیز جسے روایت کیا ہے علی بن حسن بن فضل نے محمد بن حسن سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابو جبیلہ² سے، اس نے لیث مرادی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے غلطی سے اپنی حاضر بیوی کے ساتھ جماع کیا (تو کیا کرے؟)“ فرمایا: ”اس نے اپنے رب کی نافرمانی تو کی ہے مگر اس پر کچھ (کفارہ) نہیں ہے۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عَيْسَى عَنْ حَرِيزِ بْنِ زُهْرَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ
الْحَائِضِ يَأْتِيهَا زَوْجُهَا قَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ يَسْتَغْفِرُ اللَّهُ وَلَا يَعُودُ³.

(موثق) ۳۶۲ھ۔ اسی سے احمد بن حسن سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریر سے، اس نے زہرہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”مرد عورت کا وہر اس کے ساتھ بہتری کرے تو؟“ فرمایا: ”اس پر کچھ نہیں ہے۔ استغفار کرے اور دوبارہ انجام نہ دے۔“

قَالَ وَجَدِي هَذِهِ الْأَخْبَارُ أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَى أَنْتَ إِذَا لَمْ يَعْلَمْ الرَّجُلُ مِنْ حَالِهَا أَنَّهَا كَانَتْ حَائِضًا لَمْ يَلْزَمُهُ شَيْءٌ وَلَا فِيمَا مَعَهُ
عَلَيْهِ بِذَلِكَ فَإِنَّهُ يَلْزَمُهُ الْكِفَارَةُ حَسَبَ مَا ذَكَرْنَا هُوَ وَ لَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ لَا يُبَيِّنُ هَذَا الشَّأْوِيلَ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَتْ هَذِهِ
الْأَخْبَارُ مَحْمُولَةً عَلَى حَالِ النِّسْبَانِ لَنَا قَالَ عِيسَى يَسْتَغْفِرُ رَبَّهُ وَمِثْلَ فَعَلٌ وَلَا يَلْزَمُهُ عَصَى رَبَّهُ لِأَنَّهُ لَا يَنْتَبِهُ إِلَّا عَلَى الْقَوْلِ
عَلَيْهِ بِأَنَّهُ عَصَى وَلَا الْحَثَّ عَلَى الْإِسْتِغْفَارِ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ فِي غَلْطِ السُّؤَالِ عَنْ حَالِهَا وَ هَلْ هِيَ طَائِمَةٌ أَمْ لَا مَعَ عَلَيْهِ
أَنَّهَا لَوْ كَانَتْ طَائِمَةً لَحَرَّمَ عَلَيْهِ وَ طَوَّأَهَا قَبْهًا الشَّرْطُ بِكَوْنِ عَامِصًا وَ يَجِبُ عَلَيْهِ الْإِسْتِغْفَارُ وَ الَّذِي يَكْشِفُ عَنْ
هَذَا الشَّأْوِيلِ 1.

خَبَرَ لَيْثِ بْنِ الْمُرَادِيِّ الثَّقَلَانِ ذَكَرَهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ وَقُوعِ الرَّجُلِ عَلَى امْرَأَتِهِ وَ هِيَ طَائِمَةٌ حَطَّأً فَقُلْتُ
السُّؤَالُ بِأَنَّ مَوَاقِعَتَهُ لَهَا كَانَتْ حَطَّأً فَأَجَابَنِي عَنِ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَدْ عَصَى رَبَّهُ

ہماری اس مذکورہ تاویل کی تائید لیث المرادی کے ذریعہ مروی گزارشت ذکر ہونے والی حدیث سے ہوتی ہے جس میں اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ”ایک آدمی نے غلطی سے اپنی حاضر بیوی کے ساتھ جماع کیا“

¹ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۷۳

² ابو جبیلہ مفضل بن صالح ہمدانی

³ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۷۳

کیا (تو کیا کرے؟)۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اس نے اپنے پروردگار کی نافرمانی تو کی ہے مگر اس پر کچھ بھی (کفارہ) نہیں ہے۔“

باب نمبر ۸۱: کیا خون حیض کے رک جانے کے بعد مگر غسل سے پہلے بہتری جائز ہے؟

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي بِنُ نُوحٍ
عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ عَلَاءِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ: الْمَرْأَةُ تَنْقِطُ مِنْهَا دَمٌ الْخَيْضُ فِي
آخِرِ أَيَّامِهَا فَقَالَ إِنْ أَصَابَ رُؤُوسَهَا شَيْئٌ فَلْتَغْسِلْ مِنْ جُفَاهَا ثُمَّ يَسْهَأُ رُؤُوسَهَا إِنْ شَاءَ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ.^۱

(موتق) ۱۔ ۳۶۳۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بتائی ہے علی بن محمد سے، اس نے زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضل سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایوب بن نوح نے حسن بن محبوب سے، اس نے علاء (بن رزین) سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”عورت کا خون حیض اپنے آخری ایام میں رکتا ہے۔“ پھر فرمایا: ”اگر اس کے شوہر کو شدید خواہش ہو تو عورت کو چاہیے کہ اپنی اندام نہانی کو دھو لے پھر اس کا شوہر چاہے تو غسل سے پہلے اس سے مقاربت کر سکتا ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَأَخِي أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ
عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ وَكَمْ تَغْتَسِلْ فَلْيَأْتِهَا رُؤُوسَهَا إِنْ شَاءَ.^۲

(موتق) ۲۔ ۳۶۳۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ علی بن حسن بن فضل سے، اس نے محمد اور احمد بن حسن سے، انہوں نے اپنے باپ سے، اس نے عبد اللہ بن بکر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جب (حیض کا) خون رک جائے مگر عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو تب بھی اس کا شوہر اگر چاہے تو اس سے مقاربت کر سکتا ہے۔“

فَأَمَّا مَارَؤُا فَعَمْرُو بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَبْدِ يَعْقُوبَ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ:
سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ كَانَتْ طَامِشًا فَرَأَتْ الظُّهْرَ يَتَقَدَّمُ عَلَيْهَا رُؤُوسَهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ لَا حَتَّى تَغْتَسِلَ قَالَ وَ
سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ حَاصِلَتْ فِي السَّفَرِ ثُمَّ طَهَّرَتْ فَدَنَمَ تَجِدُ مَاءَ يَوْمًا أَوْ اثْنَيْنِ أَيْجِلُ لِرُؤُوسِهَا أَنْ يُجَامِعَهَا قَبْلَ أَنْ
تَغْتَسِلَ قَالَ لَا يَضُرُّكَ حَتَّى تَغْتَسِلَ.^۳

(موتق) ۳۔ ۳۶۵۔ البتہ جس حدیث کو نقل کیا ہے علی بن حسن بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک عورت حاضر تھی پھر وہ حیض سے

^۱ کاؤن ۵ ص ۵۳۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۷۳

پاک ہو گئی تو کیا اس کا شوہر اس کے غسل حیض سے پہلے اس سے مقاربت کر سکتا ہے؟“ فرمایا: ”غسل کرنے تک نہیں ہے۔“

وَعَنْهُ عَنِ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ وَ سِنْدِي بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: قُلْتُ لَهُ الْمَرْأَةُ تَحْرُمُ عَلَيْهَا الضَّلَاةُ ثُمَّ تَطَهَّرَتْ فَتَمَسُّهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَغْتَسِلَ أَفَلَا تَوْجِهُهَا أَنْ يَأْتِيَهَا قَبْلَ أَنْ
تَغْتَسِلَ قَالَ لَا حَاشِيَ تَغْتَسِلَ^١

(موثق) ۳۶۶-۳۷۲۔ نیز اسی سے اس نے ایوب بن نوح اور سندی بن محمد سے، سب نے صفوان بن یحییٰ سے اس نے سعید بن یسار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک عورت پر نماز حرام تھی پھر وہ پاک ہوئی اور غسل کیے بغیر صرف وضو کیا تو کیا اس کے شوہر کو اجازت ہے کہ غسل سے پہلے اس سے جماعت کرے؟“ فرمایا: ”نہیں، یہاں تک کہ غسل کر لے۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ تَحْبِلَهَا عَلَى فَزْرٍ مِنَ الْكَرَاهِيَّةِ دُونَ الْحَظَرِ وَالْأَوْلَى عَلَى الْجَوَائِزِ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا

توان احادیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم ان احادیث کو ایک طرح کے مکروہ ہونے پر محمول کریں گے ہونے پر نہیں اور پہلی روایتوں کو جائز ہونے پر محمول کریں۔ اور اس تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ حُمْدُونَ عَنْ عَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ وَ
عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ سَبْعَةَ عَنِ الْعَبِيدِ الصَّالِحِ عَنِ التَّرَاقِ إِذَا طَهَّرْتَ مِنَ الْحَيْضِ قَلْتِ
تَمَسُّ الْمَاءَ فَلَا يَقَعُ عَلَيْهَا وَ جُهَا حَاشِيَ تَغْتَسِلَ وَإِنْ فَعَلَ فَلَا يَأْسُ بِهِ وَ قَالَ تَمَسُّ الْمَاءَ أَحَبُّ إِلَيَّ^٢

(مرسل) ۳۶۷-۳۶۸۔ جسے مجھے بیان کیا ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضل سے اس نے معاویہ بن حکیم اور عمرو بن عثمان سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے جس سے سنا ہے اسی سے، اور اس نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ فرمان نقل کیا کہ عورت اگر حیض سے پاک ہو جائے اور ابھی تک (غسل کی نیت سے) پاؤں کو نہ چھوا ہو تو شوہر کو غسل کر لینے تک اس سے (مقاربت) نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن اگر وہ ایسا کر بھی لیتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے نیز فرمایا کہ عورت کا (پہلے) غسل کر لینا مجھے زیادہ محبوب ہے۔

وَعَنْهُ عَنِ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَمْدَةَ عَنْ عَيْنِ بْنِ يَحْيَى عَنِ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ
الْحَائِضِ تَمَسُّ الطَّهْرَ أَيَقَعُ عَلَيْهَا قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ لَا يَأْسُ وَ بَعْدَ الْغُسْلِ أَحَبُّ إِلَيَّ^٣

(موثق) ۳۶۸-۳۶۹۔ نیز اسی سے اس نے ایوب بن نوح سے، (اس نے احمد سے) اس نے محمد بن ابی حمزہ سے، اس نے علی بن یحییٰ سے

^١ تہذیب الادکار ج ۱ ص ۱۷۳

^٢ تہذیب الادکار ج ۱ ص ۱۷۳

^٣ کافی ج ۵ ص ۵۳۰۔ تہذیب الادکار ج ۱ ص ۱۷۵

سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: ”عائضہ عورت پاک ہو جائے تو کیا غسل کر لینے سے پہلے اس کا شوہر اس سے مباشرت کر سکتا ہے؟“ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے لیکن غسل کر لینے کے بعد (مباشرت) کو میں اچھا سمجھتا ہوں۔“

باب نمبر ۸۲: پہلی مرتبہ اور مستقل خون دیکھنے والی عورت

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الطُّغْجَارِيِّ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الْمَرْءُ إِذَا رَأَى الدَّمَ فِي أَوَّلِ حَيْضِهَا فَاسْتَمْرَبَهَا الدَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ ثُمَّ تَصَلَّى عَشْرِينَ يَوْمًا فَإِنْ اسْتَمْرَبَهَا الدَّمُ بَعْدَ ذَلِكَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَصَلَّتْ سَبْعَةَ وَعَشْرِينَ يَوْمًا قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ وَ قَالَ ابْنُ بَكْرٍ هَذَا وَمِثَالُهُ لَا يَجُودُونَ مِنْهُ يَدًا.

۱۔ ۳۶۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن حسن صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے عبد اللہ بن بکر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”عورت اگر اپنا سب سے پہلا حیض کا خون دیکھے اور پھر اس کے بعد خون اس کو مسلسل آتا رہے تو وہ دس دن نماز پڑھنا ترک کر دے۔ پھر میں دن نماز پڑھے۔ پھر اگر اس کے بعد بھی خون مسلسل جاری رہے تو وہ تین دن نماز ترک کرے اور باقی ستائیس دن نماز پڑھے۔“ حسن بن علی اور عبد اللہ بن بکر کا کہنا ہے کہ یہ ایسی صورت حال ہے جس میں کوئی اور چارو بھی نہیں ہے۔

أَخْبَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَدَانَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ ابْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَكْرِ قَالَ: فِي الْجَارِيَةِ أَوَّلَ مَا تَحِيضُ يُدْفَعُ عَلَيْهَا الدَّمُ فَتَكُونُ مُسْتَحَاضَةً إِنَّهَا تَنْتَظِرُ بِالصَّلَاةِ فَلَا تَصَلِّي حَتَّى يَنْقُضَ أَكْثَرُ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ فَإِذَا مَضَى ذَلِكَ وَهُوَ عَشْرَةُ أَيَّامٍ فَعَلَتْ مَا تَفْعَلُ الْمُسْتَحَاضَةُ ثُمَّ صَلَّتْ فَصَلَّتْ تَصَلِّي بَقِيَّةَ شَهْرٍ ثُمَّ تَتْرُكُ الصَّلَاةَ فِي الثَّانِيَةِ أَقْلَ مَا تَتْرُكُ امْرَأَةً الصَّلَاةَ وَتَجْلِسُ أَقْلَ مَا يَكُونُ مِنَ الطَّنْثِ وَهُوَ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَإِنْ دَامَ عَلَيْهَا الْحَيْضُ صَلَّتْ فِي وَقْتِ الصَّلَاةِ الَّتِي صَلَّتْ وَجَعَلَتْ وَقْتِ طَهْرِهَا أَكْثَرَ مَا يَكُونُ مِنَ الطَّهْرِ وَتَتْرُكُهَا الصَّلَاةَ أَقْلَ مَا يَكُونُ مِنَ الْحَيْضِ.

(موقوف) ۲۔ ۳۷۰۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے

محمد اور احمد بن حسن سے، ان دونوں نے اپنے باپ سے، اس نے عبد اللہ بن کبیر سے اور اس نے کہا: ”وہ لڑکی جسے پہلی مرتبہ حیض آئے تو چونکہ وہ اچانک خون دیکھتی ہے اگر خون مسلسل جاری رہے تو وہ اپنے آپ کو حائضہ قرار دے وہ نماز کا انتظار تو کرے مگر نماز پڑھنا یہاں تک کہ حیض کے زیادہ سے زیادہ جتنے دن ہو سکتے ہیں وہ گزر جائیں اور وہ دس دن ہیں پس جب یہ ایام گزر جائیں تو پھر عورت والے اعمال بمالائے پھر مہینہ کے باقی ایام میں نماز پڑھتی رہے۔ پھر اگلے مہینہ میں دوسری مرتبہ پہلی مرتبہ سے کم مدت نماز پڑھنا ترک کرے اور حیض کے کم ترین ایام قرار دے جو تین دن ہیں اور اگر خون پھر بھی مسلسل جاری رہتا ہے تو نماز پڑھنے کے اوقات میں نماز پڑھے۔ اور زیادہ سے زیادہ ایام کو پاکی کے ایام قرار دے اور حیض کی وجہ سے کم مدت میں نماز چھوڑے۔“

وَلَا يُنَاقِي هَذَيْنِ الْعَبْرَيْنِ مَا تَشْتَبِهَ حَبْرِيُونَسَ الطَّوِيلُ الَّذِي أَوْزَدْنَا فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ مِنْ أَنْ مَنْ قَدَّوْ حَالَهَا تَتْرَكَ الصَّلَاةَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ فِي الشَّهْرِ تَصَبَّى بِأَقِ الشَّهْرِ لِأَنَّهَا يُجُودُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ عِمَارَةً عَمَّا يُصِيبُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ شَهْرٍ إِذَا اجْتَمَعَتْ شَهْرَانِ لِأَنَّهَا إِذَا تَرَكَتْ فِي الشَّهْرِ الْأَوَّلِ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فِي الثَّانِي ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كَانَ نِصْفُ ذَلِكَ نَحْوًا مِنْ سَبْعَةِ أَيَّامٍ عَلَى التَّقْرِيبِ فَيَكُونُ مُطَابِقًا لِمَا تَشْتَبِهَ رَوَيْتُهُ عِنْدَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَكْنِيْرٍ وَهُوَ مُطَابِقٌ لِلْأَصُولِ كَلِمًا.

اور یہ دونوں روایتیں یونس والی اس طویل حدیث کے مضمون کے منافی نہیں ہیں جسے ہم نے اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام¹) میں درج کیا ہے۔ اور اس میں آیا ہے کہ جس عورت کی یہ صورت حال ہو تو اس حالت میں عورت ہر مہینہ کے سات دن نماز چھوڑے گی اور مہینہ کے باقی ایام میں نماز پڑھے گی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ اس صورت میں ہو جب دو ماہ اسی تسلسل کے ساتھ خون جاری رہے تو ہر ماہ میں حیض کا خون دیکھ لے گی۔ اس لئے کہ عورت نے پہلے پہلے مہینہ میں دس دن نماز چھوڑی تھی اور دوسرے مہینہ میں تین دن چھوڑی تھی تو ان دونوں مہینوں کے مجموعہ کا احساسات دن کے لگ بھگ ہو جائے گا۔ تو وہ حدیث بھی اس قاعدہ کے مطابق عبد اللہ بن کبیر والی حدیث کے مضمون کے مطابق ہو جائے گی اور یہ صورت حال تمام قواعد کے مطابق بھی ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ زُرْعَةُ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ جَارِيَةٍ حَاضَتْ أَوَّلَ حَيْضِهَا قَدَامَ دَمِهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ هِيَ لَا تَعْرِفُ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا قَالَ أَقْرَانُهَا مِثْلُ أَقْرَانِ نِسَائِهَا فَإِنَّ كُنَّ نِسَائُهَا مُخْتَلِفَاتٍ فَأَكْثَرُ جُلُوسِهَا عَشْرَةَ أَيَّامٍ أَقَلُّهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.²

(مرفوع) ۳-۷۱-۴۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے زرعد نے سماع سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک عورت نے مسلسل تین ماہ خون دیکھنے سے پہلے پہلی بار حیض کا خون دیکھا تھا۔ اور اب وہ اپنی پاکی کے ایام کی پہچان نہیں رکھتی (کیا کرے)؟“ فرمایا: ”اس کی طہارت کے ایام اس کی (خاندان کی) عورتوں کی پاکی کے ایام کی طرح ہوں گے۔ اگر وہ عورتیں مختلف ایام رکھتی ہوں تو پھر اس کا حیض میں زیادہ سے زیادہ بیٹھنا دس دن ہو گا اور کم سے کم تین دن ہوں گے۔“

وَرَوَى عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ قُسَّابٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ يَسْتِ بْنِ نَيْسَانَ عَنْ جَبْرِ بْنِ دَرَّاجٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَزَانَ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ذیل حدیث نمبر ۱۱۱۸۳/۱۱۱۸۳ ص ۳۰۳-۳۰۴
² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۰۳

جَبِيحًا عَنْ زُرَّارَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ م قَالَ: يَجِبُ لِنِسْتَمَاعَةِ أَنْ تُلْفَظَ نِسَانِهَا لَتَقْتَدِي بِأَقْرَبِهَا ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ عَلَى ذَلِكَ بِتَوْبَةٍ.

(موتی) ۳-۷۳- اور علی بن حسن (بن فضال) نے روایت کی ہے حسن بن علی بن بنت الیاس سے، اس نے جمیل بن دراج اور محمد بن حران سے، انہوں نے زراره اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "خون حیض دیکھنے والی عورت کیلئے واجب ہے کہ وہ (اپنے قبیلہ کی) بعض خواتین کو دیکھ کر اپنے پاک ہونے کے ایام میں ان کی پیروی کرے پھر مزید ایک دن خود احتیاط کرے۔"

فَلَا يَنَابِي الْأَخْبَارَ الْأَوَّلَةَ لِأَنَّ هَذَا أَحْكَمُ مَنْ لَهَا نِسَاءٌ فَأَمَّا مَنْ نَيْسَ لَهَا نِسَاءً أَوْ كُنِيَ مُخْتَلِفَاتٍ كَانَ الْعَنْمُ مَا ذَكَرْنَا وَ لَا يَحِلُّ ذَلِكَ قَالَ فِي آخِرِ الْعَبْرَةِ مَنْ كُنِيَ نِسَاءً وَهَا مُخْتَلِفَاتٍ فَأَكْثَرُ جُلُوسِهَا عَشْرًا وَ أَقَلُّهُ ثَلَاثَةٌ فَيُرَدُّ حُكْمُهَا عِنْدَ ذَلِكَ إِلَى مَا تَقَدَّمَ فِي الْأَوَّلَةِ.

تو یہ حدیث گزشتہ روایتوں کے منافی نہیں ہیں کیونکہ یہ اس عورت کا حکم ہے جس کے خاندان کی عورتیں ہوں۔ لیکن اگر کسی کی عورتیں نہ ہوں یا عورتوں کی پاکی کے ایام مختلف ہوں تو حکم وہی ہوگا جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اسی وجہ سے مذکورہ حدیث کے آخر میں امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر عورتیں مختلف ایام رکھتی ہوں تو زیادہ سے زیادہ اس کا (حیض کیلئے) بیسٹنا دس دن ہوگا اور کم سے کم تین دن۔ تو اس صورت میں حکم وہی ہوگا جو ابتدائی احادیث میں ذکر ہوا ہے۔

باب نمبر ۸۳: حاملہ کا خون دیکھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي بَابٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْحَبْلِ تَرَى الدَّمَ قَالَ تَدْرَأُ الصَّلَاةَ فَإِنَّهُ رُبَّمَا يَهْرَبُ فِي الرَّجْمِ الدَّمَ وَ لَمْ يَخْرُجْ وَ ذَلِكَ الْهَرَاةُ.

(موتی) ۳-۷۴- مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ حرر اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حرب سے، اس نے اسے خبر دینے والے سے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاملہ کے خون دیکھنے کے بارے میں نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: "وہ نماز چھوڑے کیونکہ بسا اوقات رحم میں خون باقی رہ جاتا ہے اور نہیں نکل سکتا تو اس سے یہ بہہ جاتا ہے۔"

وَيَقْدَأُ الْإِنْسَادُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ النَّضْرِ وَ فَصَالَةَ بْنِ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ بَسَّانَ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ سَهَّلَ

تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۲۳
تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۰

عَنِ الْخُبَيْلِ تَرَى الدَّمَّ أَتَتَرُكُ الصَّلَاةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ الْخُبَيْلَ رُبَّمَا قَدَّ قَثَ بِالدَّمِّ.¹

(صحیح) ۲-۳۷۴۔ انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے نضر اور فضالہ بن ایوب سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ سے پوچھا گیا: ”حاملہ خون دیکھے تو کیا وہ نماز ترک کر دے؟“ فرمایا: ”جی ہاں! حاملہ سے بعض اوقات حیض کا خون خارج ہوتا ہے۔“

عَنْهُ عَنِ حَمَادٍ عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْخُبَيْلِ تَرَى الدَّمَّ قَالَ نَعَمْ أَنَّهُ رُبَّمَا قَدَّ قَثَ السَّرَاةَ بِالدَّمِّ وَهِيَ خُبَيْلٌ.²

(صحیح) ۳-۳۷۵۔ اسی سے، اس نے حماد سے، اس نے شعیب سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا حاملہ بھی خون حیض دیکھتی ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں! بعض اوقات عورت کا خون جراثیم بارتا ہے حالانکہ وہ حاملہ ہوتی ہے۔“

عَنْهُ عَنِ صَفْوَانَ عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ ع عَنِ السَّرَاةِ الْخُبَيْلِ تَرَى الدَّمَّ وَهِيَ حَامِلَةٌ كَمَا كَانَتْ تَرَى قَبْلَ ذَلِكَ فِي كُلِّ شَهْرٍ هَلْ تَتَرُكُ الصَّلَاةَ فَقَالَ تَتَرُكُ إِذَا دَامَ.³

(صحیح) ۴-۳۷۶۔ اسی سے، اس نے صفوان سے، اس نے عبد الرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”حاملہ عورت حمل کی حالت میں بھی بالکل اسی طرح خون دیکھتی ہے جس طرح اس سے پہلے ہر ماہ خون دیکھتی تھی تو کیا وہ نماز ترک کر دے؟“ تو فرمایا: ”اگر مسلسل جاری رہے تو نماز چھوڑ دے۔“

عَنْهُ عَنِ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ رَأَتْ الدَّمَ فِي الْخُبَيْلِ قَالَ تَتَعَدُّ أَيَّامَهَا الْيَوْمَ كَانَتْ تَحِيضُ فَإِذَا رَأَتْ الدَّمَ عَلَى الْإِخْبَارِ الْيَوْمِ كَانَتْ تَتَعَدُّ اسْتِظْهَرَتْ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ هِيَ مُسْتَحْضَاةٌ.⁴

(موثق) ۵-۳۷۷۔ اسی سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت اگر حمل کی حالت میں خون دیکھے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”جن دنوں میں اسے حیض آیا کرتا تھا وہ (نماز پڑھنے سے) بیٹھ جائے گی پھر اگر خون ایام حیض سے بڑھ جائے تو وہ مزید تین دن احتیاطاً کرے گی پھر وہ مستحاضہ ہوگی۔“

عَنْهُ عَنِ صَفْوَانَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ الرِّضَا ع عَنِ الْخُبَيْلِ تَرَى الدَّمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَرْبَعَةَ أَيَّامٍ تَصِي قِيَامَ تَسْبِكُ عَنِ الصَّلَاةِ.⁵

¹ کافی ج ۳۔ تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۱۰

² تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۱۰

³ کافی ج ۳ ص ۷۹۔ تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۱۰

⁴ تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۱۰

⁵ تہذیب الامم ج ۱ ص ۳۱۰

(صحیح) ۶-۴۷۸-اسی سے، اس نے صفوان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضاعیہ السلام سے پوچھا: ”حاملہ عورت کو تین یا چار دن خون آئے تو کیا وہ (ان ایام میں) نماز پڑھے؟“ فرمایا: ”وہ نماز سے رک جائے۔“

وَأَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّقَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَحَدِهِمَا ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْحَيْضِ تَرَى الدَّمَ كَمَا كَانَتْ تَرَى الْيَأْسَ حَيْضَهَا مُسْتَقْبِلِي كُلِّ شَهْرٍ قَالَ تَسْبِكُ عَنِ الصَّلَاةِ كَمَا كَانَتْ تَصْنَعُ فِي حَيْضِهَا فَإِذَا طَهَّرَتْ صَلَّتْ.

(صحیح) ۷-۴۷۹- نیز مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس کے منہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے عطاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر حاملہ عورت کو ویسے خون آئے جیسے اسے ہر ماہ حمل سے پہلے حیض کے ایام میں آیا کرتا تھا (کیا حکم ہے)؟“ فرمایا: ”وہ نماز پڑھنے سے رک جائے گی جیسے اس سے پہلے حیض کے ایام میں کیا کرتی تھی۔ پھر جب خون سے پاک ہوگی تو نماز پڑھے گی۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْمُسْتَمْنِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا النَّعْسَنِ الْأَنْزَلِيَّ عَنِ الْحَيْضِ تَرَى الدَّقَقَةَ وَالدَّقَقَتَيْنِ مِنَ الدَّمِ فِي الْأَيَّامِ وَفِي الشَّهْرِ وَالشَّهْرَيْنِ فَقَالَ تِلْكَ الْهَرَاةُ لَيْسَ تَسْبِكُ هَذِهِ عَنِ الصَّلَاةِ.

(صحیح) ۸-۳۸۰- البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد نے علی بن حکم سے، اس نے حمید بن المستمن سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”حاملہ عورت اپنے مخصوص دنوں میں ایک یا دو مرتبہ خون دیکھتی ہے (تو کیا حکم ہے)؟“ فرمایا: ”وہ تو بس ایک بہاؤ تھا وہ اسے نماز سے نہیں روک سکتا۔“

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هَاشِمٍ عَنِ الثَّوْقِيِّ عَنِ السَّكُونِيِّ عَنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيهِ ع أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ص مَا كَانَ اللهُ لِيَجْعَلَ حَيْضاً مَعَ حَبَلٍ يَعْنِي إِذَا رَأَتْ النِّزَاةَ الدَّمَ وَهِيَ حَامِلٌ لَا تَدْرِي الصَّلَاةَ إِلَّا أَنْ تَرَى عَسَلَ رَأْسِ الْوَلَدِ إِذَا صَرَبَهَا الطَّلُقُ وَرَأَتْ الدَّمَ تَرَكَتِ الصَّلَاةَ.

(ضعیف) ۹-۳۸۱- نیز جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے ثوقی سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے حیض کو حمل کے ساتھ اکٹھا نہیں فرمایا یعنی جب حمل کی حالت میں عورت کو خون نظر آئے تو نماز نہ چھوڑے مگر جب بچہ جننے لگے اور روزہ میں مبتلا ہو اور خون دیکھے (یعنی نفاس کی حالت میں ہو) تو پھر نماز کو ترک کر دے۔“

۱ کافی ج ۳ ص ۹۷- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۱

۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۱

۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۱

فَهَذَا الْخَبْرَانِ لَا يُتَافِيَانِ الْأَخْبَارَ الْمُتَقَدِّمَةَ لِأَنَّ
الْخَبَرَ الْأَوَّلَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمُهْلِ تَرَى الدَّفْقَةَ وَ الدَّفْقَتَيْنِ فِي الْأَيَّامِ وَ فِي الشَّهْرِ فَقَالَ لَهُ تِلْكَ الْهَرَاةُ لَيْسَ
تُسَبِّحُ هَذَا عَنِ الصَّلَاةِ.

فَذَلِكَ صَحِيحٌ لِأَنَّ ذَلِكَ لَيْسَ بِأَقْلَى الْحَيْضِ لِأَنَّكَ قَدْ بَيَّنَّا أَنَّ أَقْلَى أَيَّامِ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَإِذَا لَمْ تَرَ إِلَّا دَفْقَةً أَوْ
دَفْقَتَيْنِ فَلَيْسَ بِدَمٍ حَيْضٍ لَا يَجُوزُ لَهَا تَرْكُ الصَّلَاةِ وَ الصُّومِ
تو یہ دونوں حدیثیں گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہیں۔

کیونکہ ان میں سے پہلی حدیث میں راوی نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا کہ حاملہ عورت چند ایام اور ایک ماہ میں ایک بار
جھٹکے خون کے دیکھتی ہے تو امام علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہ خون کا بہاؤ ہے اور یہ نماز سے نہیں روک سکتا۔ تو یہ بات صحیح ہے کیونکہ یہ
حیض کی کم سے کم مدت بھی نہیں ہے کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہیں۔ اور جب وہ ایک بار جھٹکے
خون کے دیکھتی ہے تو یہ حیض کا خون نہیں ہے جس کی وجہ سے اس کیلئے نماز اور روزہ چھوڑنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

وَ أَمَّا الْخَبْرُ الثَّانِي هُوَ قَوْلُهُمْ لَمْ يَحْمَلِ اللَّهُ الْحَبْلَ مَعَ الْحَيْضِ. قَالَ وَجْهٌ فِيهِ أَنَّهُ لَا يَكُونُ ذَلِكَ مَعَ الْحَبْلِ الْمُسْتَبِينِ
حَتَّى يَكُونَ الْخَبْلُ مَائِمًا يَسْتَبِينُ الْحَبْلَ فَإِذَا اسْتَبَانَ قَعْدًا از تَقَعَّمَ الْحَيْضُ وَ لِأَجْلِ ذَلِكَ اغْتَبَرْنَا أَنَّهُ مَقْرَبٌ
تَأَخَّرَ عَنْ عَادَتِهَا بِعَشْرِينَ يَوْمًا فَلَيْسَ ذَلِكَ بِدَمٍ حَيْضٍ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

البتہ دوسری حدیث میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ اللہ نے حمل اور حیض کو اکٹھا قرار نہیں دیا ہے تو اس کی صورت حال یہ ہوگی کہ حیض
اس حمل کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوگا جو واضح ہو اور حیض اس وقت تک ہوگا جب تک حمل واضح نہ ہو پھر جب حمل واضح ہو جائے تو حیض
کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے ہم نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر وہ عورت اپنی عادت سے بیس دن تاخیر کے ساتھ خون دیکھتی ہے
تو وہ خون حیض نہیں ہوگا۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے:

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَجَبُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ
بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ نَعِيمٍ الشَّعْبَانِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَرَأْتُ أُمَّهُ وَ لَدَى تَرَى
الدَّمَّ وَ هِيَ حَامِلٌ كَيْفَ تَضَعُهُ بِالصَّلَاةِ قَالَ إِذَا رَأَتْ الْحَامِلُ الدَّمَ بَعْدَ مَا مَضَى عَشْرُونَ يَوْمًا مِنَ الْوَقْتِ
الَّذِي كَانَتْ تَرَى فِيهِ الدَّمَ مِنَ الشَّهْرِ الَّذِي كَانَتْ تَعْمُدُ فِيهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَيْسَ مِنَ الرَّجْمِ وَ لَا مِنَ الْكَلْبِ فَلْيَتَوَسَّأْ
تَحْتَمِي بِكَرْسِفٍ وَ تَصَلِّ إِذَا رَأَتْ الْحَامِلُ الدَّمَ قَبْلَ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَتْ تَرَى فِيهِ الدَّمَ الْقَلِيلِ أَوْ فِي الْوَقْتِ
مِنْ ذَلِكَ الشَّهْرِ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَيْضَةِ فَلْيَتَوَسَّأْ عَنِ الصَّلَاةِ عَدَّةَ أَيَّامِهَا الَّتِي كَانَتْ تَعْمُدُ فِي حَيْضِهَا فَإِنَّ انْقِطَاعَ الدَّمِ
عَنْهَا قَبْلَ ذَلِكَ فَلْيَتَوَسَّأْ وَ لْيَتَوَسَّأْ فَإِنَّ لَمْ يَنْقَطِعِ الدَّمُ عَنْهَا إِلَّا بَعْدَ مَا تَمَّتْ أَيَّامُهَا الَّتِي كَانَتْ تَرَى الدَّمَ فِيهَا
بِئْتَمِيرٍ أَوْ بِئْتَمِيرِينَ فَلْيَتَوَسَّأْ وَ تَحْتَمِي وَ تَسْتَفْرِغْ وَ تَصَلِّ الشُّهُرَةَ الْعَصْرَ ثُمَّ لَتَنْتَظِرْ فَإِنَّ كَانَ الدَّمَ فِيهَا بَيْنَهَا وَ بَيْنَ
السُّعْرِبِ لَا يَسِيلُ مِنْ حَلْفِ الْكُرْسِفِ فَلْيَتَوَسَّأْ وَ لْيَتَوَسَّأْ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ مَا لَمْ تَطَّرِبِ الْكُرْسِفَ فَإِنَّ طَرَحَتْ

انكُرْتُ سَفْعَ عَنِّيهَا وَ سَأَلَ الدَّمُ وَ جَبَّ عَلَيْهَا الْغُسْلُ وَإِنْ طَرَحْتَ انكُرْتُ سَفْعَ عَنِّيهَا لَمْ يَسْبِلِ الدَّمُ فَلَمَّا تَوَضَّأَ وَ لَتَّصَلَ وَ لَا غُسْلَ عَلَيْهَا قَالَ فَإِنْ كَانَ الدَّمُ إِذَا أَمْسَكْتَ انكُرْتُ سَفْعَ يَسْبِلُ مِنْ خَلْفِ انكُرْتُ سَفْعًا صَبِيحًا لَا يَزِيدُ قَابًا عَلَيْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَحْتَشِي وَ تُصَبِّحُ تَغْتَسِلُ لِلْفَجْرِ وَ تَغْتَسِلُ لِلظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ وَ تَغْتَسِلُ لِلْمَغْرِبِ وَ الْعِشَاءِ الْأَخِيرَةِ قَالَ وَ كَذَلِكَ تَفْعَلُ الْمُسْتَحَاضَةُ فَإِنَّهَا إِذَا فَعَلَتْ ذَلِكَ أَذْهَبَ اللهُ بِالدَّمِ عَنْهَا.

(صحیح) ۱۰-۳۸۲۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے حسین بن نعیم صحاف سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”میری ام ولد (مالک کے بچے کی ماں) لونڈی نے حمل کی حالت میں خون کا مشاہدہ کیا ہے۔ اب نماز کیا کرے؟“۔ راوی کہتا ہے کہ امام نے فرمایا: ”اگر حاملہ عورت نے جس ماہ خون دیکھا اس ماہ کے بعد اپنے حیض کا خون دیکھنے کے ایام سے تیس دن بعد خون دیکھے تو یہ خون عورت کے رحم سے نہیں ہے اور حیض بھی نہیں ہے۔ اس لیے اسے چاہیے کہ وضو کرے اور روٹی سے بھری چڈھی باندھے اور نماز پڑھے۔ اور اگر حاملہ عورت کو جن ایام میں خون حیض آتا تھا ان سے کچھ ایام پہلے یا اسی مہینے کے انہی ایام میں خون آئے تو یہ حیض کا خون ہو گا اس لیے جتنے دن حیض کے ایام میں (عبادات سے رک کر) بیٹھ جاتی تھی اسے چاہیے کہ اتنے دن نماز سے رک جائے۔ اگر ان ایام کے اختتام سے پہلے خون رک جائے تو غسل کر کے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے خون دیکھنے کے ایام کے ایک یا دو دن بعد تک خون نہ رے تو غسل کر کے روٹی سے بھر انگوٹھ پیسے اور ظہر اور عصر کی نماز پڑھے، پھر مغرب تک انتظار کرے اگر خون لنگوٹ سے باہر نہیں بہتا تو وضو کر کے نماز پڑھے اور جب تک لنگوٹ نہیں آتا تو تب تک ایسا ہی کرے اور اگر لنگوٹ آنے کے بعد بھی خون بہتا رہتا ہے تو اس پر غسل واجب ہو گا۔ لیکن اگر لنگوٹ آنے کے بعد خون نہیں بہتا تو صرف وضو کر کے نماز پڑھے اس پر کوئی غسل نہیں ہو گا۔“ پھر فرمایا: ”جب روٹی سے بھر انگوٹھ باندھا تھا اس وقت خون لنگوٹ کے پیچھے سے بھی ٹپک رہا ہو اور نہ رک رہا ہو تو اس پر روزانہ کے تین غسل واجب ہوں گے یعنی پھر صبح کیلئے الگ لنگوٹ باندھے گی اور غسل کرے فجر کی نماز پڑھے گی پھر ظہر اور عصر کیلئے غسل کرے گی اور پھر مغرب اور عشاء کیلئے آخری غسل کرے گی۔“ نیز فرمایا: ”اور مستحاضہ عورت بھی اسی طرح کرے گی کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گی تو اللہ بھی اس کے خون کے نکلنے کو بند کر دے گا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ أَبِي الْبَغْضَاءِ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ السُّأَةِ الْعَيْنِ تَرَى الدَّمَ الْيَوْمَ وَالْيَوْمَينِ قَالَ إِنْ كَانَ وَمَا عَبِيطًا فَلَا تُصَلِّي ذَيْنِكَ الْيَوْمَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ ضَعْفَةً فَلَتَغْتَسِلِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ تَيْنِ.

(مشوئ) ۱۱-۳۸۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے ابو المعز سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”حاملہ عورت اگر ایک یا دو دن خون دیکھے

۱۱-۳۸۳ (مشوئ) البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے ابو المعز سے، اس نے اسحاق بن عمار سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”حاملہ عورت اگر ایک یا دو دن خون دیکھے

لو کیا کرے؟ فرمایا: ”اگر گڑھا خون دیکھے تو ان دو دنوں میں نماز پڑھے اور اگر زرد خون ہے تو ہر نماز کیلئے غسل کرے۔“
 فَلَا يُنَاقِي هَذَا الْحَدِيثَ مَا قَدَّمَ مِنْ أَنَّ أَقَلَّ الْخَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ لِأَنَّ الْوَجْهَ فِيهِ أَنْ تَكْرَى الدَّمُ الْيَوْمَ وَالْيَوْمَيْنِ وَمَا
 مُتَوَالِيًا وَتَكْرَى ثَمَّ الثَّلَاثَةَ فِي مُدَّةِ الْعَشْرِ لِأَنَّ الْعَائِضَ مَتَى رَأَتْ الدَّمُ فِي مُدَّةِ الْعَشْرِ أَيَّامٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ كَانَتْ
 حَائِضًا وَإِنْ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مُتَوَالِيًا حَسَبَ مَا رُوِيَ فِي كِتَابِ تَهْنِيبِ الْأَخْكَامِ فِي رِوَايَةِ يُونُسَ.

تو یہ حدیث بھی ہماری بیان کردہ گزشتہ احادیث میں اس بیان کے منافی نہیں ہے کہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے۔
 کیونکہ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب تہذیب الاحکام میں یونس سے مروی روایت کے ضمن میں بیان کیا ہے اس کے مطابق اس حدیث کا
 تصور یہ ہوگی کہ وہ عورت ایک یا دو دن مسلسل خون دیکھے اور دس دن کے اندر اندر تیسرا دن بھی خون دیکھے کر مکمل کر لے۔ کیونکہ
 عورت اگر دس دن کے اندر اندر تین دن خون دیکھتی ہے تو وہ حائضہ ہوگی چاہے وہ مسلسل اور متواتر نہ بھی ہوں۔

باب نمبر ۸۴: حائضہ عورت اگر اوقات نماز میں پاک ہو جائے

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ
 مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَجَّالِ عَنِ ثَعْلَبَةَ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ يَحْيَى قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ الْحَائِضِ تَطَهَّرَ عِنْدَ الْعَصْرِ تَصْنِ
 الْأَوَّلَى قَالَ لَا إِشَاءَ تَصَلِّيَ الصَّلَاةَ الَّتِي تَطَهَّرَ عِنْدَهَا.^۱

(صحیح) ۱۔ ۳۸۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے احمد بن محمد
 یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حجال سے، اس نے ثعلبہ سے، اس نے معمر بن یحییٰ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت
 امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”حائضہ جب عصر کے نزدیک پاک ہو تو کیا پچھلی نماز بھی پڑھے؟“ فرمایا: ”نہیں بلکہ وہ صرف
 وہی نماز پڑھے جس وقت میں وہ پاک ہوئی ہے۔“^۲

وَبِهَذَا الْإِسْتِثْنَاءِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ
 الْأَوَّلَ عَمَّا قَدَّمَ مِنَ الصَّلَاةِ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِالصَّلَاةِ إِذَا رَأَتْ الطَّهْرَ بَعْدَ مَا تَخِضُ مِنْ
 زَوَالِ الشَّمْسِ أَرْبَعَةَ أَقْدَامٍ فَلَا تَصْنَعُ إِلَّا الْعَصْرَ لِأَنَّ وَقْتُ الطَّهْرِ دَخَلَ عَلَيْهَا وَهِيَ فِي الدَّمِ وَخَرَجَ عَنْهَا الْوَقْتُ^۳

^۱ ملاحظہ ہو تہذیب الاحکام ج ۳ ص ۳۰۳ تا ۳۰۸

^۲ کافی ج ۳ ص ۱۰۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۴

^۳ کافی میں معمر ابن عمر ہے۔

^۴ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ نماز کی ادائیگی کا وقت وسیع ہوتا ہے۔ اس بنا پر یہ ازنی ہو جائے گا کہ ہم اس حدیث کو اس صورت پر محمول کریں کہ جب نماز کی
 فضیلت کا کوئی وقت باقی نہ رہا ہو تو اس صورت پر ظہر کی نماز واجب نہیں ہوگی بلکہ مستحب ہوگی لیکن اگر فضیلت کا وقت نہ گزرے ہو تو اس پر ظہر کی نماز واجب
 ہو جائے گی۔ پس یہاں مراد وقت فضیلت کا تکب ہونا اور گزر جانا ہے۔ مکمل وقت کا گزرنا نہیں۔

ہی فی الذمہ قلتمہ یجب علیہا أن تصبی الطہرۃ ما طهرہ اللہ عنہا من الصلاۃ ہی فی الذمہ اکثر قال إذا رأیت المرأة
الذمہ بقدا ما ینقض من ذوال الشمس أربعۃ أقدار فلتسبک عن الصلاۃ فإذا طهرت من الذمہ فلتقتضی الطہرۃ
إلی وقت الطہرۃ دخل علیہا وہی طاهرۃ وخریہ عنہا وقت الطہرۃ ہی طاهرۃ فصبت صلاۃ الطہرۃ فوجب علیہا
قضاؤها.

(موتقی ۲-۳۸۵۔ نیز کورہ استاد کے ساتھ از احمد بن محمد، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے فضل بن یونس سے اور اس نے کہا کہ
میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت اگر سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو جائے تو نماز کا کیا کرے؟“
فرمایا: ”اگر وہ سورج ڈھلنے کے بعد (سائے کے) چار قدم تک بڑھ جانے کے بعد پاک ہوئی ہے تو صرف نماز عصر ہی پڑھے کیونکہ جب
ظہر کا وقت داخل ہوا تھا تو وہ خون کے ساتھ تھی اور ظہر کا (مخصوص) وقت چلا گیا تو تب بھی وہ خون کے ساتھ تھی تو اس پر نماز
عصر واجب نہیں ہوگی۔ اور خون حیض کی حالت میں اللہ نے اس جتنی نمازیں چھوڑ دی ہیں اس ایک نماز سے کہیں زیادہ ہیں۔“
پھر فرمایا: ”اور اگر عورت سورج ڈھلنے سے چار قدم کی مقدار گزر جانے کے بعد خون دیکھے تو نماز پڑھنے سے رک جائے پھر جب
پاک ہو جائے تو پھر ظہر کی قضا بجالائے کیونکہ اس وقت نماز ظہر کا وقت داخل ہو چکا تھا جب وہ پاک تھی اور جب ظہر کا وقت نکل گیا تب
بھی پاک تھی تو اس نے ظہر کی نماز ضائع کر دی جس کی وجہ سے اس پر ظہر کی قضا واجب ہو گئی۔“

أخبرنی أحمد بن عبدون عن علی بن محمد بن زبیر عن الحسن بن فضال عن علی بن اسیاب عن علاء
بن رزین عن محمد بن مسلم عن أحدہما قال: قلت للمرأة تری الطہرۃ عند الطہرۃ فلتسبک فی شأینا حتی
یدخل وقت العصر قال تصبی العصر وخذها فإن صبت صلاتان.

(موتقی ۳-۳۸۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے، علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے
علی بن اسیاب سے، اس نے علاء بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

کتابی ۳ ص ۱۰۲۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۱۳

تھیں اس جملہ کا مقصد اس تعجب اور غلط فہمی کو دور کرنا ہے کہ حائضہ عورت ظہر کی نماز ادا کر سکنے کے باوجود اس کی قضا کیوں بھانسی لائے گی؟ اسی طرح
سورج کے غروب ہونے تک نماز عصر ادا کر سکتی تھی۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا کہ نماز اور اس کی قضا کے واجب ہونے کا معیار شارع مقدس کا حکم ہے۔ پس
جس طرح اس نے عورت کے ایام حیض میں دنوں کے زیادہ ہونے کے باوجود چھوٹ جانے والی نمازوں کی قضا بجالانے کا حکم نہیں دیا (مطلب معاف
کر دینے) اسی طرح اس نماز کی قضا کو بھی معاف کر دیا ہے جس کی فضیلت کے وقت کا کوئی حصہ پاکیزگی کی حالت میں نہیں دیکھ سکی۔

یہ قلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نماز ظہر کی قضا کے واجب ہونے میں اس کے اول وقت فضیلت میں حالت پاکیزگی کے ساتھ داخل ہونا شرط نہیں
ہے۔ بلکہ حالت پاکیزگی میں اس کے وقت فضیلت کا گزر جانا بھی ضروری ہے اس لئے کہ جب تک فضیلت کا وقت باقی ہے اسے نماز کو تاخیر میں ڈالنے کا اختیار
دراصل ہے اور اگر اس دوران وہ حائضہ ہو جاتی ہے تو کو تاہی نہ کرنے کی وجہ سے اس پر قضا واجب نہیں ہوگی۔ فضیلت کے وقت گزر جانے کے برخلاف اس
لئے کہ اس صورت میں تاخیر کرنے کی وجہ سے اس نے کو تاہی کی ہے اس بنا پر اس حائضہ عورت پر نماز کی قضا واجب ہوگی۔

تہذیب الادکام ج ۱ ص ۳۱۳

یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت اگر ظہر کے وقت پاک ہو مگر وہ اپنے کام کاج میں اتنا مصروف ہو کہ عصر کا وقت داخل ہو جائے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”وہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور اگر اسے بھی نہ پڑھ سکے تو پھر اس پر وہ نمازوں کی قضا واجب ہوگی۔“

قَامَا مَا رَوَاهُ الْاَعْلَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُثَنَّبِ عَنْ سَيْفِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ مَنْشُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ
قَالَ: إِذَا طَهَّرَتِ الْخَائِضُ قَبْلَ الْعَصْرِ صَلَّتِ الظُّهْرَ الْعَصْرَ فَإِنْ طَهَّرَتْ فِي آخِرِ وَقْتِ الْعَصْرِ صَلَّتِ الْعَصْرَ^۱

(مجموع) ۳-۳۸۷۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے علی بن حسین^۲ نے محمد بن ربیع سے، اس نے سیف بن عمیرہ سے، اس نے منصور بن حازم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر خائضہ عورت عصر سے پہلے پاک ہو تو اسے ظہر اور عصر کی نمازوں پر حنی چاہئیں اور اگر عصر کے آخری وقت میں پاک ہو تو اسے صرف عصر کی نماز پڑھنی چاہیے۔“
فَلَا يُتَابَى الْعَبْرَةَ الْأَوَّلَى إِذَا طَهَّرَتْ قَبْلَ وَقْتِ الْعَصْرِ يُجُوزُ أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ وَقْتُ الظُّهْرِ قَبْلَ جَلِّ ذَلِكَ وَجِبَ عَلَيْهِمَا قِسْمُ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَلَوْ كَانَ وَقْتُ الْعَصْرِ لَا يُغَيَّرُ لَمَّا وَجِبَ عَلَيْهَا إِلَّا صَلَاةُ الْعَصْرِ۔

تو یہ حدیث گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں آیا ہے کہ اگر وہ عصر سے پہلے پاک ہوئی ہو۔ تو ہو سکتا ہے کہ ظہر کا ہی وقت ہو جس کی وجہ سے اس پر ظہر اور عصر کی قضا واجب ہوئی اور اگر وہ وقت بس صرف نماز عصر کا ہی ہو زیادہ نہ ہو تو اس پر صرف نماز عصر قضا واجب ہوگی اور بس۔

قَامَا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَجْلُوبٍ عَنْ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي هَتَامٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ فِي الْخَائِضِ إِذَا
اغتسلت في وقت العصر تصلي العشاء ثم تصلي الظهر^۱

(صحیح) ۵-۳۸۸۔ مگر وہ روایت جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے یعقوب سے، اس نے ابو ہمام سے اور اس نے حضرت امام موہبی کا علم علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ خائضہ عورت اگر عصر کے وقت غسل کرے تو پہلے وہ عصر کی نماز پڑھے پھر ظہر کی نماز پڑھے۔

فَلَا يُتَابَى أَيْضاً مَا قَدَّمْنَا مِنْهَا إِذْ لَمْ يَأْتِ الْخَبْرَ عَنْ تَغْسِيلِ فِي وَقْتِ الْعَصْرِ وَيُجُوزُ أَنْ يَكُونَ قَدْ طَهَّرَتْ فِي وَقْتِ الظُّهْرِ
أَخْرَجَ الْغُسْلَ إِلَى أَنْ اغْتَسَلَتْ فِي وَقْتِ قَدْ تَصَيَّقَ الْعَصْرَ قَبْلَ جَلِّ ذَلِكَ أَمْرَهَا بِالظُّهْرِ بَعْدَ أَنْ تَصَلَّى الْعَصْرَ۔

تو یہ روایت بھی گزشتہ احادیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس میں عصر کے وقت عورت کے غسل کرنے کا بتایا گیا ہے جبکہ وہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ ظہر کے وقت پاک ہوئی ہو مگر غسل کرنے میں اتنی تاخیر کر دی ہو کہ جس میں عصر کا وقت نکل رہا ہو جس کی وجہ سے اسے پہلے نماز عصر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہو۔

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۳

^۲ تہذیب الاحکام کے مطابق علی بن حسن یعنی ابن فضال صحیح ہے۔ اور علی بن حسین ناسخ کی منطوقی ہے۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۲

مَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زُهَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُضَيْلِ عَنْ أَبِي الصَّبَّاحِ الْكِنَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا طَهَّرْتَ الْمَرْأَةَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ صَلَّتِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَإِنْ طَهَّرْتَ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ.^۱

(موثق) ۶-۳۸۹۔ لیکن وہ حدیث جسے نقل کیا ہے علی بن حسن نے محمد بن عبد اللہ بن زہارہ سے، اس نے محمد بن فضیل سے، اس نے ابوصباح الكنانی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر عورت سورج نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو مغرب اور عشاء کی نماز بھی پڑھے اور اگر سورج کے ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو پھر ظہر اور عصر کی نماز بھی پڑھے۔“

عَنْهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حَبْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَيَّانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا طَهَّرْتَ الْمَرْأَةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَلْتُصَلِّ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَإِنْ طَهَّرْتَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ فَلْتُصَلِّ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ.^۲

(موثق) ۷-۳۹۰۔ اسی سے، اس نے عبد الرحمن بن ابو حبران سے، اس نے عبد الرحمن بن ستان سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر عورت سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اسے ظہر اور عصر کی نماز پڑھنی چاہیے اور اگر رات کے آخری پہر پاک ہو تو اسے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنی چاہیے۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ ثَعْلَبَةَ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ يَحْيَى عَنْ دَاوُدَ الرَّجَاسِيِّ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِذَا كَانَتْ الْمَرْأَةُ حَائِضًا وَطَهَّرْتَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَإِنْ طَهَّرْتَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ صَلَّتِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ.^۳

(مقبول) ۸-۳۹۱۔ اسی سے، اس نے احمد بن حسن سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ثعلبہ سے، اس نے معمر بن یحییٰ سے، اس نے داؤد زجاجی^۴ اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کوئی عورت حائض ہو اور سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو جائے تو ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر رات کے آخری پہر پاک ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے۔“

عَنْهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي جَبَلَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَبَلَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَنْظَلَةَ عَنِ الشَّيْخِ ع قَالَ: إِذَا طَهَّرْتَ الْمَرْأَةَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ صَلَّتِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ الْآخِرَةَ وَإِنْ طَهَّرْتَ قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ صَلَّتِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ.^۵

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۳
^۲ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۳
^۳ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۳
^۴ بعض نسخوں میں زجاجی مرقوم ہے۔
^۵ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۳

(ضعیف) ۹-۳۹۳۔ اسی سے، اس نے محمد بن علی سے، اس نے ابو جمیلہ اور اس کے بھائی محمد ا سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ابو جمیلہ سے، اس نے عمر بن حنظلہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر عورت سورج طلوع سے پہلے پاک ہو تو مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو ظہر اور عصر کی نماز پڑھے۔“

فَالْوَجْهُ فِي الْجَنِينِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ تَقُولَ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا طَهَّرَتْ بَعْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ يَبْضِعَ مِنْهُ أَرْبَعَةٌ أَقْدَامٍ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهَا قَضَاءُ الْعِصْرِ لَا غَيْرُ وَيُسْتَحَبُّ لَهَا قَضَاءُ الظُّهْرِ وَالْعِصْرِ مَعًا وَإِذَا طَهَّرَتْ بَعْدَ مِضْبِ أَرْبَعَةِ أَقْدَامٍ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهَا قَضَاءُ الْعِصْرِ لَا غَيْرُ وَيُسْتَحَبُّ لَهَا قَضَاءُ الظُّهْرِ إِذَا كَانَ طَهْرُهَا إِلَى مَغِيبِ الشَّمْسِ وَكَذَلِكَ يَجِبُ عَلَيْهَا قَضَاءُ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَيُسْتَحَبُّ لَهَا قَضَاءُ هُنَائِي عِنْدَ طُلُوعِ الْعَجْرِ وَعَلَى هَذَا الْوَجْهِ لَا تَتَّخِذُ بَيْنَ الْأَخْبَارِ

توان تمام احادیث کو یکجا کرنے کی صورت حال یہ ہے کہ ہم یہ کہیں گے کہ عورت اگر سورج کے زوال کے چار قدم گزرنے تک پاک ہو تو اس پر نماز ظہر اور عصر دونوں کی قضا بجالانا واجب ہو گا۔ لیکن اگر چار قدم گزرنے کے بعد پاک ہو تو صرف نماز عصر کی قضا واجب ہوگی اور نہیں۔ اور اس کے لیے نماز ظہر کی قضا بجالانا اس وقت مستحب ہو گا جب سورج ڈوبنے تک وہ پاک ہو۔ اسی طرح نماز مغرب اور عشاء کی قضا اس وقت واجب ہوگی جب وہ آدھی رات تک پاک ہو جائے۔ البتہ طلوع فجر کے وقت تک پاک ہونے کی صورت میں اس پر نماز مغرب اور عشاء کی قضا مستحب ہوگی۔ اسی صورت میں احادیث کے درمیان اختلاف نہیں رہے گا۔

باب نمبر ۸۵: نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عورت حائضہ ہو

أَخْبَقِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَبْنِ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: فِي امْرَأَةٍ دَخَلَ وَقْتُ الصَّلَاةِ وَهِيَ طَاهِرَةٌ فَأَخْرَجَتْ الصَّلَاةَ حَائِضَةً قَالَ تَقْضِي إِذَا طَهَّرَتْ.

(موثق) ۱-۳۹۳۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن سے، اس نے محمد بن ابی اس سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”نماز کا وقت داخل ہونے پر عورت پاک تھی مگر اس نے نماز میں اتنی تاخیر کی کہ اسے حیض آیا تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”پاک ہونے کے بعد اس کی قضا بجالائے۔“

۱ یعنی محمد بن حسن بن علی بن فضال اور یہ معطوف ہے محمد بن علی (بن محبوب اشعری) پر، نیز ابو جمیلہ سے مراد مفضل بن صالح اسدی ہے۔
 ۲ متن حدیث میں لفظ الشیخ آیا ہے اور یہ مشترک ہے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور بعض کے نزدیک حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے درمیان لیکن زیادہ تر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہیں کیونکہ عمر بن حنظلہ نے ان دونوں صحابہ السلام سے روایت نقل کی ہے اور ان میں سے زیادہ تر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام مراد ہوتے ہیں اس لئے کہ زیادہ تر احادیث انہی سے مروی ہیں۔ واللہ العالم
 ۳ تصنیف الامام ج ۱ ص ۱۶

أَخْبَدُ بْنُ مُعْتَبِرٍ عَنْ شَاذَانَ بْنِ الْعَلَيْلِ الْقَيْسَانِيِّ عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّاجِ
قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ النِّزَاةِ تَلْتَلُثُ بَعْدَ مَا تَزُولُ الشَّمْسُ؛ لَمْ تَلْصِقِ الظُّهْرَ عَلَى عَدَّتِهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ.

(بہول) ۲۔ ۳۹۳۔ احمد بن محمد نے شاذان بن طلیل نیشابوری سے، اس نے یونس بن عبد الرحمن سے، اس نے عبد الرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت زوال آفتاب کے بعد حاضر ہوئی مگر اس نے علم کی نماز نہیں پڑھی تھی تو کیا اس پر اس نماز کی قضا واجب ہے؟“ فرمایا: ”جی ہاں!“^۲۔

فَأَمَّا مَنَازِلُ إِذَا ابْنٌ مَعْبُودٌ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ رِقَابٍ عَنْ أَبِي نُورٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ النِّزَاةِ الَّتِي تَكُونُ فِي صَلَاةِ
الظُّهْرِ وَقَدْ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَرَى الدَّمْعَ قَالَ تَعْمُرُ مِنْ مَسْجِدِهَا وَلَا تَقْبِضُ الرَّكْعَتَيْنِ قَالَ فَإِنِ رَأَتْ الدَّمْعَ وَهِيَ
فِي صَلَاةِ النَّغْرِبِ وَقَدْ صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ فَلْتَقُمْ مِنْ مَسْجِدِهَا فَإِذَا طَهَّرْتَ فَلْتَقْضِ الرَّكْعَةَ الَّتِي قَاتَلْتَهَا مِنَ
النَّغْرِبِ.

(حسن) ۳۹۵۔ البیت دہر وایت جسے بیان کیا ہے ابن محبوب نے علی بن رباب سے، اس نے ابوالورد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت ظہر کی نماز پڑھی رہی تھی اور ابھی دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں کہ اسے خون آیا تو کیا علم ہے؟“ فرمایا: ”اپنی جائے نماز سے اٹھ کھڑی ہوگی (نماز چھوڑ دے گی) اور باقی ماندہ دو رکعتوں کی قضا بھی بجا نہیں لائے گی۔“ پھر فرمایا: ”اور اگر نماز مغرب کی حالت میں جبکہ اس کی دو رکعت پڑھی ہو خون دیکھے تو فوراً اپنی جائے نماز سے اٹھ جائے پھر جب وہ پاک ہو جائے تو نماز مغرب کی جو رکعت چھوٹ گئی تھی اس کی قضا بجا لائے۔“^۴۔

فَمَا يَنْتَفِشُ هَذَا الْعَجَبُ مِنْ إِسْقَاطِ قَضَاءِ الرَّكْعَتَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ مُتَوَجِّهًا إِلَى مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا
لَأَنَّ مَنْ ذَلِكَ حُكْمُهُ لَا يَكُونُ فَرْطًا وَإِذَا لَمْ يَفْرِطْ لَمْ يَلْزِمَهُ الْقَضَاءُ وَمَا يَنْتَفِشُ مِنَ الْأَمْرِ بِإِتَادَةِ الرَّكْعَةِ مِنَ النَّغْرِبِ
مُتَوَجِّهًا إِلَى مَنْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ تَضَيُّقِ الْوَقْتِ ثُمَّ حَاطَتْ قِيَلَتْ مَهْمَا حَيْثُ بَدَأَ مَا قَاتَلْتَهَا الَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ
يَكُونُ جَهْدًا إِلَى مَنْ فَرَطَ مَا.

تو اس حدیث کے مضمون میں یہ ہمد کہ نماز ظہر کی باقی ماندہ دو رکعتوں کی قضا ساقط ہے تو یہ عورت اس کیلئے خاص ہے جو اول

تہذیب ۱۰ ص ۳۱۸

۲۔ اس لئے کہ اگر حالت طہارت میں نماز واجب ہوئی تھی مگر اس نے اس کی ادائیگی میں کوتاہی کی۔

۳۔ غنی ۳ ص ۱۰۳۔ تہذیب الامم ۱ ص ۳۱۶

۴۔ اس حدیث کے مضمون پر شیخ صدوق نے عمل فرمایا ہے یعنی (اسی نظریہ کے قائل تھے)۔ جبکہ علامہ علی نے ”المختلف“ میں لکھا ہے: ”اس بارے میں ہدایہ جنتی ہے کہ اگر عورت نے دونوں مقامات (نماز ظہر اور نماز مغرب) کو کوتاہی کر کے تاخیر کی ہے تو اس پر دونوں کی قضا واجب ہوگی لیکن اگر اس نے کوئی ایک رکعت کی قضا باقی رکھ کر نماز مغرب کی کوئی قضا واجب نہیں ہوگی۔ اور اس حدیث کی اس طرح تاویل کی جائے گی کہ عورت نے نماز مغرب کی کوئی ایک رکعت کی ہوگی نماز ظہر کی ادائیگی میں نہیں۔ اور ایک رکعت کی قضا باقی رکھ کر نماز مغرب کی قضا باقی رکھ کر نماز مغرب کی کوئی قضا واجب نہیں ہوگی یعنی اسے پوری نماز بجا لانی ہوگی۔ اور یہاں عمل نماز پر رکعت کا اطلاق بطور مجاز ہوا ہے۔“ مولف نے بھی اپنے بیان میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

وقت میں نماز پڑھنا شروع کر چکی ہو کیونکہ جو ایسا کرے گی تو اس نے کوتاہی سے کام نہیں لیا اور جب اس نے کوتاہی نہیں کی ہے تو اس پر قضا بھی نہیں ہوگی۔ اور اس حدیث میں نماز مغرب کی ایک رکعت کے دوبارہ بجالانے کی جو بات ہوئی ہے تو یہ اس عورت کیلئے ہاتھ خاص ہوگی جو وقت نکل ہونے کے بعد نماز مغرب پڑھنے میں مصروف ہوئی پھر اسے خون حیض آگیا ہو تو اس صورت میں اس سے قضا چھوٹ گیا ہے اسے دوبارہ بجالانا اس پر فرض ہو جائے گا۔ اور مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی اس بات پر دلیل ہے کہ قضا کوتاہی برائے نتیجے میں لازم ہوگی۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَجْمَةُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ
عَنِ ابْنِ مَجْشُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِقَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا طَهَّرْتَ الْمَرْأَةَ فِي وَقْتِ وَآخِرَتِ الصَّلَاةِ
حَتَّى يَذْغُلَ وَقْتُ صَلَاةِ الْآخِرَى ثُمَّ رَأَتْ دَمًا كَانَ عَلَيْهَا قَضَاءُ تِلْكَ الصَّلَاةِ الْبَقِيَّةِ فَطَهَّرْتِ فِيهَا¹

(حسن) ۳-۳۹۶۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن محبوب سے، اس نے علی بن رباب سے، اس نے ابو عبیدہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کوئی عورت نماز کے وقت میں حیض سے پاک ہو اور نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے اور پھر اسے حیض کا خون آجائے تو اس عورت پر اس نماز کی قضا واجب ہوگی جس کے پڑھنے میں اس نے کوتاہی کی ہے۔“

باب نمبر ۸۶: ماہ رمضان المبارک کے ایام میں حیض کا آنا

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَدَّعٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْيُسُفِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ قُصَّالٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ
عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى السَّابِغِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَطْلُقُ الْفَجْرَ وَهِيَ
حَائِضٌ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فَإِذَا أَصْبَحَتْ طَهَّرَتْ وَقَدْ أَكَلَتْ ثُمَّ صَلَّتِ الطُّهْرَةَ الْعَصْرَ كَيْفَ تَصْنَعُ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ الَّذِي
طَهَّرَتْ فِيهِ قَالَ تَصُومُ وَلَا تَعْتَدُ بِهِ²

(موثق) ۱-۳۹۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدقہ سے، اس نے عمار بن موسیٰ سابغی سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک عورت ماہ رمضان المبارک کے طلوع فجر کے وقت طاهر تھی پھر جب صبح ہوئی تو وہ حیض سے پاک ہو گئی جبکہ وہ کچھ کھا بھی چکی تھی۔ پھر اس نے نماز ظہر پڑھی تو جس دن وہ پاک ہوئی اس دن کا کیا کرے گی؟“ فرمایا: ”روزہ“

¹ کتاب الحج ۳ ص ۱۰۳۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۵

² تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۶

رکھے گی اور اس (کھانے پینے) کی پرواہ نہیں کرے گی۔“

وَعَلَّمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي نَجْرَانَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنْ عِيصِ بْنِ الْقَاسِمِ التَّحِيْبِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ:
سَأَلْتُهُ عَنِ امْرَأَةٍ طَبَّخَتْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ قَالَ تَغْفِرُ حِينَ تَطْبَخُ.¹

(موتقن) ۲۔ ۳۹۸۔ اسی ۲ سے، اس نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے، اس نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے عیسیٰ بن قاسم نجلی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک عورت ماہ رمضان المبارک میں سو روئے ڈوبنے سے پہلے حائضہ ہو گئی تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”جو نہیں حائضہ ہوا فطرا کر لے۔“

عَنْهُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْوَشَائِي عَنْ جَمِيلِ بْنِ ذَرَّاجٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَزَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ:
قَالَ: أَيُّ سَاعَةٍ رَأَتْ الْمَرْأَةُ الدَّمَّ قَهْمٍ تَغْفِرُ الصَّائِمَةَ إِذَا طَبَّخَتْ وَإِذَا رَأَتْ الطُّهْرَةَ فِي سَاعَةٍ مِنَ الشَّهْرِ قَطَّتْ صَدَأَ
الْيَوْمِ وَاللَّيْلِ.²

(موتقن) ۳۔ ۳۹۹۔ اسی سے، اس نے حسن بن علی الوشاء سے، اس نے جمیل بن ذرراج و محمد بن حمران سے، منصور بن منصور بن حازم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جس وقت بھی عورت خون دیکھے تو روزہ دار ہونے کی صورت میں حائضہ ہو جائے پر روزہ توڑ دے اور اگر دن کی کسی بھی گھڑی خون حیض سے پاک ہوگی تو دن اور رات کی نمازوں کی قضا بجالائے۔“

قَالَ مَا رَوَى عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَشْبَاطٍ عَنْ عَبْدِ يَعْقُوبَ الْأَخْمَرِيِّ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ:
عَرَضَ لِمَرْأَةٍ طَبَّخَتْ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ قَبْلَ أَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ فِي سَاعَةٍ أَنْ تَأْكُلَ وَ تَشْرَبَ وَ إِنَّ عَرَضَ لَهَا بَغْعَةٌ رَوَى
الْحُسَيْنِ فَلْتَغْتَسِلَ وَ تَتَغَشَّ بِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مَا لَمْ تَأْكُلَ وَ تَشْرَبَ.³

(موتقن) ۴۔ ۵۰۰۔ البتہ دو روایت جسے نقل کیا ہے علی بن حسن نے، علی بن اسباط سے، اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”عورت اگر ماہ رمضان المبارک میں زوال آفتاب سے پہلے حائضہ ہو جائے تو اسے کھانے اور پینے کی اجازت ہے۔ اور اگر زوال آفتاب کے بعد حائضہ ہو تو غسل کرے اور اگر اس نے کچھ کھا لیا نہیں ہے تو اس دن کار و زور رکھے۔“⁵

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۷

² صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰۰۰

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۷

⁴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۷

⁵ حضرت اہل بات و ولایت کرتی ہے کہ اس عورت نے روزہ توڑنے والا کوئی عمل انجام نہیں دیا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کام انجام دے تو اسے روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ لیکن جب حیض خود ہی مہل صوم ہے پھر اس کا روزہ قضا کی اور اسکی کے بغیر کیسے صحیح شمار ہو سکتا ہے؟۔ علی اکبر نقضاری۔ اسی

فَهَذَا الْخَبَرُ وَهُمْ مِنَ الرَّوَايِ لِأَنَّهُ إِذَا كَانَ رُؤْيَةُ الدَّمْرِ هُوَ الْمَغْطَرُ فَلَا يَجُوزُ لَهَا أَنْ تَعْتَدَّ بِصَوْمِ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَإِنَّمَا يُسْتَعَبُّ لَهَا أَنْ تُسَبِّكَ بِعَيْتَةِ الشَّهَارِ تَأْوِيلاً إِذَا رَأَتْ الدَّمَ بَعْدَ الرَّوَالِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا

تو اس روایت میں راوی کو وہم ہوا ہے کیونکہ اگر خون دیکھنا (اور حیض کا آجانا) ہی روزہ کو توڑنے والا ہے تو اس کیلئے پھر اس دن کا روزہ رکھنا جائز نہیں رہے گا ہاں البتہ اگر زوال کے بعد خون حیض دیکھتی ہے تو ماہ رمضان کے آداب میں اس کیلئے دن کے باقی حصہ میں کھانے پینے سے کنارہ کش رہنا مستحب ہوگا۔ اور ہماری اس تفصیل پر مندرجہ ذیل حدیث بھی دلیل ہے:

أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَبْنِ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَصْبَاطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَزَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ الْمَرْأَةِ تَتْرَى الدَّمَ غَدَاةً أَوْ إِزْتِفَاءً الشَّهَارِ أَوْ بَعْدَ الرَّوَالِ قَالَ تَلْفِطُ وَإِذَا كَانَ بَعْدَ الْعَصْرِ أَوْ بَعْدَ الرَّوَالِ فَلْتَبْصُرْ عَلَى صَوْمِهَا وَتَتَقَبَّلْ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

(موثق) ۵۰۱-۵۔ جسے مجھے بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے محمد بن حران سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کوئی عورت (ماہ رمضان میں) صبح کو، دن چڑھے یا بوقت زوال خون دیکھے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”روزہ وافر طور پر اور اگر عصر کے بعد زوال کے بعد حیض آئے تو اپنے روزہ (کھانے پینے سے دوری) پر باقی رہے اور پھر اس دن کے روزہ کی بھی قضاء بجائے۔“

باب نمبر ۸۷: جنب عورت اگر حائضہ ہو جائے

أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ وَبْنِ عَمْرِو بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَصَّالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَنَافٍ بْنِ عِيسَى حَرِيزِيِّ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: إِذَا حَاضَتْ الْمَرْأَةُ وَهِيَ جُنُبٌ أَنْزَلَهَا غُسْلٌ وَاجِبٌ.

(موثق) ۵۰۲-۱۔ احمد بن عبدون نے مجھے حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن فضال سے، اس نے محمد بن اسماعیل سے، اس نے حماد بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارة سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کوئی عورت حالت جنابت میں حائضہ ہو جائے تو اس کیلئے ایک ہی غسل کافی ہے۔“^۳

بات کی طرف خود موافق نے بھی اپنے بعد والے بیان میں اشارہ فرمایا ہے۔ البتہ جیسا کہ مولف نے بھی اشارہ کیا ہے ہم اس جملہ ”اس دن کا روزہ رکھے“ سے مراد یہ ہو کہ ماہ رمضان المبارک کے احرام میں دور روزہ مکمل کرے۔ کیونکہ حدیث میں اس کے واجب یا مستحب ہونے کی طرف اشارہ نہیں کیا گیا نیز یہ بھی نہیں کہا گیا کہ بعد میں قضا نہیں ہے، اس لئے دیگر احادیث کو ملاحظہ کر کے کوئی نتیجہ اخذ کیا جائے گا۔ مترجم۔

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۷

^۲ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۱۹

^۳ یعنی عملی طور پر اسے ایک ہی غسل کرنا ہوگا جس جتنے غسل اس پر واجب ہیں ان کی صرف نیت کرنی ہوگی۔

عَنْهُ عَنْ عَيْنِ بْنِ أَشْبَاهٍ عَنْ عَتِيبَةَ يَعْقُوبَ الْأَخْبَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَ مِنْ
امْرَأَتِهِ ثُمَّ حَاضَتْ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا!

(موتقن) ۲- ۵۰۳۔ اسی سے اس نے علی بن اسباط سے اس نے اپنے چچا یعقوب الاحمر سے اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا: ”ایک آدمی نے اپنی بیوی کے ساتھ مباشرت کی پھر وہ غسل (جنابت) کرنے سے پہلے
حائض ہو گئی تو کیا حکم ہے؟“ آپ نے فرمایا: ”ایک ہی غسل انجام دے گی۔“

عَنْهُ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الْغَسَّابِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ م عَنْ رَجُلٍ وَقَعَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ فَطَبِثَتْ بَعْدَ
مَازُونَةٍ أَوْ تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا إِذَا طَهَّرَتْ أَوْ تَغْتَسِلُ مَرَّتَيْنِ قَالَ تَجْعَلُهُ غُسْلًا وَاحِدًا بَعْدَ طَهْرِهِمَا!

(موتقن) ۳- ۵۰۳۔ اسی سے اس نے عباس بن عامر سے اس نے حجاج غشاب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے اپنی بیوی سے مباشرت کی اور اس کے فوراً بعد وہ حائض ہو گئی تو کیا جب وہ حیض سے پاک ہوگی
تو صرف ایک غسل کرے گی یا دو غسل کرے گی؟“ فرمایا: ”پاک ہونے پر صرف ایک ہی غسل انجام دے گی۔“

قَالْنَا مَا زَوَّاهُ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَمَاعَةَ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م وَأَبِي النَّعْسَنِ م قَالَا
الرَّجُلُ يُجَامِعُ الْمَرْأَةَ فَتَحِيضُ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ مِنَ الْجَنَابَةِ قَالَ غُسْلُ الْجَنَابَةِ عَلَيْهَا وَاجِبٌ!

(موتقن) ۳- ۵۰۵۔ البتہ دو روایت جسے علی بن حسن نے نقل کیا ہے عثمان بن عیسیٰ سے اس نے سماعہ بن مهران سے اور اس نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے اپنی بیوی سے جماعت کی لیکن وہ
جذبت کا غسل کرنے سے پہلے حائض ہو گئی تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”جنابت کا غسل اس پر واجب ہے۔“

قَالُوا جَمَاعَةٌ هَذَا الْخَبَرِ أَحَدٌ شَيْئَيْنِ أَحَدُهُمَا أَنْ تَحْبِلَهُ عَلَى فَزْرٍ مِنَ الْإِسْتِحْبَابِ وَالشَّانِي أَنْ يَكُونَ ذَلِكَ إِحْتِبَارًا عَنْ
كَيْفِيَّةِ الْغُسْلِ لِأَنَّ غُسْلَ الْحَائِضِ مِثْلُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ عَلَى السَّوَاءِ فَكَأَنَّهُ قَالَ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْهَا أَنْ تَغْتَسِلَ
مِثْلُ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَ لَمْ يَقُلْ إِنَّ غُسْلَ الْجَنَابَةِ وَاجِبٌ وَيَلْذُمُهَا مَعَ ذَلِكَ غُسْلُ الْحَائِضِ وَ الَّذِي يَكْشِفُ حَتَّى
ذَكَرْنَا أَنَّهُ أَوْلَى مِنَ الْإِسْتِحْبَابِ.

تو اس روایت میں دو میں سے کوئی ایک احتمال پایا جاتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ہم اس کے (علیحدہ غسل کرنے کو) مستحب ہونے

۱۔ غلبہ الامام جعفر علیہ السلام ۳۱۹

۲۔ غلبہ علی بن حسن بن فضال ہے۔

۳۔ غلبہ الامام جعفر علیہ السلام ۳۱۹

۴۔ غلبہ الامام جعفر علیہ السلام ۳۱۹

یعنی غسل جنابت کی نیت اس پر واجب ہے۔ اس لئے کہ غسل جنابت اور عورت پر واجب کر دو غسل حیض میں فرق ہے۔ پس اگر وقت غسل دو اپنے ذمہ
(واجب غسل) کی طرف متوجہ ہوگی (اور نیت میں رکھے گی) تو اس کے ذمہ واجب الادا تمام غسل سے ایک ہی غسل کا انجام دینا کافی ہوگا۔

پر محمول کریں اور دوسرا یہ کہ امام علیہ السلام کا یہ جملہ غسل کی کیفیت کے متعلق خبر ہے کیونکہ حائضہ کا غسل بھی جنابت کے محمول ہے۔ گویا آپ نے اس طرح ارشاد فرمایا: ”اس پر واجب ہے کہ وہ جنابت کے غسل کی طرح غسل کرے۔“ اس لیے کہ تہہ نہ یہ تو نہیں فرمایا کہ اس پر جنابت کا غسل واجب ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس پر حیض کا غسل بھی واجب ہے۔ اور پہلے احتمال ہے علیحدہ غسل کرنے کے مستحب ہونے پر مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے

مَارَؤُاكَ عَيْنُ بِنِ الْحَسَنِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ عَمَّارِ الشَّابَّانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْمَرْأَةِ إِذَا يَوَّعَتْهَا رَوْحُهَا لَمْ تَحِيضْ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ قَالَ إِنْ شَاءَتْ أَنْ تَغْتَسِلَ فَعَدَّتْ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَلَيْسَ عَلَيْهَا شَيْءٌ فَإِذَا طَهَّرْتَ اغْتَسَلَتْ غُسْلًا وَاحِدًا لِلْحَيْضِ وَالْجَنَابَةِ^۱

(موتقن) ۵۰۶-۵۔ جسے نقل کیا ہے علی بن حسن نے احمد بن حسن سے، اس نے عمرو بن سعید سے، اس نے مصدق بن صدوق سے، اس نے عمار شاطی سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک عورت سے اس کے شوہر سے مباشرت کی پھر اس سے پہلے کہ وہ غسل کرتی ہے حیض آیا تو کیا کرے؟“۔ فرمایا: ”اس (جنابت) کیلئے غسل کرنا چاہے تو کر سکتی اور اگر نہ بھی کرے تو پھر بھی اس کیلئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ پھر جب وہ پاک ہو تو پھر جنابت اور حیض کیلئے ایک ہی غسل کرے۔“

باب نمبر ۸۸: حائضہ کے غسل کیلئے پانی کی مقدار

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَصْرٍ عَنْ مَشْقَى الْخِطَابِ عَنِ الْحَسَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: الطَّامُثُ تَغْتَسِلُ بِسِتْعَةِ أَرْطَالٍ مِنْ مَاءٍ^۲

(مجمول) ۵۰۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد بن ابو نصر سے، اس نے مشیٰ خباط سے، اس نے حسن شیبانی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”حائضہ عورت پانی کے نو (۹) رطل کے ساتھ غسل کرے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ مَرْجُوٍّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْخُرَازِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ: الْعَائِضُ مَا بَدَلَهُ تَكُلُّ الْمَاءِ مِنْ شَعْرِيهَا أَجْرًا عَا^۳

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۱۹

^۲ کافی ج ۳ ص ۸۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۳

^۳ بعض نسخوں میں محتاج ہے۔

^۴ کافی ج ۳ ص ۸۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۴۲۳

(صحیح) ۵۰۸۔۲۔ انہی اسناد کے ساتھ احمد بن محمد سے، اس نے ابن محبوب سے، اسے ابو ایوب خزازی سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”حائضہ کے غسل کیلئے اتنا پانی کافی ہے کہ اس کی تری بالوں سے نیچے پھینکے گئے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْقُسَيْبِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع
عَنِ الْخَائِضِ كَمْ يَكْفِيهَا مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ فَرَقٌ^۱

(مجموع) ۵۰۹۔۳۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے یعقوب بن یزید سے، اس نے محمد بن فضیل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”حائضہ عورت کے غسل کیلئے کتنا پانی کافی ہوگا؟“۔ فرمایا: ”ایک فرق“^۲

فَهَذَا الْخَبْرُ الْأَوَّلُ مَحْمُولٌ عَلَى الْإِسْبَاعِ وَالْقُضْلِ وَالْخَبْرُ الثَّانِي عَلَى الْإِحْزَاءِ دُونَ الْقُضْلِ.
تو یہ اور پہلی حدیث جو از اور فضیلت پر محمول ہوں گی جبکہ دوسری حدیث صرف کافی ہونے پر محمول ہوگی فضیلت پر نہیں۔

باب نمبر ۸۹: حیض اور عدت کے بارے میں عورت کا بیان قابل قبول ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ جَمِيلِ بْنِ ذَرَّازٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ ع يَقُولُ الْعِدَّةُ وَالْحَيْضُ إِلَى النِّسَاءِ.^۳

(صحیح) ۵۱۰۔۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے جمیل بن ذرارہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: ”عدت اور حیض عورت کی حق میں ہیں (یعنی ان کا بیان مانا جائے گا)“^۴۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّعْبِزَةِ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي زَيْنَادٍ عَنْ جَعْفَرٍ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ع قَالَ: فِي امْرَأَةٍ إِذَا دَعَتْ أَنَّهَا حَاضَتْ فِي شَهْرٍ وَاجِدَتْ ثَلَاثَ حَيْضٍ فَقَالَ كَفَّفُوا نِسْوَةَ مَنْ

^۱ تقدیم الامام ج ۱ ص ۳۲۳

انہی اسناد کے ساتھ (۵۰۸۔۲) کا وزن تھا جو حجاز کے تین صاع کے برابر یا سولہ رطل کے برابر تھا اور یہ تقریباً پندرہ بنتے ہیں۔ ایک نظریہ کے مطابق فرق پانچ رطل کے برابر کا وزن ہے اور قسطاً دو صاع ہے۔ یعنی کل اڑھائی صاع بنتا ہے۔ جبکہ فرق (درا کے سکون کے ساتھ) ایک سو تیس رطل کے برابر وزن ہے۔

^۲ تقدیم الامام ج ۱ ص ۳۲۳

یعنی جب عورت اپنے شوہر سے کہے کہ مجھے حیض آیا ہو اسے یا طلاق یافتہ عورت یہ کہے کہ میری عدت پوری ہو گئی ہے تو اس کا بیان مان لیا جائے گا۔ اس کے لئے کسی دلیل یا تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔

بِقَاتِبِهَا أَنْ تَبْعَهَا كَأَنَّ فِيهَا مَضَى عَلَى مَا أَدْعَتْ فَإِنْ شَهِدَتْ فَصَدَّقَتْ وَإِلَّا فَهِيَ كَاذِبَةٌ^١.

(ضعیف) ۵۱۱-۲۔ مگر جس حدیث کو نقل کیا ہے احمد بن محمد نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے اسحاق بن ابوزیاد سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے والد محترم سے اور انہوں نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کا واقعہ نقل کیا کہ ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ اسے ایک مہینے میں تین مرتبہ حیض کا خون آیا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کے خاندان کی عورتوں سے پوچھ گچھ کرو کہ کیا اس عورت کے دعویٰ کے مطابق اسے تین حیض آئے ہیں؟ اگر وہ گواہی دے تو یہ صحیح ہے۔

فَالْوَجْهُ فِي الْجَنِينِ يَبْتَدِئُهَا أَلَى الْمَرْأَةِ إِذَا كَانَتْ مَأْمُونَةً قَبْلَ قَوْلِهَا فِي الْخَيْضِ وَالْعِدَّةِ وَإِذَا كَانَتْ مُشْتَهَةً كَلَفَتْ نِسْوَةً غَيْرَهَا عَلَى مَا تَشْتَهَى الْعَبْرَةُ.

تو مضمون حدیث کے مطابق ان دونوں حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ بنتی ہے کہ اگر عورت قابل اطمینان ہو (یعنی اس میں معروف ہو) تو حیض اور عدت کے متعلق اس کی بات مان لی جائے گی لیکن اگر اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہو تو اس کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے گی۔

باب نمبر ۹۰: مستحاضہ^۲ عورت کی احتیاط

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنِ أَبَانَ عَنِ إِسْمَاعِيلَ الْجَعْفِيِّ عَنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَمَّا قَالَ: الْمُسْتَحَاضَةُ تَقْعُدُ أَيَّامَ دُخْرِهَا ثُمَّ تَحْتَاظُ بِبُيُوتِهَا وَيَوْمَئِذٍ فَإِنْ هِيَ رَأَتْ طَهْرًا اغْتَسَلَتْ وَإِنْ هِيَ لَمْ تَرَ طَهْرًا اغْتَسَلَتْ وَاحْتَشَتْ فَلَا تَزَالُ تُصَلِّي بِذَلِكَ الْغُسْلِ حَتَّى يَطْفُو الدَّمُ عَلَى الْكُرْسُفِ فَإِذَا طَفِيَ الدَّمُ اعْتَادَتِ الْغُسْلَ وَأَعَادَتِ الْكُرْسُفَ^٣.

(ضعیف) ۵۱۲-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم^۴ سے، اس نے ابان سے، اس نے اسماعیل جعفی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”مستحاضہ عورت سے اپنی عادت کے ایام میں (عبادات بجالانے سے) بیٹھ جائے پھر اس کے بعد آگے یا ورنہ مزید احتیاط کرے اگر وہ ان ایام میں خون سے پاک ہو جائے تو غسل کر لے اور اگر پاک نہ ہوئی تب بھی غسل کر لے اور رات

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۳۲۳

^۲ بعدہ ابی اصطلاح کے مضمون کے پیش نظر اس کا عنوان مستحاضہ کی جگہ حائضہ عورت کی احتیاط ہوتا تو شاید مناسب تھا۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ یہ لفظ اپنے لگے والے مرتبی میں استعمال ہوا ہو اصطلاحی معنی میں استعمال نہ ہوا ہو۔ مترجم۔

^۳ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۸۰

^۴ قاسم بن محمد جوہری اور اس کے شیخ ہیں ابان بن عثمان الاحمر

سے پھر انگوث اہندہ لے اور وہ مسلسل اسی غسل سے نماز ادا کرتی رہے جب تک کہ خون اس انگوث کے اوپر سے نظر نہیں آتا۔ پھر اگر خون دکھائی دے تو غسل بھی دوبارہ کرے اور کپڑا بھی تبدیل کرے۔²

عَنْهُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمَرْأَةِ تَحِيضٌ ثُمَّ تَنْظُرُ وَرُبَّمَا زَانَتْ بَعْدَ ذَلِكَ الشَّيْءِ مِنَ الدَّهْرِ الرَّقِيقِ بَعْدَ اغْتِسَالِهَا مِنْ طَهْرٍهَا فَقَالَ: تَنْتَظِرُ بَعْدَ أَيَّامِهَا يَتَوَبَّرُ أَوْ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ ثُمَّ تُصَلِّي.

(صحیح) ۲-۵۱۳-اسی سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سعد بن یسار سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت کو حیض آتا ہے پھر پاک بھی ہو جاتی ہے لیکن بعض اوقات پاک ہونے پر جب غسل کرتی ہے تو اس کے بعد ہاں ساری تین خون دیکھتی ہے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اپنے حیض کے ایام کے بعد ایک، دو یا تین دن احتیاط کرے پھر نماز پڑھے۔“

سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرِ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْغَائِضِ كَمْ تَنْتَظِرُ فَقَالَ: تَنْتَظِرُ يَتَوَبَّرُ أَوْ يَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ.

(صحیح) ۳-۵۱۴-سعد بن عبد اللہ نے ابو جعفر سے، اس نے ابن ابی نصر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا: ”حائضہ عورت کتنے دن احتیاط کرے؟“ امام نے فرمایا: ”ایک، دو یا پھر تین دن۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْقَائِمِ كَمْ حَدًّا جُلُوسَهَا فَقَالَ: تَنْتَظِرُ عِدَّةً مَا كَانَتْ تَحِيضُ ثُمَّ تَنْتَظِرُ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ثُمَّ هِيَ مُسْتَحَاضَةٌ.

(صحیح) ۴-۵۱۵-اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن خالد سے، اس نے محمد بن عمرو بن سعید سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: ”حیض میں بیٹھنے کی کتنی مدت ہے؟“ امام علیہ السلام نے فرمایا: ”جتنے دن اس کے حیض کے ہیں وہ انہیں مد نظر رکھے پھر تین دن تک احتیاط کرے پھر اس کے بعد (بھی اگر خون جاری رہے تو) وہ مستحاضہ ہوگی۔“

آئی کل اس عمل کے لئے تیار شدہ چیز ملتی ہے جسے پیڈز PADS کہا جاتا ہے۔

۱- احکام یہ حدیث مستحاضہ عورت کے اس حکم کو بیان کر رہی ہے جو خون سے پاک عورت کے حکم کے علاوہ ہیں (یعنی جو احکام پاک عورت کے لئے ہیں وہ بھی ہوں گے مثلاً نماز کے لئے وضو وغیرہ کرنا اور جو اس حدیث میں احکام بیان ہوئے ہیں وہ بھی ہوں گے پس دونوں احکام لاکھوں کے لئے ہیں اس حدیث کا یہاں لیتے ہوئے مستحاضہ کے لئے وضو واجب نہ ہونے کا قائل ہونا غامض خیالی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس واضح فرمان کی مخالفت ہے: ”يَا أَيُّهَا الْمَرْءُونَ إِنَّمَا كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ أَصْلَابًا مَلَكُوتًا فَمَا يُبَدِّلُ اللَّهُ قَلْبَهُمْ إِذْ يُبَدِّلُ مَا يَشَاءُ اللَّهُ إِنَّهُ عَلِيمٌ ذَكِيٌّ“۔ لیکن متن حدیث کے آخری جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کثیرہ کا حکم الگ ہے۔ فوراً فرمایا۔ مترجم۔

۱۸۰-تفسیر الاحکام ج ۱ ص ۱۸۰

۱۸۱-تفسیر الاحکام ج ۱ ص ۱۸۱

۱۸۲-تفسیر الاحکام ج ۱ ص ۱۸۲

قَالَ مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ سَعِيدِ الرِّقَاتِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ
 قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ إِذَا رَأَى الدَّمَ فِي عَيْنَيْهَا حَتَّى جَاوَزَ وَثَقَلَتْهَا مَتَى يُتَبَيَّنُ لَهَا أَنْ تَصَلِّيَ قَالَ تَنْتَظِرُ عَذَّتْهَا
 أَلَيْسَ كَأَنَّكَ تَتَبَيَّنُ ثُمَّ تَنْتَظِرُ بَعْشَرَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَأَى الدَّمَ مِمَّا صَبَّابًا فَلْتَتَغَسَّلْ فِي كُلِّ وَقْتٍ صَلَاةً.

(موتقی) ۵-۵۱۶۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے سعد بن محمد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے محمد بن عمرو بن سعید الرقبات سے اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت نے اپنے ایام حیض میں خون دیکھا مگر وہ اس کے وقت (ایام) سے بڑھ گیا تو اسے کب نماز پڑھنا چاہیے (اور مستحاضہ کے اعمال بحالانے چاہئیں؟)۔ امام نے فرمایا: ”جتنے دن حیض میں بیٹھا کرتی تھی اتنے ایام کو تو نہ نظر رکھے پھر دس دن تک احتیاط کرے پھر بھی اگر خون بہتا رہتا تو پھر نماز کے وقت غسل کرتی رہے گی۔“

قَالَ وَجَدْتُ فِي قَوْلِهِ عَ تَنْتَظِرُ بَعْشَرَ أَيَّامٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عَلَى أَنَّ التَّغَيُّبَ إِلَى عَشْرَةِ أَيَّامٍ لِأَنَّ ذَلِكَ أَكْثَرُ أَيَّامِ الْحَيْضِ وَرَبَّهَا
 يَجِبُ الْإِسْتِظْهَارُ بِتَوْبِهِ أَوْ يَتَمَيَّنُ إِذَا كَانَتْ الْعَادَةُ دُونَ ذَلِكَ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو اس میں امام علیہ السلام کے اس فرمان کے: ”دس دن احتیاط کرے“ کی صورت حال یہ ہوگی کہ ہم اسے اس بات پر مہمول کریں گے کہ وہ حیض کے شروع ہونے سے دسویں دن تک صبر کرے کیونکہ یہ دس دن حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔ جبکہ باہر احتیاط صرف ایک یا دو دن ہے اور وہ بھی جب اس کے حیض کی عادت دس دن سے کم ہو۔ اور اس بات کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے۔

أَخْبَرَنِي أَبُو الشَّيْخِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُوسَى بْنِ النَّعْمَانَ
 عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ زُجَيْلٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمُنَادِي أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فَوْقَ دُونَ الْعَشْرِ تَنْتَظِرِ الْعَشْرَةَ وَإِنْ كَانَتْ أَيَّامُهَا عَشْرَةً فَلَمْ تَنْتَظِرْ.

(صحیح) ۶-۵۱۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ محمد بن عبد اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن محمد سے، اس نے موسیٰ بن حسن سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے منادی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر اس کے ایام حیض دس دن سے کم ہیں تو دس دن تک صبر کرے اور اگر اس کے ایام دس دن ہیں تو کوئی احتیاط نہیں کرے گی۔“

وَأَخْبَرَنِي أَبُو الشَّيْخِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ الشَّطَّارِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ

۱. التمهيد الاكامل ص ۳۲۵

۲. التمهيد الاكامل ص ۱۸۱

۳. علامہ مجلسی کا فرمان ہے کہ یہ حدیث دس دن تک صبر اور احتیاط کرنے پر دلالت کر رہی ہے۔ البتہ ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ دس دن سے زیادہ نہیں ہو نا چاہئے۔ علی اکبر حفاری

داود مؤدب البغوی عن ابن عمر عن ابن عبد الله قال: سألتُه عن المرأة تحيض ثم ينحس وقت طهرها وهي تشرى الدَّم فقلان تستظهر بيومين كان حَيْضُهَا دُونَ عَشْرَةِ أَيَّامٍ وَإِنْ اسْتَمْرَ الدَّمُ بَعْدَ الْعَشْرِ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ قَبْلَ انْقِطَاعِ الدَّمِ فَاسْتَسَلْتُ وَصَلْتُ¹.

(مترسلاً) ۵۱۸۔ نیز جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے علی بن حکم سے، اس نے ابوالمعالج کے آزاد کردہ غلام واوود سے، اس نے کسی روایت بیان کرنے والے سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت کو حیض آتا ہے اور پھر اس کی پاکی والے ایام بھی گزر جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ خون کا مشاہدہ کر رہی ہوتی ہے۔“ تب امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر اس کے ایام حیض دس دن سے کم ہیں تو ایک دن کیلئے وہ احتیاط برتے اور اگر دس دن کے بعد بھی خون مسلسل جاری رہتا ہے تو وہ عورت مستحاضہ ہوگی پس اگر خون رک جائے تو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے۔“²

باب نمبر ۹۱: نفاس کے زیادہ سے زیادہ دن

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَيْنِ بْنِ ابْنِ أَبِيهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمِيرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَدِيْنَةَ عَنِ الْفَضِيلِ بْنِ يَسَارٍ وَزُرَّارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا قَالَ: النَّفْسَاءُ تَكْفُفُ عَنِ الصَّلَاةِ أَيَّامَهُمْ أَقْرَابَهَا الَّتِي كَانَتْ تَتَكَّفُ فِيهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَعْمَلُ كَمَا تَعْمَلُ الْمُسْتَحَاضَةُ³.

(حسن) ۵۱۹۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ نے ابوالقاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابن ابی عمیر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن ادینہ سے، اس نے فضیل بن یسار اور زرارہ سے اور انہوں نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”نفاس والی عورت اپنے حیض والے ایام میں جسے دن نماز سے رکتی ہے اتنے ہی دن نماز سے رکے گی پھر غسل کر کے مستحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔“

وَبِهَذَا الْإِشْتِدَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ النَّسَائِيِّ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الشَّامِيِّ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي حَنْزَلَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ سَبَعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ النَّفْسَاءُ تَحِيضُ أَيَّامَهُمْ حَيْضُهَا الَّتِي كَانَتْ تَحِيضُ ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ وَتَغْتَسِلُ وَتَصَلِّي⁴.

¹ بحوالہ ج ۳ ص ۹۰۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۱
² ایضاً حمود خاطر ہے کہ خون کے استحاضہ ہونے کی صورت میں عورت کا فریضہ نماز روزہ اور دیگر عبادات کی اور انہیں ہے چاہے خون رکے یا نہ رکے۔ جو حال حضور حدیث میں مزید وقت کی گنجائش ہے۔ مترجم
³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۳
⁴ بحوالہ ج ۳ ص ۹۹۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۳

(صحیح) ۲-۵۲۰۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، انہوں نے احمد بن محمد سے اس حدیث حسین بن سعید سے، اس نے نصر بن سويد سے، اس نے محمد بن ابو حمزہ سے، اس نے یونس بن یعقوب سے اور اس نے کہا کہ میں اسے خود سنا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرمادے تھے: ”نفاس والی عورت جتنے دن حیض کے ایام میں (عبادت سے) رک (بیٹھ جاتی تھی اتنے ہی دن بیٹھے پھر احتیاط پر عمل کرے اور پھر غسل کر کے نماز پڑھے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي قَتَالَةَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: تَقَعُدُ النِّفْسَاءُ أَيَّامَهَا الَّتِي كَانَتْ تَقَعُدُ فِي الْحَيْضِ وَتَسْتَنْظِرُ بَيْنَهُمَا مِثْلَ

(موثق) ۳-۵۲۱۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابن فضل سے، اس نے ابن بکر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”نفاس والی عورت جتنے دن حیض میں بیٹھا کرتی تھی اتنے دن بیٹھے اور پھر دو دن احتیاط کرے۔“

وَأَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجَاهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ يُونُسَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ امْرَأَةٍ وَكَانَتْ تَقْرَأُ آيَاتِ الدَّمِ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ تَرَى قَالَ: فَتَقَعُدُ أَيَّامَهُ فَمِنْهَا الَّتِي كَانَتْ تَجْلِسُ ثُمَّ تَسْتَنْظِرُ بَعْشَرَ أَيَّامٍ فَإِنْ رَأَتْ دَمًا صَبِيحًا فَلْتَسْتَنْظِرْ حَتَّى وَفَتْ كُلَّ صَلَاةٍ وَإِنْ رَأَتْ مَسْفَرَةً فَلْتَسْتَنْظِرْ حَتَّى تَلْتَمِسَ

(صحیح) ۳-۵۲۲۔ اور مجھے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے اس نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے محمد بن عمرو بن یونس سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”عورت نے بچہ جنا تو اپنے (حیض والے) معمول سے زیادہ خون دیکھ لیا کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اپنے ماہواری کے جتنے ایام (عبادت سے) بیٹھ جایا کرتی تھی اتنے دن بیٹھے۔ پھر وہ دسویں دن تک احتیاط اور انتظار کرے پھر اگر گڑھا زیادہ خون دیکھتی ہے تو ہر نماز کے وقت غسل کر لیا کرے گی لیکن اگر فقط پینا ہٹ (خون کا صرف رنگ) مشاہدہ کرتی ہے تو پھر وضو کر کے نماز پڑھے۔“

قَوْلُهُمْ تَسْتَنْظِرُ بَعْشَرَ أَيَّامٍ مَعْنَاهُ إِلَى عَشْرَةِ أَيَّامٍ لِأَنَّ حُرُوفَ الصَّغَاتِ تَقُومُ بَعْضُهَا مَقَامَ بَعْضٍ عَلَى مَا بَيَّنَّا فِي الْقَوْلِ قَبْلِهِ.

اس حدیث میں امام علیہ السلام کے اس فرمان کہ: ”دس دن تک صبر کرے“ کا مطلب ”(خون دیکھنے کی ابتدا سے) دسویں دن تک صبر کرے“ ہے۔ کیونکہ جس طرح ہم نے پہلے بھی اس بارے میں اپنا نظریہ بیان کیا ہے حروف اس کی صفات ایک دوسرے

کی جگہ استعمال ہو سکتی ہے۔^۱

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْبَرِّقِيِّ وَ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنِ
 شَقْرَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّابِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ مُوسَى مَ عَنِ امْرَأَةٍ تَغْتَسِلُ وَ تَلْبَسُ ثَلَاثِينَ
 لَيْلَةً أَوْ أَكْثَرَ وَ طَهَّرَتْ وَ صَلَّتْ ثُمَّ رَأَتْ دَمًا أَوْ صُفْرَةً فَقَالَتْ إِنْ كَانَ صُفْرَةً فَتَغْتَسِلُ وَ لَوْ تَلْبَسُ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً
 فَإِنْ كَانَ دَمًا تَلْبَسُ بِصُفْرَةٍ فَتَغْتَسِلُ عَنِ الصَّلَاةِ أَيَّامَهُمْ فِيهَا تَغْتَسِلُ وَ تُصَلِّي.

(صحیح) ۵۲۳-۵۲۴۔ احمد بن محمد سے انہی اسناد کے ساتھ، اس نے حسین بن سعید اور محمد بن خالد برقی اور عباس بن معروف سے، انہوں
 نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے عبدالرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے
 پوچھا: ”عورت کو نفاس کا خون آیا اور تیس یا اس سے زیادہ دن جاری رہا پھر وہ پاک ہوئی اور اس نے نماز پڑھی لیکن پھر اس نے خون یا
 پیلاہٹ کا مشاہدہ کیا تو کیا کرے؟“۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر فقط پیلاہٹ ہے تو غسل کرے اور نماز پڑھے اور نماز کو موت
 پھوڑے لیکن اگر خون ہے صرف پیلاہٹ نہیں ہے تو اسے اپنی ماہواری کے ایام جتنا دن نماز سے رک جانا چاہیے پھر اس کے بعد غسل
 کر کے نماز پڑھنا چاہیے۔“^۲

أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ دُونِ عَنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ الرَّيْزِيِّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَصَّالٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 زُرَّارَةَ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَّارَةَ وَ الْفَضِيلِ عَنِ أَحَدِهِمَا قَالَ: الْفُجْسَاءُ تَكْفُفُ عَنِ
 الصَّلَاةِ أَيَّامَهُمْ أَيَّامَ الْبَيْتِ كَانَتْ تَتَكَّفُ فِيهَا تَغْتَسِلُ وَ تُصَلِّي كَمَا تَغْتَسِلُ الْمُسْتَحَاضَةُ.

(موثق) ۵۲۳-۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدون نے علی بن محمد بن عبدون نے علی بن محمد بن زبیر سے، اس نے علی بن حسن بن فضال سے، اس نے
 محمد بن عبداللہ بن زرارہ سے، اس نے محمد بن ابی عمیر سے، اس نے عمر بن اذینہ سے، اس نے زرارہ اور فضیل سے اور انہوں نے نقل
 کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”نفاس والی عورت جتنے دن ماہواری کے ایام میں
 (عہادت سے) رک جایا کرتی تھی اتنے دن رک جائے پھر مستحاضہ کی طرح غسل کر کے نماز پڑھے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ بْنِ شَيْبَانَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ عَلِيِّ بْنِ رِثَابٍ عَنِ مَالِكِ
 بْنِ أَنَسٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مَ عَنِ الْفُجْسَاءِ يَغْتَسِلُهَا زُرَّارَةً وَ هِيَ فِي نَفْسِهَا مِنَ الدَّمِ قَالَ نَعَمْ إِذَا مَضَتْ لَهَا

۱۔ اصل ایک حرف دوسرے حرف کے معنی میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور یہاں: بعض قرآنی آیات کا مطلب مزید دس دن نہیں بلکہ ابی عیسیٰ وغیرہ آیات (یا عیسیٰ وغیرہ آیات) یعنی
 دنوں سے خون سے دس دن تک ہے۔ مترجم
 ۲۔ کافی ج ۳ ص ۱۰۰۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۸۵
 یہاں نماز سے رک جانے کا حکم حیض کے احتمال کی وجہ سے ہے نفاس کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے کہ نفاس کے ایام زیادہ سے زیادہ دس دن تک ہوتے ہیں
 اور عورت مستحاضہ ہے جس کا حکم خون کی منکرات کے مطابق عمل کرنا ہے۔
 تہذیب الادب ج ۱ ص ۱۸۵

مُنذُ یومٍ وُضِعَتْ بَعْدَ الْبَارِ عِدَّةٌ حَیْضُهَا ثُمَّ تَسْتَظْهِرُ بِتَوْبِهِ فَلَا بَأْسَ بَعْدُ أَنْ یَغْشَاهَا زَوْجُهَا یَأْمُرُهَا بِالْفِطْلِ
فَتَغْتَسِلُ ثُمَّ یَغْشَاهَا إِنْ أَحَبَّ^۱

(مجمول) ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ نیز مذکورہ اسناد کے ساتھ علی بن حسن سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے حسن بن محبوب سے، اس نے ابن
بن ربیع سے، اس نے مالک بن اعین سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا: "نفاس والی عورت
کے ساتھ اس کے شوہر نے نفاس کے خون کی حالت میں بہتری کی تو کیا حکم ہے؟" فرمایا: "جی ہاں! اگر اس کے بچے پہلے پیدا ہوئے
دن سے ماہواری کے ایام کی مقدار گزر جائے پھر ایک دن بطور احتیاط صبر کرے تو اس کے بعد اس کے شوہر کے اس کے ساتھ غسل
کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اسے غسل کرنے کا حکم دے اور وہ غسل کر لے پھر اگر چاہے تو اس سے بہتری کر سکتا ہے۔"
فَأَمَّا مَا زَوَّجَ الْمُحْتَدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ یَحْيَى عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ
قَالَ: الْنَّفَسَاءُ تَقْعُدُ أَرْبَعِينَ یَوْمًا قَبْلَ أَنْ تَطْهَرُ وَإِلَّا اغْتَسَلَتْ وَصَلَّتْ وَنَأَتْ بِهَا زَوْجُهَا وَكَانَتْ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَلَّةِ
تَصُومُ وَتُصَنِّی^۲

(موتقی) ۵۲۶۔ ۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے ابو جعفر سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن
غیاث سے، اس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے، آپ نے اپنے والد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور آپ نے حضرت علی بن
السلام سے نقل کیا کہ امام نے فرمایا: "نفاس والی عورت چار دن تک رکے اگر پاک ہو گئی تو ٹھیک ورنہ غسل کر کے نماز پڑھے اور ان
کا شوہر بھی اس کے ساتھ مباشرت کر سکتا ہے اور وہ مستحاضہ کی طرح ہوگی روزہ بھی رکھے گی اور نماز بھی پڑھے گی۔"
عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْيَى النَّخَعِيِّ قَالَ:
سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ كَمَا كَانَتْ يَكُونُ مَعَهُ مَا مَضَى مِنْ أَوْلَادِهَا وَمَا جَزَيْتَ قَدْتُمْ قَدْتُمْ قَدْتُمْ قَدْتُمْ قَدْتُمْ قَدْتُمْ قَدْتُمْ
الْأَرْبَعِينَ إِلَى الْخَمْسِينَ^۳

(ضعیف) ۵۲۷۔ ۹۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے محمد بن یحییٰ
ضمیمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نفاس والی عورت کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا: "اگر
طرح کرے گی جس طرح پہلے اپنے پیدا ہونے والے بچوں کے وقت کر چکی ہے اور اسے تجربہ ہو چکا ہے۔" عرض کیا: "اگر یہ ایسا
پہلا بچہ ہو تو؟" فرمایا: "چالیس اور پچاس کے درمیان (دن نماز سے دور رہے گی)۔"^۴

^۱ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۸۵

^۲ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۸۶

^۳ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۱۸۶

^۴ یہ حکم محمول ہے تفسیر ہے۔ علامہ نے اپنی کتاب "الندکرہ" میں ابو ضیف اور ان کے دیگر علماء کی جماعت سے نقل کیا ہے کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس

ہے۔ یا پھر یہ جملہ تو یہ یہ مشتعل ہو گا جس سے مراد اس دن اس دن ہوں گے اس لئے کہ چالیس دن اور پچاس دن کے درمیان دس دن کا فاصلہ ہوتا ہے۔

أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ مُحَمَّدٍ بِنِ جَيْسَى عَنْ عَمْرِو بْنِ النَّخَعِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَ كَيْفَ تَقْعُدُ النَّفْسَاءَ مَعَهُ تَنْصَبُ قَالَ ثَمَانِي عَشْرَ نَفْسَاءَ عَشْرًا تَقْعُدُ تَقْعُدُ وَتَقْعُدُ وَتَقْعُدُ (صحیح) ۵۲۸-۱۰۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے، اس نے ابویوب سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ”نفاس والی عورت نماز پڑھنے سے کتنا عرصہ دور رہے؟“ فرمایا: ”اٹھارہ، سترہ (دن) پھر اس کے بعد غسل کرے، (شرمگاہ میں) روٹی رکھے اور نماز پڑھے۔“

عَلِيُّ بْنُ النَّخَعِيِّ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ م قَالَ: تَقْعُدُ النَّفْسَاءُ إِذَا لَمْ يَنْقَلِبْ مِنْهَا الدَّمُ الشَّاهِدِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ يَوْمًا إِلَى الْغُسُولِ. (صحیح) ۵۲۹-۱۱۔ علی بن حکم نے علاء بن رزین سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر نفاس والی عورت کا خون بند رک رہا ہو تو وہ تیس یا چالیس دن سے پچاس دن تک نماز سے دور رہے۔“

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ النَّظْبِيِّ عَنِ ابْنِ سِتَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ م يَقُولُ تَقْعُدُ النَّفْسَاءُ تِسْعَةَ عَشْرَ نَفْسَاءً فَإِنَّ رَأْسَ مَا صَنَعْتَ كَمَا تَصْنَعُ الْمُسْتَحَاضَةَ. (صحیح) ۵۳۰-۱۲۔ حسن بن سعید نے نضر سے، اس نے ابن ستان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا کہ فرمادے تھے: ”نفاس والی عورت انیس راتیں نماز سے دور رہے گی اس کے بعد اگر پھر بھی خون جاری رہتا ہے تو مستحاضہ والے اعمال بجالائے گی۔“

وَقَدْ رَوَيْتَانِ عَنِ ابْنِ سِتَّانٍ مَا يَتَنَاقَى هَذَا الْخَبَرُ وَأَنَّ آيَةَ النِّفَاسِ وَمِثْلُ آيَةِ الْحَيْضِ فَتَعَارَفَ الْخَبْرَانِ. (صحیح) ۵۳۱-۱۳۔ ابن ستان سے اس سے پہلے بھی ایک حدیث نقل کی ہے جو اس حدیث کے متنافی ہے جس میں بتایا گیا تھا کہ ایام نفاس بھی حیض کے ایام کی طرح ہیں۔ تو اس لحاظ سے دونوں حدیثوں میں تعارض پیدا ہو جائے گا۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ فَصَّالَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ رَزِينٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ م عَنِ النَّفْسَاءِ كَيْفَ تَقْعُدُ فَقَالَ إِنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ أَمَرَهَا رَسُولُ اللَّهِ م أَنْ تَقْعُدَ لِثَمَانِيَةِ عَشْرَ وَ لَا تَأْسُ بِأَنْ تَسْتَلْظِمَ بَيْنَ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ. (صحیح) ۵۳۲-۱۴۔

۱ تصدیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶
 ۲ تصدیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶
 ۳ تصدیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶
 ۴ انیس دن کا نفاس کسی بھی مسلک کے موافق نہیں ہے مگر یہ کہ اسے انتہائی مدت (چالیس دن) کا نصف مانا جائے یا اٹھارہ دنوں کے بعد ایک دن بطور احتیاط مانا جائے۔

۱ تصدیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶
 ۲ تصدیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶
 ۳ تصدیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۶
 ۴ انیس دن کا نفاس کسی بھی مسلک کے موافق نہیں ہے مگر یہ کہ اسے انتہائی مدت (چالیس دن) کا نصف مانا جائے یا اٹھارہ دنوں کے بعد ایک دن بطور احتیاط مانا جائے۔

(صحیح) ۱۳-۵۳۱۔ حسین بن سعید نے فضالہ سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: "نفاس والی عورت کتنے دن (عبادت سے رک کر) بیٹھی؟" فرمایا: "اسماہدنت عمیس کورسل کما یرسلہم نے انھارویں دن غسل کرنے کا حکم دیا تھا اور ایک یا دو دن مزید احتیاط کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔"

فَلَا تَشَاقُّ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَبَيْنَ الْأَخْبَارِ الْأَوْلَى لِقَائِي الْكَلَامِ عَلَى هَذِهِ الْأَخْبَارِ طَرِيقًا

تو یہ روایت ان پچھلی حدیثوں سے کوئی منافی نہیں ہیں جنہیں ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔ کیونکہ ہم ان احادیث کے متعلق ان طریقوں سے گفتگو کر سکتے ہیں۔

فَأَخَذَ مَا لَمْ يَنْهَى عَنْهُ الْأَخْبَارُ أَحَادِيثَ مُخْتَلِفَةً الْأَفْظَاءُ مُتَضَادَّةً الْبَعَائِنُ لَا يَتَكِنُ الْعَسَلُ عَلَى جَمِيعِهَا لِتَضَادِّهَا وَلَا عَلَى بَعْضِهَا لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِبَعْضِهَا بِالْعَتَلِ عَلَيْهِ أَوْلَى مِنْ بَعْضِهَا وَالْأَخْبَارُ السُّنَنِيَّةُ مِمَّا مُجْتَمِعٌ عَلَى مُشْتَبَهَاتِهَا لِأَنَّهَا خِلَافٌ فِي أَنَّ أَيَّامَهُ النَّفَاسِ مُعْتَبَرَةٌ وَإِنَّمَا الْخِلَافُ فِيهَا إِذَا عُنِيَ ذَلِكَ وَإِذَا تَعَارَضَتْ وَجَبَتْ تَرْكُ الْعَسَلِ عَلَيْهَا وَالْعَسَلُ بِالسُّنَنِ عَلَيْهِ بِمَا قَدْ بَيَّنَّ فِي غَيْرِ مَوْضِعٍ

ایک: تو یہ کہ یہ (بعد والی) روایات خبر واحد ہیں، ان کے الفاظ مختلف اور معانی متضاد ہیں اور ان کے اس تنجا کی وجہ سے ان سب پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے بلکہ کسی پر بھی عمل ممکن نہیں ہے کیونکہ بعض احادیث پر عمل دیگر چھوڑی جانے والی بعض احادیث سے اولیت سمجھ سکتی۔ جبکہ گزشتہ احادیث مضمون کے لحاظ سے متفق ہیں کیونکہ ان میں اس بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نفاس کے ایام میں غسل کے ایام معتبر ہیں۔ اختلاف صرف اس سے زیادہ ایام پر ہے۔ تو جب یہ روایتیں ان احادیث سے متعارض ہوں گی تو ان روایتوں کو ترک کر کے ان متفق علیہ احادیث پر عمل کرنا واجب ہو جائے گا اور کئی مقامات پر اس طریقہ کی وضاحت کی گئی ہے۔

وَالْوَجْهُ الشَّانِي أَنْ تَحْتَمِلَ هَذِهِ الْأَخْبَارُ عَلَى ضَرْبٍ مِنَ الشَّقِيَّةِ لِأَنَّهَا مُوَافِقٌ لِسَدِّهِبِ الْعَامَّةِ وَالْأَجَلِ ذَلِكَ اِخْتَلَفَتْ كَاخْتِلَافِ الْعَامَّةِ فِي أَكْثَرِ أَيَّامِ النَّفَاسِ فَكَأَنَّهُمْ أَفْتَوْا كُلًّا مِنْهُمْ بِسَدِّهِبِ الَّذِي يَعْتَقِدُهُ وَالشَّائِبُ أَنْ تَتَكُونِ الْأَخْبَارُ خَرَجَتْ عَلَى سَبَبٍ وَهُوَ أَنَّهُمْ سَبُّوا عَنِ امْرَأَةٍ آتَتْ عَلَيْهَا هَذِهِ الْأَيَّامُ لَمْ تَلْصِقْ فِيهَا فِقْهًا عِندَ ذَلِكَ يَنْبَغِي أَنْ تَلْغُسِلَ وَتُصْبِغَ وَلَمْ يَقُولُوا فِي شَيْءٍ مِنْهَا إِنَّ ذَلِكَ حَدٌّ لَا يَجُوزُ اِشْتِبَارُ مَا نَقَصَ مِنْهُ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى هَذَا النَّعْتِ مَا.

دو: ان روایتوں کو ہم تفسیر پر محمول کریں کیونکہ یہ مذہب اہل سنت کے موافق ہیں اسی وجہ سے یہ روایتیں بھی نفاس کے زیادہ سے زیادہ ایام کے لحاظ سے اہل سنت کے آپسی اختلاف کی طرح مختلف ہیں یعنی گویا ہر مسلک نے اپنے مذہب ہی عقیدہ کے مطابق یہاں فتویٰ دیا ہے۔ تین: یہ روایتیں کسی سبب سے بیان ہوئی ہیں اور وہ یہ کہ راویوں نے امام علیہ السلام سے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے اتنے دن خون آیا اور اس نے نماز نہیں پڑھی۔ تو معصومین علیہم السلام نے فرمایا کہ اب اس پر لازمی ہے کہ وہ غسل کرے اور نماز پڑھے جبکہ ان سبب سے کسی میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ یہ نفاس کی حد ہے اور اس سے کم ایام کو معتبر سمجھنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَجَبُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ
 زَقَّعَةَ قَالَ: سَأَلْتُ امْرَأَةً أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع فَقَالَتْ إِنِّي كُنْتُ أَقْعُدُ فِي نِغَاسٍ مِثْرَيْنِ يَوْمَ مَا سَأَلْتُ أَقْعُدُ فِي بَشْمَانِيَّةٍ عَشْرَ يَوْمًا
 فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع وَ لَيْمَ أَقْعُدُكَ بِبَشْمَانِيَّةٍ عَشْرَ يَوْمًا فَقَالَتْ لِتُعَدِّي بِثَلَاثِ رُؤُوسِ رَسُولِ اللَّهِ ص أَلَا قَالَ بِأَسْمَاءَ
 بِلَيْتِ مِثْرَيْنِ حِينَ لَيْسَتْ بِمُحْتَدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع إِنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ص وَ قَدْ أُلِيَ لَهَا
 شَمَانِيَّةٌ عَشْرَ يَوْمًا وَ لَوْ سَأَلْتَهُ قَبْلَ ذَلِكَ لَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَ تَفْعَلَ كَمَا تَفْعَلُهُ الْبَشْمَانِيَّةُ ۱

(مربوع) ۱۳-۵۳۲۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ زمرہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے اس نے محمد بن یعقوب سے اس نے علی بن
 ابراہیم سے اس نے اپنے باپ سے اور اس نے مرفوع طریقہ سے نقل کرتے ہوئے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک
 عورت نے پوچھا: "میں اپنے نفاس کیلئے بیس دن بیٹھتی رہی ہوں مگر مجھے اٹھارہ دن ٹھننے کا فتویٰ دیا گیا (تو یہ کیسا ہے)؟"۔ تو امام
 جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے پوچھا: "لوگوں نے تمہیں اٹھارہ دن کا فتویٰ کیوں دیا ہے؟"۔ تب اس عورت نے عرض کیا: "اس
 حدیث کی وجہ سے جو رسول کریم ﷺ سے مروی ہے جس وقت اسما بنت عمیس کو محمد بن ابوبکر کی پیدائش پر نفاس آیا تھا تو آنحضرت
 نے اس نے فرمایا تھا: "تب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اسما بنت عمیس نے اٹھارہ دن بعد جا کر رسول کریم ﷺ سے
 سوال کیا تھا۔ اور اگر وہ اس سے پہلے بھی جا کر سوال کرتی تب بھی آنحضرت اسے حکم فرماتے کہ غسل کرو اور مستحاضہ والے اعمال

وَقَدْ اسْتَقْبَلْنَا مَا يَتَعَلَّقُ بِهَذَا الْبَابِ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ فَمَنْ أَرَادَهُ وَقَفَتْ عَلَيْهِ مِنْ هُنَاكَ وَمَا رُوِيَ مِنْ
 الْإِسْتِخَارِ لِلنِّفَاسِ بِبَيِّنَةٍ أَوْ يَوْمَيْنِ النِّعَمِ فِيهِ مَا ذَكَرْنَا فِي حُكْمِ الْبَشْمَانِيَّةِ مِنْ أَنَّهَا تَغْتَبِرُ إِذَا كَانَتْ
 عَادَتُهَا فِي الْخَيْضِ أَقَلَّ مِنْ عَشْرٍ وَأَيَّامٍ قَبْلَ أَنْ تَبْلُغَ عَشْرًا فَفَلَا اسْتَظْهَرْنَا وَمَا رُوِيَ أَنَّهَا تَسْتَظْهَرُ مِثْلَ ثَلَاثِينَ أَيَّامًا
 أَيْضًا مِثْلَ ذَلِكَ إِذَا كَانَتْ عَادَتُهَا عَشْرَةَ أَيَّامٍ أَوْ سِتَّةَ أَيَّامٍ وَكَذَلِكَ مَا قِيلَ إِنَّهَا تَسْتَظْهَرُ بِسِتِّينَ أَيَّامٍ نَقَّاسًا
 وَكُلُّ ذَلِكَ أَوْ زِدْنَا فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ وَبَيَّنَّا النُّجُوهَ فِيهِ

اور ہم نے اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں اس باب سے متعلقہ احادیث اور بیانات کو مکمل طور پر بیان کر دیا ہے جسے
 مزید کی خواہش ہے وہاں سے معلوم کر سکتا ہے ۲۔ اور نفاس والی عورت کیلئے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک یا دو دن احتیاط اور صبر کرے
 تو ان کا معنی بھی وہی ہو گا جو ہم نے مستحاضہ کے بارے میں بیان کیا تھا کہ اس کیلئے اس سورت میں احتیاط شرط ہے جب اس کی ماہواری
 کی عادت دس دن سے کم ہوں۔ پس اگر وہ ایام دس دن تک پہنچے ہوئے ہوں تو کوئی احتیاط نہیں ہوگی۔ اور جہاں یہ مروی ہے کہ وہ
 عادت اپنے ماہواری کے ایام کے دو تہائی دن کے برابر احتیاط کرے گی تو وہ بھی اسی طرح ہے جب اس کی ماہواری کی عادت پانچ یا چھ
 دن اور نیز جن میں مروی ہے کہ وہ اپنے نفاس کے دو تہائی ایام میں احتیاط برتے گی تو وہ بھی اسی طرح ہیں۔ ان تمام صورتوں کو ہم نے

۱۔ کوئی ۳ ص ۹۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۸۸
 ۲۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۳۱۵۸ تا ۱۹۲

اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں بیان کیا ہے اور ان کی وجوہات کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

قَامَا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ وَسَيِّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ الْمُفَضَّلِ بْنِ صَالِحِ بْنِ
 نَيْبِ الْمَزَاهِرِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الْنَّفْسَاءِ كَمْ حَدًّا يُقَابِلُهَا حَتَّى يَجِبَ عَلَيْهَا الصَّلَاةُ وَكَيْفَ تَنْسَاءُ
 فَقَالَ لَيْسَ لَهَا حَدٌّ.¹

(ضعیف) ۱۵-۵۳۳۔ لیکن وہ حدیث جسے بیان کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے احمد بن عبدوس سے، اس نے حسین بن علی سے اس نے مفصل بن صالح سے، اس نے لیث مراوی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا۔ اس کا جواب وہی عورت کے خون نفاس کی کیا حد ہے کہ جس کے بعد اس پر نماز واجب ہو اور وہ کیا کرے گی؟۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی کوئی حد نہیں ہے۔²

قَالَ وَجَدْتُ فِي هَذَا النَّجْوَى أَنَّهُ لَيْسَ لَهَا حَدٌّ مُعَيَّنٌ لَا يَجُوزُ أَنْ يَتَغَيَّرَ أَوْ يَزِيدَ أَوْ يَنْقُصَ لِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاِخْتِلَافِ أَحْوَالِ
 النِّسَاءِ وَعَادَتِهِنَّ فِي الْخَيْضِ وَ لَيْسَ هَاهُنَا أَمْرٌ يُشْفَقُ عَلَيْهِ يَشْفَقُ كُلُّهُنَّ فِيهِ.

تو اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی ایسی معین حد نہیں ہے کہ جس میں کوئی تبدیلی یا کمی بیشی نہ ہو سکے۔ کیونکہ یہاں عورتوں کے حالات اور ماہواری کی عادت کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں اور یہاں کوئی ایسا معیار نہیں ہے جس پر اتفاق کیا جاسکے کہ وہ عورتوں کے حالات اس میں ایک جیسے ہوں گے۔

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۰

² مقدس اردوبیلی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نفاس کے زیادہ سے زیادہ دن حیض کی عادت کے ایام ہیں اور عورت کو چاہئے تھا کہ اس حدیث کو پہلے ذکر کرتے۔

پنجم کے باب

باب نمبر ۹۲: آٹاپہ تیمم جائز نہیں ہے

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ بَابُوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ يَاسِينَ الضَّرِيرِ عَنْ حَرِيظِ بْنِ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لَا إِشَاءَ هُوَ النَّاءُ وَالصَّعِيدُ.^۱

(مجمول) ۱-۵۳۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ سے اس نے محمد بن حسن سے اس نے محمد بن یحییٰ سے اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے اس نے محمد بن عیسیٰ سے اس نے محمد بن یاسین الضریر سے اس نے حریظ بن ابی بصیر سے اس نے ابو بصیر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی کے پاس دودھ ہو تو کیا وہ اس سے وضو کر سکتا ہے؟“ فرمایا: ”نہیں صرف پانی اور سطح زمین ہے۔“

فَنَفَى أَنْ يَكُونَ مَا سِوَى النَّاءِ وَالصَّعِيدِ يَجُوزُ الشَّوْطُ بِهِ بِلَفْظَةِ إِشَاءَ لِأَنَّ ذَلِكَ مُسْتَفَادٌ مِنْهَا عَلَى مَا يَتَّبَعُ فِي الْكِتَابِ الْكَبِيرِ.

تولفظ ”إشَاء“ کے ذریعہ سے پانی اور سطح زمین کے علاوہ دیگر چیزوں سے اس کے جواز کی نفی کی گئی ہے (یعنی باقی چیزوں سے وضو یا غسل صحیح نہیں ہوگا) کیونکہ جس طرح کہ ہم نے اپنی بڑی کتاب میں بیان کیا ہے اس لفظ سے یہی (انحصار) کا نتیجہ نکلتا ہے۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ ابْنِ بَكَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ يَتَوَضَّأُ بِهِ وَيُنْتَفَعُ بِهِ.

(موثق) ۲-۵۳۵۔ البتہ وہ روایت جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے صفوان سے اس نے ابن بکیر سے اس نے عبید بن زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ”کیا آٹاپہ سے وضو کیا جاسکتا ہے؟“ فرمایا: ”اس سے وضو کرنے اور فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

فَالْوَجْهُ فِي قَوْلِهِ لَا يَأْسُ بِأَنْ يَتَوَضَّأَ بِهِ إِشَاءَ أَرَادَ بِهِ الْوَضُوءَ الَّذِي هُوَ الشَّخِيبُ وَتَدَلُّكَ الْجَسَدِ بِهِ دُونَ الْوَضُوءِ لِلتَّلَاقِ وَالَّذِي يَكْشِفُ عَنْ ذَلِكَ مَا.

تو اس حدیث میں امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ ”اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے“ تو اس سے مراد وہ وضو

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۸

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۸

جو خوبصورتی اور جسم کو مالش کیلئے کیا جاتا ہے نماز کا وضو مراد نہیں ہے اور مندرجہ ذیل یہ حدیث بھی اس بات سے پروردگار تعالیٰ ہے:

أَخْبَتَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي بَانٍ
عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَجَّابِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يَطْلُبُ
بِالنُّورَةِ فَيَجْعَلُ الدَّقِيقَ بِالزَّيْتِ يَلْطَمُهُ بِهِ وَيَسْتَسْخُمُ بِهِ بَعْدَ السُّورَةِ لِيَتَقَدَّمَ رِيحَهَا قَالَ لَا بَأْسَ.

(صحیح) ۵۳۶۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمۃ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن حسن سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے عبد الرحمن بن حجاج سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے نورہ کا لپ لگا یا پھر اس نے آٹا کو نرم کرنے کے لئے تیل میں گوندھا اور نورہ کی بودور کرنے کیلئے نورہ کے بعد اسے لگا یا تو کیا یہ ٹھیک ہے؟“۔ فرمایا: ”کوئی حرج نہیں ہے۔“

باب نمبر ۹۳: کیچڑ والی زمین، گارے اور پانی پر تیمم

أَخْبَتَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنِ
الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِثَابٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي
حَالٍ لَا تَقْدِرُ إِلَّا عَلَى الطِّينِ فَتَيْتَمُّ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْفَى بِالْعَدْلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَكَ ثَوْبٌ جَانِبٌ وَلَا لَيْدٌ تَقْدِرُ عَلَى
أَنْ تَنْقِصَهُ وَتَتَيْتَمُّ بِهِ.

(صحیح) ۵۳۷۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر تم ایسی حالت میں پچھن گئے ہو کہ سوائے گارے کے کئی اور چیز پر دسترس نہیں رکھتے تو پھر اسی سے تیمم کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ مجبوری کو بہتر سمجھتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ جب تمہارے پاس کوئی خشک چیز یا اونی عمدہ تک بھی نہ ہو جسے تم جھالا کر اس سے تیمم کر سکو۔“

وَعَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِثَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: إِذَا كُنْتَ فِي حَالٍ لَا تَقْدِرُ إِلَّا عَلَى الطِّينِ فَتَيْتَمُّ بِهِ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَوْفَى بِالْعَدْلِ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَكَ ثَوْبٌ جَانِبٌ وَلَا لَيْدٌ تَقْدِرُ عَلَى أَنْ تَنْقِصَهُ وَتَتَيْتَمُّ بِهِ.

تتميم صلاہ الامام ج ۱ ص ۱۹۸

تتميم صلاہ الامام ج ۱ ص ۱۹۹

علامہ ابن حجر بن عساکر نے فرمایا ہے۔

تَبَيَّنَتْ بِهِ.

(سائق) ۲-۵۳۸۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن علی بن محمد سے، اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”جب تم کسی ایسی حالت میں ہو کہ گارے کے سوا کسی چیز پر دسترس نہ ہو تو اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّعْبَةَ عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: إِذَا كَانَتْ الْأَرْضُ مُبْتَلَّةً لَيْسَ فِيهَا تَرَاتِبٌ وَلَا مَاءٌ فَانظُرْ أَجْفًا مَوْضِعَ تَجِدُ الْوُضُوءَ مِنْهُ فَإِنْ كَانَ ذَلِكَ تَوَسُّعًا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَإِنْ كَانَ فِي شِدْجٍ فَلْيَنْظُرْ لِيَدَّ سَرَّجَهُ فَلْيَتَيَّمْ مِنْ غَيْرِهِ أَوْ مِنْ مَغْبِرَةٍ إِنْ كَانَ فِي حَالٍ لَا يَجِدُ إِلَّا الطَّيْنَ فَلَا بَأْسَ أَنْ يَتَيَّمَّ مِنْهُ.

(صحیح) ۳-۵۳۹۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سعد بن عبد اللہ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبد اللہ بن مغیرہ سے، اس نے رفاعہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جب زمین ایسی گیلی ہو کہ وہاں نہ مٹی الگ ہو نہ پانی الگ ہو تو اس میں سب سے زیادہ (مکنہ حد تک) خشک جگہ ڈھونڈو اور وہی جگہ سے تیمم کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چھوٹ ہے۔“ نیز فرمایا: ”(اگر برفانی جگہ میں ہو تو اپنے زین کے تمدہ یا بالوں کی چوٹی یا کوئی غبار آلود چیز ڈھونڈو) اور اگر ایسی حالت میں ہو کہ سوائے گارے کے اسے کچھ نہیں مل رہا تو اس سے تیمم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أَبِيهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ هِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بِنِ عُمَرَ عَنْ زُهْرَةَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ: قُلْتُ رَجُلٌ دَخَلَ الْأَجْمَةَ لَيْسَ فِيهَا مَاءٌ وَفِيهَا طِينٌ مَا يَصْنَعُ قَالَ يَتَيَّمُ مِنْهَا الصَّعِيدُ قُلْتُ فَإِنَّهُ رَأَى كَبَّ وَلا يُبْكِيهِ التُّؤُؤُ مِنْ خَوْفٍ وَ لَيْسَ هُوَ عَلَى وَضُوءٍ قَالَ إِنْ خَافَ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ سَيْبٍ أَوْ غَيْرِهِ وَ خَافَ قَوْتَ الْوَقْتِ فَلْيَتَيَّمْ بِضَرْبِ يَدَيْهِ عَلَى الْيَدِ وَالْبُرْدَةِ وَ يَتَيَّمْ وَ يُصَلِّ.

(ضعیف) ۳-۵۴۰۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے حسن بن علی سے، اس نے احمد بن ہلال سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی کسی ایسے جنگل میں گھس گیا جہاں پانی نہیں مگر گارے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اگر

^۱ کافی ج ۳ ص ۶۷۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۱۹۹

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۰

^۳ ح ۱۱ احمد بن محمد بن یحییٰ اشعری ہے۔

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۰

پر تیمم کرے کیونکہ زمین کی سطح وہی ہے۔ پھر پوچھا: ”مگر وہ سواری پر ہے اور خوف کی وجہ سے اس کیلئے اترنا ممکن نہیں ہے اور وہ وضو سے بھی نہیں ہے؟“ فرمایا: ”اگر اسے کسی درندے وغیرہ کی وجہ سے اپنی جان کا خوف ہو اور اسے نماز کا وقت ختم ہونے کا بھی ڈر ہو تو وہ نمدہ یا عرق گیر (زین کے نیچے رکھے جانے والے کپڑے) پر ہاتھ مار کر تیمم کرے اور نماز پڑھے۔“

فَلَا يُتَمِّئُ بِالطَّبِينِ وَخَبَرَ قَاعَةَ فَإِنَّهُ قَالَ فِيهِمَا إِذَا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى لَبْدٍ أَوْ سَبَّحَ تَنَفُّسُهُ فَتَيْمَمُ بِالطَّبِينِ وَقَالَ فِي هَذَا الْخَبَرِ لَا يَتَيْمَمُ بِالطَّبِينِ فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى التُّؤَدِ لِلنُّؤُولِ لِلنُّؤُولِ تَيْمَمُ مِنَ الشُّبِّ بِرَأْسِ التَّوَجُّهِ فِي الْحَبْلِ بَيْنَ الْأَخْتَارِ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فِي لَبْدٍ الشُّبِّ غُبَارًا يَجِبُ أَنْ يَتَيْمَمَ مِنْهُ وَلَا يَتَيْمَمُ مِنَ الطَّبِينِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الشُّبِّ غُبَارًا أَوْ لَا يَتَيْمَمُ بِالطَّبِينِ فَإِنْ خَافَ مِنَ التُّؤَدِ تَيْمَمُ مِنَ الشُّبِّ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ غُبَارًا وَالدِّي يَنْدَلُ عَنْهُ أَنَّهُ إِذَا تَسَوَّطَهُ الشُّبُّ بِاللَبْدِ وَالشُّبُّ إِذَا كَانَ فِيهِمَا الْغُبَارُ.

تو یہ حدیث ابو بصیر اور رفاعہ کی حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ امام علیہ السلام نے ان دونوں حدیثوں میں فرمایا کہ اگر اسے نمدہ یا زین کا کپڑا نہ ملے جسے جھاڑ کر تیمم کر سکے تو گارے سے تیمم کرے جبکہ اس حدیث میں ہے کہ وہ گارے سے تیمم نہیں کرے گا اور اگر خوف کی وجہ سے اترنے پر قادر نہیں ہے تو زین کے کپڑے سے تیمم کرے گا۔ اس لئے کہ ان احادیث میں اجتماع کی کیفیت یوں ہوگی کہ اگر زین کے نمدہ یا کپڑے میں گرد و غبار ہو تو اسی سے تیمم واجب ہو گا اور گارے سے تیمم نہیں کرے گا لیکن پہلے اگر کپڑے میں ہانگل کوئی غبار نہ ہو تو پھر گارے سے تیمم کرے گا اور اگر اترنے سے ڈرتا ہو تو پھر چاہے کپڑے میں غبار نہ بھی ہو تو بھی کپڑے پر تیمم کرے گا۔ اور اس بات کی دلیل کہ نمدہ اور زین کے کپڑے پر صرف اس میں غبار کی موجودگی کی صورت ہی میں تیمم جائز ہے۔ مندرجہ ذیل حدیث ہے:-

مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَقَّادٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: أَرَأَيْتَ الْمَوَاقِفَ - إِنْ لَمْ يَكُنْ عَلَى وَطْنِهِ كَيْفَ يَتَيْمَمُ وَلَا يَقْدِرُ عَلَى التُّؤَدِ قَالَ تَيْمَمُ مِنَ لَبْدِهِ أَوْ سَرَجِهِ أَوْ مَعْرُوقَةٍ دَابَّتِهِ فَإِنْ فِيهَا غُبَارًا: يُصَلِّ.

(صحیح) ۵۳۱، ۵۳۲۔ جسے نقل کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”اگر کوئی سواری پر اترنے پر قادر نہ ہو اور وضو سے بھی نہ ہو تو آپ کی نظر میں اسے کیا کرنا چاہیے؟“ فرمایا: ”سواری کے جانور کے نمدہ یا زین یا اس کے ایال پر سے تیمم کرنا چاہیے کیونکہ اس میں گرد لگی ہوتی ہے اور پھر نماز پڑھنی چاہیے۔“

باب نمبر ۹۴: برف سے ڈھکی زمین پر تیمم

أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدَ بْنِ يَعْقَبَ بْنِ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقَبَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَقَّادِ بْنِ عِيْسَى عَنْ حَرِيْزِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ لِ الشَّقْرِ لَا يَجِدُ فِي الشَّقْرِ إِلَّا الشَّلْجَ فَقَالَ يَغْتَسِلُ بِالشَّلْجِ أَوْ مَاءِ الشَّقْرِ.

(کا صبح) ۱۔ ۵۳۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے ہمام بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی سفر میں جب ہو جائے اور سفر میں اسے ہر طرف برف ہی برف ملے تو تیمم کرے؟“ فرمایا: ”برف یا نہر کے پانی سے غسل کر لے“۔^۲

وَبِهَذَا إِسْتَأْذَنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَعْقَبَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَرْثَدٍ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالَ يُصَيِّبُنَا الدَّمَقُ وَ الشَّلْجُ وَ تُرِيدُ أَنْ تَتَوَضَّأَ وَ لَا تَجِدُ إِلَّا مَاءَ جَامِدًا فَكَيْفَ اتَّوَضَّأَ ذَلِكَ بِهِ جَلِدِي قَالَ نَعَمْ.

(موتق) ۲۔ ۵۳۳۔ مذکورہ استاد کے ساتھ محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے معاویہ بن مرثد سے اور اس نے کہا کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے امام سے پوچھا: ”میں اپنے طوفان یا برف کا سامنا کرنا چاہتا ہوں اور ہم وضو کرنا چاہتے ہیں مگر ہمیں صرف جما ہوا پانی ہی ملتا ہے تو وضو کیسے کریں گی یا اپنی جلد (مضنا وضو) کو اس پر مل لیں؟“ فرمایا: ”جی ہاں!“۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَجْدُوبٍ عَنِ الْعَبِيدِيِّ عَنِ حَقَّادِ بْنِ عِيْسَى عَنْ حَرِيْزِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ فِي الشَّقْرِ فَلَا يَجِدُ إِلَّا الشَّلْجَ أَوْ مَاءَ جَامِدًا فَقَالَ هُوَ بِمَنْزِلَةِ الشَّرِّ وَ لَا يَتِيمٌ وَ لَا أَرَى أَنْ يَعُودَ إِلَيَّ هَذَا وَ الْأَرْضُ الَّتِي تُؤْتِي دَيْنَهُ.

(صبح) ۳۔ ۵۳۴۔ البیت جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن مجدوب نے عبیدی سے، اس نے ہمام بن عیسیٰ سے، اس نے حریز سے اور اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”آدمی سفر میں جب ہو جائے اور اسے

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۱

^۲ مطلب یہ کہ برف کو کھڑا کر اسے کھلا کر اس کے پانی سے غسل کرے۔

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۲

^۴ کافی ج ۳ ص ۶۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۲

^۵ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ اور ثقہ ہے۔

صرف برف یا بھنا ہوا پانی میسر ہو تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”یہ بھی ایک قسم کی مجبوری ہے وہ تیمم کرے اگر میں اسے پھر دو بار دیکھتی ہوں تو سوتے نہ دیکھوں جہاں اس کا دین برہا ہوتا ہو۔“

عَنْ عَن مُعَاوِيَةَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السُّعَيْدِ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زَيْنِ عَدْنِ بْنِ جَعْفَرٍ مَقَالَ: إِنَّ أَسَابِيَةَ الشُّنْفِ فَلَيْتَ نَظَرْنَا لِنَدَى جِهَةٍ فَلَيْتَ تَكَيْتُمْ مِنْ غُبَارِهَا أَوْ مِنْ شَرِّهَا مَعَهُ.

(سوانح) ۵۳۵-۵۳۶۔ اسی سے اس نے معاویہ بن حکیم سے، اس نے عبد اللہ بن معمر سے، اس نے ابن بکر سے، اس نے زین عدن سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر کسی کو (ہر طرف) برف کا سامنا ہو تو اسے اپنی سواری کی زین کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھ کر اور چیز کے غبار سے تیمم کرنا چاہیے۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السُّعَيْدِ عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَقَالَ: إِذَا كَانَ فِي شَدْحٍ فَلَيْتَ نَظَرْنَا لِنَدَى جِهَةٍ فَلَيْتَ تَكَيْتُمْ مِنْ غُبَارِهَا أَوْ مِنْ شَرِّهَا مَعَهُ.

(صحیح) ۵۳۶-۵۳۷۔ سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے عبد اللہ بن معمر سے، اس نے رفاعہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ امام نے فرمایا: ”جب کوئی برف میں پھنس گیا ہو تو اسے زین کے نچلے حصے پر ہاتھ رکھ کر اور چیز کو ڈھونڈ کر اس کے غبار سے تیمم کرے۔“

فَلَا تَشَأَنَّ يَنْتَهِيَنَّ هَذِهِ الْأَخْبَارُ وَبَيْنَ الْأَخْبَارِ الْأُولَى لِأَنَّ الْوَجْهَ فِي الْعَبْدِ يَنْتَهِيَنَّ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ أَنْ يَسْتَلْ ذَلِكَ بِالشُّنْفِ أَوْ الْعَبْدِ بِأَنَّهُ مَاءٌ إِذَا أَمَكْتَهُ ذَلِكَ وَ لَا يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ اسْتِعْمَالِهِ وَ لَا يَعْدِلُ عَنْ ذَلِكَ إِلَى الشُّنْفِ بِالشُّرْبِ وَ الْغُبَارِ فَإِذَا لَمْ يُمْكِنَهُ ذَلِكَ وَ يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ اسْتِعْمَالِهِ جَاءَ لَهُ أَنْ يَعْدِلَ إِلَى الشُّنْفِ كَمَا يَجُوزُ لَهُ الْعُدُولُ مِنَ الشُّرْبِ إِلَى الشُّرْبِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا.

تو ان روایت اور گزشتہ احادیث میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ ان کو اکٹھا کرنے صورت یہ ہے کہ پہلے تو انسان پر واجب ہے کہ اگر ممکن ہو تو وہ اس کے استعمال سے اپنی جان کا خوف بھی نہ ہو تو اپنے اعضائے وضو کو برف یا جے ہوئے پانی پر طے اس صورت میں وہ وضو سے تیمم کی طرف عدول نہیں کرے گا۔ لیکن اگر اس کیلئے یہ ممکن نہ ہو اور برف یا جے ہوئے پانی کے استعمال سے اسے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو تو پھر اس کیلئے تیمم کے فریضہ کی طرف عدول کرنا جائز ہو جائے گا۔ بالکل ایسے جیسے جان کے خوف کی صورت میں پانی والے فریضہ (وضو، غسل) سے مٹی والے فریضہ (تیمم) کی طرف عدول کرنا جائز ہوتا ہے۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث میں ہے:

أَخْبَرَنِي بِهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَعْتُوبٍ عَنْ مُحَمَّدِ

ایک تحریر یہ ہے کہ بحالت مجبوری اسے مٹی سے تیمم کرنا چاہئے لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ برف پر تیمم کرنا ضروری ہے اور واضح ہے کہ یہ عمل بعید ہے۔
 تصحیح الامم ج ۱ ص ۱۹۹
 تصحیح الامم ج ۱ ص ۲۰۰

بْنِ أَحْمَدَ الْعَلَوِيِّ عَنِ الْعَنْبَرِيِّ عَنِ عَيْنِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ الْعَنْبَرِيِّ
عَنْ مَرِيٍّ وَضَبٍ لَا يَكُونُ مَعَهُ مَاءٌ وَهُوَ يُصِيبُ ثَلْجًا وَصَعِيدًا أَيُّهُمَا أَفْضَلُ أَيْتَمَّكُمْ أَمْرٌ يَتَمَسَّحُ بِالثَّلْجِ وَجَهَهُ قَالَن
الثَّلْجُ إِذَا بَلَغَ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ أَفْضَلُ فَإِنْ لَمْ يَبْغِدْ رُغِدَ أَنْ يَغْتَسِلَ بِهِ فَلْيَتَيْتَمَّ.¹

(جول ۶-۵۳) جسے مجھے بیان کیا ہے حسین بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن یحییٰ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن محبوب سے، اس نے محمد بن احمد علوی سے، اس نے عمر کی سے، اس نے علی بن جعفر سے اور اس نے کیا کہ میں نے اپنے
برادر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی جنب ہو جائے یا بغیر وضو کے ہو اور اس کے پاس پانی نہ ہو بلکہ
برف اور سٹخ زمین میسر ہو تو ان میں سے کیا افضل ہے؟ کیا وہ تیمم کرے یا اپنے چہرے کو برف پر ملے؟“ فرمایا: ”برف اگر اس کے
سر اور جسم کو تر کر دے تو بہتر ہے لیکن اگر اس سے غسل کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر تیمم کرے۔“

باب نمبر ۹۵: تیمم کرنے والے کو پانی ملنے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے

أَخْبَنِي الشَّيْخُ رَجْمَةُ اللَّهِ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ
ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ زُرَّارَةَ عَنْ أَحَدِهِمَا قَالَ: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُسَافِرُ الْمَاءَ فَلْيَتَلَطَّبْ مَا ذَا مَرَى الْوَقْتِ
فَإِذَا خَافَ أَنْ يَفُوتَهُ الْوَقْتُ فَلْيَتَيْتَمَّ وَ لِيُصَلِّ فِي آخِرِ الْوَقْتِ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلَا كَفَّاءَ عَلَيْهِ وَ لِيَتَوَضَّأَ
يَسْتَقْبِلُ.²

(حسن) ۵۳۸-۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن
ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”اگر مسافر کے پاس پانی نہ ہو تو وقت (نماز) کے اندر اندر پانی
جستجو کرے پھر جب اسے وقت کے ختم ہو جائے کا خوف ہو تو اسے تیمم کر کے آخر وقت میں نماز پڑھنا چاہیے پھر اگر اسے پانی مل جائے۔“

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۲

² یعنی اس شرط کے ساتھ کہ یہ برف والا پانی اس کے لئے نقصان دہ نہ ہو اور اس سے وہ بہت زیادہ خشکی اور مشقت میں نہ پڑے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ
ہے ”یُرِيدُ الْعَذَابَ لِمَنْ يُكْفِرْ“ (البقرہ/ 185) اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے خشکی نہیں چاہتا۔ نیز ارشاد خداوندی ہے ”فَاذْكُرُوا
لِللَّهِ عَمَلَكُمْ مِنْ حَرْبٍ وَ سَلَامٍ وَ لَمَنْ يَزِيْرُ يُوَفِّئْهُمُ لَكُمْ“ (مائدہ/ 6) اللہ تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ وہ تمہیں پاک کرنا چاہتا ہے اور یہاں ارشاد
مراہ خشکی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”لَا تَكْفُرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ“ (البقرہ/ 286) اللہ کسی شخص پر اس کی طاقت سے زیادہ ذمے داری نہیں لگاتا
اللہ طاقت سے بڑھ کر کسی کے اوپر ذمہ داری عائد نہیں کرتا۔ تاکہ اسے حکم بجالانے میں آسانی ہو۔

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۳

تو اس پر گزرتے نمازوں کی قضا واجب نہیں ہے البتہ آئندہ نمازوں کیلئے اسے وضو کرنا چاہیے۔“^۱

عَنْهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الشَّطْرِ بْنِ شُوَيْبٍ عَنِ ابْنِ سَيَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ طَهُورًا وَكَانَ جُنْبًا فَلْيَتَسَوَّحْ مِنَ الْأَرْضِ وَلْيُصَلِّ فَإِذَا وَجَدَ مَاءً فَلْيَغْتَسِلْ وَقَدْ أَجْرَأْتَهُ صَلَاتُهُ الَّتِي صَلَّى^۲

(صحیح) ۲۔ ۵۳۹۔ اسی سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے نصر بن سوید سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا: ”اگر انسان جنب ہو جائے اور اسے پاک ہونے کیلئے کچھ (پانی) نہ ملے تو زمین پر سے اسے تیمم کر کے نماز پڑھنی چاہیے پھر جب اسے پانی مل جائے تو اسے غسل کرنا چاہیے البتہ جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ کافی ہیں۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عِيسَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ عَنِ مَنصُورِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عِ حَقِي رَجُلِي تَيْتَمٌ وَصَلَّى ثُمَّ أَصَابَ النَّسَاءَ فَقَالَ أَمَا أَنَا فَكُنْتُ فَايِدًا إِنِّي كُنْتُ أَكْوَطًا وَ أُعِيدُ^۳

(موثق) ۳۔ ۵۵۰۔ البتہ وہ حدیث جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ نے محمد بن خالد سے، اس نے حسن بن علی سے، اس نے یونس بن یعقوب سے، اس نے منصور بن حازم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی آدمی تیمم کر کے نماز پڑھ چکا ہو پھر اسے پانی مل جائے (تو کیا حکم ہے؟)۔ تو امام نے فرمایا: ”مگر میرا یہ دستور ہے کہ میں پھر وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھوں۔“^۴

فَالْوُجُوهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّكَ تَجِبُ الْإِعَادَةُ إِذَا وَجَدَ النَّسَاءَ وَكَانَ الْوَقْتُ بَاقِيًا فَأَمَّا إِذَا صَلَّى فِي آخِرِ الْوَقْتِ وَخَرَبَهُ الْوَقْتُ لَمْ تَلْزَمْهُ الْإِعَادَةُ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ نماز کا اعادہ اس وقت واجب ہے جب اس نماز کا وقت باقی ہو لیکن اگر آخر وقت میں وہ نماز پڑھے اور وقت ختم ہو جائے تو اعادہ لازم نہیں ہے اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:-

^۱ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی وقت گزر جانے کے بعد میسر ہو تب قضا نہیں ہے اور اس صورت میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نماز کی قضا واجب نہیں ہوگی بلکہ اس نے جو نماز پڑھی ہے وہی کافی ہوگی۔ لیکن اگر وقت کے اندر پانی میسر ہو جائے تو ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قضا ساقط ہے یا اسے پانی وقت کے اندر میسر ہو یا وقت گزر جانے کے بعد میسر ہو۔ البتہ بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر پانی وقت کے اندر میسر ہو تو دوبارہ نماز پڑھنا مستحب ہے۔

^۲ کوئی متن اس ۲۳۔ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۰۳

^۳ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۰۳

^۴ گفتگو یہ ہے کہ حدیث کے کچھ الفاظ ساقط ہیں حدیث کو دراصل ایسا ہونا چاہیے تھا کہ ”اگر تم عمل کرنا چاہتے ہو تو میرا دستور یہ ہے کہ میں پھر وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھوں۔“ اس لیے یہ دوبارہ نماز پڑھنے کے استحباب پر دلیل ہوگی ورنہ اس حدیث کا کوئی نتیجہ نہیں ہوگا۔ علی اکبر نقفاری

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ يَعْقُوبَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ عَ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى فَأَصَابَ بَعْدَ صَلَاتِهِ مِائَةً أَيْتُوسًا وَيُعِيدُ
الصَّلَاةَ أَمْ تَجُوزُ صَلَاتُهُ قَالَ إِذَا وَجَدَ الْمَاءَ قَبْلَ أَنْ يَنْتَهِيَ الْوَقْتُ تَوَضَّأَ وَأَعَادَ فَإِنْ مَضَى الْوَقْتُ فَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.

(صحیح) ۵۵۱-۴۔ جسے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے یعقوب بن یقظین سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے تیمم کر کے نماز پڑھی مگر نماز کے بعد اسے پانی مل گیا تو کیا وہ وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھے یا اس کی نماز صحیح ہوگی؟“ فرمایا: ”اگر وقت کے ختم ہونے سے پہلے اسے پانی مل جائے تو وضو کر کے اعادہ کرے لیکن اگر وقت ختم ہونے کے بعد پانی ملے تو پھر کوئی اعادہ نہیں ہے۔“

وَلَا يُنَابِي هَذَا النَّخْبَرُ.

نیز یہ اس مندرجہ ذیل حدیث کے متنافی بھی نہیں ہے۔

مَا رَوَاهُ - الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ عَ فَإِنْ أَصَابَ الْمَاءَ وَقَدْ صَلَّيْتَ بِتَيَمُّمٍ وَهُوَ فِي وَقْتِ قَالَ تَمَّتْ صَلَاتُهُ وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ.^۲

(صحیح) ۵۵۲-۵۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ”اگر کسی کو اس صورت میں پانی ملے کہ وہ پہلے تیمم کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو اور وقت بھی ابھی باقی ہو تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اس کی نماز ہوگئی ہے اور اس پر دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔“

و- مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنِ عَلِيِّ بْنِ أَشْبَاهٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَأَصَابَ الْمَاءَ وَهُوَ فِي وَقْتِ قَالَ مَضَتْ صَلَاتُهُ وَلَيْسَتْ تَهْتَكُ.^۳

(مشوئق کا صحیح) ۵۵۳-۶۔ نیز جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے حسن بن علی سے، اس نے علی بن اسباط سے، اس نے یعقوب بن سالم سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وقت کے اندر پانی مل جائے تو؟“ فرمایا: ”اس کی نماز ہو چکی البتہ اسے (پانی والی) طہارت کرنی چاہیے۔“

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ مَعْرُوفٍ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَ عَنِ الرَّجُلِ فِي الشُّطْرِ لَا يَجِدُ الْمَاءَ تَيَمَّمَ ثُمَّ صَلَّى ثُمَّ أَقْبَلَ الْمَاءَ وَعَلَيْهِ شَوْءٌ مِنَ الْوَقْتِ أ

^۱ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۴

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۵

^۳ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۵

يَتَّصِلُ عَلَى صَلَاتِهِ أَمْرٌ يَتَوَضَّأُ وَيُعِيدُ الصَّلَاةَ قَالَ يَتَّصِلُ عَلَى صَلَاتِهِ قَبْلَ رَبِّ النَّسَاءِ هُوَ رَبُّ الشُّرَابِ!

(مجمول) ۷۵۳۔ اور جسے نقل کیا ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس بن معروف سے، اس نے عبد اللہ بن معمر سے، اس نے معاویہ بن میسر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی کو دوران سفر پانی نہیں ملا تو اس نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر وقت ابھی رہتا تھا کہ اسے پانی مل گیا کیا اس کی نماز باقی رہے گی یا پھر وہ وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے؟“ فرمایا: ”اس کی نماز برقرار ہے کیونکہ جو پانی کا رب ہے سنی کا بھی رب ہے۔“^۲

مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عِيسَى عَنِ ابْنِ مُسْلِمَةَ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّسَاءِ وَصَلَّى ثُمَّ بَدَأَ النَّسَاءَ قَبْلَ أَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْوَقْتِ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهِ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ.

(مواثق) ۵۵۵۔ اور جسے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے ابن مسلمان سے، اس نے ابو بصیر سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”ایک آدمی نے تیمم کر کے نماز پڑھی پھر وقت لکنے سے پہلے وہ پانی تک پہنچ گیا تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اس پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہے۔“

فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْأَخْبَارِ أَنْ تَحِيلَ قَوْلُهُ قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ أَنْ يَكُونَ ظَرْفًا لِحَالِ الصَّلَاةِ لَا لِوُجُودِ النَّسَاءِ لِأَنَّ وَقْتِ النَّسَاءِ هُوَ آخِرُ الْوَقْتِ عَلَى مَا ذَكَرْنَا فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ وَقَدْ تَقَدَّمَ أَيْضًا مِنَ الْأَخْبَارِ مَا يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ فَيَكُونُ التَّغْيِيرُ فِي الْأَوَّلِ فَإِنَّ أَصَابَ النَّسَاءَ وَقَدْ صَلَّى بِتَيْمِيمٍ فِي وَقْتِهَا

تو ان احادیث کی صورت حال یہ ہے کہ ان احادیث میں ”وقت لکنے سے پہلے“ والے جملے کو حالت نماز کیلئے بطور ظرف مانیں۔ پانی کے وجود کیلئے نہیں۔ اس لیے کہ جس طرح ہم نے اپنی بڑی کتاب میں بھی ذکر کیا ہے تیمم کا وقت نماز کا آخر وقت ہوتا ہے، نیز چند ایک لہجہ احادیث بھی بیان ہو چکی ہیں جو اس وضاحت پر دلالت کرتی ہیں تو اس لحاظ سے ان میں سے پہلی حدیث کی حقیقت یوں ہوگی کہ اگر اسے پانی مل جائے جبکہ وہ اس کے اپنے وقت میں (یعنی آخر وقت میں یا فضیلت کے مخصوص) تیمم کے ساتھ نماز پڑھ چکا ہو (تو دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں ہے)۔

وَفِي التَّغْيِيرِ الثَّانِي فِي رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى وَهُوَ فِي وَقْتِ ثُمَّ أَصَابَ النَّسَاءَ وَيَكُونُ مُقَدِّمًا وَهُوَ خَرَأٌ وَكَذَلِكَ التَّغْيِيرُ الثَّلَاثُ قَوْلُهُ لَا يَجِدُ النَّسَاءَ ثُمَّ صَلَّى وَعَلَيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْوَقْتِ ثُمَّ أَتَى النَّسَاءَ وَكَذَلِكَ التَّغْيِيرُ الرَّابِعُ قَوْلُهُ عَنْ رَجُلٍ تَيَمَّمَ وَصَلَّى قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ ثُمَّ بَدَأَ النَّسَاءَ وَإِذَا جَازَ هَذَا التَّغْيِيرُ فِي هَذَا الْأَخْبَارِ لَمْ يَنَافِ مَا ذَكَرْنَا لَهُ وَسَلِمَتْ الْأَخْبَارُ كُلُّهَا. جبکہ دوسری حدیث میں یوں ہوگا کہ آدمی نے تیمم کے ساتھ اس کے وقت میں نماز پڑھی ہو پھر اسے پانی مل جائے اور وہ

۲۔ منیٰ السنن للفقیرین ج ۱ ص ۲۲۱۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۶
 ۳۔ علمائے کرام نے کہا ہے کہ جس حدیث نے وضو کا حکم دیا ہے اسی نے ہی تیمم کا حکم دیا ہے۔ اس بارے میں دیگر احتمالات ناپا قابل اہتمام ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث بطور مطلق تیمم کے وجوب کے لئے وقت تک ہونے کی شرط کی نفی کرتی ہے۔
 ۴۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۶

آگے پیچھے ہو جائیں (یعنی وہ کچھ پہلے پڑھ چکا ہو مگر پانی آخر میں اسے ملا ہو) اسی طرح تیسری حدیث میں راوی کا یہ بیان ہے کہ اسے کچھ پلے پھر دو تیمم کر کے نماز پڑھے جبکہ اس کے پاس کچھ وقت ہو پھر پانی آجائے۔ اور اسی طرح چوتھی حدیث میں راوی کا جو یہ سوال ہے کہ تو ہی نے تیمم کر کے وقت نکلے سے پہلے نماز پڑھی ہو پھر پانی تک پہنچ جائے۔ اور جب ان احادیث میں یہ فرض کیا جائے کہ آخر وقت میں نماز پڑھی گئی (تو پھر ذکر شدہ احادیث میں کوئی اختلاف نہیں رہے گا اور تمام کی تمام احادیث محفوظ رہیں گی۔

باب نمبر ۹۶: جب آدمی کا تیمم کے ساتھ نماز پڑھنا

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ الْعَبَّاسِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ رَجُلٍ يَأْتِي النَّاءَ وَهُوَ جُنُبٌ وَقَدْ مَسَّ قَالَ يَغْتَسِلُ وَلَا يُعِيدُ الصَّلَاةَ.¹

(صحیح) ۱۔ ۵۵۶۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ محمد بن احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن ابان سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان بن عیسیٰ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا: ”آدمی کو اس وقت پانی ملتا ہے جبکہ وہ حالت جنابت میں پہلے (تیمم کے ساتھ) نماز پڑھے چکا ہو پھر کیا تم ہے؟“ فرمایا: ”غسل تو کرے گا مگر نماز دوبارہ نہیں پڑھے گا۔“

وَبِحَدِّثِ الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ رَجُلٍ أَجْتَنَبَ قَتْلَ نَفْسِهِ بِالصَّعِيدِ وَفَعَلَ ثُمَّ وَجَدَ النَّاءَ فَقَالَ لَا يُعِيدُ إِنَّ رَبَّ النَّاءِ رَبُّ الصَّعِيدِ فَقَدْ فَعَلَ أَتَى الظُّهُورِينَ.²

(صحیح) ۲۔ ۵۵۷۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریر بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”آدمی جنب ہو گیا اور اس نے مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر اسے پانی مل گیا تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”دوبارہ نہیں پڑھے گا کیونکہ جو پانی کارب ہے وہی مٹی کا بھی رب ہے اور اس نے دو طہارتوں میں ایک کو انجام دے دیا ہے۔“

عَنْهُ عَنِ الشَّيْخِ عَنِ ابْنِ سَيَّانٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا لَمْ يَجِدِ الرَّجُلُ طَهُورًا وَكَانَ جُنُبًا قَتَلَتْهُ مِنْ

¹ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۸

² اصل عبارت میں ”تیمم کے ساتھ“ والا جملہ ساقط ہے۔ اور اس کے بغیر حدیث کا مفہوم واضح نہیں ہوتا۔

³ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۸

الْأَوْهَاءُ وَيُغْتَسَلُ قِيَادًا وَجَدَّ الْمَاءَ فَلْيَغْتَسِلْ وَقَدْ أَجْرَأْتَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(صحیح) ۳- ۵۵۸- ۱ سی^۲ سے، اس نے نضر سے، اس نے ابن سنان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان سنا: "اگر انسان کو جنابت میں پاک کر نیو والا (پانی) نہ ملے تو اسے زمین پر مسح (کر کے تیمم) کرنا چاہیے اور نماز پڑھنی چاہیے پھر جب اسے پانی ملے تو اسے غسل کرنا چاہیے البتہ اس کی پڑھی گئی نماز کافی ہوگی۔"

قَالَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ زَوْادَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ وَتَعَفَّافٌ عَلَى نَفْسِهِ الشَّلْفَ إِنْ اغْتَسَلَ قَالِ يَتَيَّمُ قِيَادًا أَوْ يَتَيَّمُ الْبِرَّةَ اغْتَسَلَ وَأَعَادَ الصَّلَاةَ.^۱

(مرسل) ۳- ۵۵۹- البتہ جو حدیث بیان کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن حسین سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے حدیث کے راوی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "کوئی آدمی ٹھنڈی رات میں جنب ہو گیا اور اگر وہ غسل کرے تو اسے اپنی جان کے جانے کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو کیا کرے؟" فرمایا: "تیمم کرے پھر جب سردی سے درملن ہو تو غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔"

زَوْادَ أَيْضًا سَعْدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ أَوْ غَيْرِهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع مِثْلَ ذَلِكَ.^۲

(مرسل) ۵- ۵۶۰- نیز اسی طرح کی حدیث سعد نے محمد بن حسین بن ابوالخطاب سے، اس نے جعفر بن بشیر سے، اس نے عبد اللہ بن سنان یا دیگر سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

قَالَ مَا فِيهِ أَنَّهُ حَدَّثَ مُوسَى الْمُتَّقِطَمُ الْإِسْتَدَارَةَ لِرَأْيِ جَعْفَرِ بْنِ بَشِيرٍ فِي الْبُرْهَانِ الْأُولَى قَالَ عَنِّي زَوْادَ فِي الْبُرْهَانِ الشَّامِيَةِ قَالَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سِنَانٍ أَوْ غَيْرِهِ قَالُوا زِدْهُ وَهُوَ شَاكٍ وَمَا يَجْرِي هَذَا التَّجْرِي لَا يَجِبُ الْعَمَلُ بِهِ وَلَوْ صَحَّ النَّخْبَرُ عَنْ مَا فِيهِ لَكَانَ مَحْمُولًا عَلَى مَنْ أَجْتَبَ نَفْسَهُ مُخْتَارًا لِأَنَّ مَنْ كَانَ كَذَلِكَ فَقَرَّبَهُ الْغُسْلُ عَلَى كُلِّ حَالٍ فَإِنْ لَمْ يَتَيَّمَنَّ تَتَيَّمْ وَصَلَّى ثُمَّ أَعَادَ إِذَا تَتَيَّمَنَّ مِنْ اسْتِعْمَالِهِ وَالَّذِي يَدُلُّ عَلَى أَنَّ مَنْ هَذِهِ صِفَتُهُ فَرَضَهُ الْغُسْلُ عَلَى كُلِّ حَالٍ مَا.

تو ان احادیث میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مرسل اور منقطع حدیث ہیں۔ اس لیے کہ ان میں سے پہلی حدیث میں جعفر بن بشیر نے کہا کہ اس نے حدیث کے راوی سے نقل کیا ہے اور دوسری حدیث میں جعفر بن بشیر نے کہا ہے کہ اس نے عبد اللہ بن

^۱ کافی ج ۳ ص ۶۳- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۳

^۲ مرسل حدیث حسن بن سعید ہے۔

^۳ کافی ج ۳ ص ۶۷- تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۷

^۴ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۷

ستان سے یا کسی اور سے نقل کیا ہے پس اس نے حدیث روایت تو کر دی ہے مگر وہ خود مشکوک ہے۔ اور جس کا یہ حال ہو اس پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر حدیث کو اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود صحیح مان لی جائے تو اسے اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ کوئی شخص اپنے ارادہ و اختیار سے اپنے آپ کو جب کر لے، کیونکہ جو شخص ایسا کرے گا تو اس کا فریضہ ہر صورت میں غسل قیاسیہ گا۔ اور اگر پانی تک رسائی نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھے پھر جب اسے رسائی حاصل ہو اور پانی کے استعمال پر قادر ہو تو اسے غسل کر کے نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ اور مندرجہ ذیل حدیث بھی اس بات کی دلیل ہے کہ اپنے ارادے اور اختیار سے جب ہونے والا ہے ہر صورت میں غسل فرض ہے۔

أَخْبَرَنِي بِهِ الشَّيْخُ رَجْمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ
قَالَ: إِنْ أَجْتَبَ فَعَلَيْهِ أَنْ يَغْتَسِلَ عَلَى مَا كَانَ مِنْهُ وَإِنْ اِخْتَلَمَ تَيْمَمَ.¹

(مرفوع) ۶-۵۶۱۔ جسے مجھے بیان کیا ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے اور اس نے علی بن ابراہیم سے مرفوع طریقہ سے نقل کیا ہے کہ امام نے فرمایا: ”اگر وہ خود کو جب کر لے تو اس پر غسل واجب ہے چاہے جس حال میں بھی ہو لیکن اگر اسے احتلام ہوا ہے تو تیمم کر لے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عِدَّةٍ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ رَفَعَهُ عَنْ
أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ مَجْدُورٍ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ قَالَ إِنْ كَانَ أَجْتَبَ هُوَ فَيَغْتَسِلُ وَإِنْ كَانَ اِخْتَلَمَ
فَلْيَتَيْمَمَ.²

(مرفوع) ۷-۵۶۲۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے ہمارے کئی بزرگان سے، اس نے احمد بن محمد سے اس نے علی بن احمد سے، اس نے مرفوع طریقہ سے امام سے نقل کیا کہ راوی نے کہا: ”میں نے سوال کیا کہ چیچک زدہ شخص جب ہو جا رہا ہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اگر وہ خود جب ہوا ہے تو غسل کرے لیکن اگر اسے احتلام ہوا ہے تو تیمم کرے۔“

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَجْمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِيَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنِ النَّضْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ وَخَالِدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ وَفَسَّالَةَ
عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سُلَيْمَانَ جَمِيْعاً عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ كَانَ
فِي أَرْضٍ بَارِدَةٍ فَيَتَخَافُ أَنْ يَصِيبَهُ عَنَتٌ مِنَ الْغُسْلِ كَيْفَ يَصْنَعُ قَالَ يَغْتَسِلُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ مَا
أَصَابَتْهُ قَالَ وَذَكَرَ أَنَّهُ كَانَ وَجِعاً شَدِيداً الْوَجَعِ فَأَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ وَهُوَ فِي مَكَانٍ بَارِدٍ وَكَانَتْ لَيْلَةً شَدِيدَةً الْبَرْدِ
بَارِدَةً قَدَعَتْ الْغِلْمَةَ فَقُلْتُ لَهُمْ اخْبِرُونِي فَمَا عَمِلْتُمْ فَقَالُوا إِنَّا تَخَافُ عَنَتِكَ فَقُلْتُ لَيْسَ بَدًّا فَحَمَلْتُمْ وَوَضَعْتُمْ

¹ کافی ج ۳ ص ۶۸۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۹

² تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۰۹

³ مراد علی بن احمد بن اشیم ہے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا صحابی ہے۔

باب نمبر ۹۷: تیمم کے ساتھ زیادہ نمازیں پڑھنا

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ
عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مَ يُصَلِّي الرَّجُلُ بِتَيْمُمٍ وَاحِدٍ صَلَاةَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ كُلَّهَا فَقَالَ
نَعَمْ مَا لَهُ يُعَدُّهُ أَوْ يُصِيبُ النَّسَاءَ.^۱

(صحیح) ۱۔ ۵۶۵۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حسین بن حسن بن علی
سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے حماد سے، اس نے حریر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: ”کیا کوئی آدمی ایک تیمم کے ساتھ دن اور رات کی تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے؟“ فرمایا: ”کیا ہاں“۔
تک کوئی اس سے کوئی حدیث سرزد نہیں ہوتا یا پانی نہیں ملتا پڑھ سکتا ہے۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ فَضَالَةَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ
يَعِدُّ النَّسَاءَ أَيْتَيْمُمٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ فَقَالَ لَا هُوَ بِتَيْمُمٍ النَّسَاءِ.^۲

(صحیح) ۲۔ ۵۶۶۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے فضالہ سے، اس نے حماد بن عثمان سے اور اس نے کہا کہ میں نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کسی آدمی کو جب پانی نہ ملے تو کیا اسے ہر نماز کیلئے تیمم کرنا چاہیے؟“ فرمایا: ”نہیں“۔
تیمم بھی پانی کی طرح ہے۔“

وَأَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ أَبِي
عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ عَنِ الشُّكُونِيِّ عَنِ جَعْفَرٍ عَنِ أَبِيهِ عَنِ آبَائِهِ مَ قَالَ: لَا تَأْتِسُ بِأَنْ يُصَلِّيَ صَلَاةَ
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِتَيْمُمٍ وَاحِدٍ مَا لَهُ يُعَدُّهُ أَوْ يُصِيبُ النَّسَاءَ.^۳

(مجموع) ۳۔ ۵۶۷۔ اور مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن عثمان
محبوب سے، اس نے عباس سے، اس نے ابوہام^۴ سے، اس نے محمد بن سعید بن غزوان سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد گرامی سے، انہوں نے آباء کرام علیہم السلام سے اور انہوں نے فرمایا: ”جب تک کہ
حدیث صادر نہیں ہوتا یا پانی نہیں مل جاتا تب تک دن اور رات کی نمازوں کا تیمم کے ساتھ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

^۱ تہذیب الأحكام ج ۱ ص ۲۱۱

^۲ تہذیب الأحكام ج ۱ ص ۲۱۲

^۳ تہذیب الأحكام ج ۱ ص ۲۱۲

^۴ اسماعیل بن ہمام بن عبد الرحمن بصری کندی، ثقہ ہے اور حضرت امام علی رضا علیہ السلام کا صحابی ہے اور اس کا راوی میاس بن معروف قتی ہے اور یہ صحیح ہے۔

قَالَ مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ أَبِي هَتَامٍ عَنِ الرِّضَا ع قَالَ: يَتَّبِعْتُمْ لَكُنْ صِلَاةً حَتَّى يُوجَدَ
السَّادُ.

(صحیح) ص ۵۶۸۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے، اس نے ابوہام سے، اس نے حضرت امام علی رضاعیہ السلام سے نقل کیا کہ امام نے فرمایا: ”ہر نماز کیلئے (الگ) تیمم کرے گا یہاں تک کہ پانی مل جائے۔“

وَرَوَاهُ أَيْضاً - مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَبَّاسِ عَنِ أَبِي هَتَامٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ الشُّكُونِ
عَنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيهِ ع قَالَ: لَا يَسْتَمْتُمْ بِالنَّيْمِ إِلَّا صِلَاةً وَاحِدَةً وَنَاوَلْتَهَا.

(مجمول) ص ۵۶۹۔ نیز اسی طرح کی ایک حدیث نقل کی ہے محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے عباس سے، اس نے ابوہام سے، اس نے محمد بن سعید بن غزوان سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، انہوں نے اپنے والد بزرگوار سے، انہوں نے اپنے آباہ کرام سے اور انہوں نے فرمایا: ”ایک تیمم سے صرف ایک واجب نماز اور اس کے نفل نماز ہی پڑھی جاسکتی ہیں۔“

قَالَ مَاتِي هَذَا الْعَبْرَانَهُ وَاحِدًا وَمَعَ ذَلِكَ تَخْتَلِفُ الْقَاطِعَةُ وَالرَّوَايُ وَاحِدًا لِأَنَّ أَبَاهَا هَتَامُ فِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ
بْنِ مَخْبُوبٍ رَوَاهُ عَنِ الرِّضَا ع بِلَا وَاسِطَةٍ وَ- فِي رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ
عَنِ الشُّكُونِ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع وَ النُّحْمُ وَاحِدٌ وَ هَذَا يُقْبَلُ لِإِخْتِجَابِهِ

تو اس حدیث کی سب سے پہلی بات یہ ہے کہ یہ خبر واحد ہے اور اس کے باوجود اس کے الفاظ مختلف ہیں حالانکہ راوی ایک ہی ہے۔ کیونکہ ابوہام نے محمد بن علی بن محبوب والی روایت میں براہ راست حضرت امام علی رضاعیہ السلام سے نقل کیا ہے جبکہ محمد بن احمد بن یحییٰ والی روایت میں محمد بن سعید بن غزوان سے، سکونی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا جبکہ حکم ایک ہی ہے اور یہ عوامل اس کو دلیل بنانے سے مانع ہیں۔

عَلَى أَنَّ رَاوِيَ هَذَا الْعَبْرَانَهُ إِسْنَادٌ بِعَيْنَيْهِ رَوَى مِثْلَ مَا ذَكَرْنَا وَ هِيَ - رِوَايَةُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوبٍ عَنِ
الْعَبَّاسِ عَنِ أَبِي هَتَامٍ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ غَزْوَانَ عَنِ الشُّكُونِ عَنِ جَعْفَرِ ع وَ قَدْ قَدْ مَنَّاهَا فَعَلِمَ بِذَلِكَ أَنَّ مَا
تَضَمَّنَتْ هَذَا الْعَبْرَانَهُ مِنَ الرَّوَايِ

دوسری بات یہ ہے کہ اسی حدیث کے راویوں نے بعینہ انہی اسناد کے ساتھ اسی طرح حدیث روایت کی ہے جس طرح ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور وہ محمد بن علی بن محبوب کی روایت، عباس سے، ابوہام سے، محمد بن سعید بن غزوان سے، سکونی سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہے، جسے ہم پہلے پیش کر چکے ہیں۔ تو ان باتوں سے معلوم ہوا کہ اس روایت کے مضمون میں بیان ہونے والے مطالب راوی کی غلطی ہیں۔

وَيُسْكِنُ مَاءً تَسْلِيمًا هَذَا الْغَيْرُ أَنْ تَحِيلَهُ عَلَى مَنْ يَكُونُ تَصَكَّنَ مِنْ اسْتِغْتَابِ الْمَاءِ فِيهَا بَعْدَ قَلَمٍ يَتَوَضَّأُ فَلَا يَجُوزُ لَهُ
أَنْ يَسْتَبِيحَ بِالتَّيْمِيمِ الْمُتَقَدِّرِ أَكْثَرَ مِنْ صَلَاةٍ وَاحِدَةٍ وَعَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْنِفَ التَّيْمِيمَ لِمَا يَسْتَحْبِلُ مِنَ الصَّلَاةِ
الَّذِي يَذُلُّ عَلَى ذَلِكَ

لیکن اس حدیث کو تسلیم کرنے کی صورت میں بھی اسے اس صورت پر محمول کیا جاسکتا ہے کہ تیمم کرنے والے کیلئے پانی کے استعمال کا امکان پیدا ہو گیا ہو مگر اس نے وضو نہ کیا ہو تو اس کیلئے گزشتہ تیمم سے ایک سے زیادہ نماز کو مباح قرار دینا جائز نہیں ہوگا، پھر (وضو یا غسل کے لئے ضرورت پڑنے پر) پانی نہ ہونے کی صورت میں اس پر آئندہ نماز کیلئے دوبارہ تیمم کرنا واجب ہوگا۔ اور اس کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے۔

مَا رَوَاهُ الْعُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَادٍ عَنْ حَرِيْزٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَتْ: قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ: يَصَلِّي الرَّجُلُ بِتَيْمِيمٍ وَاحِدٍ صَلَاةَ
الْيُسْبُلِ وَالنَّهَارِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ مَا تَمَّ يُخْبِرُكَ أَوْ يُصِيبُ مَاءً قُلْتَ فَإِنْ أَصَابَ الْمَاءُ وَرَجَا أَنْ يَقْدِرَ عَلَى مَاءٍ آخَرَ
فَلَنْ أَنَّهُ يَقْدِرُ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ تَعَشَّرَ ذَلِكَ عَلَيْهِ قَالَ يَنْقُضُ ذَلِكَ تَيْمُمَهُ وَعَلَيْهِ أَنْ يُعِيدَ التَّيْمِيمَ¹

(صحیح) ۶-۵۷۰۔ جسے روایت کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا: ”کیا آدمی ایک ہی تیمم سے رات اور دن کی تمام نمازیں پڑھ سکتا ہے؟“۔ فرمایا: ”ہاں! جب تک اس سے حدیث صادر نہ ہو یا اسے پانی نہ ملے۔“۔ (راوی کہتا ہے کہ) پھر میں نے سوال کیا: ”پھر اگر اسے پانی ملے اور اسے مزید پانی کے حصول کی خواہش ہو اور اسے مزید پانی ملنے کا گمان بھی ہو مگر جب اسے استعمال کرنے کا ارادہ کرے وہی پانی بھی اس کے دسترس سے خارج ہو جائے تو؟“۔ فرمایا: ”اس کا وہ تیمم ٹوٹ جائے گا اور اس پر دوبارہ تیمم کرنا واجب ہوگا۔“۔

عَلَى أَنَّهُ يُسْكِنُ حَتَّى يَكُونَ عَلَى حَذَرٍ مِنَ الْإِسْتِخْبَابِ وَمِنْهُ تَجْدِيدُ الْوَضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَأَنَّهُ إِسْتِغْتَابٌ

نیز مزید یہ بھی ممکن ہے کہ (گزشتہ دو حدیثوں میں) نئے تیمم کو مستحب ہونے پر محمول کیا جائے۔ بالکل جیسے ہر نماز کیلئے وضو کی تجدید کی جاتی ہے اور یہ اسی (دوبارہ تیمم) کے جواز کی دلیل ہے۔

باب نمبر ۹۸: پانی کی جستجو واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّقَّارِ عَنْ ابْنِ إِسْرَائِيلَ بْنِ هَاشِمٍ عَنِ الثَّقَلَيْنِ عَنِ الشَّكْبِيِّ
عَنْ جَعْفَرٍ عَنِ أَبِيهِ عَنِ عَلِيِّ ع أَنَّهُ قَالَ: يُطَلَّبُ الْمَاءُ فِي السَّعْرِ إِنْ كَانَتْ الْحُزُونَةُ فَعَلْوَةٌ وَإِنْ كَانَتْ السُّهُوَةُ فَعَلْوَتَيْنِ
لَا يُطَلَّبُ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ²

¹ تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۱۱

² تہذیب الادکام ج ۱ ص ۲۱۲

(ضعیف) ۱۔ ۵۷۱۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے ابراہیم بن ہاشم سے، اس نے لوفلی سے، اس نے سکونی سے، اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ نے اپنے والد بزرگوار سے اور انہوں نے حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے کہ امام نے فرمایا: ”ستر میں پانی تلاش کیا جائے اگر زمین ناموس اور سخت ہو تو ایک تیر بھینکنے کی مقدار تک اور اگر ہموار ہو تو دو تیر بھینکنے کی مقدار تک، اس سے زیادہ جستجو کی ضرورت نہیں۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُوسَى الْخَشَابِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَشْتَابَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَابِثٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ أَتَيْتُمْ وَأَصَلْتُمْ أَجْدُ الْمَاءِ وَقَدْ بَلَغَ صَلَوَ وَفَقَالَ لَا تُعْبِدُ الصَّلَاةَ قَبْلَ رَبِّ الْغَائِبِ فَقَالَ لَهُ دَاوُدُ بْنُ كَثِيرٍ النَّيْبُ أَفَأَطْلُبُ الْمَاءَ يَبِينًا وَشِبَالًا فَقَالَ لَا تَطْلُبُ لَا يَبِينًا وَلَا شِبَالًا وَلَا يَلِيَانِ وَجَدْتَهُ عَلَى الطَّرِيقِ فَتَوَضَّأَ بِهِ وَإِنْ لَمْ تَجِدْهُ فَامْضِ.

(ضعیف) ۲۔ ۵۷۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے حسن بن موسیٰ خشاب سے، اس نے علی بن اسہلا سے، اس نے علی بن سالم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ”میں تیمم کر کے نماز پڑھتا ہوں تو پھر بھی پانی ملتا ہے جبکہ ابھی نماز کا کچھ وقت باقی ہوتا ہے۔“ فرمایا: ”دو بارہ نماز مت پڑھو کیونکہ پانی کلاب بھی وہی معنی کا رب ہے۔“ تب داؤد بن کثیر رقی نے امام سے پوچھا: ”تو کیا میں دائیں بائیں جا کر پانی کی جستجو کر سکتا ہوں؟“ تو امام نے فرمایا: ”پانی کی جستجو میں دائیں بائیں مت جاؤ اور نہ ہی کنویں میں پانی ڈھونڈو، اگر تمہیں راستے میں پانی مل جائے تو وضو کر لو اور اگر نہ ملے تو (تیمم کر کے) چلے تو۔“

قَالُوا فِي هَذَا الْخَبَرِ خَالَ الْعُذُوفِ وَالشَّرُورَةَ فَأَمَّا مَعَاذُ تِقَاعِ الْأَعْدَارِ فَلَا يُدْرَى مِنَ الطَّلَبِ حَسَبَ مَا تَقَشَّطَهُ الْخَبَرُ الْأَوَّلُ.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ یہ خوف اور انتہائی مجبوری کی حالت کے ساتھ خاص ہے اور جب یہ مجبوری ختم ہو جائے تو پھر جس طرح پہلی حدیث میں ذکر ہوا ہے پانی کی جستجو ضروری ہو جائے گی۔

باب نمبر ۹۹: تیمم نماز کے آخر وقت میں واجب ہے

أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ صَفْوَانَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَبَعْتُهُ يُقُولُ إِذَا لَمْ تَجِدْ مَاءً وَارْتَدَّتِ النَّيْبَةُ إِلَى آخِرِ الْوَقْتِ فَإِنَّ فَائِكَ الْمَاءَ لَمْ تَفْتِكَ الْأَرْضُ.

تتمت باب الاكلام من ص ۲۱۳

تتمت باب الاكلام من ص ۲۱۳ - تمتمت باب الاكلام من ص ۲۱۳

(صحیح) ۱۔ ۵۷۳۔ شیخ عمر اللہ علیہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے صفوان سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ فرمان سنا ہے: ”جب تمہیں پانی نہ ملے اور تیمم کرنا چاہا ہو تو تیمم کو وقت کے انتہاء تک مؤخر کر دو لیکن اس صورت میں اگر تمہیں پانی نہ بھی ملے تو مٹی تو مل ہی جائے گی۔“

وَبِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ بْنِ عَبْدِ بْنِ الْبَرَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ زَيْنِ الرَّقَاءِ عَنْ أَحَدِهِمَا قَالَ: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ فَلْيَتَلَبَّ مَا دَامَ فِي الْوَقْتِ فَإِذَا خَافَ أَنْ يَفُوتَهُ الْوَقْتُ فَلْيَتِيمَّمْ وَلْيُصَلِّ فِي آخِرِ الْوَقْتِ فَإِذَا وَجَدَ الْمَاءَ فَلَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَلَيْسَتْ مَأْنِيًا يَسْتَقْبِلُ^۱.

(حسن) ۲۔ ۵۷۳۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ”جب کسی مسافر کو پانی نہ مل رہا ہو تو جب تک وقت باقی ہے پانی کی جستجو کرے، پھر جب اسے وقت کے ختم ہونے کا خوف لاحق ہو تو پھر تیمم کر کے آخر وقت میں نماز پڑھے پھر اگر اسے پانی مل بھی جائے تب بھی اس پر کوئی قضا نہیں ہے البتہ نماز کیلئے اسے وضو کرنا چاہیے۔“

وَلَا يُنَابِي هَذَا الْعَبْرَ مَا أُوْرَدْنَا مِنْ الْأَخْبَارِ فِي بَابِ إِعَادَةِ الصَّلَاةِ الْمُتَّصِفَةِ لِسَنِّ صَلَّى ثُمَّ وَجَدَ الْمَاءَ وَالْوَقْتُ بَاقٍ لَا تَجِبُ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ بِأَنْ يَتَعَانَ لَوْ كَانَ الْوُجُوبُ مُتَّعِلًا بِآخِرِ الْوَقْتِ لَكَانَ عَلَيْهِ الْإِعَادَةُ إِلَّا مَا كُنَّا قَدْ بَيَّنَّا الْوُجُوبَ فِي تِلْكَ الْأَخْبَارِ وَقَدْ قُلْنَا إِنَّ الْوُجُوبَ تَعَلَّقَ بِآخِرِ الْوَقْتِ وَلَا يَجُوزُ غَيْرُهُ وَحَسَنَّا قَوْلَهُ الْوَقْتُ بَاقٍ عَلَى أَنْ يَكُونَ مُتَّعِلًا بِحَالِ الصَّلَاةِ دُونَ وُجُودِ الْمَاءِ وَعَلَى هَذَا لَا تَعَارُضُ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ وَبَيَّنَّهَا عَلَى حَالٍ وَمَا تَضَمَّنَتْهُ خَبَرٌ عَلَيْهِ بِنِ سَالِمِ بْنِ النَّبَابِ الْأَقْوَلِ مِنْ قَوْلِ السَّائِلِ أَتَيْتُمْ وَأَصْبَحْتُمْ ثُمَّ أَجَدْتُمُ الْمَاءَ وَقَدْ بَقِيَ عَمَلٌ وَقَدْ تَعَدَّى الْوَقْتُ وَيَكُونُ تَقْدِيرُ أَتَيْتُمْ وَأَصْبَحْتُمْ وَقَدْ بَقِيَ عَمَلٌ وَقَدْ بَقِيَ عَمَلٌ وَقَدْ تَعَدَّى الْوَقْتُ.

البتہ یہ حدیث اس روایت کے منافی نہیں ہے جسے ہم نے باب نمبر ۹۵ (تیمم کرنے والے کو پانی ملنے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے) میں ذکر کیا ہے کہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھنے والے پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے ۲۔ یعنی یہ اعتراض نہیں کیا جائے کہ اگر تیمم کا وجوب ہے ہی آخر وقت سے متعلق تو اس تیمم کرنے والے پر نماز دوبارہ پڑھنا لازم ہو جائے گا۔ تو یہ اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ ہم ان احادیث کی صورت حال بھی بیان کر چکے ہیں اور کہا ہے کہ وجوب تیمم کا تعلق ہے ہی آخر وقت کے ساتھ اور ان کے علاوہ جائز نہیں ہے اور حدیث میں وقت کے باقی ہونے کو حالت نماز کے وقت پر محمول کیا تھا پانی کے وجود کی حالت پر نہیں تھا بلکہ ان احادیث اور ان احادیث میں کوئی تعارض اور اختلاف نہیں پایا جائے گا۔ اور گزشتہ باب میں علی بن سالم والی حدیث میں سائے

^۱ کافی ج ۳ ص ۶۳۔ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۱۳

^۲ ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰،

کہا کہ ”میں تیمم کر کے نماز پڑھ لیتا ہوں پھر مجھے پانی ملتا ہے۔ جبکہ ابھی کچھ وقت باقی ہوتا ہے۔“ تو اس سے مراد نماز پڑھنے کا وقت ہے جس میں وہ نماز پڑھے اور وقت ختم ہو جائے۔

باب نمبر ۱۰۰: تیمم کے ساتھ نماز شروع کرنے کے بعد پانی کا ملنا

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ زَيْدُ بْنُ جَرِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَمَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُمَزَانَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ: قُلْتُ لَهُ زَجَلْتَيْمَةً ثُمَّ دَخَلْتُ فِي الصَّلَاةِ وَقَدْ كَانَتْ طَلَبَ النَّسَاءِ فَلَمْ يَنْقُدْ عَلَيَّ ثُمَّ يُؤْتِي بِالنَّسَاءِ حِينَ يَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ قَالَ يَنْطِصُ فِي الصَّلَاةِ وَاعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَنْتَضِي لِأَحَدٍ أَنْ يَتَيْمَّمَ إِلَّا فِي آخِرِ الْوَقْتِ.^۱

(مہول) ۱۔ ۵۷۵۔ شیخ رحمہ اللہ علیہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سفار سے، اس نے احمد بن محمد سے، اس نے احمد بن محمد بن ابوالنضر بن نطی سے اور اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن سہام نے محمد بن حمران سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ”کسی آدمی نے تیمم کر کے نماز شروع کر دی حالانکہ اس نے پانی کی جستجو بھی کی تھی مگر پانی نہیں مل سکا تھا مگر جب وہ نماز شروع کر چکا تو پھر پانی لایا گیا تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”نماز کو جاری رکھے گا۔ اور یہ بھی جان لو کہ کسی کو بھی تیمم کرنا چاہیے مگر یہ کہ وہ آخر وقت میں ہو۔“^۲

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مَعْلَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ أَبِي بَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنِ الرَّجُلِ لَا يَجِدُ النَّسَاءَ فَيَتَيْمَّمُ وَيَقُومُ فِي الصَّلَاةِ فَجَاءَ الْغَلَامُ فَقَالَ: هُوَذَا النَّسَاءُ فَقَالَ: إِنْ كَانَ لَمْ يَرَكَمْ فَلْيَنْتَضِرْ وَلَا يَتَوَضَّأْ وَإِنْ كَانَ رَكَعَكَ فَلْيَنْتَضِرْ فِي صَلَاتِهِ.^۳

(مہین) ۲۔ ۵۷۶۔ البتہ وہ روایت جسے بیان کیا ہے محمد بن یعقوب نے حسین بن محمد سے، اس نے معلى بن محمد سے، اس نے وشاء سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے عبد اللہ بن عاصم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: ”کسی آدمی کو پانی نہیں ملا تو اس نے تیمم کر لیا اور نماز کیلئے کھڑا ہوا تب غلام نے آکر کہا کہ یہ پانی ہے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اگر اس نے رکوع نہ کیا ہو تو نماز چھوڑ کر وضو کرے اور اگر رکوع کر لیا ہو تو پھر نماز کو جاری رکھے۔“

وَرَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ أَبِي بَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَاصِمٍ وَمِثْلَهُ.^۴

^۱ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۱۵

^۲ حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کے آخر وقت تک تاخیر مستحب ہے۔

^۳ کافی ج ۳ ص ۲۱۳۔ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۱۵

^۴ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۱۵

يَتَّبِعِي وَتَوَكَّلَنَّ لَمْ يُخْبِرْتُ لَنَا وَحَبَّ عَلَيْهِ الْإِنْصَافُ بَلْ كَانَ عَلَيْهِ أَنْ يَنْهَى فِي صَلَاتِهِ وَلَا يُبَكِّنَ أَنْ يَقَالَ فِي قَدَا
الْبَغْيِ مَا قُلْنَا فِي غَيْرِهِ مِنْ أَلَّةٍ إِشْتِاقِي عَلَيْهِ الْوَسْوَءُ بِأَلَّةٍ قَدْ دَعَلْنَا فِيهَا قَتْلَ أَخِي النَّوْفَلِ بِأَلَّةٍ لَوْ كَانَ كَذَلِكَ لَنَا
جَازِلُهُ الْبِنَاءُ وَوَجِبَ عَلَيْهِ الْإِسْتِثْنَاءُ وَالدِّي يَبْدُلُ عَن جَوَازٍ مَا قُلْنَا إِذَا أُخْبِرْتُ سَاهِبًا.

تو اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے اس صورت پر محمول کریں کہ وہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو پھر بھولے سے اس سے کوئی نماز توڑنے والا حدیث سرزد ہو تو اس پر ضروری ہو گا کہ وہ وضو کر کے اسی پر بنا رکھتے ہوئے نماز آگے بڑھائے اور اگر اس سے کوئی حدیث صادر نہیں ہو تو اس پر نماز توڑنا واجب نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی نماز کو جاری رکھے لیکن اس حدیث کے حعلق وہ تشریح نہیں بیان کر سکتے جو ہم گزشتہ احادیث کے متعلق بیان کر چکے ہیں کہ چونکہ اس نے آخر وقت سے پہلے نماز شروع کر لی تھی اس لیے اس پر وضو کرنا واجب ہو گا۔ کیونکہ اگر ایسی صورت حال ہوتی تو اس پر نئے سرے سے نماز پڑھنا واجب ہو جاسی رکعت پر بنیاد رکھتے ہوئے آگے بڑھنا واجب نہ ہوتا۔ اور ہماری اس تشریح کہ اس سے بھولے سے کوئی حدیث سرزد ہو تو وہی مندرجہ ذیل حدیث دلیل ہے:-

مَا زَاوَا الْعُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَمَادٍ عَنْ حَرِيْزٍ عَنْ زُرَّارَةَ وَ مُعْتَدٍ بِنِ مَسْلِمٍ قَالَ: قُلْتُ لَمَنْ لَمْ يُصِبِ
الْمَاءَ وَ حَضَرَتْ الصَّلَاةَ فَتَيَّمْتُمْ وَ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَصَابَ الْمَاءَ أَيْتَقَطُّ الرُّكْعَتَيْنِ أَوْ يَنْقَطِعُهَا وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يُصَلِّي قَالَ
لَا وَ لَيْكُمُ يَنْهَى فِي صَلَاتِهِ وَ لَا يَنْقَطِعُهَا لِتَكَانَ أَلَّةٌ دَخَلَهَا وَ هُوَ عَلَى طَهْرٍ وَ تَيَّمْتُمْ قَالَ زُرَّارَةُ قَعَلْتُ لَهُ دَخَلَهَا وَ هُوَ
مُتَيَّمٌ فَصَلَّى رَكْعَةً وَ أَخَذَتْ فَأَصَابَ مَاءٌ قَالَ يَخْرُبُ وَ يَتَوَضَّأُ وَ يَتَّبِعِي عَلَى مَا مَضَى مِنْ صَلَاتِهِ الَّتِي صَلَّى
بِالْيَمِينِ.

(صحیح) ۵۸۰-۱۔ جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زراره اور محمد بن مسلم سے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: ”ایک آدمی کو پانی نہیں ملا اور نماز کا وقت ہو گیا تو اس نے تیمم کر کے نماز کی دو رکعتیں پڑھ لیں پھر پانی میسر ہو گیا تو کیا وہ دو رکعتیں ٹوٹ گئیں یا وہ نماز کو توڑ کر وضو کر کے پھر نماز پڑھے؟“ فرمایا: ”نہیں بلکہ وہ اپنی نماز جاری رکھے اور ان دو رکعتوں کو نہیں توڑے اس وجہ سے کہ اس نے تیمم کے ساتھ باطہارت نماز شروع کی تھی۔“ زراره نے کہا کہ میں نے امامؑ سے پوچھا: ”وہ تیمم کے ساتھ نماز تو شروع کر چکا مگر ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس سے حدیث صادر ہو اور پانی بھی مل گیا؟“ فرمایا: ”وہ نماز سے خارج ہو گا اور وضو کرے گا اور تیمم کے ساتھ جتنی نماز پڑھ چکا تھا اسی پر بنیاد رکھتے ہوئے نماز کو آگے بڑھائے۔“

یہ احتمال واضح طور پر بعید ہے۔ کیونکہ حدیث چاہے جان بوجھ کر صادر کیا جائے یا بھولے سے سرزد ہو اس سے طہارت ختم اور کھلی نماز باطل ہو جاتی ہے۔ اس کے نماز کے باطل ہونے والی جگہ سے اس کی بنیاد رکھنے کی کوئی صورت ہی نہیں بنتی۔ علی اکبر غفاری۔ مگر مولف نے اس کی تائید میں احادیث نقل کی ہیں۔

تہذیب الادب ص ۲۱۶

امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

قَالَتْ مَا رَأَى مُعْتَدٍ بِنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُوسَى بْنِ شُعْبَانَ عَنْ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ
عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْحُسَيْنِ الشَّيْقَلِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَ رَجُلٌ تَتَّبِعُهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَمَرَّ بِهِ نَهْرٌ وَقَدْ صَلَّى وَرُكْعَةٌ
قَالَ فَتَنَفَّسَ وَيَسْتَحْبِلُ الشَّلَاةَ فَقُلْتُ لَهُ أَلَمْ يَكُنْ قَدْ صَلَّى صَلَاتَهُ كُلَّهَا قَالَ لَا يُعْبِدُهَا¹

(صحیح) ۵۸۱۔ البتہ وہ حدیث جسے نقل کیا ہے محمد بن احمد بن یحییٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے موسیٰ بن سعد سے
اس نے حسین بن ابوالعلاء سے، اس نے مثنیٰ سے، اس نے حسن عیقل سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے پوچھا: ”ایک آدمی نے تیمم کیا اور پھر نماز کیلئے کھڑا ہوا تو ابھی ایک رکعت ہی پڑھی تھی کہ نہر چھنی تو کیا تیمم ہے؟“
فرمایا: ”اے حسن! اسے غسل دیکر کے نئے سرے سے نماز پڑھنی چاہیے۔“ راوی نے کہا کہ میں نے امام سے عرض کیا: ”اگر وہ غسل نماز پڑھ
چکا ہو تو کیا؟“ فرمایا: ”پھر اسے دوبارہ نہیں پڑھے گا۔“

فَهَذَا الْعَرَبِيُّ يَكُونُ مَسْنُودًا عَلَى أَنَّهُ كَانَ قَدْ دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ قَبْلَ آخِرِ الْوَقْتِ فَوَجِبَ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَأْنِفَ عَنِ مَا قَلَّمَاةً
يَسْتَحْبِلُ أَيْضًا أَنْ يَكُونَ مَسْنُودًا عَلَى صَوَابٍ مِنَ الْإِسْتِحْبَابِ.

تو اس حدیث کو اس صورت پر محمول کر سکتے ہیں کہ اس نے نماز کا آخری وقت آنے سے پہلے نماز پڑھی ہو تو جس طرح ہم نے
کہا ہے اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی ہوگی۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ اسے مستحب پر محمول کیا جائے۔

باب نمبر ۱۰۱: کپڑے پر منی کے اثرات ہوں، دھونے کیلئے پانی نہ ہو اور کپڑا بھی ایک ہو

أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ بْنِ مَخْبُوطٍ عَنْ أَحْمَدَ عَنِ
الْحُسَيْنِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنِ زُرْعَةَ عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي فَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَأَجْتَنَّبَ وَنَيْسَ عَلَيْهِ
الْأَثْوَابَ فَأَجْتَنَّبَ فِيهِ وَنَيْسَ يَجِدُ الْمَاءَ قَالَ يَتَّبِعُهُ وَيُصَلِّي عَزِيمًا قَائِمًا يَوْمَهُنَّ إِسْتَأْنَفَ²

(موتقی) ۵۸۲۔ مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبید اللہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے محمد بن علی بن
محبوب سے، اس نے احمد سے، اس نے حسین سے، اس نے حسن³ سے، اس نے زرعمہ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے

¹ تہذیب الادب ج ۱ ص ۴۳۰

² اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ سواری پر نماز پڑھ رہا تھا یا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بہت زیادہ پانی سے کٹا یہ ہو جو اچانک اسے ملا ہو۔

³ یہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ وہ شخص جنب تھا۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے حدیث اس طرح ہو ”ایک جنب آدمی نے تیمم کیا“ مگر لفظ جنب سابقہ ہو گیا ہو۔

⁴ تہذیب الادب ج ۱ ص ۴۲۹

⁵ عمر الاحسن بن سعید ابو الازلی ہے اور اس سے روایت کی ہے اس کے بھائی حسین بن سعید نے۔ نیز اس سے پہلے احمد ہے اور یہ ابو جعفر اشعری ہے۔

امام سے پوچھا: ”کوئی آدمی بیابان میں تھا اور وہاں جنب ہو گیا مگر اس کے تن پر صرف وہی لباس تھا جس میں جنب ہو اور کچھ نہیں اور اس کے پاس پانی بھی نہیں ہے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”تیمم کر کے بے لباس کھڑا ہو کر اشاروں کے ساتھ نماز پڑھے گا۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَبِيدِ عَنْ شَيْفِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلَبِيُّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ وَهُوَ بِالْغَلَاةِ وَلَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَأَصَابَتْهُ مِثْقَالٌ قَالَ يَتَيْتُهُمْ وَيَطْرُقُ ثَوْبُهُ وَيَخْبِشُ مُخْتَبِعًا قِيَصِينَ فَيُؤَمِّنُ بِهَا.

(صحیح) ۵۸۳-۲۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے محمد بن احمد بن یحییٰ نے محمد بن عبد العابد سے، اس نے شیف بن عمیرہ سے، اس نے منصور بن حازم سے، اس نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن علی طلمی نے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی بیابان کے اندر جنب ہو جاتا ہے اور اس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہوتا ہے جسے منی گئی ہوئی ہوتی ہے تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”تیمم کرے اور اپنے کپڑے ہاتھ پھینکے اور نماز کیلئے سکر کر بیٹھے اور (افعال نماز کیلئے) اشاروں سے کام لے۔“

فَالرُّجُلُ فِي الْجَنَابِ بَيْنَ الْعَبْرَيْنِ أَتَى إِذَا كَانَ بِحَيْثُ لَا يَرَى أَحَدًا عَوَّزَهُ صَلَّى قَائِمًا وَإِذَا نَمَّ يَكُنْ كَذَلِكَ صَلَّى مِنْ قَعْدِهِ وَقَدْ رَوَى الْعَبْرَ الْأَوَّلُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بِإِسْنَادٍ وَفَدَّ ذَكَرْنَا لَوْ فِي كِتَابِنَا الْكَبِيرِ فَقَالَ يُصَلِّي قَائِمًا أَوْ عَلَى قَدِهِ الرُّجُلُ لَا تَعَارُضُ بَيْنَهُمَا عَلَى خَالٍ.

تو ان دونوں حدیثوں کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ ایسی جگہ ہو جہاں اس کی شرمگاہ کو دیکھنے والا کوئی نہ ہو تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور جہاں ایسا نہ ہو (یعنی کوئی اسے دیکھنے والا ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے)۔ نیز پہلی حدیث کو محمد بن یعقوب (گھسیٹی) نے روایت کی ہے جس کے متعلق ہم اپنی بڑی کتاب (تہذیب الاحکام) میں بیان کر چکے ہیں^۳۔ جس میں امام نے فرمایا تھا کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس لحاظ سے دونوں روایتوں میں کسی صورت میں بھی تعارض نہیں رہے گا۔

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَانَ عَبْدَ اللَّهِ عَنِ الرَّجُلِ يُجْنِبُ فِي الشُّبِّ أَوْ يُصِيبُهُ بَوْلٌ وَ لَيْسَ مَعَهُ ثَوْبٌ غَيْرُهُ قَالَ يُصَلِّي فِيهِ إِذَا اضْطُرَّ إِلَيْهِ.

(ضعیف) ۵۸۳-۳۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے قاسم بن محمد سے، اس نے ابان بن عثمان سے، اس نے محمد طلمی سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”کوئی آدمی کپڑے میں جنب ہو جاتا ہے یا اسے پیشاب لگ جاتا ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور کپڑا بھی نہیں ہوتا تو کیا کرے؟“ فرمایا: ”اگر اسے ان کی اشد ضرورت ہو تو

^۱ کتاب میں اسی طرح ہی ہے مگر اس کی عبارت میں کمی بیشی اور گزربڑے۔ البتہ کافی میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ”ایک آدمی بیابان میں ہوتا ہے جس کے تن پر صرف ایک ہی لباس ہوتا ہے اور وہ اسی میں جنب ہو جاتا ہے“ علی اکبر نقاری

^۲ تہذیب الاحکام ج ۱ ص ۲۲۰

^۳ ملاحظہ ہو کتاب تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۳۸۔ اس میں آیا ہے کہ ”تیمم کر کے بے لباس بیٹھے اور اشاروں سے نماز پڑھے۔“

^۴ تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۳۹

اسی میں ہی نماز پڑھے۔¹

وَقَدْ رَوَى عَلِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مُوسَى قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ زُجَلِ عَزِيَّانَ وَخَصَرَتِ السَّلَاةِ فَأَصَابَتْ شُوبًا نَضَطَةً
وَمَا أَذْكَهُ يُصَلِّي فِيهِ أَوْ يُصَلِّي عَزِيَّانًا فَقَالَ إِنَّ وَجَدَ مَاءً غَسَلَهُ وَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَاءً مَسَّ فِيهِ وَكَهْ يُصَلِّي عَزِيَّانًا.

(صحیح) ۵۸۵-۴۔ نیز خود علی بن جعفر نے روایت فرماتے ہوئے کہا کہ میں نے اپنے برادر بزرگوار حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: ”بے لباس آدمی کیلئے نماز کا وقت ہو گیا مگر اسے ایسا کپڑا ملا کہ جس کے آدھے حصہ پر یا مکمل لباس پر خون لگا ہوا ہے تو وہ اس میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے؟“ فرمایا: ”اگر اسے پانی مل جائے تو اسے دھو لے اور اگر پانی نہیں ملتا تو اسی میں نماز پڑھے۔“

وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يُغْتَسِبُ فِي شُوبٍ وَنَيْسٍ مَعَهُ فَيُصَلِّي
وَلَمْ يَجِدْ زَعْلَى غَسَلَهُ قَالَ يُصَلِّي فِيهِ.

(صحیح) ۵۸۶-۵۔ نیز روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے ابو جعفر سے، اس نے علی بن حکم سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”آدمی اپنے کپڑوں میں جنب ہو جاتا ہے جبکہ اس کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوتا اور وہ وہاں تک کہ اس پر بھی قادر نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟“ فرمایا: ”اسی لباس میں ہی نماز پڑھے۔“

فَلَا تَشَأَنَّ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْتَارِ وَبَيْنَ الْأَخْتَارِ الْأَوْلَى لَنَا نَحْمِلُ هَذِهِ الْأَخْتَارَ عَلَى حَالٍ لَا يُشْكِرُ نَزَمَ الشُّوبِ فِيهَا مِنْ
عَدُوٍّ رِقَّةً وَمَعَ ذَلِكَ إِذَا تَشَكَّنَ مِنْ غَسَلِ الشُّوبِ غَسَلَهُ وَأَعَادَ السَّلَاةَ يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ

تو ان احادیث اور گزشتہ روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ ان احادیث کو ایسے حالات پر محمول کیا جائے گا جن میں اگر مجبوری کی وجہ سے لباس اتارنا ممکن نہ ہو۔ لیکن اس کے باوجود جب بھی ممکن ہو کپڑے دھو کر اسے پہن کر دوبارہ نماز پھا لائے۔ اور اگر اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:-

مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أُسْتَدٍ بِنِ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدِّقَةَ عَنْ
عَنْبَارِ السَّابِغِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا شُوبٌ وَلَا يَجِدُ لَهُ السَّلَاةَ فِيهِ وَنَيْسٍ يَجِدُ مَاءً
يَغْسِلُهُ كَيْفَ يُصْنَعُ قَالَ يَتَيَسَّمُ وَيُصَلِّي قِيَادًا أَصَابَ مَاءً غَسَلَهُ وَأَعَادَ السَّلَاةَ.

¹ اشد ضرورت اور مجبوری سے مراد ایسی سردی بھی لی جاسکتی ہے جس میں اس کا لباس اتارنا ممکن نہ ہو۔

² تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۳۹

³ تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۳۹

⁴ سلسلہ سند میں یہاں بعض راوی سابق ہیں جبکہ تہذیب الاحکام میں سلسلہ سند اس سے آگے یوں چلتا ہے ”۔۔ اس نے ابان سے، اس نے عبد الرحمن بن ابو عبد اللہ سے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا۔“

⁵ تہذیب الاحکام ج ۲ ص ۲۳۰

الْأَخْبَارِ.

(حسن) ۲-۵۸۹۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ محمد بن یعقوب سے، اس نے محمد بن عیسیٰ سے، اس نے محمد بن حسین سے، اس نے محمد بن یونس سے، اس نے کاہلی سے اور اس نے کہا کہ میں امام سے پوچھا: ”تیمم کا کیا طریقہ کار ہے؟“۔ راوی کہتا ہے کہ تب امام نے اپنا ہاتھ پر مارا پھر اپنے چہرے کو مسح کیا پھر اپنے دونوں ہتھیلیوں سے دونوں کی پشت پر مسح کیا۔

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ التَّيْمِيمِ فَقَالَ: يَسْتَدِينُهُ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعَهَا فَنَقَصَهَا ثُمَّ مَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.^۱

(موثق) ۳-۵۹۰۔ حسین بن سعید نے حدیث نقل کی ہے احمد بن محمد^۳ سے، اس نے ابن بکیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو امام نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر ان کو اٹھایا اور ان کو جھاڑا پھر ان سے اپنی پیشانی کو مسح کیا اور پھر اپنے ہاتھوں کا یکبارگی مسح کیا۔

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَيْسَى عَنْ عَيْنِ بْنِ الْحَكِيمِ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الثُّغَمَانِ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ التَّيْمِيمِ فَقَالَ: إِنَّ عَقَارًا أَصَابَتْهُ جَنَابَةٌ فَتَشَعَّرَ كَمَا تَشَعَّرُ الدَّابَّةُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ص وَهُوَ يَتَوَضَّأُ بِهِ يَا عَتَارُ تَشَعَّرَتْ كَمَا تَشَعَّرُ الدَّابَّةُ فَقُلْنَا لَهُ كَيْفَ التَّيْمِيمُ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ فَوَقَّفَ عَلَى الْكَيْفِ قَبِيلًا.^۲

(حسن کا صحیح) ۴-۵۹۱۔ احمد بن محمد بن عیسیٰ نے علی بن حکم سے، اس نے داؤد بن نعمان سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو امام نے فرمایا: ”عمار جب جنب ہو تو وہ زمین پر ایسے لوٹ پوٹ ہو گیا جسے لوٹ پوٹ ہوتا ہے تو رسول کریم ﷺ نے اس سے مذاق کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عمار! تم تو ایسے لوٹ پوٹ ہو گئے ہو جیسے لوٹ پوٹ ہوتا ہے۔ تب ہم نے آنحضرت سے عرض کیا کہ پھر تیمم کا کیا طریقہ ہے؟ تب آنحضرت نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر مارا اور انہیں اپنے چہرے کو مسح کیا اور ہاتھوں کو تھوڑا اوپر تک مسح کیا۔“

قَالَ مَا رَوَى الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَيْسَى عَنْ سَمَاعَةَ قَالَ: سَأَلْتُهُ كَيْفَ التَّيْمِيمِ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ وَذَرَعَيْهِ إِلَى السِّمِّ فَفَقَّحَنِ.^۳

(موثق) ۵-۵۹۲۔ البتہ دور روایت جسے بیان کیا ہے حسین بن سعید نے عثمان بن عیسیٰ سے، اس نے سماعہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے امام علیہ السلام سے پوچھا: ”تیمم کی کیا کیفیت ہے؟“۔ تو امام نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا پھر اپنے چہرے کا مسح کیا اور اپنے دونوں بازوؤں پر

^۱ کافی ج ۳ ص ۶۲۔ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۱۹

^۲ کافی ج ۳ ص ۶۲۔ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۱۹

^۳ مراد ابن ابی نعیر رضی اللہ عنہما ہے۔

^۴ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۱۸

^۵ تہذیب الامم ج ۱ ص ۲۲۰

ہا کہیں تک مس کیا۔

قَالَ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنَّ تَحِيلَهُ عَلَى فَتْرٍ مِنَ الشَّقِيَّةِ لِأَنَّهُ مُوَافِقٌ لِسَدِّهَا بِالعَامَّةِ وَقَدْ قِيلَ فِي تَأْوِيلِهِ إِنَّ الْمُرَادَ بِهِ الْمَحْكَمُ لَا الْفِعْلُ لِأَنَّهُ إِذَا مَسَّحَ ظَاهِرَ الْكَيْفِ فَكَأَنَّهُ غَسَّلَ ذَوَاتِهِ فِي الْوُضُوِّ فَيَحْصُلُ لَهُ بِمَسِّهِ الْكَلْبَيْنِ فِي الشَّيْئِمْ حَتَّى يَسْلِيَ الذَّرَاعَيْنِ فِي الْوُضُوِّ.

اس حدیث کی صورت حال یہ ہے کہ ہم اسے تفسیر پر محمول کریں گے اس لیے کہ یہ مذہب عامہ اہل سنت کے موافق ہے البتہ اس کی تفسیریں ایسی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اس کا حکم ہے اس کا عمل نہیں۔ کیونکہ جب کوئی ہاتھ کی پشت کو مس کرتا ہے تو گویا اس نے وضو میں اپنے بازوؤں کو دھویا ہے پس تیمم میں اس کے ہاتھوں کے مس سے گویا وضو میں بازو دھونے کا حکم حاصل ہو جائے گا۔

باب نمبر ۱۰۳: افعال تیمم کی تعداد

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَبْدِ بْنِ ابْنِ إِبرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ وَعَنْ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَهْلٍ بْنِ زِيَادٍ جَمِيعاً عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي نَضْرٍ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زُرَّارَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مَعَنِ الشَّيْئِمْ قَالَ فَضْرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ رَفَعَهَا فَتَفَقَّطَهَا ثُمَّ مَسَّحَ بِهَا جَبِينَهُ وَكَفَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

(حسن) ۱۔ ۵۹۳۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے ابو القاسم جعفر بن محمد سے، اس نے محمد بن یعقوب سے، اس نے علی بن ابراہیم سے، اس نے اپنے باپ سے اور علی بن محمد سے، انہوں نے سہل بن زیاد سے، سب نے احمد بن محمد بن ابونضر سے، اس نے ابن بکر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے تیمم کی کیفیت کے بارے میں پوچھا تو امام علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان کو اٹھا کر صحتاً پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی پیشانی کے دونوں اطراف اور اپنے ہاتھوں کا ایک مرتبہ مس کیا۔

وَأَخْبَرَنَا الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيهِ عَنِ الصَّفَّارِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ عَمْرٍو بْنِ أَبِي الْبَقْدَامِرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ م أَنَّهُ وَصَفَ الشَّيْئِمْ فَضْرَبَ بِيَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهَا فَتَفَقَّطَهَا ثُمَّ مَسَّحَ عَلَى جَبِينِهِ وَكَفَيْهِ مَرَّةً وَاحِدَةً.

(مؤمن) ۲۔ ۵۹۴۔ مجھے حدیث بیان کی ہے شیخ رحمہ اللہ علیہ نے احمد بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے صفار سے، اس نے

تعمیر اور تفسیر کرتے ہیں: "یہ تفسیر بہت ہی بعید ہے بلکہ اس کے صحیح نہ ہونے کا یقین کیا جاسکتا ہے۔ پس بہتر ہے اسے تفسیر پر ہی محمول کیا جائے۔"

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

احمد بن محمد سے، اس نے حسین بن سعید سے، اس نے صفوان سے، اس نے عمرو بن ابوالمقدام سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تیمم کی کیفیت بیان کرتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر ان کو اٹھا کر جھاڑا پھر ان کو پیشانی سے دونوں اطراف اور ہاتھوں کو ایک مرتبہ مسح کیا۔

وَبَهَذَا الْإِشْتِقَاقِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَزْرَةَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ عَنْ زَيْنِ أَرْدَاةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَنِ النَّبِيِّ
قَالَ تَطْرِبُ بِكَفَيْتِكَ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ تَنْفُضُهَا وَتَسْمَعُ بِهَا وَجْهَكَ وَيَدَيْكَ.¹

(مجمول) ۳- ۵۹۵۔ نیز انہی اسناد کے ساتھ حسین بن سعید سے، اس نے قاسم بن عروہ سے، اس نے ابن کبیر سے، اس نے زرارہ سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے تیمم کے بارے میں فرمایا: ”اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارو پھر ان کو ہاتھوں اور ان سے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں کو مسح کرو۔“

فَأَمَّا مَا رَوَاهُ الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ بَسَّانٍ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ عَنِ لَيْثِ بْنِ الْمَزَادِيِّ عَنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ
قَالَ تَطْرِبُ بِكَفَيْتِكَ عَلَى الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَنْفُضُهَا وَتَسْمَعُ بِهَا وَجْهَكَ وَذِرَاعَيْكَ.²

(ضعیف) ۳- ۵۹۶۔ البتہ وہ حدیث جسے روایت کی ہے حسین بن سعید نے (ابن مسکان سے، اس نے ابن مسکان سے، اس نے ساریہ مرادی سے اور اس نے نقل کیا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے تیمم کے بارے میں فرمایا: ”ہتھیلیوں کو زمین پر دو مرتبہ مارو پھر ان کو جھاڑو اور ان سے اپنے چہرے اور دونوں بازوؤں کو مسح کرو۔“

وَرَوَى سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيْسَى عَنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ هِشَامِ بْنِ الْكِنْدِيِّ عَنِ الرَّضَاءِ قَالَ: النَّبِيُّ
خَرَجَ لِنُجُوبِهِ وَخَرَجَ لِنُكْفَرِي.³

(صحیح) ۵- ۵۹۷۔ نیز روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، اس نے اسماعیل بن ہمام کنذری سے اور اس نے کہا کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: ”تیمم ایک ضربت چہرے کیلئے اور ایک ضربت ہاتھوں کیلئے ہے۔“

الْحُسَيْنُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ صَفْوَانَ بْنِ يَحْيَى عَنِ الْعَلَاءِ عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحَدِهِمَا قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ النَّبِيِّ فَقَالَ
مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ لِنُجُوبِهِ وَالْيَدَيْنِ.⁴

(صحیح) ۲- ۵۹۸۔ حسین بن سعید نے صفوان بن یحییٰ سے، اس نے علاء سے، اس نے محمد سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں سوال کیا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: ”دو، دو مرتبہ۔“

¹ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۲۵

² تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۲۲

³ نیز کا بیان معمول و تقیہ ہے۔ اصل ہاتھوں کا مسح ہوتا ہے۔

⁴ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۲۲

⁵ تہذیب الادب ج ۱ ص ۲۲۲

پھر وہ ہاتھوں کے مسح کیلئے۔

فَالْوُجْهُ فِي الْجَبِيحِ بَيْنَ هَذِهِ الْأَخْبَارِ أَنْ مَا تَقَشَّطَتْ مِنَ الشَّرْبَةِ الْوَاحِدَةِ تَكُونُ مَخْصُوصَةً بِالظُّهَارِ وَالْمَغْرَبِ وَمَا تَقَشَّطَتْ مِنَ الشَّرْبَةِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْمَغْرِبِ لَيْسَ بِتَكْفِيلٍ لِلْأَخْبَارِ وَالَّذِي يُدَلُّ عَلَى هَذَا التَّفْصِيلِ.

تو ان احادیث کو اکٹھا کرنے کی صورت یہ ہوگی کہ جن احادیث میں ایک مرتبہ (زمین پر) ہاتھ مارنے کا ذکر ہے وہ انصاف میں ہوں چھوٹی طہارت (یعنی وضو) کے ساتھ اور جن میں دو مرتبہ (زمین پر) ہاتھ مارنے کا ذکر ہے وہ مخصوص ہوں بڑی طہارت (یعنی غسل) کے ساتھ تاکہ احادیث میں تناقض پیدا نہ ہو۔ اور اس تفصیل کی دلیل مندرجہ ذیل یہ حدیث ہے:-

عَنْ زَيْنِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيْزِ بْنِ زُرَّارَةَ قَالَ: قَالَ: قُلْتُ لَهُ كَيْفَ التَّيْمُ قَالَ هُوَ خَدْرٌ وَاحِدٌ بِلَوْضٍ وَبِغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ تَطْرِبُ بِيَدَيْكَ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَنْفُخُهَا لِقِبْطَةِ الْوُجْهِ وَ مَرَّةً لِيَدَيْكَ وَمَنْ أُصِيبَتْ يَدَاكَ فَغَسَلْهُمَا كَيْفَ الْوُضُوءِ لَمْ تَكُنْ جُنْبًا.

(صحیح) ۵۹۹۔ جسے روایت کیا ہے حسین بن سعید نے حماد سے، اس نے حریز سے، اس نے زرارہ سے، اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ”تیمم کی کیا کیفیت ہے؟“ فرمایا: ”وہ وضو کے لیے ایک ضربت کے ساتھ ہے جبکہ غسل بڑت کیلئے ہاتھوں کو دو مرتبہ زمین پر مارو گے پھر ان کو جھاڑو گے ایک مرتبہ چہرے کیلئے اور ایک مرتبہ دونوں ہاتھوں کیلئے اور جب نہیں پانی مل جائے تو اگر تم پر غسل واجب ہوگا اور اگر جب نہیں تھے تو وضو واجب ہوگا۔“

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ عَنِ التَّيْمِ فَقَضَى بِكَفَيْهِ الْأَرْضَ ثُمَّ مَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ ثُمَّ قَضَى بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَمَسَحَ بِهَا وَرَقَعَهُ إِلَى أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ وَاحِدَةً عَلَى كُلِّهَا وَاحِدَةً عَلَى بَطْنِهَا ثُمَّ قَضَى بِسَائِرِ الْأَرْضِ ثُمَّ مَسَحَ بِشِمَالِهِ كَمَا صَنَعَ بِسَائِرِهَا ثُمَّ قَالَ هَذَا التَّيْمُ عَلَى مَا كَانَ فِيهِ الْغُسْلُ فِي الْوُضُوءِ الْوَجْهَ وَالْيَدَيْنِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ وَالْأَنْفَ مَا كَانَ عَلَيْهِ مَسْحُ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ فَلَا يَأْتِيهِمُ بِالضَّيْعِ.

(صحیح) ۶۰۰۔ حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے، اس نے ابن اذینہ سے، اس نے محمد بن مسلم سے اور اس نے کہا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیمم کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر مارا پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مسح فرمایا پھر اپنا بائیں ہاتھ زمین پر مارا اور اس سے اپنے (دائیں) بازو کی گھٹی سے انگلیوں کے سرے تک کو مسح کیا ایک مرتبہ بائیں طرف سے اور ایک مرتبہ اندر والے حصہ سے، پھر اپنا دائیں ہاتھ زمین پر مارا اور اپنے بائیں بازو کے ساتھ ویسا کیا جیسا اپنے دائیں بازو کے ساتھ کیا تھا پھر فرمایا: ”یہ تیمم جس طرح ہے غسل کیلئے ہے اسی طرح وضو کیلئے بھی چہرہ اور کھنٹیوں سمیت بازوؤں کا مسح“

تتمت بحمدہ ص ۲۲۲

تتمت بحمدہ ص ۲۲۳

کرتا ہے۔ جبکہ امام نے سر اور دو بازوؤں کے مسح کو ترک کر دیا پس مٹی سے ان پر تیمم نہیں کیا جائے گا۔¹

فَمَا تَقَشَّنْ هَذَا الْحَدِيثَ مِنْ أَنَّهُ مَسَّحَ مِنَ الْبِرْقِ إِلَى أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ وَاحِدَةً عَلَى بَطْنِهَا وَوَاحِدَةً عَلَى ظَهْرِهَا
فَمَسَّحُوا عَلَى مَا قَدَّمَ مِنْ الشَّعْبِيِّ أَوْ الْعَلَمِيِّ حَسَبَ مَا مَطَّعَ فِي تَأْوِيلِ عَبْدِ سَمَاعَةَ وَالَّذِي تَقَشَّنَتْهُ مِنَ الشَّطْرِيقِ
بَيْنَ حَزْبَةِ السُّبُهِيِّ وَالشِّمَالِ فِي مَسْحِ الْيَدَيْنِ لَا يَجِبُ أَنْ تَكُونَ الضَّرْبَاتُ ثَلَاثًا لِأَنَّ الْمُرَاعَى فِي كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنَ
الضَّرْبَتَيْنِ أَنْ يَكُونَ بِالْيَدَيْنِ مَعًا فَإِذَا قَرَأَ فِي وَاحِدَةٍ مِنَ الضَّرْبَتَيْنِ بَيْنَ الْيَدَيْنِ لَمْ يَكُنْ مُخَالِفًا لِذَلِكَ

پس اس حدیث کے مضمون میں جو یہ بات آئی ہے کہ امام نے کھنیوں سے انگلیوں کے سرے تک بازو کو ایک مرتبہ اندر سے رکھا
کیا اور ایک مرتبہ باہر سے مسح کیا۔ تو جس طرح ہم نے پہلے بھی کہا ہے یہ تفسیر پر محمول ہو گا یا پھر ساتھ والی حدیث کی تاویل کی طرف
بھی حکم پر محمول ہو گا عمل پر نہیں۔ اور اس حدیث کے مضمون میں جو بازوؤں کے مسح کیلئے دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ کی ضربت میں
تفریق (الگ الگ زمین پر ہاتھ مارنا) بیان کی گئی ہے یہ ضربتوں کے تین مرتبہ ہونے کا باعث نہیں ہے کیونکہ دونوں ضربتوں میں زمین
چیز کو طوطا خاطر رکھا گیا ہے وہ دونوں ہاتھوں کا ایک وقت زمین پر مارنا ہے پس اگر دو ضربتوں میں سے کسی ایک ضربت کے اندر زمین
ہاتھ مارنے میں تفریق آجھی جائے تو یہ اس بات کے مخالف نہیں ہوگی (بلکہ دونوں ہاتھوں کے مارنے کو ایک ہی ضربت سمجھی جائے گی)

فَأَمَّا عَبْدُ دَاوُدَ بْنِ الثُّعْمَانِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الْمُتَّصِمِينَ لِقَضِيَّةٍ عَنَّا لَا يُوجِبُ أَنْ يُكْتَفَى فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
بِضَرْبَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ قَالَ قِيمَ إِنَّهُ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَتَسَّحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ فَوْقَ الْكَفِّ
قَلِيلًا لِأَنَّهُ إِثْنَا أَحْبَبَ عَنْ كَيْفِيَّةِ الْفِعْلِ فِي التَّيْمِيمِ وَلَمْ يَقُلْ إِنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ لِضَرْبَةٍ أَوْ حَزْبَتَيْنِ وَإِذَا احْتَمَلْنَا ذَلِكَ حَسَنًا
الْعَبْرَةَ عَلَى مَا وَرَدَ فِي الْأَخْبَارِ الْمَفْصَلَةِ الَّتِي أَوْرَدْنَاهَا.

البتہ داؤد بن ثعمان کی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی حدیث جس میں حضرت عمار کا واقعہ مذکور ہے تو وہ حدیث
اس بات کا باعث نہیں بنتی کہ غسل جنابت کے بدلے میں تیمم کیلئے ایک مرتبہ ہاتھوں کا زمین پر مارنا کافی ہو۔ جہاں پر اس حدیث میں یہ
بیان کیا گیا تھا کہ آنحضرت نے اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارا پھر اٹھایا اور ان سے اپنے چہرے اور ہاتھوں کو ہتھیلیوں کے تھوڑے
اوپر سے مسح کیا۔ اس لیے کہ آپ نے تیمم انجام دینے کی کیفیت کے بارے میں خبر دی ہے مگر یہ نہیں فرمایا کہ یہ ایک مرتبہ ضربت
کے ساتھ انجام دیا جائے گا یا دو مرتبہ ضربت کے ساتھ اور چونکہ اس میں اس بات کا احتمال پایا جاتا تھا اس لیے ہم نے اسے ان ہتھیلی
احادیث پر محمول کیا ہے جن کو ہم نے یہاں پر بیان کر دیا ہے۔

¹ مالک نے کتاب "المدوینہ الکبریٰ" میں کہا ہے: "تیمم ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب ہاتھوں کے لئے ہے۔ تیمم کرنے والا دونوں ہاتھ اپنے
ایک مرتبہ زمین پر مارے گا پھر اس کے ہاتھوں سے کچھ (گرد یا مٹی وغیرہ) چپک گیا ہو تو انہیں ہٹا سا جھاڑے گا۔ پھر انہی ہاتھوں سے چہرے کو آگے
کرتے گا۔ اس کے بعد چہرہ دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے گا اور پہلے بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کے اوپر سے کھنی تک پھیرے گا۔ پھر اسی طرح کھنی کے اندر سے
ہتھیلی تک پھیرے گا۔ پھر اسی طرح دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ پر پھیرے گا۔"

فہرست

- 4 مقدمہ مترجم
- 5 تقریباً: حضرت علامہ الشیخ محمد علی فاضل دامت برکاتہ
- 8 مقدمہ مصحح محقق علی اکبر غفاری
- 8 کچھ مؤلف علیہ الرحمہ کے بارے میں
- 11 مقدمہ مؤلف شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ علیہ
- 17 کتاب الطہارۃ
- 17 پانی اور اس کی اقسام کے ابواب
- 18 باب: پانی کی وہ مقدار جسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی
- 24 باب ۲: کڑکی مقدار
- 28 باب ۳: کثیر پانی کا حکم جب اس کی تین صفات رنگ، بو یا ذائقہ میں سے کوئی ایک تبدیل ہو جائے
- 29 باب ۴: بستے پانی میں پیشاب کرنا۔
- 31 باب ۵: مضاف پانی کا حکم
- 33 باب ۶: کھجور کی نیب (شراب) کے ساتھ وضو
- 35 باب ۷: حائضہ عورت اور مجنب کے وضو سے بچنے والے پانی کا استعمال اور ان لوگوں کا جو ٹھا۔
- 37 باب ۸: کافروں کے جوٹھے کا استعمال
- 38 باب ۹: پانی کا حکم جب اس میں کتا منہ مار گیا ہو۔
- 41 باب ۱۰: قلیل پانی میں کوئی نجاست پڑ گئی ہو۔
- 46 باب ۱۱: چوہا، چھچکی، سانپ اور بچھو جب پانی میں گر جائیں اور اس سے زندہ نکل آئیں۔
- 49 باب ۱۲: دیگر حلال گوشت اور حرام گوشت جانوروں کا جو ٹھا۔
- 50 باب ۱۳: خون جسندہ رکھنے والے حشرات پانی میں گر کر مر جائیں۔
- 52 باب ۱۴: استعمال شدہ پانی
- 55 باب نمبر ۱۵: وہ پانی جس میں کوئی نجس چیز پڑ گئی ہو اور وہ آن، وغیرہ گوندھنے میں استعمال ہو۔
- 57 باب نمبر ۱۶: سورج سے گرم شدہ پانی کا استعمال

- 58 کنویں کے ادکام سے متعلق ابواب
- 59 باب نمبر ۱۷: کنویں میں کوئی چیز ایسی پڑ جائے جو اس کے رنگ، بو یا ذائقہ کو تبدیل کر دے۔
- 64 باب نمبر ۱۸: کنویں میں بچے کا پیشاب گر جائے۔
- 65 باب ۱۹: کنویں میں اونٹ، گدھا یا ان جیسا کوئی جانور گر جائے یا اس میں شراب انڈلی جائے۔
- 68 باب نمبر ۲۰: کنویں میں کتا، خنزیر اور اس جیسا جانور گر جائے۔
- 73 باب نمبر ۲۱: کنویں میں چوہا، مینڈک اور چھپکلی گر جائے۔
- 77 باب نمبر ۲۲: کنویں میں خشک یا تر پاخانہ گر جائے۔
- 79 باب نمبر ۲۳: مرغی اور اس جیسا جانور کنویں میں گر کر مر جائے۔
- 81 باب نمبر ۲۴: کنویں میں کم یا زیادہ خون پر جائے۔
- 83 باب نمبر ۲۵: کنواں اور نکاسی کے گڑھے کے درمیان فاصلہ کی مقدار۔
- 85 باب نمبر ۲۶: پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبل رخ ہونا یا قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا۔
- 87 باب نمبر ۲۷: جس کے بائیں ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک نقش ہو اور وہ استنجا کرنا چاہتا ہو۔
- 88 باب نمبر ۲۸: پیشاب کے بعد استنجا سے پہلے استبراء کا وجوب۔
- 89 باب نمبر ۲۹: پیشاب سے استنجا کیلئے پانی کی کم از کم مقدار۔
- 90 باب نمبر ۳۰: کسی بھی حدیث کے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو دھونا۔
- 92 باب ۳۱: پیشاب اور پاخانہ کے بعد استنجا واجب ہے۔
- 102 باب نمبر ۳۲: اعضاء کو دھونے میں بالوں سے ابتداء کرنے کی ممانعت۔
- 103 باب نمبر ۳۳: سر اور دو پاؤں کے مسح کے لئے پانی کے استعمال کی ممانعت۔
- 106 باب نمبر ۳۴: سر اور پاؤں کے مسح کی کیفیت۔
- 108 باب نمبر ۳۵: سر اور پاؤں کے مسح کی مقدار۔
- 112 باب نمبر ۳۶: کیا سر کے ساتھ کانوں کا مسح بھی ضروری ہے؟ یا نہیں؟
- 113 باب نمبر ۳۷: پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے۔
- 116 باب نمبر ۳۸: نکلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔
- 118 باب نمبر ۳۹: وضو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا۔
- 120 باب نمبر ۴۰: چہرہ دھونے میں پانی کے استعمال کی کیفیت۔
- 121 باب نمبر ۴۱: افعال وضو کی تعداد۔

- 125..... باب نمبر ۴۲: افعال و ضو کو لگنا اور انجام دینا واجب ہے۔
- 126..... باب نمبر ۴۳: اعضائے وضو میں ترتیب واجب ہے۔
- 130..... باب نمبر ۴۴: مہندی لگے سر پر مسح۔
- 132..... باب نمبر ۴۵: بطور تقیہ موزوں پر مسح کرنا جائز ہے۔
- 134..... باب نمبر ۴۶: جہیرہ مسح۔
- 138..... باب نمبر ۴۷: نیند۔
- 142..... باب نمبر ۴۸: پیٹ کے کیزے۔
- 144..... باب نمبر ۴۹: قے کرنا۔
- 145..... باب نمبر ۵۰: نگسیر۔
- 148..... باب نمبر ۵۱: جینا اور قبچہ لگانا۔
- 149..... باب نمبر ۵۲: شعر گوئی۔
- 150..... باب نمبر ۵۳: یوسہ اور شرمہ گاہ کو مس کرنا۔
- 153..... باب نمبر ۵۴: کافر سے مصافحہ اور کتے کو چھونا۔
- 155..... باب نمبر ۵۵: پیٹ کی دوا۔
- 156..... باب نمبر ۵۶: نذی اور وڈی کا حکم۔
- 162..... باب نمبر ۵۷: لوہے کے تیز دھار آلات کا استعمال۔
- 165..... باب نمبر ۵۸: گائے اور اونٹنی وغیرہ کا دودھ پینا۔
- 167..... واجب اور مستحب غسل کے ابواب۔
- 168..... باب نمبر ۵۹: غسل جنابت، حیض، استحاضہ، نفاس اور مس میت واجب ہے۔
- 171..... باب نمبر ۶۰: غسل میت اور غسل مس میت واجب ہے۔
- 177..... باب نمبر ۶۱: مستحب غسل۔
- 181..... باب نمبر ۶۲: منی نکلنے سے ہر حال میں غسل واجب ہو جاتا ہے۔
- 182..... باب نمبر ۶۳: عورت پر بھی انزال ہونے کی صورت میں ہر حال میں غسل واجب ہے۔
- 188..... باب نمبر ۶۴: دو ختنہ گاہوں کے ملاپ سے غسل واجب ہوتا ہے۔
- 192..... باب نمبر ۶۵: کوئی آدمی اپنے کپڑوں پر منی دیکھے مگر استحمام یا نہ ہو۔
- 193..... باب نمبر ۶۶: مرا اگر عورت کی اندام نہانی کے علاوہ میں مصابحت کرے اور صرف اسے انزال ہو۔

- باب نمبر ۶۷: جنب آدمی اللہ کے نام والے سکوں کو مت چھوئے۔
- 195.....
- باب نمبر ۶۸: جنب کا قرآن کو چھونا حرام ہے۔
- 196.....
- باب نمبر ۶۹: جنب اور حائضہ کا قرآن پڑھنا
- 197.....
- باب نمبر ۷۰: جنب اور حائضہ کا تیل اور خضاب لگانا۔
- 200.....
- باب نمبر ۷۱: جنابت والے کا کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا۔
- 202.....
- باب نمبر ۷۲: جنبت میں غسل سے پہلے پیشاب کے ذریعہ استبراء واجب ہے۔
- 204.....
- باب نمبر ۷۳: غسل جنابت اور وضو کیلئے پانی کی مقدار۔
- 208.....
- باب نمبر ۷۴: غسل جنابت میں ترتیب واجب ہے۔
- 212.....
- باب نمبر ۷۵: غسل جنابت کی وجہ سے وضو ساقط ہے۔
- 216.....
- باب نمبر ۷۶: جنب آدمی کا کنویں یا تالاب سے پانی بھرنا۔
- 219.....
- حیض، استحاضہ اور نفاس کے باب.....
- 221.....
- باب نمبر ۷۷: عورت حائضہ ہو تو مرد کیا کرے۔
- 222.....
- باب نمبر ۷۸: حیض کی سب سے کم اور سب سے زیادہ مدت
- 225.....
- باب نمبر ۷۹: طہر کی کم ترین مدت
- 227.....
- باب نمبر ۸۰: حائضہ بیوی کے ساتھ جماع کا کفارہ۔
- 229.....
- باب نمبر ۸۱: کیا خون حیض کے رک جانے کے بعد مگر غسل سے پہلے ہمبستری جائز ہے؟
- 233.....
- باب نمبر ۸۲: پہلی مرتبہ اور مستقل خون دیکھنے والی عورت۔
- 235.....
- باب نمبر ۸۳: حاملہ کا خون دیکھنا۔
- 237.....
- باب نمبر ۸۴: حائضہ عورت اگر اوقات نماز میں پاک ہو جائے۔
- 242.....
- باب نمبر ۸۵: نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عورت حائضہ ہو۔
- 246.....
- باب نمبر ۸۶: ماہ رمضان المبارک کے ایام میں حیض کا آنا۔
- 248.....
- باب نمبر ۸۷: جنب عورت اگر حائضہ ہو جائے۔
- 250.....
- باب نمبر ۸۸: حائضہ کے غسل کیلئے پانی کی مقدار۔
- 252.....
- باب نمبر ۸۹: حیض اور عدت کے بارے میں عورت کا بیان قابل قبول ہے۔
- 253.....
- باب نمبر ۹۰: مستحاضہ عورت کی احتیاط۔
- 254.....
- باب نمبر ۹۱: نفاس کے زیادہ سے زیادہ دن۔
- 257.....

- 265..... باب کے تیمم
- 266..... باب نمبر ۹۲: آیا پر تیمم جائز نہیں ہے۔
- 267..... باب نمبر ۹۳: کچھڑ والی زمین، گارے اور پانی پر تیمم۔
- 270..... باب نمبر ۹۴: برف سے ڈھکی زمین پر تیمم۔
- 272..... باب نمبر ۹۵: تیمم کرنے والے کو پانی ملنے کی صورت میں نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
- 276..... باب نمبر ۹۶: جب آبی کا تیمم کے ساتھ نماز پڑھنا۔
- 280..... باب نمبر ۹۷: تیمم کے ساتھ زیادہ نمازیں پڑھنا۔
- 282..... باب نمبر ۹۸: پانی کی جستجو واجب ہے۔
- 283..... باب نمبر ۹۹: تیمم نماز کے آخر وقت میں واجب ہے۔
- 285..... باب نمبر ۱۰۰: تیمم کے ساتھ نماز شروع کرنے کے بعد پانی کا ملنا۔
- 288..... باب نمبر ۱۰۱: کپڑے پر مٹی کے اثرات ہوں، دھونے کیلئے پانی نہ ہو اور کپڑا بھی ایک ہو۔
- 291..... باب نمبر ۱۰۲: تیمم کا طریقہ کار۔
- 293..... باب نمبر ۱۰۳: افعال تیمم کی تعداد۔